الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

مجموعۂ یازده رساله

از تصنیفات وافادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدالدین ابوالفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسلسلہ مطبوعات کتبخانہ رضویہ گلبرگہ شریف

باہتمام و توجہ خاص جناب علی القاب نواب غلام یزدانی صاحب دام مناقبہ

صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و میر مجلس کتبخانہ رضویہ

وبہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب دام فیضہ

ناظم اوقاف یاب۔ امر رشتہ تعلیمات سرکار

در المطابع مطبع کیسری واقع حیدرآباد دکن طبع یافت

برچیده از کتابخانه دیجیتال هندوستان http://dli.iiit.ac.in
باز تکثیر از کتابخانه کتاب فارسی http://www.KetabFarsi.com

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات و افادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام السالکین شمس العارفین مصباح الموحدین سید الصادقین
ولی الاکبر الصادق صدر الدین الشیخ
سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

بمطبع [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم انت الله الواحد الاحد الفرد الذی لا اله انت لا غيرك ولا موجود أسوائك - الهی انت الذاكر وانت المذكور انت الحامد وانت المحمود - انت الطالب وانت المطلوب انت المحب وانت المحبوب - انت الناظر وانت المنظور انت الشاهد وانت المشهود - یا هو یا من لا هو الا هو یا من لا اله الا هو یا ازلی یا ابدی یا دهری یا دیموی صل وسلم وبارك علی النور الاقدس الاتم الاقدم الذی بولاه حجابك لاحرقت سبحات وجهك ما انتهی الیه بصرك من خلقك وعلی اله الطیبین الطاهرین واصحابه الهادیین المهدیین -

الهی

تو بعلم ازل مرا دیدی وانچنانم بعیب بگزیدی
ترحم آن من بیدل بمان رو مکن انچه خود پسندیدی

ترجمہ تخلیص سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ کے چہیتے

چھوٹے یہ گیارہ رسالے طبع کئے جا کر شائع کئے جاتے ہیں۔ ہر رسالہ علٰحدہ علٰحدہ طبع ہوا ہے اور ہر ایک کے صفحوں کا شمار علٰحدہ علٰحدہ سر صفحہ پر دیدیا گیا ہے۔ اوس کے علاوہ پورے مجموعہ کے صفحوں کا شمار بھی مسلسل از ابتدا تا آخر صفحوں کے نیچے دیدیا گیا ہے۔ ذیل میں ان رسالوں کی تفصیل دی جاتی ہے اور ہر ایک کے نام کے محاذی اوس کے ابتدا کے صفحہ کا شمار جو صفحہ کے نیچے لکھا ہوا ہے دیدیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ شریف	صفحہ	۱
(۲) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت	″	۹
(۳) رسالہ در مسئلہ رویت باری تعالیٰ و کرامات اولیا	″	۴۳
(۴) حدایق الانس :- دیباچہ	″	۵۹
حدیقہ اول	″	۶۳
حدیقہ دوم	″	۶۷
حدیقہ سیوم	″	۶۹
حدیقہ چہارم	″	۷۱
حدیقہ پنجم	″	۷۲
حدیقہ ششم	″	۷۴
حدیقہ ہفتم	″	۷۶
حدیقہ ہشتم	″	۸۰
حدیقہ نہم	″	۸۱
حدیقہ دہم	″	۸۳
حدیقہ اول از دنبالہ الحاقی حدیقہ یازدہم است	″	۸۵
حدیقہ دوم از دنبالہ الحاقی حدیقہ دوازدہم است	″	۸۶

(۴) وجود العاشقین صفحہ ۸۹
(۵) رسالہ توحید خواص " ۱۰۱
(۶) رسالہ منظوم در اذکار " ۱۰۷
(۷) رسالہ مراقبہ " ۱۱۳
(۸) رسالہ اذکار چشتیہ " ۱۲۱
(۹) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ " ۱۳۵
(۱۰) برہان العاشقین المعروف بہ قصہ چہار برادر " ۱۴۱
شروح برہان العاشقین:۔
(۱) شرح اول " ۱۴۴
(۲) شرح دوم " ۱۴۹
(۳) شرح سیوم از حضرت ابو صالح محمدؒ عرف شیخ حسن چشتی " ۱۵۴
(۴) شرح چہارم از حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامیؒ " ۱۵۹
(۵) شرح پنجم از حضرت میر سید محمد کالپویؒ " ۱۶۸
(۶) شرح ششم از حضرت مولانا محمد رفیع الدینؒ دہلوی ۱۸۴
(۷) شرح ہفتم از علامہ حکیم مرزا قاسم علی بیگ حیدرآبادی ۱۹۳
غلط نامہ مجموعہ رسایل ۲۲۷

ان رسالوں کی کیفیت مختصر طور پر ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ شریف

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کلام اللہ شریف کے ہر سورہ سے چند آئتیں انتخاب کرکے اون کی تفسیر لکھی ہے اور اوس کا نام **لطائف قشیری** رکھا ہے۔ یہ تفسیر بعید لطیف پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور ہر آئت کے اسرار و غوامض نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز

قدس سرہ امام قشیری کے بہت معتقد تھے اور یہ تفسیر اون کو نہایت پسند تھی اپنی تصانیف میں کہیں کہیں اوس کے مضامین درج کئے ہیں۔ حضرت مخدوم کے سوانح نگار محمدؒ سامانیؒ نے کتاب **سیر محمدی** میں جہاں حضرت مخدوم کے تصانیف کا ذکر کیا ہے اون کی ایک **تفسیر ملتقط** کا بھی ذکر کیا ہے خود حضرت مخدوم نے بھی اپنی بعض تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اوس کے بعض مقامات کی عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ یہ تفسیر قرآن شریف کے منتخب سورتوں اور آیات کی ہے اور لطایف قشیری ہی کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ملتقط اب مفقود ہے بہت جستجو کے بعد بھی اوس کا پتہ ہنوز نہیں مل سکا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ سورہ فاتحہ شریف کی یہ تفسیر جو اس مجموعہ میں شریک کیگئی ہے یا اوسی تفسیر ملتقط کا جزو ہے یا حضرت مخدوم نے اوس سے علٰحدہ مستقل طور پر تحریر فرمایا ہے۔ میرے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما جناب مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی کے کتب خانہ سے ایک نہایت خوشخط ۱۰۶۴ھ کا لکھا ہوا حضرت مخدوم بندہ نواز کے چند چھوٹے رسالوں کا مجموعہ مجھے عاریتاً ملا تھا اوس میں یہ تفسیر بھی تھی۔ اوس سے نقل لی گئی اور اوس نقل سے طباعت کی گئی دوسرا نسخہ چونکہ نہیں مل سکا اس لئے مقابلہ نہیں ہو سکا اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۴) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے جیسا کہ دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے اس کو ۷۹۲ھ میں تصنیف کیا اس کا ذکر اونہوں نے اسرار الاسرار کے ایک سمر میں بھی کیا ہے اپنے زمانہ کی حالت دیکھ کر اونہوں نے نہایت سوز دل سے یہ کتاب تصنیف کی اور چند نہایت نازک مسائل (خصوصاً مسئلہ جبر و اختیار) کا بیان بہت لطیف اور واضح پیرایہ میں فرما دیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے اوس سے نقل لی گئی حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ایک

مجموعہ ملا جس میں ۱۰۶۴ھ کا نقل کیا ہوا یہ رسالہ بھی تھا اوس سے مقابلہ کرکے میرے نقل
کئے ہوئے رسالہ کی تصحیح کی گئی لیکن پھر بھی بہت مقامات تصحیح طلب رہ گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں
مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں مجھے اس کا
ایک نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۱۹) ملا اوس سے میں نے اپنے نسخہ کا مقابلہ کیا اور مکمل طور پر تصحیح
کرلی اوسی تصحیح کردہ نسخہ سے یہ کتاب طبع کی گئی۔

(۳) رسالہ در مسئلہ رویت باری تعالیٰ وکرامات اولیا وغیرہ

کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے نقل لی گئی اور ۱۳۵۱ھ میں میں جب کلکتہ گیا
رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۲۸) سے میں نے
مقابلہ کیا اور جس حد تک تصحیح ممکن ہوسکی کی۔ یہ رسالہ بغیر حمد و نعت اور بغیر کسی تمہید
کے شروع کیا گیا ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا حضرت مخدوم کی کسی تصنیف کا یہ ایک
جزو ہے یا اون کی مستقل تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں حضرت گیسودرازؒ نے متعدد مسائل
پر محققانہ بحث کرکے اون کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلا مسئلہ رویت باری تعالیٰ کا ہے
اہل سنت وجماعت کے علاوہ اسلام کے بقیہ تمام فرقے اس کا قطعی انکار کرتے ہیں نہ صرف
دنیا میں بلکہ عقبیٰ میں بھی۔ اون کا ادعا ہے کہ بشر کے لئے رویت باری محال ہے۔
چونکہ صحیح حدیثوں سے نہایت وضاحت اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ بہشت
میں مومن خداوند تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا اس لئے اہل سنت
میں کسی کو بہشت میں دیدار باری سے اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو دنیا
میں رویت سے ہے۔ جمہور علمائے محققین اور صوفیائے کاملین متفق ہیں کہ دنیا میں
خواب میں دیدار ممکن ہے چنانچہ بہت سے خواص اولیا کے متعلق صحت کے ساتھ
روایت کی گئی ہے کہ وہ خواب میں بارہا دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ زیادہ
اختلاف اس میں ہے کہ آیا دنیا میں بحالت بیداری بھی دیدار ممکن ہے چنانچہ اکابر مشائخ

امام ابوبکر کلابادی مصنف کتاب تعرف اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیی بنیزی کو قطعاً انکار ہے۔ بخلاف اوس کے دوسرے اکابر کو جن میں حضرت پیران پیر غوث الثقلین سلطان الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی اور اولیائے چشتیہ شامل ہیں رویت کا انکار نہیں ہے۔ حضرت مخدوم نے صراحت فرمائی ہے کہ اخص الخواص اولیا جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اون کا خواب و بیداری اون کا ظاہر و باطن اون کی دنیا اور عقبیٰ سب کی حالت ایک سی ہو جاتی ہے تو اون کو حالت یقظہ میں بھی بچشم باطن دیدار ممکن ہو جاتا ہے اور ہوا ہے۔ اسی رسالہ میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں "محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آن طایفہ را دیدہ ام کہ ایشان یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند"

اس کتاب میں دوسرا مسئلہ انبیا کی ملایکہ مقربین پر فضیلت کے متعلق ہے تیسرا مسئلہ کرامات اولیا اور چوتھا مسئلہ کلام اللہ شریف کے متشابہات کی بحث میں ہے۔

(۴) حدایق الانس

۱۳۵۱ھ میں میں نے کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ سے اس کتاب کی نقل لی۔ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ۱۳۲۵ھ کا لکھا ہوا جدید الخط نسخہ موجود ہے مگر وہ اس قدر غلط لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں اوس سے کچھ مدد نہیں مل سکی۔ تیسرا نسخہ کہیں دستیاب نہیں ہوا۔

حضرت مخدوم نے اپنے ایک برگزیدہ مرید کو دس حدیقے لکھوائے ان کو لکھوانے کے بعد اور دو حدیقوں کا اضافہ فرمایا۔ پیر کی رحلت کے بعد اونہوں نے دیباچہ لکھ کر ان حدیقوں کو کتاب کی شکل میں مدون کیا اور ترتیب وہی قائم رکھی جس ترتیب سے حضرت مخدوم نے لکھوایا تھا۔ اور [illegible]

ان حدیقوں کے جامع نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ حدیقہ ہشتم اور حدیقہ نہم کے مضامین پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عنوان میں تقدم تاخر ہو گیا ہے کتاب منقول عنہ میں چونکہ یہی ترتیب تھی اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے طباعت میں عنوان کا وہی شمار قائم رکھا گیا۔

ان حدیقوں میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے عجیب عجیب نکتے اور اسرار بیان فرمائے ہیں بعض کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا:۔

حدیقہ اول میں فرماتے ہیں:۔ "بدانی کہ مرد عارف و سالک و ہالک را ہرچہ الذے و اشہیٰ بود تجلی او در آن الذ و اشہیٰ و ابہیٰ بود چہ دانم تو چہ فہم کنی۔ آنی دانی"

حدیقہ نہم میں نماز باجماعت کی شدید تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے "و خواجہ من قدس سرہ گفتہ است کہ ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان او را چہ چرکین نامند" اللہ اللہ ایک وقت کی جماعت کے قضا ہونے کا یہ حال ہے اگر کسی وقت کی نماز ہی قضا ہو جائے تو کیا حال ہوگا! اللہم احفظنا۔

اسی حدیقہ میں نماز باجماعت کی باطنی حالت اس طرح ظاہر فرمائی ہے:۔ "بحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد و قالبے دارد و روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد ہر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے صورت اتحاد بیند خفی با قلب آن چنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے ہمیں مثال است۔ اے عزیز نماز بجماعت بحق سوخت و شناخت رب العزت جز این نباشد"۔

حدیقہ یازدہم (یعنی حدیقہ دہم کے بعد کے حدیقہ میں جس کو جامع کتاب نے حدیقہ "اول" لکھا ہے) حضرت مخدوم روحی فداہ نے ایک نہایت ہی باریک اور دور رس اور مدہوشی آور نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو مال زر دیتا ہے جس کو وہ راہ خدا میں مختلف طریقوں پر صرف کرتا ہے۔ اوس کو

قوت اور صحت جسمانی مرحمت فرماتا ہے۔ جن کی بدولت وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ تلاوت کلام اللہ کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوتا ہے۔ حج کرتا ہے جہاد فی سبیل اللہ میں جان و مال کو قربان کرتا ہے۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ قبول فرماوے تو غنیمت ہیں اوس کو اون کی جزا اور بہت جزا ملیگی۔ لیکن یہ سب خیرات و مبرات عبادات و مجاہدات انسان اوسی وقت تک کرسکتا ہے جب تک کہ وہ بقید حیات ہے۔ موت کے آتے ہی یہ سب ختم ہوجاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لئے قطعاً سب سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم فرماتے ہیں "اما محبت اللہ سبحانہ بصفتہ ازلی و ابدی است او ازلی و ابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم سلیم ہمہ را پشت داده روے بمحبت آرد" یعنی سب سے انفع اور ما یبقیٰ چیز محبت الٰہی ہے۔ موت کے آتے ہی سب اعمال منقطع ہوجاتے ہیں عشق الٰہی ہی ایسی چیز ہے جو غیر فانی ہے اور ابد الآباد تک منقطع نہیں ہوسکتی اس لئے چاہیئے کہ تم محبت الٰہی پیدا کرو اور جتنی عبادتیں تم سے ہوسکیں محبت میں سرشار ہوکر بجا لاؤ تاکہ مرنے کے بعد گو تمہارے اعمال ظاہری منقطع ہوجائیں محبت الٰہی تمہارا ساتھ قبر میں دے اور ابد الآباد تک تم کو نہ چھوڑے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ میں حضرت موسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور اوسی وقت اون سے آسمان پر بھی ملاقات ہوئی۔ حدیث صحیح ہے کما تعیشون تموتون کما تموتون تبعثون یعنی آدمی جس ذہن میں زندگی گزارے گا مرے گا بھی اوسی ذہن میں اور جب قیامت میں زندہ کیا جائے گا تو اسی ذہن میں زندہ ہوگا۔ اللہ کی محبت اور اوس کا عشق جب انسان کے وجود پر مستولی ہوجائے گا تو اوس کی ہر ادنیٰ محبت اور عشق میں کٹ جائے گی اور جب مرے گا اوسی عشق اور محبت میں سرشار مرے گا۔ اور قیامت کے روز جب اوٹھایا جائے گا اوسی عشق اور محبت میں وہ اوٹھے

اور سرشار اوٹھے گا ؎

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

دیوانہ مرفع القلم ہوا کرتا ہے۔ عشق الٰہی کے دیوانے سے حساب کتاب سوال و جواب کیسا۔ حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے روز ایسے لوگ بھی ہوں گے جو بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے وہ انہیں دیوانگان محبت الٰہی کی جماعت ہوگی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قتیلان محبت الٰہی کی موت سنت الٰہی کی تبعیت میں محض ظاہری موت ہے ورنہ وہ لوگ زندۂ جاوید ہیں۔ ولعمری خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حق سبحانہ تعالیٰ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے وابستگان دامن کو اون کے مسلک پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما دے اور اوس پر استقامت نصیب کرے۔ اللھم حرق قلوبنا بنار عشقك وارزقنا ازدیاد محبتك حتی لا یبقی شیئ غیرك

(۵) وجود العاشقین

یہ مختصر رسالہ حضرت مخدوم کے عشق الٰہی کی حقیقت اور اوس کے مراتب کے بیان میں تحریر فرمایا ہے عشق حقیقی کے مراتب اور اسرار میں اونہوں نے ایک مبسوط کتاب المسمی بہ **خطائر القدس** تصنیف فرمائی ہے جو چھپ کر ضائع ہو چکی ہے۔ اس مختصر میں اوس کے تمام مراتب کو از ابتدا تا انتہا نہایت ایجاز کے ساتھ اپنے خاص انداز میں نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

ملک دکن میں اس رسالہ کے نسخے جا بجا موجود ہیں چونکہ ناقلین بہت لی گئی ہیں اس لئے بصداق "ہر کہ آمد بران مزید ے کرد" کاتبوں نے غلطیوں کا بھی انبار

کردیا ہے جس سے ایسی غامض کتاب کی تصحیح میں نہایت دشواری پیش آئی مجھے اس کے پانچ قلمی نسخے ملے جن میں ایک ۱۰۴۸ھ کا اور دوسرا ۱۱۶۱ھ کا لکھا ہوا تھا۔ مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد میں ۱۳۰۵ھ میں یہ کتاب چھپی بھی تھی لیکن سرتاپا غلطیوں اور الحاقات سے بھری ہوئی۔ بہرحال ان پانچ نسخوں کے مقابلے سے بقدر امکان تصحیح کی گئی۔

(۶) رسالہ توحید خواص

اس رسالہ میں "وحدت حقیقی" کا مسئلہ نہایت لطیف اور محققانہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ میں مجھے ایک مجموعہ ملا جس میں حضرت مخدوم کے چند دوسرے رسالوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی تھا۔ اور شرف پریس بہار میں ۱۳۰۶ھ میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور حضرت امیر ابوالعلا اکبرآبادی اور حضرت نجم الدین کبیری رحمۃ اللہ علیہم کے چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہمراہ طبع بھی ہوا تھا۔ ان دونوں (یعنی قلمی اور مطبوعہ) نسخوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔ اس رسالہ میں حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنا نام کہیں درج نہیں کیا ہے اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اونہیں کی تصنیف ہے لیکن قلمی نسخہ کے لوح پر اون کا نام لکھا ہوا تھا اور جن دوسرے رسالوں کے ہمراہ اوس مجموعہ میں شریک تھا وہ اونہیں کے تصنیف کردہ ہیں اس لئے ظن غالب یہی ہے کہ یہ رسالہ بھی حضرت مخدوم ہی کی تصنیف ہے۔

(۷) رسالہ منظوم در اذکار

بائیس سال ہوئے روضہ خورد کے ایک متوسل کے پاس میں نے حضرت مخدوم بندہ نواز قدس سرہ کا نثر میں اذکار کے متعلق ایک رسالہ دیکھا تھا اوس میں طریقہ علیہ چشتیہ کے وہ اذکار درج کئے گئے تھے جن کی تعلیم مریدوں کو عموماً دیجاتی ہے

جن صاحب کے پاس یہ رسالہ تھا وہ ان کا انتقال ہوگیا اور ان کے بعد وہ رسالہ بھی تلف ہوگیا اور کسی دوسرے نسخہ کا مجھے پتہ نہیں ملا۔ اس منظوم رسالہ کا مجھے صرف ایک ہی نسخہ ملا۔ چونکہ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے بعض جگہ الفاظ اور عبارتیں مشکوک رہ گئیں۔ اس منظوم رسالہ میں حضرت مخدوم نے وہ اذکار جمع کئے ہیں جن کی تعلیم منتہی اور پایۂ تکمیل کو پہنچے ہوئے مریدوں کو دیجاتی ہے۔ اس لئے حضرت مصنف نے ان سب کو نہایت غامض پیرایہ میں بلکہ بطور معما کے لکھا ہے۔

(۸) رسالہ در مراقبہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ملا۔ اس نسخہ کی کتابت ختم کرکے کاتب نے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے: "قوبل باصلہ الکرام"۔ اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ اس کا مقابلہ حضرت مصنف کے دستخطی نسخہ سے کیا گیا تھا۔ اس رسالہ میں مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے چھتیس مراقبے درج کئے گئے ہیں جو علاوہ طریقہ چشتیہ کے دوسرے طریقوں (مثلاً قادریہ۔ سہروردیہ وغیرہ) میں بھی رائج ہیں۔

(۹) رسالہ اذکار چشتیہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ملا۔ کاتب نے آخر کتاب میں ختم کتابت کی تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہے: "فی التاریخ ۱۴ شوال سنہ ۱۰۶۳ از جلوس اورنگ زیب در اورنگ آباد"۔ اس نسخہ سے نقل لے کر میں نے اس مجموعہ میں شریک کیا۔ تقابل و تصحیح کے لئے چونکہ دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہے۔

یہ رسالہ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کا تصنیف کردہ نہیں ہے

بلکہ اون کے ایک مرید نے جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے اون اذکار کو جن کی تعلیم حضرت مخدوم دیا کرتے تھے جمع کر کے کتاب کی شکل میں مرتب اور مدون کر دیا ہے متعدد مقامات پر یہ یا اوس کے ہم معنی عبارت بھی لکھی ہے "بندگی میاں بڑے ابن مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند"۔ حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید اکبر حسینی قدس سرہ کو عموماً لوگ سید بڑے اور میاں بڑے کہا کرتے تھے۔ ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مولف حضرت سید اکبر حسینی کے بھی فیض یافتہ تھے اور ان کے زمانۂ حیات میں اونہوں نے یہ رسالہ قلمبند کیا۔ چونکہ اون کی وفات اون کے والد کے زندگی میں واقع ہوئی اس لئے یہ رسالہ ضرور حضرت مخدوم بندہ نواز کے نظر سے بھی گزرا ہوگا چونکہ اون کا تصنیف کردہ رسالہ جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں مجھے نہیں ملا اس لئے اس مجموعہ میں اس "رسالہ اذکار چشتیہ" کو شریک کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

(۱۰) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ

امیر خسرو دہلوی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ کے قدیم ترین مقرب ترین برگزیدہ ترین اور اخص اخوص مرید تھے پیر کے جناب میں جو تقرب اور محرمیت انہیں حاصل تھی کسی مرید کو حاصل نہیں ہوئی۔ راتوں کو ان کے خلوت خاص میں ان کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے انہیں "خواجہ ترک اللہ" کا خطاب دیا تھا خطوط اور تحریرات میں اسی لقب سے مخاطب فرماتے تھے اور گفتگو میں اونہیں عموماً ترک ہی کے لقب سے یاد کیا کرتے اون کو حضرت امیر سے اس قدر محبت تھی کہ اون کو مخاطب فرما کر کبھی کبھی فرماتے "من تو ہمہ تنگ ایم تا عدے کہ "خود تنگ ایم واز تو تنگ میایم" یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "گر شریعت اجازت دہی تو ہیں وصیت کردمی تا کہ خسرو کو میرے ساتھ میرے قبر میں کیا دفن کریں چونکہ یہ ممکن نہ تھا ان سے وصیت کی کہ خسرو اون کے قریب دفن کئے جائیں حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ خواجہ اپنے

خدا کردہ است کہ ہر گاہ کہ در بہشت خرامد بندہ را برابر خود در بہشت بردانشار اللہ تعالیٰ" محبت الٰہی کی آگ خسرو کے سینہ میں اس قدر بھری ہوئی اور شعلہ زن تھی کہ اون کے پیرنے کبھی کبھی فرمایا "حق تعالیٰ مرا بسوز سینہ ترک بخشاید" اللہ اللہ! حضرت محبوب الٰہی کے دل میں خسرو کی محبت اس قدر زیادہ تھی کہ یہ شعر اون کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا ؎

گر ز بہر ترک ترکم ارہ بر تارک نہند ترک تارگ گیرم الا نگیرم ترک ترک

خلاصہ یہ کہ حضرت امیر خسرو "محبوب الٰہی" کے محبوب تھے۔

خسرو کی ذات آیت من آیات اللہ تھی یا یوں کہئے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں میں ایک معجزہ تھی۔ اس جامعیت کے آدمی امت مرحومہ میں بہت کم پیدا ہوئے۔ علامہ شبلی نے شعر العجم کی دوسری جلد میں خسرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات نہیں پیدا ہوا اور سچ پوچھو تو اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ایران و روم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کئے ہوں گے" اون کے تمام کمالات کو بیان کرنا اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے صرف شاعری ہی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جامعیت کا شاعر دنیا کی کسی قوم نے نہیں پیدا کیا بڑے بڑے باکمال شاعر جتنے ہوئے انہوں نے شاعری کے صرف ایک یا دو صنف میں کمال حاصل کیا۔ لیکن خسرو شاعری کے ہر صنف میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔ قصیدہ میں خاقانی کمال اصفہانی اور ظہیر فاریابی سے بلند تر ہیں۔ مثنوی اور غزل میں نظامی اور سعدی کے ہم پلہ اور ہم رتبہ ہیں۔ رباعی گوئی میں کوئی شاعر اون کے برابر نہیں ہوا در قطعات اور ترجیع بند وغیرہ میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ یہ تو فارسی زبان کے کمالات تھے ہندی زبان کی شاعری کو اونہوں نے اس درجہ کمال کو پہنچایا کہ اون کے [illegible] شاعر اون کی گرد تک نہ پہنچ سکا۔ عربی میں اون کے

اشعار بہت کم منقول ہیں لیکن جو موجود ہیں تبنی کے اشعار سے کسی طرح کم پایہ نہیں ہیں
خسرو ہندی اور ایرانی موسیقی کے بھی جامع تھے اور ایسے جامع تھے کہ ایسا باکمال اون
کے بعد آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ اون سے پہلے کسی کا پتہ چلتا ہے۔

حکیم افضل الدین خاقانی کی کلیات کا جو پہلا قصیدہ ہے اوس کے مطلع کے
دو شعر یہ ہیں۔ یہ قصیدہ ۱۱۶ شعر کا ہے۔ ؎

دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباندانش — دمِ تسلیم سر عشرہ سرِ زانو دبستانش
نہ ہر زانو دبستان است و ہر دم لوحِ تعلیمش — نہ ہر دریا صدف دارد و ہر نم قطرہ نیسانش

خسرو نے اسی طرز اسی وزن اور اسی ردیف و قافیہ میں ۲۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہہ کر
دیوان غرۃ الکمال میں شریک کیا ہے اس کے مطلع کے دو شعر یہ ہیں۔ ؎

دلم طفل است و پیرِ عشق استادِ زباندانش — سوادِ لوحہ سبق و مسکنت کنجِ دبستانش
نہ ہر پیرے زباندان است و ہر دل طفلِ تعلیمش — نہ ہر خاکے گل انگیز است و ہر فورستہ ریحانش

اس قصیدہ میں ایک معرکۃ الآرا شعر یہ ہے۔ ؎

زدریائے شہادت چون نہنگِ لابر آرد رو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

یہ شعر اس قدر غامض اور رموز و اسرار حقیقت سے بھرا ہوا ہے کہ متعدد کبار صوفیہ اور عرفا کو اس کی شرحیں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی سب سے پہلے حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز نے شرح لکھی۔ اوسی کے قریب زمانہ میں جونپور کے بادشاہ سلطان ابراہیم شرقی کی درخواست پر حضرت شیخ کبیر مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اس کی شرح لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ اون کے بعد مولانا باقی صمد المتوفی نے ایک امیر کی فرمائش پر مبسوط شرح لکھی۔ یہ شرح ۱۳۲۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپ ہوئی تھی۔ ایک شرح حضرت شیخ محمد گجراتی نے [illegible]

سنے لکھی۔ ان کے علاوہ دو شرحیں اور بھی میری نظر سے گزری ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز کی شرح اس مجموعہ میں شریک کی گئی ہے۔ اس کا ایک قدیم قلمی نسخہ مجھ کو حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا جس کی نقل سے کر طبع کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۱۱) برہان العاشقین معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ شکارنامہ

یہ ایک صفحہ کا مختصر مضمون ہے جس میں حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ نے حقیقت انسانی کا ابتدائے آفرینش سے انتہائے کار دنیاوی (موت) تک کا خاکہ نہایت غامض مگر بے حد لطیف پیرایہ میں کھینچا ہے۔ صوفیوں میں یہ معما اس قدر مقبول ہوا کہ متعدد اکابر طریقت نے مختصر اور مطول شرحیں لکھیں۔ اس مجموعہ میں اکابر سلف کی چھ شرحیں شریک کی گئی ہیں اور ساتویں شرح ہمارے محترم کرم فرما مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب نے خاص اس مجموعہ کے لئے لکھ کر دی۔ ہر شرح کی مختصر کیفیت اور اس کے شارح کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شرح اول و دوم برہان العاشقین

قاضی عین القضات ہمدانی کی تمہیدات کی شرح حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ نے لکھی ہے۔ "مصری کندری" نامی ایک بزرگ کے قلم کا نقل کیا ہوا، وس کا ایک نہایت اچھا نسخہ ہمارے محترم دوست نواب معشوق یار جنگ بہادر کے پاس تھا۔ مصری کندری نے اس کو اپنے لئے حیدرآباد میں ۱۳۴۵ھ میں نقل کیا تھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ رضیہ میں وقف کر دیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں دو نہیں کاتب مصری کندری کے قلم کی لکھی ہوئی یہ دو شرحیں بھی شریک ہیں اور ان کی نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔ پہلی شرح مکمل ہے اور گو مختصر ہے لیکن نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ شارح نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

بعض قرائن سے گمان ہوتا ہے کہ غالباً مخدوم سید اکبر حسینی (فرزند اکبر حضرت مخدوم گیسو دراز قدس سرہما) کی لکھی ہوئی ہے مگر اس کا اطمینان بخش ثبوت نہیں مل سکا۔ بہرحال شرح کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح علیہ الرحمہ عالم جید اور عارف کامل تھے ۸۴۰ھ میں جب اس کی نقل لی گئی تو ظاہر ہے کہ تصنیف بہت پہلے کی ہوگی۔

دوسری شرح ناتمام ہے۔ اگر تمام کی گئی ہوتی تو خوب شرح ہوتی۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

شرح سیوم برہان العاشقین از حضرت شیخ حسن محمد چشتی علیہ الرحمہ

اس شرح کے مولف حضرت شیخ ابو صالح محمد معروف بہ شیخ حسن محمد بن شیخ احمد معروف بہ میانجیو بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ بن شیخ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ شیخ عبد الرحمن حضرت ختم المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے والد کے چچا کے فرزند تھے اور شیخ کمال الدین علامہ کی والدہ حضرت ختم المشائخ کی حقیقی ہمشیر تھیں۔ اس لئے حضرت علامہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رقدس سرہما کے حقیقی بھانجے اور چچازاد بھائی تھے۔ وہ حضرت چراغ دہلی کے سابق ترین اور برگزیدہ ترین مرید اور خلیفہ بھی تھے۔ خواجہ بندہ نواز ان کے پیر بھائی تھے اور اون کی صحبت سے ظاہراً و باطناً مستفید ہوئے تھے۔ حضرت علامہ کی رحلت پیر کے زمانہ حیات میں ۲۷ ذی قعدہ ۷۵۶ھ کو دہلی میں ہوئے اور مزار مبارک پیر کے مزار کے احاطہ کے اندر ہے۔ حضرت چراغ دہلی کی رحلت کی تاریخ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ ہے۔ حضرت کمال الدین علامہ کے بڑے فرزند شیخ سراج الدین حضرت چراغ دہلی کے مرید تھے مگر تعلیم و تربیت اور خلافت اپنے والد سے پائی تھی۔ والد نے اون کو گجرات بھیج دیا۔ وہاں سکونت اختیار کی اور وہیں اون کا انتقال ہوا۔ اون کی سجادگی تا حال ۱۲ پشت کی اولاد میں احمد آباد

گجرات میں باقی ہے۔ شیخ حسن محمد چشتی کو خلافت اپنے چچا شیخ جمال الدین حسن سے اون کو اون کے والد شیخ علم الدین سے اور اون کو اون کے والد شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامہ سے ملی تھی۔ یہ سلسلہ بہت بابرکت ہوا۔ اس کے متوسلین میں بکثرت درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ حضرت محب النبی مولانا فخر الدین چراغ چشت دہلوی بن مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ کی رحلت روز شنبہ بست و ہشتم ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو ہوئی مزار مبارک احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ حسن محمد چشتی کے فرزند اور خلیفہ حضرت شیخ محمد قطب گجرات نے اپنے والد علیہ الرحمہ کے چھوٹے چھوٹے بیالیس رسالوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے برہان العاشقین کی یہ شرح اسی مجموعہ سے نقل کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ مجھے نہیں ملا۔

شرح چہارم برہان العاشقین از حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ

مخدوم سید عبدالواحد بلگرامی بہت بلند مرتبہ عالم اور عارف اور سادات بلگرام کے خاندان کے فرد فرید تھے۔ کم عمری میں حضرت مخدوم صفی الدین سائی پوری سے مرید ہوئے اور چند سال تک اون کے زیر تربیت رہے۔ ابھی صرف اٹھارہ سال کے تھے کہ پیر کا سایہ اون کے سر سے اوٹھ گیا۔ تکمیل باقی تھی اس لئے اپنے والد کے دوست شیخ حسن مکندہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سال تک خدمت گزاری کی۔ بقول میر غلام علی آزاد بلگرامی "تربیت ہائے فراوان یافت" اور تکمیل کے بعد اون سے خلافت حاصل کی۔ سید عبدالواحد بلگرامی صاحب تصنیف بھی ہیں۔ سبع سنابل اون کی نہایت مشہور اور صوفیوں میں نہایت مقبول کتاب ہے [illegible] شرح بھی لکھی ہے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے بھی بہت

سے اون کی تصنیف ہیں۔ ان کی رحلت جمعہ سیوم رمضان المبارک ۱۱۷۱ھ میں ہوئی
مزار بلگرام میں ہے۔

میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے برہان العاشقین کی ایک مختصر مگر نہایت واضح شرح لکھی ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی کے والد سید احمد بن سید عبد اللہ کے قلم کا ۱۰۹۴ھ کا نہایت خوشخط لکھا ہوا۔ دوسرے پر کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے مگر ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

شرح پنجم برہان العاشقین از حضرت میر سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

میر غلام علی آزاد مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "اصل ایشان از سادات ترمذ است" ان کے اجداد میں ایک بزرگ ترمذ سے آکر جالندھر میں سکونت پذیر ہوئے اور حضرت سید محمد کے والد جالندھر سے کالپی چلے آئے۔ حضرت قدس سرہ نے پہلے شیخ یونس محدث سے تلمذ کیا۔ میر غلام علی آزاد لکھتے ہیں "شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیاری کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پائے ایشان را فرا گرفت" شیخ یونس کی رحلت کے بعد کچھ دنوں مولانا عمر جاجموی سے تلمذ کیا اوس کے بعد حضرت شیخ جمال اولیا قدس اللہ سرہ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد پیر نے سلاسل چشتیہ اور قادریہ اور سہروردیہ اور مداریہ میں خلافت دیکر ان کو رخصت کیا۔ کالپی واپس آئے اور بیا در ب الارباب و تلقین اصحاب مشغول شدند" بعد چندے جالندھر تشریف لے گئے واپسی میں آگرہ میں حضرت امیر ابو العلا اکبر آبادی قدس سرہ سے ملے اور طریقہ نقشبندیہ ابو العلایہ میں خلافت حاصل کی۔ حضرت سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اولیائے کبار میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں میر

غلام علی آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "حضرت سید دلاور اواخر عمر عیسوی الشہد بودہ اند و در مقام قطبیت کبری متمکن۔ و عیسوی الشہد بودن عبارت ازین است کہ چنانچہ احیائے اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع شد احیائے قلوب ازیں شخص واقع میشود" حضرت سید محمد کالپوی کا فیض ابھی تک جاری ہے۔ میر سید عبد الواحد بلگرامی کے پوتے حضرت سید برکت اللہ مارہروی قدس اللہ سرہٗ کو سلاسل چشتیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ ابو العلائیہ میں خلافت سید فضل اللہ بن سید احمد بن سید محمد کالپوی قدس سرہم سے ملی تھی۔ اون کے ذریعہ سے ان پانچوں سلاسل کا فیض ہندوستان میں پھیلا حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے خاندان میں سجادگی ابھی تک آرہی ہے اور اس خاندان میں بہت بلند مرتبہ اولیا ہوتے آئے ہیں۔

حضرت سید محمد کالپوی کا وصال بست و ششم شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا مزار مبارک کالپی میں ہے۔

حضرت سید محمد کالپوی صاحب تصنیف بھی تھے اون کی تصانیف میں برہان العاشقین کی شرح بھی ایک ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک نسخہ کانپور میں مولانا محمد عادل قدس سرہٗ کے فرزند مولانا ابو القاسم حبیب الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے مجھے ملا۔ غدر کے زمانہ میں مولانا محمد عادل صاحب اپنے استاد حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب کے ہمراہ کالپی چلے گئے تھے وہاں حضرت سید محمد کالپوی کے آستانہ میں اون کی تصنیفیں دستیاب ہوئیں اور مولانا نے اون کو نقل کرلیا اون میں یہ شرح بھی تھی۔ دوسرا نسخہ مجھ کو ایک تاجر کتب سے حیدرآباد میں ملا۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

برہان العاشقین کی جتنی شرحیں لکھی گئیں اون میں سب سے بہتر اور سب سے واضح تر شرح حضرت سید محمد کالپوی کی ہے جسے بلند مرتبہ بزرگ نے خود کیے

ویسی ہی اون کی شرح بھی ہے۔ اس کے دیباچہ میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ تنہا تشریف رکھتے تھے کہ دو بزرگ اون کے پاس آئے اور برہان العاشقین کا ایک نسخہ لائے اور کہا کہ یہ معما چونکہ نہایت غامض اور فہم سے باہر ہے اس لئے اس کو وہ "علماء اور فضلا" کے پاس لے گئے اون لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ "این کلمات مہمانہ نتیجہ خیالات بے فائدہ ہست معانی ندارد کلام سید محمد گیسو دراز بجواہد بود" اس کے بعد وہ اوس کو "فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد" کے پاس لے گئے ان بزرگوں نے دیکھ کر فرمایا "ایں عبارت اسرار عاشقان حق و متان جام معرفت مطلق است وغیر از ایشان کسے را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست" صوفیوں کے سمجھ میں نہیں آیا اونہوں نے اپنے قصور فہم کا صاف صاف اقرار کر دیا۔ مولویوں کے سمجھ میں نہیں آیا بمقتضائے جہل مرکب ان لوگوں نے بلا تکلف اوس کو لغو بے معنی اور مہمل کہہ دیا۔ صوفی اور ظاہر پرست مولوی میں ایک فرق یہ ہے۔ وہ فقرا جب اس معما کو حضرت سید محمد کالپوی کے پاس لے گئے اونہوں نے اوس کو لے لیا اور یہ شرح لکھ دی۔ فرماتے ہیں "پس قلم برگرفتہ و توفیق از حق خواستم و بہ ابتدا در رسیدم فتوح آن بزرگوار (سید محمد حسینی گیسو دراز) شرح کلمات مذکور باین نوع آوردہ است"

شرح ششم برہان العاشقین از مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے قدس اللہ ارواحہم ان کا تمام خاندان بصداق ؎

این خانہ تمام آفتاب است

علم و فضل اور درویشی کا مخزن اور سرچشمہ رہا ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد صاحب کمال ہوا۔ حدیث کا علم ہندوستان میں جس قدر پھیلا سب اسی خاندان

وابستہ ہے۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب بڑے محدث اور مفسر تھے ان کا ترجمہ قرآن مشہور ہے تمام عمر درس و تدریس اور عبادت الٰہی میں بسر کی رحلت ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ قبر شریف دہلی میں اوس احاطہ میں ہے جہاں اون کے والد اور جد امجد مولانا عبدالرحیم قدس سرہ اور ان کے بھائی اور دوسرے اہل خاندان مدفون ہیں۔

بعض شاگردوں اور دوستوں کی فرمائش پر اونہوں نے برہان العاشقین کی شرح لکھی اور جیسا کہ آخر میں خود تحریر فرمایا ہے اوس کو ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۳۰ھ کو ختم کیا۔ نہایت واضح اور مفصل اور عالمانہ شرح ہے۔ چالیس سال سے زیادہ زمانہ گذرا مولانا قدس سرہ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے آٹھ رسالوں کے ساتھ یہ شرح بھی مطبع احمدی دہلی میں چھپی تھی اوس سے نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی

شرح ہفتم برہان العاشقین از مولانا حکیم مرزا قاسم علیبیگ صاحب حیدرآبادی دام فیضہم

مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآباد کے باشندہ ہیں بیگم بازار میں اون کی سکونت ہے۔ سررشتہ مالگذاری میں ملازم تھے چند سال ہوئے کہ وظیفہ لے لیا اور اب خانہ نشین ہیں۔ وہ عالم متبحر ہیں۔ فلسفہ اور حکمت اشراق اور طب میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ قدیم علم کیمیا میں بھی اون کی نظر نہایت وسیع ہے۔ ان سب کے علاوہ فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب اور بے مثل نثار ہیں علم و فضل سے چونکہ اون میں بدرجہ کمال استغنائیت پیدا کردی ہے اس لئے وہ نام و نمود سے بہت نفور رہا کرتے ہیں اور اپنا تمام وقت گوشہ تنہائی میں علمی مشاغل اور یاد الٰہی میں مصروف رکھتے ہیں۔ نظم و نثر میں چند مثنویاں رسالے اور مضامین لکھے ہیں چونکہ نام و نمود سے اونہیں نفرت ہے اس لئے ان کو طبع کرانے اور شائع کرنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ کاش یہ مثنویاں اور رسالے اور مضامین شائع ہوجاتے تو معلوم ہوتا کہ ہمارے ملک میں باقیات الصالحات اب بھی ایسے ایسے باکمال افراد

موجود ہیں۔ برہان العاشقین کی اون کی یہ شرح غالباً اون کی پہلی تحریر ہے جو اس مجموعہ میں شریک ہوکر شائع ہو رہی ہے۔

اس مجموعہ کے اکثر رسالے بھی مجھے انہیں بزرگوار کے کتب خانہ سے ملے وہ چاہتے تھے کہ یہ سب ایک مجموعہ کے طور پر طبع ہو جائیں۔ وقت جب مساعد ہوا اور اون کی طباعت شروع ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اوس کی چھ شرحیں جمع کر لی ہیں اور ابھی ایک کی تلاش باقی ہے تاکہ سات کے عدد پورے ہو جائیں اونہوں نے خود ایک شرح لکھ کر مجھے دینے پر آمادگی ظاہر کی اور لکھ کر دیدی۔ یہ شرح اونہوں نے فلسفہ اور حکمت اشراق کے اصول پر لکھی ہے۔ صوفیانہ مشرب بھی ان اصول کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس طرز میں یہ شرح لاجواب ہے۔ برہان العاشقین کے ہر جملہ کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اس شرح سے اون کے علم و فضل اور فارسی نثر نگاری اور نظم گوئی کے بلند پایگی کا اندازہ کر سکیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ اون کی عمر میں بہت برکت دے۔

قوم کو ہمارے نہایت محترم عنایت فرما **نواب غوث یار جنگ بہادر** دام اقبالہم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اون کی توجہ اور حسن انتظام کے بدولت یہ **مجموعہ رسایل** طبع ہوئے اور اہل ذوق کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ نواب صاحب ممدوح صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار ہیں اور دونوں روضوں کا انتظام بھی اونہیں کے سپرد ہے۔ علاوہ بہت سے دوسرے مفید کاموں کے جن کی صراحت کا یہاں موقع نہیں ہے ایک کام یہ بھی انہوں نے کیا ہے کہ روضتین سے متعلق ایک کتب خانہ قائم کر دیا ہے اور جس قدر ممکن ہو سکا یہ انتظام بھی کر دیا ہے کہ اس کتبخانہ کی کتابیں ناجائز تصرف اور دست برد زمانہ سے محفوظ رہیں۔ اون کی کوشش یہ بھی ہے کہ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز اور اون کے فرزندوں کی تصنیف کردہ کتابیں

جلد جلد طبع اور شائع کر دی جائیں چنانچہ دو کتابیں **ترجمہ آداب المریدین** اور **حظائر القدس** طبع اور شائع ہو چکی ہیں اور اب ان کے حسن انتظام اور توجہ سے **مجموعہ رسایل** طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر و اقبال میں بہت برکت دے۔

کتب خانہ روضتین کے مہتمم اعزازی اور اس کی کمیٹی رکن اور سکرٹری ہمارے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما مولانا حافظ قاری **محمد حامد صاحب صدیقی** ہیں وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی تحریک پر کمیٹی نے اس مجموعہ کے طباعت کی منظوری دی اور جناب نواب غوث یار جنگ بہادر نے طباعت کے رقم کا انتظام فرمایا۔

ان رسالوں کو میں نے بہت تلاش اور جستجو سے حاصل کیا تھا جناب نواب غوث یار جنگ بہادر اور مولانا حافظ محمد حامد صدیقی صاحب نے اس کی طباعت میرے متعلق کی اور خداوند تبارک و تعالیٰ عز اسمہ نے اس سعادت سے مجھے مشرف فرمایا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

الفقیر المذنب
سید عطا حسین

نگم پلی۔ حیدرآباد دکن
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

تفسیر سورهٔ فاتحه شریف

از تصنیفات

حضرت قطب الاقطاب کاشف غوامض الٰہی عارف معارف نامتناہی

سید محمد حسینی گیسو دراز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ بنام حضرت حقیقت الحقائق کہ مستحق عبادت وجامع جمیع قابلیات وکمالات اسمائی وصفاتی اوست بیان بکنیم اسرار قرآنی ولطائف فرقانی راکہ قوام عالم وعالمیان بدوست **الرحمن الرحیم** آنکہ فیضان وجود ومظہریت وبقائے آن بامداد تجلیات ازانعام اوست۔

الحمد جمیع ثنا وستایش کہ ازازل تا ابد بہمہ موجودات وجملہ کائنات منسوب شدہ ومیشود وخواہد شد للہ مرذاتے راست کہ مستجمع جمیع صفات وسمیٰ است بجمیع اسما زیراکہ ہمہ موجودات چون مظاہر اسمائے الٰہی باشند پس ہر ثنائے کہ بہ اینہا نسبت یابد ہمہ آن بحقیقت بغیر تاویل مرخدائے رابا شد کہ غیر او در وجود نیست وسوائے او در نمود نہ **رب العالمین** ظاہر کنندۂ خود را بلباس تمثلات وتعینات کہ عالم اعیان وعالم اجسام کنایت ازواست ومحبوب ومحب اشارت بدواست پس اوست کہ اوست وجز او نکوست **ومن یدع مع اللہ الٰہا آخر لا برہان لہ** باین ہمہ [illegible]

شئٍ علیہٗ بیت

عشق است وبس کہ در دو جہاں جلوہ میکند
گاہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

اَلرَّحْمٰنِ بخشندۂ وجود بار دیگر بہ تجلی شہودی ملکوتی کہ متضمن بقا باللہ است بعد از فنائے وجود متوہم چنانچہ حضرت حق سبحانہ ازیں تجلی خبر داد بقولہ الکریم وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ اَلرَّحِيمِ بخشایندۂ فیض دیگر بمشاہدۂ انوار معانی وکشف حقایق ربانی بدیدۂ باطن بتجلی جبروتی کہ اذا تم الفقر فہو اللہ رمزے از واست وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ اشارت بدو است واین مشاہدۂ ایست کہ در تنزل وقت او دوام شہود است وریب وشک در اینجا مفقود است وغیر وغیریت پیش دیدۂ سالک نہ وجود است بخلاف تجلی اول کہ ہر چند در آن وقت مشاہدۂ جمال ذی الجلال شامل حال است اما بعد غروب آفتاب شہود وقتے نوعے از تیرگی ریب و شک از افق دل سالک ظاہر میگردد مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ متعرف در روز جزا و جزا عبارت است از وقت فنائے سالک وبیخودی او از عالم کثرت یعنی در وقتے کہ سالک را بفنائے اول فانی گرداند بمقتضائے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وجود کونی او را جلوہ گاہ خود سازد ہستی او را بہ تیغ وَبَسَطْتَ فِي اللّٰهِ بِهٖ وَازْدَرَاكَ سراپردۂ عزت ندائے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ در دہد پس سالک کہ شربت اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ باطل چشیدہ وقتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ در پیش

اَلْقَهَّارُ۔ یا متصرف در روز جزا یعنی در وقت فنا گاہے بقا با اللہ عطا فرماید کہ
لی مع اللہ وقت ازاں عبارت است دگاہ در تنزل آوردہ بفنا سے دوام
شہود مستغنی گرداند۔ یا متصرف در روز جزا باین معنی کہ آن مشاہدہ وقتی را بر بعضے
بتجلی موہبت فرماید و بعضے را زیادہ بر آن تا آنکہ فرقہ را بتواصل و توالی این
وقت در جذبہ بدارد و مسلوب العقل گرداند کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون
ازاں مشعر است۔ یا جزا دہندہ در روز جزا یعنی در وقت فنا بعضے را بقاے
ملکوتی عنایت کند آن ہم بحسب تفاوت درجات سالک است کہ گاہے
جلوہ وحدت بر اشیا بیند تا گوید ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وگاہے
تجلی بر تعین دے واقع شود تا قایل انا اللہ و انا الحق گردد و غیر ہما و بعضے را در
آن وقت بقاے جبروتی عطا شود و آن نیز بطریق مختلفہ متحقق میگردد تا وقتے
سالک بجائے رسد کہ گوید من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وگاہے
مقامے طے نماید کہ گوید عرفت ربی بربی الی غیر ہما و بعضے را بقاے لاہوتی موہبت
کند و در مقام حیرت بدارد گوید رب زدنی تحیرا و چون سالک خلعت
بقا باللہ و لباس معشوقی در بر کرد و غیر جنی از پیش دیدۂ دے برفت و دوری
او بحضوری مبدل گشت از حضیض غیبت بذروۂ خطاب بر آمد و گفت۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ ترا می پرستیم و بس یعنی ہر خدمتے و عبادتے کہ از
ما در وجود آید ہر چند کہ ظاہرا بدیگرے منسوب بود اما فی الحقیقت مر ترا است
کہ غیر ترا وجود نیست چنانچہ شیخ عراقی فرماید ہر کرا دوست داری ارادت
دشتہ باشی و بہر چہ روے آرزو بینی یاد آورد باشی اگرچہ ہوائی باشد

[illegible]

جز ترا چون دوست نتوان داشتن دوستی دیگران بر روے تست

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وخاص از تو یاری میخواہیم ما در اثبات یگانگی تو کہ دران شائبہ شرک جلی وخفی بنا شد۔ شرک جلی آن بود کہ نام غیر بر زبان رانیم وعالم را ماسوائے وے خوانیم وخفی آنکہ خطرۂ غیر در دل گذاریم وتاثیرات را از اشیاء دانیم واز موثر حقیقی غافل مانیم۔ مناسب این معنی منقول است کہ چون مرغ روح سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی از قفس عالم فانی طیران نمودہ در ریاض قدس جا گرفت ندا آمد کہ بایزید ما را چہ تحفہ آوردی جواب داد کہ خداوندا تحفۂ سزاوار درگاہ تو نیاوردہ ام اما شرک نیاوردہ ام خطاب آمد لا لیلۃ اللبن نہ چنین است کہ تو میگوئی یاد کن آن شب را کہ شیر خوردہ بودی وشکمت درد گرفتہ بود وآن درد را نسبت بہ شیر کردی۔ ہیہات ہیہات چہ توان کرد۔ بیت

از درِ خویش مرا بر درِ غیر مبر باز گوئی کہ چرا بر درِ غیرے گذری
کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سوی اللہ واللہ ما فی الوجود

بزرگے فرماید التصوف شرک لانہ صیانت القلب عن الغیر ولا غیر وانچہ تو او را غیر خوانی وغیر دانی ظہور او ونور او است۔ محققے گوید۔ بیت

یک عین متفق کہ جز او ذرہ نبود چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمد

اللہم انی اعوذ بک منک پناہ میطلبم بتو از تو ہوش دار کہ جہان غیر نما است غیر است جز این حرف دیگر چیز نیست۔ بیت

رہنمایم باش و دیوانم بشوے واز درِ عالم تخیلم جانم بشوے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بنمائے ما را راہ راست راہنما راہ راست کدام است اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی جملہ مثابرت دلی وجملہ مظہر ہموار است واو است کہ باسم ہادی وفضل ناصر او متصرف حقیقی است

درجمیع مظاہر پس بنمائے ما راکہ فاعل حقیقی یکے بیش نیست غیر او ہیچ یکدیگرے
در فعل نہ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ بیان ایں مراست۔ بیت

ہیچ جا نیست کہ عکس رخ او پیدا نیست جرم آئینہ بود گر نبود عکس پذیر

استغفر اللہ استغفر اللہ واتوب الیہ امنت باللہ ایمان آوردم بتحقیقے مطلق
وبذاتے منزہ از لوث کثرت کہ باوجود تعینات وتقیدات الان کما کان برصرافت
اطلاق بحال خود است کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ صفت او است و
بملئکتہ وکتبہ ورسلہ ونیز ایمان آوردم کہ تعینات وتکثرات صور ومظاہر
او است واوست کہ باین لباس متلبس شدہ وتجلی فرمودہ وغیر او عدم محض
است وجودے ونمودے ندارد ھو ھو لیس سواہ تو نیکو دریاب۔ بیت

اندر آئینۂ جہاں بنگر تا ببینی ہمیں زمان روشن
کہ ہمہ اوست ہر چہ ہست یقین جان وجانان ودلبر ودل دیں

یا بنمائے ما راہ راست کہ آن استقامت برجادۂ شریعت است
باوجود طوفان دوام مشاہدہ زہے حیرت وحیرانی ابروے تو قبلۂ من بود من گشتہ
سجدہ کجا کنم پس چون در مظاہر جلالیہ وجمالیہ بغیر از وحدت منظور نظر سالک نباشد
رعایت شریعت وحفظ مرتبہ در غایت صعوبت است ونہایت پہلوانی چہ قبل
ازیں شہود سالک را اشیا حجاب حق بود وبعد ایں وقت حق حجاب اشیا شدہ
است ہیہات ہیہات چہ توان کرد۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ راہ آنانکہ انعام کردہ
[illegible] رعایت شریعت در جمیع احوال باشریف وارادت
[illegible]

لاواحراالله واجتنابا لنواهیه رعایت جمیع احکام شریعت از فرائض و واجبات
وآداب علی وجه الکمال می نمایند ومغلوب الحال نمیگردند ونخواسته کلموا
الناس علی قدر عقولهم همواره خلق را رهنمونی میکنند چه ایشان کسانند
ندار وایشان را اصحا گویند وهذا هو کمال التمکین ورتبت النبوت۔
غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ نه راه آنکسان که بدوام تجلی جلالی که هر
آئینه زایل کنندهٔ عقل وخارق هستی ایشان است مجذوب داشته واز خطوظ
تمکین وفوائد آن محروم ساخته چه این سالک هرچند غنی است اما از دواے
زکوة که ایصال منافع است بطالبان منتفی است۔ **وَلَا الضَّالِّينَ**
ونه راه گمراهان که غنای وقتی دامن گیر ایشان شده از طلب ترقی باز داشته
است ومتکلم به این بیت ساخته۔ **بیت**

نه انتظار لقایش بود چنین مهجور ... که در مقابل چشم همیشه صورت اوست

هیهات هیهات منازل طریق الوصول لاتنقطع ابدا
الابدین۔ **بیت**

چشم آخر بین دارد نه سعدی راسخن پایان ... بمیرد تشنه مستسقی ودریا همچنان باقی

شعر

شربت الحب کاسا بعد کاس ... فبانفد الشراب وما رویت

بیت

هزار ساغر دریا اگر بیاد کشم ... هنوز همت والا طلب کند باقی

اهیان چنین بادیه بحرمت الله

کتاب مستطاب

مت استقا الشریعت بطریق تحقیق

تصنیف

حضرت سلطان العارفین امام الواصلین

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم الله الرحمن الرحيم

من الله العنایت وبه نستعین

الحمد الله المتجلی علی المطیع والعاصی القریب من الدانی والقاصی الواحد لابحساب الثالث والثانی الظاهر علی الثانی والباطن علی الدانی لیس ظهوره خلاف بطونه ولا بطونه ضد ظهوره حضوره غیبه غیبه حضوره ظهوره بطونه بطونه ظهوره وجوده شهوده کونه وجوده اللهم انت انت لست انت الا انت والمدح بالاطراء والصلوة والثناء بالربا والنما علی محمد المصطفی المختص المجتبی بالقرب والدنی الذی ربه تعالی عنده حتی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی اله اهل الزهد والتقی وصحبه منازلة الظلام ومصابیح الدجی وعترته الذین طهرهم الله تطهیرا۔

بعد دریں زمانہ کہ تاریخ ہجرت بہ مقصد نود و دو رسیدہ اندیشہ کرد کہ

بمقصد ترتیب نصر عرشہ آیات دسمن و بیانات دفتن و مصائب و ترانی فی الیاد

[illegible]

کذب مالامال نیابی دست موزہ مقالت اہل تحقیق ساختہ درگمراہی قدمے
ثابت واستوار پیمودہ نعوذ باللہ من شرور زماننا واہل زماننا نعوذ باللہ من شرور
انفسنا ومن سیئات اعمالنا ہرچہ بیشتر نظارہ شود دیدہ آید کم جانے است
کہ درکمین نیست وکم دلیست کہ درغمین نیست گفتن سلوک راحیا منع کند کدام
طالب داد شریعت دادتا تو سخن از زہاد وعباد یا رمزے از اہل حب وداد
درتمہید بیان اری وچیزے برائے اثبات واسناد آن اشارتے کنی ذہب
العلم واھلہ تحفہ دیگر کہ نطفۂ وجود انسان درصلب پدر ہنوز برنبستہ است و
رحمش ہنوز نیافریدہ اند تا کہ جمع شود وتا کہ ضم گردد وتا کہ میل برخروج کند ورحم تا کہ
خلقت وقابلیت او ان جذب نطفہ باید الی ان یبلغ المرء حد الاربعین
ازین جہان تحمل شعورے نقد وقت او گردد حکایتہائے صرف شنیدۂ ودرکتب
اہل تحقیق دیدۂ یعلم اللہ شنیدۂ فہم نکردۂ ودیدۂ ندانستہ بیانے درمعارف وحقائق
کہ ازجملہ بیانہا باریک تر ونازک تر است زبان دراز کردۂ اللہ اللہ تو بہتر دانی
جزا باحت والحاد وبقبقہ وزندقہ نیست خواستم سخنے چند دراتصاف صفات وتعزز ذات
اشارتے کنم بتحمل خلان وفا واخوان صفا را وہم صدقے گمان حقے درمقال
آن ملاحدہ زدودہ احتمال این حضرت کہ بنزاہت شہرت دارد کدورت بدعت
واغبرار انحراف ہوا را احتمال کند این حکایت را برشرح اثبات کنم اینہا
اقتدا بدان کنند چہ گفتہ اند ابدع سنی دین خلیلہ وہمران رہبر است برہ
وطریق بلوغ بمنزل نمودن از شروط موافقت ہست وقت شمند ونیز حمیت دین
این اقتضا کرد کہ روا نباشد آنچہ حق است فراموش نمودہ وہیچ اہل
وہیچ اہلے را روا ندارم کہ بضلال وغوایت شہرت [illegible]
کہ مردان حقند وحقیقت کار تحقیق ارند وظلم این را [illegible]

بطریق الحقیقت باشد تا اسم با مسمی برابر ایستد و باللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ومنہ استعانتہ قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسمًا مائۃ غیر واحدۃ بعضی گفتہ اند اسم عین مسمی است ونزدیک بعضی غیر مسمی فریقین طرف اعتباری را متعلق اند مثلاً زید کہ نام شخصے است اگر کوئی زید عین آن شخص نیست درست باشد اگر گوئی زید آمد و زید رفت ہمان عین مراد باشد پس زید عین آن شخص آید و نشاید ہر اسمے صفتے بود او تعالیٰ کہ بصفت الہیت است نام اللہ شد رحمت صفت است رحمٰن نام کردند وقس علیہ الصفات الباقیات و صفات را بعضی گویند عین ذات ونفی صفات کنند یعنی ظہور رحمت از آن ذات شد رحیم خواندند قہر ظہر گشت قہار گفتند این قائل صفات را اضافی گوید اثبات نفی صفت حیات ونفی علم بروے وشوار آید الا بتکلفے وتحلے کند و قومے غیر ذات گویند حیات ووجود را غیر گفتن مشکل تر باشد و نیز قدیمات ثابت شود و دیگران نہ عین و نہ غیر گویند و قومے گویند کہ بعضے صفات عین ذات است چنانچہ وجود حیات وبقا وبعضے غیر ذات چنانچہ خلق ورزق واحیا وامثالہا باختلاف المحل بطریق فیہ وہو الحق الحق والتشبث وانطباق آیات صفات بعضی ہفت گویند وبعضی چہار حیات ووجود وعلم وقدرت یا کلمن شرق کہ شیخ متکلمان است بود وجود واستوا را نیز اثبات کند چنانچہ حقیقی دیدہ بمعنی قدرت وکذلک الوجہ بمعنی ذات والاستواء بمعنی استیلا [illegible]

نہ آن چنان باشد لیکن ہمچنان نماید جبرئیلؑ در حضرت مصطفی علیہما السلام بصورت وحیہ کلبی آمدے نہ آنست کہ وحیہ کلبی صورت جبرئیلؑ داشت یا جبرئیل بصورت وحیہ شد اما آنچنان نمودے واگر ذات را گویند کہ دست دارد ہمچو دستے مجوے مجوے کہ او را عصبے وعظمے واورا لحمے ودمے وامنویہ وبسطے وقبضے بود صد ہزار انکار ما ہمہ استعاذت واستکبار کنیم وآنکہ گوید کہ قاضی عین القضاۃ ہمدانی لمس و شم وذوق را نیز اثبات کردہ است گوئیم اگر مرادش اینست کہ طعامے شیرین بخوری ومضغ وکسر وبلع لذتے حلاوتے کام را احساس شود فاللہ الکبیر المتعال عن ہذہ المقال واگر از معیت وقربت اشارتے کند وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وَلَكِنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ گوید ہر ذرہ کہ از ذرات وجود است او تعالیٰ بآن ذرہ است واگر گوئی کہ بعلم وقدرت است علم وقدرت صفات ذات است وصفات ذات غیر ذات نیست عود ہو بر ذات باشد سخن وی از نفس متکلم کند وجز این ہر معنی کہ گوئی تاویلے وتحیلے انگیزی۔

چوں این دانستی اکنون بدانکہ جزوے کہ حاستہ لمس است یا ذوق یا شم او تعالیٰ یا آن جزو است اگر او بان جزو نباشد آن جزو نباشد ولذتے ملائم ومولم کہ آن جزو احساس میکند نکند چہ حیات وقیام آن جزو بدوست بحانہ پس آن اجزاء را تجزیہ کن الی الاجزاء الغیر المتجزیۃ آن جزو لایتجزی کہ احساس ملذوذ ومشموم وملموس ومذوق میکند بدوست فعلی ہذا این آید کہ این لمس واین ذوق و این احساس آن جزو نکردہ بلکہ ہمان کہ این جزو بدو قایم است حی ومتحرک ودر وجود است آن یا نعمت بہ بین تقدیر وبیان نعمت لمس ونعمت شم وذوق ودراک شدہ بواسطہ وترجمان واگر ضجہ نے دردی وجانے حصہ ت لمی دواہا حت رانش

بند دو گوید کہ چون واجد لذ و ذ و ملموس و مشموم او باشد چہ حلال و چہ حرام ہمہ را قیام در یک سلک نظام شود گوئیم نعوذ باللہ من شر الشیطان و من شر ہذا الطان اشکالے کہ در قضا و قدر روے نمودہ بود ہمان وجہ این طرف روشن تر دیدہ شد قدری و سنی و اشعری و جبری گوید وَإِنَّ اللہَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ خود تقدیر کرد و قضا راند بلکہ افعال و حرکات را خود آفرید و آنگاہ بران عذاب کند جواب این سوال و حل این اشکال بر نفوس رجال بر مثال جبال ثقال افتاد بلکہ در محل محال ایستاد ہر چند مجال مقال طویل الطول و عریض العرض است لکن فیما نحن بصدادہ آدمی دہان بستہ و زبانش خشک تر ماندہ بلکہ بنعت خرس و کلال ناطق است تا آنکہ صاحب شرع گوید اذا ذکر القدر فامسکتوا یعنی باین ہمہ کہ خود آفریدہ و خود کردہ بران عذاب کند ظلم نباشد و شما برین سر واقف نہ اید ہر آئینہ یا بر جبر اعتقاد کنید یا قدر و ہر دو وبال بر و بال و نکال بر نکال است **محمد یوسف** حسینی کہ کمترین مسترشدان و واپسترین متلمذان شیخ الاسلام نصیر الدین محمود اودہی است رحمۃ اللہ علیہ این مستورہ را از حجرہ استتار در صحن اظہار کردہ حجاب قناع از سر عروس سر بر آورد و ہر چند کہ فحول علماے باللہ را ہر معنی بکر در تحت بیان و تصرف عیان ایشان است اما ازین سر افراز خود کامہ جگر ہا خون گشت دستبردے میسر نشد و البتہ بر آن قادر نگشتند اگر مردی بگوش دل اصغا کن و ہم تا ہمہ جان و ہمہ بصر و ہمہ فواد نباشی بدین مخدرہ نتوانی برد و این سخن نا نتوانی شنید و جمال این جمیلہ ذی العز و الحیا را نتوانی دید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و باللہ التوفیق خداوند جل و علی عناصر اربعہ را از کتم عدم بشہر وجود آورد لاعن مادۃ و مثال حکماء فلاسفہ کہ ما ایشان را ابالسہ نامیم ہیولی را قدیم و صورت را حادث میگویند اگر این چنین نباشد تعددے و اثنیتے

روے نماید۔ دَورے و تسلسلے پیش آید محققان گویند اللہ مصدر الموجودات ای
مبدأ و مرجعہا لامشاحۃ فی الالفاظ برائے دفع استحالت اور اگویند ہمیں ہیولی انکار
فحسب میگو اذا اراد اللہ شیئاً أن یقول لہ کن فیکون کن را ہیولی
تصور کن و تقدیم دان فیکون را صورت تصور کن و حادث بشناس الغرض چہار
طبیعت را ضد یکدیگر گردانید باز جنبہا بنسبتے خاص خود پیدا آورد و تا میان ایشان
ازدواج و امتزاج طبعی حاصل آید و خود امتزاج و ازدواج دادآتش را گرم خشک کرد خاک
را سرد خشک بہ نسبت خشکی خاک را با آتش بنسبتے شد آب سرد تر است بہ نسبت
سردی آب را با خاک مناسبتے پدید آمد آب را سرد تر ساخت ہوا را گرم تر
ساخت بہ نسبت تری ہوا بہ آب نسبت یافت و بہ نسبت گرمی بہ آتش چون
میان ایشان ازدواج و التیام خواست نتائج ظاہر کرد مردم عناصر را امہات نام
کردند و نتائج را موالید و یکے از ان مولودات آدم است علیہ السلام مرکب
از صفرا کہ نسبت بہ آتش دارد و سودا کہ نسبت بخاک بردو بلغم مناسبت آبست
و خون ہمچو ہوا است۔ آدمی را بردو صفت ساخت موحد و مشرک مشرک را
بیافرید و شرک مشرک را بیافرید و بودن او در شرک آفرید و ثبوت مشرک را
بر شرک الی ان یتم امرہ علیہ اجزاء مائی و ارضی و ناری و ہوائی کہ با او بودہ است
تفرقہ شد میل بکل خویش بردباز آن اجزاء متعلقہ متشخصہ در آن نفس معین کہ صفت
تعین گرفتہ بود باز جمع آورد چہ در ترکب صفتے گرفتہ بود غیر آن کہ من قبلہ بود باز گشت
او بکل خود میسر نباشد کہ بہ نسبتے غیر او گشت جز از طرفے کہ رفتہ بود باز گشتے دیگر نماند
کہ او را ہم با او نسبت است پس بعث کردہم با آن شرک و این خلقتے دیگر است
با آن شرک کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون دوزخ را او
آفرید و آنچہ مولمات و موذیات است او آفرید آتش را آفریدہ و صفت

احراق در روی او آفرید و آتش را بر تن مشرک او گماشت و بسوختن را در تن مشرک او آفرید تقبل آتش تن مشرک را او آفرید و وجدان الم مشرک را آفرید نعره و فریاد و گریه مشرک بسبب ایلام و وجدان الم او آفرید اکنون تو چه میگوئی درین بیانے کہ ما کردیم ظلم در کدام صورت روے نمود و جبر از کدام دریچه سر بیرون کشید او خود با خود باز دو با غیر نپردازد اگر چنانستے کہ مثال ما با خداوند تعالیٰ همچو سلطان و رعیت یا چنانچه خداوندگار مالک و بندهٔ مملوک ما با یکدیگر سلطان سلطان است هرچه او فرماید بعد ازان فاعل مامور و مفعول را عذاب کند گوئیم ظلم کرد خود کرد خود ساخت خود فرمود خود عذاب کرد ظلم چه گذرد اردر بیان ما اشکال قضا و قدر انحلال یافت و وهم و خیال و قدری و جبری اضمحلال پذیرفت و بحث کما هو المقصود و المطلوب اثبات شد و آن بحثے کہ حکما و فلاسفه در هیولی و صورت محض بیان کرده اند و ورا آن ندانسته مهباد منشور انگشت فانا اقول و علیه اعول و فی میدان تحقیق اجول ان البعث حق و النار حق و ان الله لا یوصف بالجور و الظلم یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

اکنون باز گردیم بسر سخن چون دانستی کہ واجد لذت و راحت و ذائق و نفرت کراهت اوست بهشت و حور او باغ و صحرا و دوزخ و آتش و حرکت و جوعت همین میدان مطیع را بهشت و حور او راحت و مدح و ثنا کافر و مشرک و عاصی را آتش و احتراق و قدح و هجا آرے مومن مطیع نسبت بلطف و اردو

سه۔ در سورهٔ ابراهیم همینقدر است یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ و در سورهٔ قصص تمام آیت همچنین است وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ۔ حضرت مخدوم هر دو را جمع کرده اند ع ح

مشرک بدبخت نسبت بقهر بهشت را صفت لطف آفریده هر آئینه هر که آن سوے
نسبت دارد همان سوے رود اگر زود و دیر ند همان رابطه چیست کشاله کنان آن طرف
کشد شنیده و بعضی دوستان خدا را از زنجیرها نور در گلو کنند کشاله کرده در بهشت برند این زنجیرها
همان رابطه است واعداء الله را که باوے شریکے گفته اند غیر او را پرستیده و از روے
غافل مانده یُوْعَدُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ شان ایشان را بیان کرده اند و اگر
کسے سوال کند که دوزخیان در دوزخ چنان باشند چنانچه سمندر مر آتش را و ماهی مر آب
را اینجا اشکالے پر شکالے سوائے پر جدائے سر بر کرد که زبان بیان اینجا لالت
و قدم سروران تحقیق پی بریده است فعلی هذا باید دوزخی را در دوزخ آن راحت
باشد که سمندر را در آتش و ماهی را در آب که هم از ان رسته است همدران باشد
و قوامش هم بدان و این خلاف مُعْتَقَد و عکس مقال انبیاء اولوالعزم است
علیهم السلام که مبناء دعوة جمله انبیا بر وجدان ایلام و ایصال غیر ملائم است یگان
یگان خود چه گوئیم معلومست قصه دراز گرد و محی الدین ابن عربی دفع اعتراض قرآنی
را عذاب را مشتق من عذوبة الماء گوید یعنی ایلام نباشد آن عذابے که در قرآنست
بدین معنی بود ولیس هذا التاویل علی التعویل فیه مخالفته اجماع
ادیان الحق والاخبار الصحاح الواردة من النبی الصادق
و هم آیات دیگر که آنجا لفظ عذاب نیست اثبات ایلام ایذاست بعبارتے
دیگر صریح تر که آنرا فقیه مفسر خواند جاے تاویل و تحیل نیست نعوذ بالله منه
محمد یوسف حسینی که قبسے از نار اِنِّیْ اٰنَسْتُ الله اقتباس کرده از مشکاة مصطفوی
چراغے افروخته و از زجاجه مرتضوی صفائی یافته روشن تر گوید اگر انسان همچو
سمندر یا ماهی استے همین آمدے که متوهم را مزاحمت کرده است و از دائره
تحقیق بیرون برده است که اگر انسان همچو نار بسیطستے و مثال سمندر همانجا رسته

بودستے سخن قائل تحلیل برنہج صوابستے ولکن فیما نحن فی تحقیقہ مرکب است یک جزو او آتش واجزاء باقی مخالف وایلام عبارت از ایصال غیر موافق واتصال غیر ملایم است۔

چون معیت فیض وقربت علم وقدرت را شناختی او سبحانہ با ہمہ اشیاء است بعلم وقدرت نہ خارج است نہ داخل نہ قریب است نہ بعید نہ متصل است نہ منفصل مرتضی کرم اللہ وجہہ ازین حدیث قصہ کرد گفت انہ مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل شئی لا بمزایلۃ قرب وبعد اجسام اینجا مقصور نہ اقتدار باب معانی شناسند کہ وصی نبی بیانے بدیع فرمود حرفے از نخوباسے ورسے صرف توان کرد جملہ فعل اللہ بدین کلمہ اجزا کنند اشکالی بلا مباشرت وملاقات باشد در حکایت ابو علی فارمدی کہ از گرگانی زوات کند اشکالے وشبہتے نماند ان الاسماء التسعۃ والتسعین تصییرا وصفا العبد السالک وھو بعید فی السلوک غیر واصل گرگانی را در بیشۂ سلوک شیرے دان ہر چند کہ در دام او ہر صیدے افتادہ است ودر فتراک او ہر شکارے کہ بستہ اند باز آن شہسوار اسپ ہمت را از تاخت وباخت باز نداشت واز جولان گری نہ ایستاد تو کہ گرد این میدان ندیدۂ وغاشیہ مردے نکشیدۂ بدین سخن کجا بری کہ غبارے از نشان آن میدان نیافتۂ اما ما روشن تر بگوئیم شرحے کہ موجب انشراح دل تو باشد بگنیم بدانکہ ملکت وملکوت است ولاہوتست، جبروتست ملک عالم شاہد را گویند وہمیں را ناسوت خوانند ملکوت باطن شاہد آنچہ شاہد بدان قائمست وخلاصہ اوست ولاہوت آنست کہ ملکوت بدان قائمست وخلاصہ خلاصہ است جبروت عبارت از مجموع ملک وملکوت ولاہوت است مثلاً نشر جوز عالم ملکست مخ جوز ملکوت

ومخ مخ لاہوت وچون جوز را پوست ومغز ومغز مغز اعتبارے کنی جبروت باشد
ہر چہار چیز در انسان بالفعل موجود است قالب ملکست روح باطن انسان
وخلاصہ است وقوام بدوست ملکوتست روح روح کہ خلاصۂ خلاصہ است
وباطن باطن است وقوام روح بدوست لاہوت است وچون این مجموعہ
را اعتبار کنی جبروت گوئی فیض قدسی کہ قدیم است آنرا کہ حکیم نفس جزئی عبارت
کند بانیۂ ہر بشر متعلق تصور کن کتعلق الملک بالمدینۃ والعاشق بالمعشوق
قریب ہمچو قرب اجسام نیست کذلک بعید نیست متصل نہ منفصل نہ داخل نہ خارج
نہ فیض قدیم قدسی کہ اند قرب وبعد واتصال وانفصال جسمی منزہ است از رگ
گردن تو بگردون تو بتو از تو نزدیک تر است بچشم تو از سیاہی چشم تو بتو نزدیک تر
است آن فیض قدیم محتجب است بہ تمق عزت وکبریا ومستتر است باستتار
تفرد وحجب استعلا واین حجب بہ نسبت اوست کہ حجابہ النور لو کشف
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ وحجبے کہ
ازین جہت واز ین سو است مثل سبعی وبہیمی وشیطانی وملکی واغلظ الحجب
واکثفہا وادومہا الاستار واثبتہا وہم دوئی وخیال ہستی تست
چون بدوام توجہ تمام وپاکی نفس ومجاہدات التزام شود حجب ظلمانی کہ آن را
نسبت بسالک گفتم ونورانی کہ آنرا نسبت بآلہی وملکی دادہ ایم از پیش دل سالک
بخیزد فیض قدیم کہ باو لیست مکشوف شود خود باخود ظاہر گردد در ہر ظہورے بصفت
من صفاتہ تجلی کند لطفاً وقہراً کرماً وکبریا برحسب آن صورتے ملایم تجلی کند تراگمان
رود صورت آنجا چہ نقش بندد ورنگ آمیزی چگونہ رخ نماید کہ این پیکر از عالم
بیچون چگونگی آمدہ است آرے سالک را آن استعداد ہنوز نیست کہ در عین عیان
معاینتے کردہ است ودر آن عین محو گشتہ تا اثرش نماندہ است خدا را روت

رحمت وخواست قبول طاعت را صورتے آفرینید کہ آن احسن الصور
واجمل النقوش واصلح الاشکال باشد لکن شفاف صاف عکس پذیر
جمالے لایزالے کہ بعینہ ذات قدیم نامندرجے تجلی کند بعکس عکس سالک محظوظ
باشد وآنکہ بصیر را بیند وبصرے کہ بہ ذات منزہ نسبت دارد مشاہدہ شود وراء
آن نیست کہ گفتیم فیض قدیم کہ برمثال شبنمے از ہفت دریا است یا ذرہ بمقابلہ آفتاب
متصف شد بہمہ صفات من لہ الکل بالکلیۃ وھو الکل والکل
الکل وکلیۃ الکل وانسان کہ انسان است درعین مردم نہانست ہم انست
ہم آنست قول گرگانی ترا درست تر فہم شد یا نہ کہ نود ونہ نام صفت سالک شود و
سالک ہنوز تمام نشدہ باشد سیرش تمام نگشتہ۔

قولہ وھو بعید فی السلوک احتمال دو معنی دارد یکے آنکہ ہرچند کہ متصف بصفات
نود ونہ نام شد این صفات را تجلیات لایتناہی وصور غیر منحصر است لاتجلی فی
صورۃ مرتین ولاتجلی فی صورۃ لاشین البوطالب مکی صاحب قوت القلوب ہمین
بیان نشان دادہ است ای عزیز رسیدہ باشی بدانی کہ چہ میگویم چشیدہ باشی بشناسی
کہ در کدام گفتاریم اگر روزے سالک را صد ہزار تجلی شود این نوع را فرضی وتصوری
مدان واقعی است میان ما کسے است کہ یکساعت چند ہزار تجلی بروے شود
ہیچ یکے با دیگرے برابر عین بعین نہ دریابد تحفہ تر وعجوبہ تر آنست کہ بر سالک تجلی شود
چنانچہ در وصف وبیان قایلان وواصفان درنیاید سبحان من لہ کل یوم
شان ولایشغلہ شان عن شان کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ تا سالک
خواہد کہ دریابد ومحیط ومدرک او گردد بیند کہ صفتے دیگر است تا آنکہ بخود باز آید بیند
ندانند کہ چند بود اما نمایندہ داند اللہ عالم بالجزئیات والکلیات یا ہمان
باضداد خود باز گردد یا با وصاف ونعوت دیگر بشود وصورتے تجلی کرد عاشق وجلا

گرداند دیوانه و والہ ساخت ابد الاباد گذرد کہ آن مرد در آن درد بسوزد و مارش
برآید سوختہ ناساختہ افروختہ نادوختہ درمندے نیازمندے وامانده درمانده
در ویشے بی خویشے بے بسے وبے پیشے مانده وہرگز آن مراد را بدام خود نیابد در وادی
را این بر افتاده پرسند کہ چہ باشد اگر چنین کس را رسیده گوئی شائد واگر نایافته
خوانی شاید این مفتول موصولست این منتاق مہزول است این بمقصود رسیده
است وہیچ وقتے روی مراد ندیده است این عصاے طلب از دست انداخته
است نعلین مسافرت از پاے کشیده است پالہنگ جد واجتہاد از کمر عزیمت
کشاده است وتوشہ عزیمت بہ بخشش داده است پای در زاویہ فراغ دراز
کرده بہ تکیۂ بے غمی شسته بلکہ بی غم وبے ہم غلطیده است اما سفر رخت سفرمانده
نخست بپاے میرفت اکنون بسر رود بے پایش بریده اند نعلین کہ پوشد کمرش
شکسته پالہنگ برچہ بندد دست تصرف کوتاہ گشته است عصا کہ گیرد زاد بر باد
داده است ذخیره چہ سازد زاویہ خراب گشته است قرارگاہ کجا کند وماغش سودا
زده است خوابش در آئینہ جمال خیال روے چگونہ نماید سفرے کہ من قبل والت
تمام شد ہر مجاہدتے وشقاوتے کہ بود پس گذاشت اکنون راہے پیش آمد کہ ہرگز
نماند وہمرہے نباشد مرحلہ نہ بیند منزلے ومقرے را نشانے نیابد یک ساعت
ویک زمان قرار را احساس رفت امید مبلغے وما منے منقطع گشت یک ساعت
رونده از سیر نہ ایستد ودر امکان نباشد کہ مبلغ برسد اگر تراپرسند ھل یعلم اھل
القھار عدد انفاس اھل الجنۃ والنار وعدد سنین اعمارھم
وانواع ما فیھا من المآکل والمشارب والانھار والاشجار
فلیقل ان اللہ لا یوصف بالمحال تعالی عن العجز والاحصاء
قال اللہ تعالی قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ

اَلْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔

از اتصاف باسماء و تخلق باخلاق وصفات سالک را دو چیز متحقق شد یکے دردے بی نہایتے دوم مشاہدۂ دریاے بے پایان۔ ابو الحسن نوری از بی نہایتی و دوری این راہ نشان دارد کہ اگر منم او نیست و اگر او ست من نام سنائی میگوید۔

بی منت او ثنا سنائی با منت با ثنائی زین قبل درماندہ ام

میگوید سبحانہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی ظلی ہذا اقلام ہم بدان قیاس باید کتاب کذلک و صورت کتابت و صور ایات کذلک از کلمات ربی چہ مراد داری وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ مجموع این مفرد ست فیض را غیر امتزاج مائی و خلط صورت عنصری مصور بصورت آدم کرد عیسیٰ نامش نہاد مسیح ازان گفتند کہ از اوصاف اختلاط و امتزاج بشری کہ فیض قدیم بہ آن متعلق بود ے و خود را بدان صورت نمود ے ممسوح بود در انجیل یوحنا است لقد کان مبتدا ء الکلمات لدی اللہ لتکون کلمتہ اللہ ھی العلیا کلمہ را در کلام کرد لا الہ الا اللہ لا آلہ نفی ما استحال وجودہ الا اللہ اثبات باستحال عدمہ ظہور این را مثالے بشنو چنانچہ سراب و ہوا سراب صورت ہوا ست و ہوا معنی سراب ظہور ہوا جز بصورت سراب نیست و قوام سراب بی ہوا نہ آنکہ الطف الاشیا باشد ظہورش جز بمثالے بنود عکوسے و ظلالے است اینجا عینی و مثالی است اینجا سالک ہمبرین کلمہ ملازمت نماید تا از صورت کلمہ بمعنی رسد و از ظاہر بباطن نظر افتد کلمہ بحقیقت خویش متجلی شود اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ در صورت عنصری متحدم یُوْحٰۤى الی ظہور فیض قدیم بر من است ہر کہ سلوک کند چنانچہ محمد کرد لقاء فیض قدیمش باشد فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا شرط آنکہ جزمراد کشف آن حال وآن ازحال
نباشد وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدًا عہدے وثیقے وعقدے
عقیدے کردہ است أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہر وجودے را کہ
تصور کنی وجہ منہ الی ربہ وھو الفیض القدیم الازلی الابدی
ووجہ منہ الی نفسہ وھو المبتداء والمصور المجبول المجعول
آن دوئی کہ نسبت بقدیم وارد یبقی علی الابد والازال کان و
یکون وھو الان کما کان ویکون آنا بحسب تعلقے کردہ است غیر
یکدیگر نماید چنانچہ زجاجہ بحسب محاذی ومقابل رنگ میزی کند او چنانچہ
ہست ہست لا یتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ بحدوث
الاکوان والموجود لا یصیر معدوما بل ینتقل من صورۃ
الی صورۃ ومن ھیئۃ الی ھیئۃ فیض قدیم فانی نگردد اما تعلقے کند
ازصورتے بصورتے وہیئتے بہیئتے العالم متغیر متعلق اوست نہ او وَكُلُّ مَنْ
عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ أَيْنَمَا
تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ این مکان بشری گو خواہ ملکی خواہ شیطانی خواہ ارضی
خواہ سمائی خواہ عرشی برصراط فنا وسبیل زوال است اما وجہ اللہ ہر موجودے
را بدو توجہ است کما قیل لا یقبل الفناء بل یستحیل وبباید کہ در وہم تو بگذرد
کونہ فی مکان وحلولہ فی محل است تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ظاہر معنی
لفظ اینما اگرچہ ہمیں دلیل کند اما وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ را
چہ معنی دانستہ اینجا ہمین معنی بدان وَدیگر چون این معنی محقق شد کہ ہیچ جزوے
از اجزاء لا یتجزی نیست کہ او تعالی با آن نیست بصفت قربتے کہ لائق آن
حضرت باشد در اینما چند اجزاء لا یتجزی تصور کنی واو تعالی با ہریکی باشد اگر چنین

نسبت اینہا را بر ظاہر دانی حلول حادث در قدیم نباشد و آنکہ قاضی عین القضاۃ در رسالہ مکانیہ خواستہ است کہ اثبات مکان کند مکانے کہ لایق قدیم لطیف باشد اگر بدین بیان بود کہ ما گفتیم نیک بر صواب و نزاہت آنحضرت بودے۔

احتمال معنی دوم کہ در مقال آن مالک الاحوال سید الرجال سدہ الفعال حمید الخصال المتخلق باخلاق اللہ الکبیر المتعال المحو المطموس الفانی فی الاباد والازال الباقی الثابت باللہ لم یزل ولا یزال گفتہ بودیم وھو بعید فی السلوک غیر واصل السیر الی الصفات و الاسماء وھو کون السالک باتصافہا والتسمیۃ بتلک الاسماء تمام شد اما محو در ذات و بقا بذات کہ عبارت از مقدمات وصول است نشدہ است ہر آئینہ در سلوک باشد واصل نگشتہ بود قال اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی سیر الی اللہ تمام شد۔

اما السیر للہ والسیر فی اللہ والسیر باللہ والسیر من اللہ الی اللہ انشاء اللہ العزیز اکنون آغاز شود اگر خواست خدا باشد زبان اینجا لال است مقال اینجا کلال ست عبارت پے گم کردہ است اشارت رہ روی ندیدہ است حدت بصیرت کند گشتہ است براعت فہم پژمردہ است ہیہات و ہیہات حیرت اندر حیرت است بیخودی در بیخودی۔

وصول عبارت از شعورے خاصے است یقین گروہ کو تو ئی او یکے از یکے چہ زاید ہمان یکے یکے در یکے چہ باشد ہمان یکے یکے با یکے چند برآید ہمان یکے ازین فہم چو بیان کنم بیان عیان نشان از عالم کثرت دہد

سہ یعنی شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ع ح

عیان را بیان نیست بیان را عیان نه زیرا چه نه عیان است و نه بیان و اصل آن بود که تصور فصل شود فصل نیست وصل چه باشد هوالاول هوالآخر هوالظاهر هوالباطن جهان را او محیط باشد بیان که کند و از چه کند تصوری و شایبه انگیزد دگر شکیه در بیان آید چیزی اشارتی بدو تواند کرد ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم چه باشد من اشار الی التوحید فهو عابد وثن من وابی در اصل عدم اند اذا و متی در بود نابود اند فی و علی در وهم و خیال گم اند کونه وجوده هوالا هوالا هو صدیق اکبر گوید سبحان من لم یجعل للخلق سبیلا الی معرفته الا بالعجز عن معرفته با این همه میگوئیم اینت باقی اثنیت ثابت اگر این بنودے این قدر گفتار بنودے دریا بجنبید موجش نام شد تصاعد کرد بخار گفتند متراکم گشت ابرش خواندند چکیدن گرفت باران گویند روان شد نهر گشت باز بدریا پیوست همان دریا شد کربود بیت

فالبحر بحر علی ماکان فی قدم ان الحوادث امواج وانهار

لایخدعنک اشکال تشاکلها عمن تشکل فیها فهی استار

این تحریک و این تصاعد و این تراکم و تقاطر و این جری و ارتفاع اینت و اثنینیت است جنید را از حقیقت پرسیدند گفت مطرب گفت

وکنا حیث ما کانوا وکانوا حیثما کنا

آمدن نیست رفتن نه ماندن نیست باز گشتن نه سهل عبد الله را آسان تر میگوید یا مسکین کان الله ولم تکن ویکون ولا تکون وهوالان کما کان ویکون لمکن انت کما کنت وتکون۔ قول کن انت کما کنت وتکون عین اینت وصرف اثنینیت است هوتعالی متکلم بکلام واحد ازلا وابدا روا نباشد کر در کلام او میان امر و نهی تفرقه کنی و از حرفی بحرفی انتقال روا داری یا گاه

تازی وگاه عبرانی وسریانی گوید ویا زمانے گفت وزمانے ساکت شد تعالی
اللہ عن ذلک انہ من الحدثان بیندیش میگوید لِمَنِ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ لِلّٰهِ
ٱلْوَاحِدِ ٱلْقَهَّارِ یکساعت ویکزمان لطیف ازین گفتار انحصار نیست
اوخود باخود ازخود میگوید وخود ازخود باخود می شنود لمن الملک الیوم وخود
باخود خود را جواب میدہد للہ الواحد القہار ازلاً وابداً ہمہ درہا ویہ بودنابود
اند ودرعین شہود بی وجوداند وشہور وسنات وایام وساعات وآوان و
آنات باحتساب شمس وقمرست کہ مرتبط بدور فلک اند ولیس عند اللہ
صباح ولا مساءٌ وآنچہ درکلام مجید غائب حاضر شدہ گوید ومنتظر را واقع شدہ
داند حال را بطریقہ ماضی باز آرد ہم ازین باب فصلے بیان شدہ است
اگر یگان یگان گوئیم گفتار دراز شود مقصود ما اختصار است مَالِكِ يَوْمِ
ٱلدِّينِ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ہم ازین کتاب
وان قَ مَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِٱلْبَصَرِ تلویحی ہم ازین
لحظہ روشن کردہ است ۔ بیت

امروز پری ودی وفردا ہرچہار یکی بود تو فردا

چون اثبات اثنیت شد وتحقیق اینت گشت سیر سلوک چگونہ
تمام شود۔

وہو بعید فی السلوک غیر واصلِ دو معنی دیگر احتمال دارد باعتبارے
آرامیدہ وقرار گرفتہ تصور کن وباعتبارے نارسیدہ وور سلوک مضطرب
میدان بدو تعالی کسے را رہ نیست ماندن ہم وجہے ندارد فیبقیٰ بین وصلِ
وفصلِ بوصال رسیدہ این وصال آن نیست کہ موجب ملال وباز ماندن باشد
ہمت بازگشتن نمی دہد کہ چون رہ نیست اکنون بس کنیم ہم بدان کہ امکان

بود قانع گردیم و آنکه رسیده است سیر نمی گردد میجوید میجوید سر بر آن در میزند میزند
و میداند که قابل ره بردن نیست این سخن از عاشقان بشنو نه صورت پرستے
گوید بیت

عجبے نیست که سرگشته شود طالب دوست عجب اینست که من واصل سرگردانم

احتمال دیگر مولانا محی الدین ابن العربی و آنکه متابعان او اند چنان که
عبد الرزاق و غیر او جمعے دیگر از صوفیان که ایشان دم از مقام توحید و تحقیق زنند
چنین گویند هو سبحانه عین الاشیاء و را این وجودات وجودے
نه اوست که بهمه صور و اشکال ظاهر گشته هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ
اما جز او نداند یکے هم از ایشان گوید بیت

آنکه بر آمد ببزم مجلسیان دوست دوست گرچه غلط میدهد نیست غلط اوست اوست

این عارف محقق را بعد این شعور سیر و سلوک تمام شد باین همه وجودے
لاتیناهیت از نظاره و وقوف ساعتے فساعتے از سیرے بسیرے خالی
نباشد و هم یگانگی هو هو میسر نیست گفتیم انیّت و ایّنیت باقیست اولاتیناهی
فراغ از کدام ره در آید مگر بلاهت حماقت و خجالت و ملامت و آنکه گوید
بدین شکل بیان کردن منتج نه افتد لاحول ولاقوة الا بالله نتیجه شکل وحدت
وسط و اصغر و اکبر صغری و کبری رابطه و نسبت اینجا چه نسبت داشت هرچند
که آب دریا بدریا پیوست آن آب دریا که صور مختلف نمودنامے با خود برد
همین نام او و وی شد اگر حلقه متساوی الاطراف بخطے و نقطهٔ وهمی دو نیمه
کنی باز آن خط از میان طرح کنی حلقه آنچنان نشود که من قبل بود اثرش باقی
باشد فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ همین حکایت کرد و دائره راستے بود
این دائره احدی را خط احمدی دو نیمه کرد و باز گشت هم باصل دایره شد دائره

آنچنان نماند که پیش از تصور خط و نقطه بود و اصل که با اصل یگانگی نه پیوست جزو من الکل تمثیل شود جزر کل را چون محیط تواند بود تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ جزر را از کل چه آگاه قطره را از دریا چه خبر این جزو را همتے بخشیده است خواهد کل بکل باشد و آن ممکن نه نیست گشت بکل پیوست عین بعین شد هو هو و هم بر دا ما اطلاع و اشراق بر وے نشد بضرورت از سلوک نه ایستاد و اصل تصور نکرد ابویزید از مقری شنید وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سر بر دیوار زد گفت چو میدانستی که بتوره نیست طلب خویش در دل گدازے چرا نداختی از شقیق بلخی پرسیدند ما الحقیقة قدرے قند در دست گرفت پرسید که این چیست همه گفتند قند و از ان قند چند صورتے کرد از هر که پرسید گفتند که این پیل است و این اسپ است و این آدمیست باز بشکست این صور را نده ساخت چنانکه بود قند همچنان گرد و باز پرسید که این چیست گفتند قند فرمود هذا بیان الحقیقة هرچند که بازگشت هر یکے بقند شد و اصل هر یکے هم از قند بود اما پیل مخصوص پیلی و نام هم پیل شد کذلک اسپ و آدمی این خصوصیت اینت و اثنینیت آمد و اگر گوئی که این همه وهم است فلیکن وهم آمد او آمد و شدند لابدی دوئی آمد اتحاد کما هو متصور نیست آدمی را کجا ممکن که جمیع اشکال و صور را که او بدان متشکل است محیط شود مدرک گردد و اگر صد هزار سال در سیر باشد با نتها نرسد سیر تمام نباشد و وصول کما هو ممکن نگردد۔

جمعی از ابدال چهل و چند نفر را چند سخن پرسیدم یکی از شریعت گفتم شما اهل سیر اند و صورت اهل سیر آنست که زمین بتمامی منزویست همانجا که قدم شما است و اگر در مشرق است مغرب همان است و اگر در جنوب است شمال کذلک زمینے است که بدان زمین طلوع

فجر اول است و در زمینے غروب است دخول وقت مغرب است و در زمینے ظہر ست و در زمینے عصر اگر بجائے صبح بود شما نماز فجر آنجا ادا کردید باز بر حکم طیرے کہ شما دارید در زمینے رسیدید کہ طلوع آفتاب نشدہ است بدان مقام رسیدید کہ غروب است حال نماز عصر چہ باشد شما اینجا چہ می کنید ما را بیا گاہانید تا بدان مستفید باشم کہ بر ما مشکل است و سخن دیگر شما یکے را در دو رخ بر دید و در قعر و زخ ایستانیدید و از اسرار آن اطلاع دادید چون آن شخص باز بعالم ملک آمد باید آتش این عالم بہ نسبت آن آتش ہفت درجہ سرد ست نسوز د محققان و عارفان و اولیا و انبیا را سوختہ است دیگر گفتم آنکہ مطلع بر ضمایر و اسرار باشد و از حال و کار آئندہ داند ہر نفسے دیگے سر پوشیدہ میجوشد زن و پسر و شخصے دیگر کہ و پر ا با دلبست است پنہانی ایشان را مرد مکشوف علیہ مطلع است پس چہ کند قریب خود را ہم بدان گذارد و مباحی باشد یا بر موجب آن اقامت استحقاقے کند ہر دو میسر نہ و سخن از عالم حقیقت پرسیدم شما میفرمائید کہ ہمہ اوست بیک زبان و بیک اتفاق ہمہ گفتند آرے گفتم این کہ فرمودید ہمہ اوست حل ہمہ بر وے چگونہ درست آید این سخن را کیفیتے و بیانے ہست یا نہ بر من عاجز مسکین در ماندہ مضطرب گشتہ برنجیدند گمان بردند کہ مگر بطریق الزام و احجاج میگویم باز بانصاف آمدند سخن را جوابے نبود اقرار بعجز بود اما گمانے بر من بردہ بودند دانستند مگر بالزام میگویم ازان باز گشتند بہ صلح رفتند۔

نہایت بیان بدین جا بود کہ ہمہ اوست و آن درست نہ سیر و سلوک چگونہ تمام شد و اصل بچہ اعتبار گشت در این بیانے کہ کردیم سیر فی اللہ و از سیر باللہ و از سیر من اللہ محقق مثبت شد و لیکن تعین تشخیص نکردیم کہ بر عارف ذایق و بر شاہد واجد پوشیدہ نیست و آنکہ خواہد در کلام ما

بے مشاہدہ حال سخنے بیوند و فسردہ ماند درست نرود عجز خویش خود داند مگر طالب گردد اما السیر من اللہ الی اللہ اکنون آغاز شود۔

دوم احتمال معنی قول گرگانی است گویم آن شیر بیشۂ حقیقت آن گرگ بادیۂ قربت آن نہنگ دریاے وحدت آن پلنگ قلۂ صمدیت چنین می فرماید و برین جملہ اشارتے می نماید اگر ذات اورا تنزیہ و تسبیح کما ھو حقہ کوشش کنی بجاے رسی کہ جز عبارت از مثال نقطہ نبود کہ بہیچ وجہ از تجزیہ و تقسیم قابل نباشد و جز تصور ذہنی را مجال مساغ نہ و اگر از ابتدا و انتہا و از عدم تناہی او شعورے یابی این جہان و آن جہان و صد ہزار این و آن در تصور آری شبنمے از ہفت دریا با دریاے محیط کمتر باشد چہ کنیم در مثال جز این عظیم تر نیست ورنہ بدان تمثیل کنیم۔

چون این دانستی محی الدین و اتباع او و محققان دیگر کہ یک وجود گفتند متمثل بدین ہمہ وجودات است این جہان و آن جہان با ہمہ نعیم و اسباب آن و جحیم با ہمہ موذیات و موالمات آن و عرش و ثری از ہر قل و کثر و جل و حقر یک وجود است و ورا ر آن وجودے نہ اما محمد حسینی کہ متیز بنور مرتضوی است و مستضی بضیاء مصطفوی است میگوید باین ہمہ وجود است کہ گفتند کہ آرے فیض اوست تعالی بہمہ صور و اشکال متصور متشکل و ورا ر این وجودات وجودے است کہ این فیض با ہمہ صور و اشکال خود بحسب آن وجود و بحساب آن ذات بصد ہزار مرتبہ کمتر از شبنمے بمقابل دریاء محیط و ہفت دریاء قلزم باشد کرات و مرات بلکہ ہر زمان و ساعت ازین وجودات در گزشتند و ورا ر آن سیر کرد ند الی ما شاء اللہ بنود احساسے بنود فہمے بنود عینے معینے شیئے ہست بود ہست باحساس باریکتر و نازکتر توان دانست۔

روز ولادت حسین علی رضی اللہ عنہما فرشتہ را جبرئیل بحضرت مصطفی علیہ السلام آورد و گفت این فرشتہ روزے بی ادبی کرد از خدا تعالی خواست طیرانے کند و انتہائے عرش را دریابد فرمان شد تو دانی ببر سنین ہفتاد ہزار سال ببرید پرہا بریخت باز از خدا تعالے دیگر پرہا بخواست یافت باز ہفتاد ہزار سال دیگر ببرید پرہا بریخت باز دعا کرد باز یافت سہ کرت ہمچنیں کرد ماندہ شد و پرہا شکستہ افتاد گفت خدایا عرش تو بدین حد وسعت دارد فرمان آمد از یک طرف کنگرہ بدوم طرف نرسیدہ اقرار بعجز کرد خدایرا بالقہر و غلبہ شناخت التماس پرہا کرد و فرمان آمد تو بی ادبی کردہ آن روز کہ حسین علی رضی اللہ عنہ بزاید دست او بر تو بالند تر از پر دہند دست حسین علی رضی اللہ عنہما بروز زاد او پر یافت یک مخلوق متصور متشکل کہ فیض قدیم بدان صورت بود این صفت است و این فیض از ان ذات بصد ہزار در ہزار چہ گویم نمیتوانم گفتن کمتر است چگونہ برابر شود و این محرومان از چہ وہم گویند ورا از این وجودات وجودے نیست ہم بعزت آن جلال وہم بہ بزرگی آن حضرت ہر کہ این گمان بر و خدا تعالی را نشناخت و نرسید و دولت معیت قربت بدو رسے تنمود وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ او با ہمہ از ہمہ و با ہمہ ولی ہمہ ہمہ او و از ہمہ بیرون او و ہیچ یکے از وے نہ وبدو آگہ نہ وہمہ نہ او و نہ او ہمہ ھو الکل ھو کل الکل ھو کلیۃ الکل وکلیۃ الکلی ھو کل کل الکلی وکلک وکل کلک ھو ھو ھو لا ھو الا ھو السیر من اللہ والی اللہ اینجا ہم شود اکنون اندیشہ کن اینجا سالک گمان بردکہ واصل شدم و سیر سلوک تمام شد۔

شریعت است و طریقت است و حقیقت است و حق الحقیقت

وحقیقت الحق والحق اما شریعت عبارت از گفت انسان کامل ست وطریقت
از کرد انسان کامل است وحقیقت عبارت از دید انسان کامل ست
وحق الحقیقت عبارت از بود انسان کامل ست وحقیقت الحق عبارت از بود
بود انسان کامل است والحق عبارت از بود بود و از بود نابود ست شریعت
وطریقت را دفاتر ومجلدات مستغرق شده بیان وگفتار او را اندازه کجاست
ما را گفتن زیادت باشد اما حقیقت را هم مثالے ونظیرے در کلامے ومقالے
آوندکه عبارت از دیدست مصطفی می فرماید صلی اللہ علیہ وسلم کما ترون القمر
لیلۃ البدر لا تضامون فی رویتہ شیئا التمثیل بالنسبۃ الی
الرای لا المرئی وبینندگان جز این هم گویند وجائے دیگر فرماید رایت
ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ وهم میگوید فی صورۃ امرد
شاب قطط صحابی گوید رأیت ربی فی صورۃ أمتی ودر قرآن هم
ازین بیان نشان وهو یدالله فوق ایدیهم وجاء ربک
والملک صفا صفا ووجوه یومئذ ناضرۃ الی ربها ناظرۃ
احمد حنبل گوید رحمتہ اللہ علیہ رایت ربی فی المنام الف الف مرۃ
والرؤیا الصالحۃ جزء من النبوۃ۔ همین رویا باشد وجواز رویت
خدای تعالی در خواب هم در دنیا در عقائد اهل ملت مسطور است ونیست
که در خواب بینند چیزے دیگر باشد ودر بیداری چیزے دیگر ودر دنیا چیزے
دیگر ودر آخرت چیزے دیگر تعالی اللہ عن الحدوث والتغیر انه
سبحانه لا یتغیر بذاته ولا فی اسمائه بحدوث الاکوان
وخواب را بر بیداری در بعض کتب ترجیح دهند اگر موجب ترجیح این بیان
باشد که گفتم نیک بر استقامت واستحکام آید محمد واسع گوید ما رایت شیئا

الّا ورایت اللہ فیہ نکرہ در محل نفی عموم اقتضا کند وخلا را بنزد اہل صفا جلا وجودے نہ اشارت بدوام رویت باشد دیگرے گفت ما رائیت شیئا الّا ورایت اللہ قبلہ یسومی گوید بعدہ ومعہ ہم گفتہ اند ہریکی از جائے مقالے کردہ است اما مقصود ہر یک قریب الماخذ ست از خواجہ خود شنیدم شبے اقبال خادم مرا پیش شیخ برد وخود بروں شد شیخ طاقیہ بر سر من نہاد وخرقہ ہزار میخی در بر من کرد فرمود برو مشغول باش سخت مشغول شو از پیش بر خاستم تا دوگانہ شکرانہ بگذاردم دیدم آن حجرہ وبام ودر ودیوار ہمہ شیخ بود خود ندانستم چون بیرون آمدم عجب دیگر این بود بار دوم رفتم نظر کردم بر ان حال بود کہ نخست دیدہ بودم وکذلک کرۃ سیوم وبعد ازاں فرمود من ہم آمدم مشغول شدم سخت مشغول بودم آن شب دیدم آنچہ دیدنی بود خدمت شیخ کبیر در خانہ ملک قیر یک سماع شنید در خانہ آمد اصحاب را می پرسید در خانہ قیر یک رفتیم سماع شنیدیم خلق ما را چہ میگفت محی الدین کاشانی عرضہ داشت کرد خلق نیکوئی گفت شیخ گفت سبحان اللہ ما را در خانہ قیر یک چہ بود وخلق چہ میگفت ومولانا مذکور گفت چہ جلے رویت بود فرمود آرے اگر رویت بنود دیگر چہ بود۔

اوّل حال طالب را جز این مقصودے نباشد وورا ایں صورت مردمانرا در خاطر نقش نہ بندد اما نگار خانہ رنگ آمیز لیست عرفا شرک نامند وآنکہ گویند بیننده چہ داند کہ چہ بود او بود یا چیزے دیگر وجدت بر دھا فی قلبی بیان این وجدان کردہ است نشان این عیان دادہ است بینندگان دانند کہ چہ می بینند وآنکہ گویند علامت بیننده این است کہ بیان نتوان کرد وہ احتمال دارد یکی آنکہ شئی را دید نہ اورا رنگے نہ اورا کیفے نہ اورا جہتے نہ خلقے نہ قدامے وفوقے وتحتی نہ طولے نہ عرضے نہ عمقے نہ بسطے نہ یمینے نہ یسارے از و

چه بیان کند وچه توان کرد دوم احتمال آنست که اگر گوید کافر باشد بت پرستش
خوانند و در حکم شرع موجب ملامت گردد جوانے را کودکان سنگسار میکردند
ذوالنون مانع آمد کودکان گفتند آنچه او میگوید اگر تو بشنوی سخت تر بزنی
ذوالنون گفت چه میگوید گفتند ما نتوانیم هم از و پرس که میگوید خدایرا بدین چشم
می بینیم ذوالنون بنزد آن جوان رفت پرسید گفت آرے ای ذوالنون
اگر نه بینیم چون زیم ذوالنون گفت محکم ترش بزنید ما این نشان نیز احتمال دارد
روح انسان بر سالک تجلی کند همبرین صفت باشد که گفتیم بلکه احیا و اماتت
وسجود کائنات هم با آن بود سالک را تفرقه دشوار باشد و در نشان دوم احتمال
تخیل نفسانی و تصور شیطانی هم هست نشان همانست که مصطفے فرمود صلی الله علیه وسلم
وجدت برد ها فی قلبی (مصراع) دل داند و من دانم و من دانم و دل
ذایق شکر بهیچ عبارت حلاوت و لذت را بیان نتواند کرد اما همو داند که چشید
من رای علم و من ذاق عرف موسی علیه الصلوٰة والسلام درخت
و آتش دید از وی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ شنید و علامت تحقیق تجلی را ایجاد شئی لا عن
مادة و مثال معاینه و مشاهده کرد پس اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ بر چه میگوید
جواب لَنْ تَرَانِیْ چرا شنود با مردم آشنا و محرم دیده دیدار عدم نمودار را چرا
تاکید کند و تا زیانه لَنْ تَرَانِیْ بر روے او چرا زنند مگر خواست پرده تمثل
را از میان برگیرد عین بعین نظاره کند گفت عین مارا دیده و رئی تو نتواند دید
سجات وجه روے مارا از همه نظرها حجاب کرده است وَلٰكِنِ انْظُرْ
اِلَی الْجَبَلِ چنانچه آن بار درخت و آتش را مثال کردیم و وراء آن عکس جمال
قدسی افروختیم عکس عکس بر تو مشاهده شد این بار هم اگر از ان درخت بر خود آری
عجب نیست و ممکن باشد همان مثال ست آن بار آتش آتش بنود درخت درخت نه

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى اَيُّ جَبَلٍ جَعْلِ حَبْلَ وَرَبْطٍ عَلٰى جَبَلٍ جَعْلٍ وَلَيْسَ هٰنَا الْجَبِيْلُ وَالْجَبَلُ شعر

فكان ما كان مما لست اذكره فظن خيرا ولا تسال عن الخبر

عکس را تا بے ندارى تو نشانى کوہ نماند کہ بیند و کرا بیند و کدام فرجہ روے نماید و کوہ بشریت آن دریچہ ندارد کہ بر آن جز عکس عکس تجلی درے روشن شود کوہ ستوہ ہستی کہ سرمایہ ہراندوہ است پیش دل موسیٰ کوہے و سدے گشتہ چون بخیز و شاید کہ عین ما را بعین ما مشاہدہ توانی کرد ما را جز ما کہ تواند دید اول قصہ حقیقت بود کہ گفتیم کہ عبارت از دید است دوم خواست حق الحقیقۃ است کہ عبارت از بود است درین خواست استحالتے و امکانے بیان کردن محال باشد کہ تو تو باشی و حق الحقیقت صفت تو گردد و امکان بود تو از خود بی خود باشی و در بود حقیقت نابود گردی بود نعت تو گردد صوفی پیش جنید الحمد للہ گفت جنید فرمود الحمد گفت کیف اقول قال قل رب العلمین قال وما العالمون حتی یذکر معه قال قله ان الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر مطالعہ مکتوب ملکوت چنانچہ و آنچہ در ولیست از نعیم و لذاید و حور و غلمان و قصور و انہار و باغ و بستان و شراب و مستی و خوشی و ادمان[۲] و دیگر دیدن دوزخ و آنچہ در ولیست از سموذیات و مولمات کالعقارب و الحیاۃ و انواع عقوبات و مضایق ظلمات مثلاً بینند کہ مردم را پرکالہا[۳] کردہ اند در تابہ بر روغن نہادہ فرو دآن آتش کردہ اند و ہر پرکالہ ہمچو یخنی[۴] است جان و حس و جدان در ہر یکے باقی است و نظارہ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا آتش را بینند از تارک سوختہ می آید تا بپا میسر

---

[۱] کدام درخت کہنہ ہم چیدہ مخلوق است نہایت و محکم پرکوہ تنا در منظم ہم پیچیدہ و حال آنکہ نہ درخت، ستہ نہ کوہ [۲] ادمان یعنی پیہم دمبدم خوردن [۳] پرکالہ یعنی پارچہ پارچہ۔

لیکن نه این چنین است یکبار سوزد تمام شود خاکستر گردد بلکه آن قدر که می سوزد
و باز تنے درست می شود همچنین شده می آید تا بتمام تن میشود باز از سر آغاز
می شود از پای تا سر همچنین میرود و از سر تا پا همچنین می آید هر نظاره که می کند
می تواند دمے ایستادن اما مشاهدهٔ ظلمات از همه دشوار تر است سالک
باختیار در میان آن نمی شود اما برنده را مقصود است که البته نماید بستم دهکه زند
درونش اندازد مقصود اطلاع اوست داو متحیر گشته و حیران و همان مانده باز
آید و کذلک مشاهده صراط و میزان و حساب و عرصات و جلوس بر کرسی قضا
و سوال گور و عروج بر سموات الی العرش المجید و لوح را بنید بر مثال تخت
که او را دو شاخ باشد ملکے در برگرفته بنید درازی او را از ثری تا عرش اعلیٰ
تصور کند اما بحقیقته الله اعلم و کذلک قلم نه او را انبوبه نه تراشے نه قطع و نه طولے
نه عرضے و نه شکلے و همواره در جریان دوے بنید و قفلے و پرّه و دربانے در گرفته
ایستاده و چوبے بدست او و آن دربان آدمی و فرشته نیست چوبے که بدست
اوست از زر نیست و نقره نیست و زبرجد نه و مروارید نه طولے و عرضے نه و سرا پچه
زده اند آن سرا پچه از دیبا و حریر نه و از دو پهنا نه بافته و دوخته نه مکانے که هرگز
او را مکان نام نه توان نهاد لاچون انجا ایستادن ضرورت عبارت ازجا
کنند ورنه آنجا جا کجا درون آن سرا پچه تا کیست تا چیست تا کجا برونند تا چه
دید و کرا دید برنده سالک را تا آنجا برد پس آن الله اعلم تا با آن رونده
در میان چه می رود اما برنده خواه شیخ خواه مرشدے دیگر خواه رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم بر در ایستاد از درون خبرے ندارد که چه می رود اما چون
او باز گردد برنده از پرده پرسد که چه بود تا او را از آن چه خوش آید گفتن بگوید و چه
ناخوش آید پنهان [illegible]

* *

اقل علمے حاصل شود کہ وقتے نبود از انجا بسیار چیز کشف او شود این ہمہ کہ گفتیم از اقسام کشف حقیقت بودہ است۔

جوانے در تربیت ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ بود ابو تراب با او گفت برین استعداد کہ توئی بخدمت بایزید بیائی جوان گفت چہ خواہم دید بایزید را خدائی بایزید را اینجا نشستہ ہفتاد بار می بینم ابو تراب گفت کہ یکبار روی بایزید را بینی بہ از آن کہ خدائے تعالیٰ را ہفتاد بار بینی جوان گفت کیف یکون گفت آنچہ تو بینی بقدر استعداد خود بینی و آنچہ در بایزید بینی بقدر بایزید باشد ابو تراب از دید بود خواست بردو جوان طالب بدید رسید و از بود چیزے ہم نشنود ہر آئینہ ہمیدان آسود از دید تا بود بسے بوادی و فلوات[1] است و بسی خنادق و جبال تا کدام محبوب حضرت است و خواستہ عزت است کہ از دید بود آید ابو عثمان مکی بر مشایخ بغداد مکتوب ارسال کرد مضمون ای مشایخ بغداد و اے صوفیان عراق ہزار در ہزار کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار شما را قطع باید کرد سختان اگر قطع گردید و اگر نہ در چکار اید جنید صوفیان بغداد را جمع آورد و این مکتوب بحضور ایشان خواند باتفاق گفتند ازین کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار فتاد در راہ خدائے مراد داشتہ است تا چندین ہزار بار فانی نگردید بمقصود نرسید جنید گریست گفت ازین کوہ ہا و خندق ہا جز یک کوہ و یک خندق قطع نکردہ ام حریری گریست و گفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے و یک خندقے قطع کردی مسکین حریری جز سہ گامے پیش نرفتہ است بشلی نعرہ زد و گفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے و یک خندقے قطع کردی و شیخ تو اے حریری کہ سہ گام رفتی مسکین بشلی گرد این راہ ندیدہ است این گفتار از دیدن

---

[1] فلوات یعنی بیابان

تابودن است۔

پس بدانکہ حق الحقیقت کہ عبارت از بود انسان کامل است درہیچ عبارت بنظرے ومثالے وبوہمے وخیالے درنیاید وازان تنبیہ نتوان کرد مگر بچیزے موجزے بطریق اشارتے وانموذجے ورمزے بلحظے وغمزے بایزید گفت سبحانی ما اعظم شانی جنید گفت لَیْسَ فِی جُبَّتِی سوی اللہِ حسین منصور گفت انا الحق ابوالحسن خرقانی میگوید انا اقل من ربی بسنتین دیگر گفت لا فرق بینی وبین ربی الا انی تقدمت بالعبودیۃ محققے دیگر گفت الصوفی ھو اللہ وحیری گفت الفقیر لایفتقر الی نفسہ ولا الی ربہ ومحققے دیگر گفت اذا تم الفقر فھو اللہ دیگر گفت انا ابن الآزل وضحابی گوید ولدت امی اباھا ہم گفتار ایشانست کہ ہیچ این ہیچ بر ہیچ گواہ شد شبلی گفت انا اقول وانا اسمع وھل فی الدارین غیری۔

درکلام صوفیان کہ گمان اتحاد رود آن حکایت از حق الحقیقۃ دان ۱۲ منہ انا حقیقۃ الحق لا یحیط بہ نبی مرسل ولا ملک مقرب ولا ولی عارف ولا صدیق محقق اگر گوئی کہ او تعالیٰ اگر خواہد بر حقیقۃ خویش خود آشنا کند گوئیم ان اللہ لا یوصف بالمحال از افعال بصفات رود از صفات بذات گراید واز ذات بذات وراء این در فہم درنیاید گفت اعوذ بعفوک من عقابک از فعل بفعل رفت وگفت اعوذ برضاک من سخطک از صفتے بصفتے رفت اعوذ بک منک از ذات بذات واز آنچہ از جملہ نسب واضافات وعبارات واشارات وفہوم وشعور بیرون بود گفت ما ابلغ مدحتک لا احصی ثناء علیک انت

کما اثنیت علی نفسک از بعضے بہ بعضے کفایت کرد باقی را طرح داد از فعل بفعل روند و از صفت بصفت روند و از صفت بذات و از ذات بذات پس آن ورا بود راست از وحکایت و گفتار نیست از روبہ بازی گرگانی کہ در کلام انتظام آورد و در کلام سبحانی بر ان اشارتے کرد علماء ربانی دانند حضرت ابراہیم خلیل در ظلمات رعایت اسباب مضطرب و متحیر و متحقق خلیل برمیعاد دلیل راضی نباشد جز بمشاہدہ و معائنہ و ملاقات طرفۃ العینے لحظہ نہ کند دلش ازین خطرات کہ باز آرد و این ہوا و ہوس کہ گرد اند باشد ہم عیان شود ن ینبغی کسے را کہ بے او این ہمہ دردمندی و سوختن اختیار کند دریاء شوق چون شوید و شور طلب در گداز آورد اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ مقدمہ قبول شد و علم حصول مقصود کشادہ برآمد بشارت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ متقبل کرد فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ عبارت از درماندگی و اشارت بر بے چارگی اوست و ہیہات و اضطرار و تزلزل و اضطرابش ذای کَوْکَبًا از بادیہ طلب بدروازۂ شہر مقصود رسید **نظم**

معشوقہ بسامان شد تا باد چنین بادا　　کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین بادا

مقصودے کہ ورائے ہمہ مقاصد است یافت و منتہی و مبلغ ہمین دانست دل خواست بدان دہد و ہمبران قرار گاہ سازد اقول کہ دلیل بر زوال و بزوال دارد مشاہدہ کرد و گفت ہر آئینہ این تنقیل باشد تمثل و تشکل عین وصف و تغیر و تبدل دارد عاقل کامل و بالغ فاضل متغیر را مقر نسازد کہ متغیر را محل قرار نیست ؎ اہل تمیز خانہ نکردند بر پلے۔

و اہل صفا و وفا دل بکل ندہند لا یتجلی فی صورۃ مرتین ہمین دلیل کرد بر لاثباتی و بیقراری اشارت نمود بارے گفت فی احسن صورۃ

دیگرے گفت امر دیشاپ قطط ثالثے گوید فی صورۃ اما ازین صورت
وازین ہئیت وازین تشکل وازین مثل می باید گذشت گفت لَا أُحِبُّ
الْآفِلِينَ من اورا دوست نمیدارم کہ در جمال او زوالے وذبولے بود
وہم من اورا نمیخواہم کہ اورا وفائے وثباتے نباشد من اورا میخوہم کہ با من
نماند ہمت بلند از دید بود بر دود ربود بزودے وبلوغے نمود وتحقیق کرد کہ ہمین
است ما ومن او مبرک سے وازین پیشتر رہ نباشد وازین بہتر آسودہ تر ملجاے و
منجاے مقرے ومقصدے نیست فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ
هٰذَا رَبِّي اما در بود اتہام بود بود این بقیہ را فقیہ نیست اما از بود تا بود بود
واز شہود تا وجود واز وجود تا وجد وجود وجود اگر فہم طلوع وافول نزول کند
حصول در محل حلول در منزل باشد چون برین افول وطلوع ابراہیم علیہ
السلام مطلع شد پیشتر رہ بر در اطریق نیافت بشلی نبود بخبلی مگر آنکہ ہم بعیاذت محبوب
پناہد گفت لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ در طلوع
ہم مطلعے تجلی کرد ہر آئینہ ہر حقے را حقیقتے باشد فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّي هٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ وہم وفہم را مدخل نہ مثال ونظیر را مساغ نہ
تخییل وتمثیل را گمان نہ شیطان وملک بنی وولی را رہ نہ چہ تدبیر تقیید وتمکن اقرار
بعجز وانکسار ونکوس راس وانحصار إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ گفتار ہمین کہ تو توی
چنانکہ ہستی ہستی اعتقاد کنیم ہمین قدر کہ ہستی وچون ترا بصفت یاد کنم چہ گویم فَاطِرِ
السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وجود را ہمین دانم کہ مشرک نام آمد از دید بود آمد
واز بود بود بود رفت واز ان ہم در گذشت تا بصرف صرف رسید أَنِّي هَلَكَ
عما يوحدك به الموحدون چنین اشارت داد حکیم ملحد را ازین کہ
خبر داد الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام الحقیقی

وان لا تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثة کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دایم الحزن والبکاء چوں دریافت او نا یافت شد از گریہ واندوہ
واز آہ وستوہ چہ کم آید فیض قدیم نسبت او نمی ہوا باشد کہ بمقابلہ چند ہزار ہزار
ہمچو دریائے محیط چہ گوئی آں ابلہ بی راہ وآں عالم جاہل وآں پیر طفل شیر خوارہ
وآں عارف ناداں وآں مرشد گمراہ وآں پیشوائے پس افتادہ را کہ گوید سیر
سلوک تمام شد زیرا چہ منتج نخواہد آمد ندانست کہ در قول گرگانی معنی بیتے
ظاہرے صریحے است کہ او میگوید وھو بعید فی السلوک غیر واصل یعنی ہمہ
مقاصد رسید و بہمہ درجات اعلیٰ فائز گشت باین ہمہ سیر سلوکش تمام نشد طلبش
از سر نہ رفت ہوسش کم نہ گشت چنانچہ گوئی مجنوں در طلب لیلیٰ چنیں وچنیں
مقامات وتعب کشید بعد اللتیا والتی بہمہ مرادات رسید و بہمہ ہوا ہا و ہوسہا
راند باین ہمہ عشقش تمام نہ شد طلبش کم نگشت و ہوس لیلی از سینہ نرفت اللھم
انت نی عمّاء و احمد حبیبک فی ولہ حس وعقل و طبع ودل وروح از بنہا [1] معانی ابرار یک
خبرے ندارد و ہیچ سبیلے شئی ہائی احساس نتواند کرد دگر روح اعظم کہ او را فیض
قدیم می خوانیم بسبب اتحادی کہ باوی تعالیٰ دارد از پرتو شعور او ہر یکے بقدر نسبت
قربت وجنسیت نصیب و میراث گیرند و ہر یکے مدد و محظوظ باشد حتی القالب
بل اللبس ایضا علم الیقین حکایت از وجد است این علم بعد وجد است جزاین
در گفت و شنید است یثبت و ینفی عین الیقین عبارت از بود ست حق الیقین
عبارت از بود و رلے ایں ہیروں از گفت و شنود ہر آئینہ اشارتے نفرمود
فاما الحق فالقول فیہ ما قال رسول الحق صلی اللہ علیہ وسلم تفکروا
فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذاتہ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ہمیں اشارت
کردہ است بزرگی بسکوت جواب او کہ کون بسخن نمی ارزد و کون در سخن نمی آید بریں موضوع اگر

محمول کنیم قضیه صادق باشد از انچه این نظیر بر وفق این خبر است اذا ذکر اللہ فاسکتوا الحمد للہ رب العالمین

تمت رسالة استقامة الشريعة بطريق الحقيقة۔

رسالہ

در مسئلہ توحید باری تعالیٰ عز اسمہ و کرامات اولیا

تصنیف

قدوۃ کاملان و سیر خیل عارفان حضرت

سید محمد حسینی گیسو دراز جہ ابندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

۴۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل بدانکہ امام رضی اللہ عنہ در تصنیف خویش کہ آں فقہ اکبر است مسئلہ رویت را صریح ذکر نہ کردہ است و امام فخر الاسلام بزدوی در تصنیف خویش در بزدوی فرمودہ کہ مسائلے ازاں اصحاب مروی است ازیں اصحاب امام اعظم امام ابو یوسف و امام محمد مراد است دلیل کند کہ فردا امنا و صدقنا خدا تعالیٰ را مومناں بچشم سر خواہند دید ایں گفتار دلیل کند بریں کہ مومناں خدای تعالیٰ را خواہند دید بہ بصر و ایں مسئلہ را زیدیہ و معتزلہ منکر اند و قوم دیگر ہم و برائے اثبات ایں مسئلہ ہیچ یکے از علماء ثلثہ دلیلے معقول نہ گفتہ و تمسک باحادیث و گفتار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین و سلف صالح نکردہ اند و ہر کہ اینجا سخن سنجے کردہ است ایشاں او را مبتدع می نامند و اگر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را و گفتار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین بیارم کلام مطول گردد و قریب جلدے شود اگر ترا مطلوب باشد در کتاب احادیث ببیں صریحاً مسطور است و در کتاب سیر و ریں آیۃ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ میگوید لا تدرکہ الابصار ای فی الدنیا و آنچہ در معقولات ما خواندہ ایم و گفتہ ایم در صحائف و طوالع و مطالع اگر بنویسیم ہمانا کہ بدعت باشد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً نگفتہ ہیں خبر دادہ کہ لا تکلموا الصحابۃ و التابعون و تبع التابعین اما چیزے ما از جنس معقول

بہ بصر یعنی

نبرئے

بگوئیم تا اسکات اہل ضلال زیدیہ و اہل اعتزال میسر آید بسیار رہ عوام زدہ اند
و بعضے ضعفا ہم کہ نام ایشاں نمی ستانیم کہ تو ایشاں را معتقدی اما اجماع ایشاں نیست
کہ رویت در دنیا نہ باشد زیرا چہ رویت اجل النعم است و دنیا اخس الاشیاء
آنکہ اجل نعم بود و باشد چہ نسبت کہ در اخس باشد اما در عوارف است کہ صاحب او
شیخ الشیوخ ست و مرشد طائفہ صوفیان ست فرمودہ است الدنیا لمح
یسیر فی الدنیا خیر شیخ رحمۃ اللہ گفت در دنیا لمح یسیر است از کثیر کہ مانع
است الغرض باز گردم بر سخن کہ ما را سخن معقول با زیدیہ و اہل اعتزال می باید گفت
بدانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ذات خود را خود می بیند پس دیدن ذات او امر ممکنے
باشد و برائے امر ممکن مخبر صادق خبر داد کہ او بہتر و مہتر بہ انبیا است و ما اعتقاد
کردیم و اگر بر گفتۂ او اعتقاد نکنی کافر گردی و ملحد و بے دین باشی این سخن معقول
صرفے ست جملہ این طائفہ بگویند اما مردماں این گویند کہ این چشم حدقہ و پیوله دارد
کہ عکس ہر چیزے در و ظاہر گردد این را رویت می نامند و این را با خداوند تعالیٰ
چہ نسبت محمد یوسف حسینی میگوید آفتاب را کہ تو می بینی چشم تو فیض از نور آفتاب
میگیرد و بداں فیض چشم تو آفتاب را می بیند کذلک بندہ را اگر خدا تعالیٰ بر و رحمت
خاص کند فیضے از نور قدسی و صنوحی یابد ازیں چشم بدیں نور او را بیند پس این چشم
ندید او را نور او را دید پس این سخن راست آید لا یری اللہ غیر اللہ اینجا سخن
بسیار است بطرق مختلفہ انشاء اللہ تعالیٰ اثبات آں خواہم کرد اینجا گویند او را
دید چشم بندہ چہ دید بدانکہ بر آبے صاف آفتاب تافت عکس آفتاب در آب
پیدا آمد دیوارے صفائی ندارد و کدر و ظلمانی کہ قابل انعکاس نیست چوں مقابل
آں آب کہ در و عکس آفتاب ظاہر شدہ است افتد عکس عکس در و ظاہر شود اگر
این دیوار گوید من آفتاب را دیدہ ام راست گفتہ باشد در حس ظاہر حس را غلط باشد

اما در عکس غلط نیست اینکہ مرید توجہ دل پیر میکند برایں موجب است دل پیر صاف و شفاف عکس پذیر شدہ است فیضے از نور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرفتہ است دل ایں مرید کہ دل خود را محاذی دل پیر داشتہ بتصور وقتے باشد کہ بینہما محاذاتے درست افتد برابر عکس بر دلِ پیر ظاہر شدہ است عکس آں بر دل مرید ظاہر گردد ہمچوں دیوارے بود چوں مقابلِ آں صاف شد ہر چہ او محظوظ بود ہم ایں بداں محظوظ شد معتزلہ گویند برائے رویت را قرب قریب نباید و بعد بعید نہ و ایں صفت اجسام است ایں معتزلہ کہ ایشاں را مخانیث الحکما گویند نہ بر مذہب یونانیاں بر عقل صرف میروند و نہ بر تقلید کتاب و سنت ہر آئینہ مخانیث باشند جواب ایں سخن کہ ایشاں گفتہ اند عنقریب گفتہ آید۔ از محققاں ہمچنیں گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشب معراج رویت بود اکثر فقہا برینند کہ رویۃ نبود تمسک بقول ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا میکنند کہ او گفتہ من قال ان محمداً قد رای ربہ لیلۃ المعراج فقد کذب علی رسول اللہ و ایں قصہ برایں جملہ است کہ عائشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید کہ ھل رایت ربک لیلۃ للمعراج قال لا و ابو بکر پرسید او را جواب داد کہ نعم توفیق بین الکلامین ایں باشد عائشہ رضہ صورت است صغیر السن اگر باو سے گوید کہ آرے دیدم او در تشبیہ و تجسم افتد ضرورت شد کہ باو سے گوید کہ لا و اما ابو بکر عارف است خدا سے را بصفاتہ و نعوتہ شناختہ است باو سے ضرورت گوید نعم یعنی آرے دیدم اینجا گویند کہ بین الکلامین نسبت کذب میشود گویم با عائشہ گفت لا یعنی رویت بود ادراک نہ بود چنانچہ در کتاب اللہ است لا تدرکہ الابصار با ابو بکر گفت نعم آرے زیرا چہ او عارف است در وہم تشبیہ و تجسم نخواہد افتاد و در لطائف قشیری است مفسراں گویند سوال جبرئیل و محققاں گویند سوال ای ربہ و ایں محققاں دیوانگان امت محمد صلی اللہ علیہ

سلم بچنیں گویند کہ یک نفس از دیدار او تعالیٰ محروم نہ ایم اکنوں با تو گوئیم کہ در حوارف المعارف است کہ عقبی او دنیا شود و دنیائے او عقبیٰ گردد اول او آخر شود و آخر او اول گردد چوں دنیا عقبیٰ شد ہر چہ در عقبے باشد در دنیا باشد در تفسیر لطائف قشیریست در ایں آیۃ کہ قولہ عز من قائل اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ مسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شرح الصدر المذکور فی القرآن ما ھو فقال علیہ السلام نور یقذف فی القلب فقیل وما امارت ذلک النور یا رسول اللہ قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ استاد القفال الیوم سخن تفسیر تمام کرد و پس آں از اں خود میگوید النور الذی من قبل سبحانہ و تعالیٰ نور اللوائح بنجوم العلوم ثم نور اللوّاح ببیان الفہم ثم نور الطوالع بزواید الیقین ثم نور الکاشفۃ بتجلی الصفات ثم نور المشاھدۃ بظہور الصفات ثم انوار الصمدیۃ فعند ذلک لا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد ولا وصل بل ھو اللہ الواحد القہار۔ الاتمم

ای مسکین محمد یوسف حسینی کجا افتادہ ایں دریائیست کہ ایں را پایانی نیست ایں دریائے ست کہ او را ساحلے نیست چہ بیہودہ دست و پا میزنی محرم نداری موئے نداری ہمکارے با تو نیست اقطع لسانک واکف بیانک ترا اینہم چیزیں سخن نیست کہ ہیہات ہیہات امض علی رسلک و آنا کہ تمسک بقول عائشہ رضی اللہ عنہا کنند اینقدر ندانند کہ او صغیرۃ السن بود آں روزے کہ ایں آیت نازل شد قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا عائشہ گفت میان من و آں عورت یکجا در پردہ بود من نشنیدم خدائے تعالیٰ شنید پس دانستم کہ چیزے باشد کہ ما نشنویم و ندانیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ می شنود و می داند و چگونہ گوید من دیدم

او امروز بدین ایمان می آرد غنائم آمدہ بود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنائم را
قسمت می کرد یک دامنی از آں عائشہ گفت کہ مرا بدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم در قسمت
انداخت عائشہ با رسول خدا گفت لو کنت نبیا لعاملتنی بما تعامل الانبیاء مع
نسائھم یعنی اگر تو پیغمبر می بودی با من آں معاملہ میکردی کہ انبیا با زنان خود کردند ابو بکر کہ
پدر او ست طپانچہ زد و گفت ھو النبی او پیغمبر است رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ او
را مزن کہ او خود است اکنوں تو اندیشہ کن با وے چگونہ گوید کہ دیدم ای عزیز ہر کارے
کہ ہست جز اہل ایں کار ندانند ہمیں معراج بعضی گویند کہ بتن نبود بخواب بود ایشاں
معتزلانند مردے سنگے لعلے افتادہ یافت گماں برد کہ لعل بدخشاں است باعزاز و
اکرام تمام برگرفت در بغل کرد بر مرد گوہر شناس آورد و گفت کہ چیزے کالائے نادر
آوردہ ام مقام خالی کن تا ترا بنمایم او مقام خالی کرد ایں مرد از بغل کشید باعزاز و اکرام او را
نمود آں مرد را برو تعقت آمد ایں سنگ است و جز پائمال را نمیشاید و جز برائے
استنجا بکار نمی آید گفت ایں را نگاہ داریم تا خریدارے آید و ایں قدر مال تواند داد او را
در صحبت خود داشت تا آنکہ آں مرد آبگینہ شناس شد باو گفت کہ بادشاہ ایں چنیں
لعل می طلبد کہ تو داری اکنوں بیا تو ہم قیمت کن کہ چہ ارزد در صندوق کہ در جامہ اے
پیچیدہ داشتہ بود کشیدہ بدستش داد گفت ہاں اکنوں بہائے بکن کہ چند ہزار ارزد او
از دست انداخت و گفت ہیچ نمی ارزد ایں پرکالہ کلوخیست کہ ہیچ کار نمی آید گفت
آں روز مرا چرا نگفتی گفت تو مرا دستور نمیدادی مرا شفقت آمد علم ایں آبگینہ آموختم۔

ای عزیز سر باسمہ سراست ہر کسے محرم قصہ نیست ۔ بیت

عشق بازی ند کار ہر شہریست عشق بازندہ مرد پختہ تریست

شیخ عبد اللہ انصاری گوید عبد اللہ بیابانی عمرے بودہ در طلب آب زندگانی
رفت بر ابو الحسن خرقانی آنجا خورد آب زندگانی چنداں خورد کہ نہ او ماند و نہ خرقانی چگونہ

بودائی وانی بسیاراں در شہر بر من آمدند و تعلم عوارف کردند بایشاں گفتم اگر چیزے
ازاں عالم کہ شیخ اشارت خواہد کرد شمارا بداں مشاہدہ باشد اشیاء دیگر کہ آں مشاہدہ
شما نیست وراں تقلید کنید شما بکلی بیگانہ باشما اسرار چگویم ۔ بیت

ہزاراں ستائش ہزاراں سپاس کہ گوہر سپارد بگوہر شناس

سخن ہمانست کہ عبداللہ انصاری گفت آمدی وانی

و مسئلہ دیگر مذہب اہل سنت و جماعت است کہ انبیاء مرسل فاضل اند از
ملائکہ مقرب معتزلہ و مولانا فخر الدین رازی برعکس ایں گویند سر طائفہ بدلیل متعلق
اند اگر در اثبات و نفی آں مشغول شویم کتاب دراز گردد و چنداں نفع نہ باشد و
سخنے مختصر گفتہ آمد کہ خواص بشر فاضل است بر عامہ ملک گفتہ اند شبہا صہیب و
سلمان و ہلال و بلال بودند ابو بکر و عمر می آمدند کہ ایشاں افضل صحابہ اند در میفرمودند میگفتند
تعالوا نومن ساعۃ ایں سخن بر ایشاں مشکل شد بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و
گفتند اکسنا مومنین یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انتم
المومنین ورب الکعبۃ یعنی بخدائے کعبہ کہ شما مومنانید ایشاں گفتند کہ ایں
چیست کہ ایشاں می آیند بر در ما و میگویند تعالوا نومن ساعۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود ازیں ایماں ایماں دیگر مراد میدارند و نگفت کہ آں ایمان کدام ایمان
است و چہ معنی دارد از ینجا معلوم شود کہ ایماں مراتب و درجات دارد و رسول فرمود
ما فضل ابی بکر بکثرۃ الصلوۃ والصوم ولیکن شی وقر فی قلبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حارثہ را گفت کیف اصبحت یا حارثۃ حارثہ گفت
اصبحت مومنا حقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود فلتنظر فیما ذا تقول ان
لکل حق فما حقیقۃ ایمانک حارثہ گفت اعزلت نفسی عن الدنیا واظمات نہاری
فکانی انظر الی عرش ربی بارزا گفت شبہا بیدار بودم و روزہا روزہ داشتم

ایں زماں ایں ضمنم چنانستے کہ عرش خدائی تعالی را آشکارا می بینم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم کارے بصواب کردہ پس ہمیں را لازم گیر اینجا مشائخ ہر یکے چیزے گفتہ اند شبلی میگوید مسکین حارثہ نظرش از عرش در نگذشت شیخ روزبہان شیرازی میگوید یا حارثۃ اصبت للسلوک فالزم علی ھذہ السلوک حتی تصل الی مقصودک محمد یوسف حسینی گفت کہ حارثہ ادب نگہداشت نگفت انظر الی ربی و مرادش ہماں بود معتاد میاں مردم ہمیں است کہ گویند پیش تخت پادشاہ شدہ است ونگویند کہ پیش سلطان شدہ است مراد ہماں باشد وگویند رایات اعلا آمد مقصود ہماں است کہ پادشاہ آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم صواب رسیدی وادب نگہداشتی وہم چنیں بیں وادب نگہدار وہمیں می باش سر را فاش مکن شیخ ابوبکر کلابادی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آں طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند لاحول ولا قوۃ کجا افتادہ ام بیت۔

سخن کوتاہ کن گیسو دراز است　　چو میدانی کہ محرم در جہاں نیست

کناساں را بخش مشک وعنبر　　بر خوک مبند زر و زیور

مسئلہ دیگر کرامات اولیا حق است وبود و باشد و ہست انشاء اللہ تعالی پس ایں کلام گفتہ آید کرامات عبارت از خارق عادت مستمرہ است تا اثبات محال مثلا عادت مستمرہ اینست میوہ تابستاں ہم در تابستاں باید و میوہ زمستاں در زمستاں وخارق عادت ایں است کہ میوہ زمستاں در تابستاں و میوہ تابستاں در زمستاں و دیگر آب بطبیعت مغرق است خصوص شئ ثقیل را کرامت اینست کہ بسبب خارق عادت یکے پای بر آب نہد چنانکہ یکے بر سنگے و یا بر زمین خشکے پاے نہد و بگذرد و او ہمچناں بکام خود رود و ہوا پریدن مخصوص بہ طیور است انسان

چنانچہ پرندہ میپرد ہمچناں پرد ایں را دو صورت است یا در ہوا ایستادہ میرود یا چنانچہ کبوتر و زاغ میپرد ہمچناں بپرد و دیگر کہ چند روز و چند ماہ پی سیر تواں کرد یکے یک ساعت لطیف آں زمیں را پی سیر کند و دیگر حافظے قرآن را در روز و شب ختم می کند یا در نیم شب و کرامت اینست کہ در یک روز چند ختم میکند از اطی حروف میگویند و دیگرے خبر از امر غیب میدہد کہ چنیں شد یا خواہد شد در واقع ہمچناں باشد شیر درندہ است و مار گزندہ است اورا اندرود و مار نگزد مثل ایں حکایتہا خواجہ ابراہیم خواص را بسیار بودہ است و در کتب سلوک نوشتہ اند خواجہ من قدس سرہ با قاضی شہ بالی کہ یار بزرگ خدمت شیخ بود می فرمود کہ ہمیں ساعتے کہ تو نشستی خضر خاست و تو نشستی و یارے را فرمود ہر کہ صلوۃ الخضر را ملازمت کند البتہ با خضر ملاقات شود چہار روز گذارد صلوۃ الخضر را با خضر ملاقات کرد حکایت کرامات اولیا چگویم بسیار است ایں تحمل آں نتواند کرد ابدال و اوتاد سیر طیر دارند کرامتہا دارند من ایشاں را دیدم الغرض کرامتہائے اولیا را انکار نہ کنی انکار کرامت متضمن انکار قدرت باریست تعالی۔

سخن نغز دیگر خلاف است میاں اہل تصوف ولی خود را بداند من ولیم یا نہ قوے گفتہ کہ ولی خود را نداند کہ من ولیم زیرا چہ آں موجب عجب و خود بینی باشد و آں مردود شود اما من میگویم ایں ولی است متعبد و صالح و از ہوائے پریشاں بکلی باز آمدہ با ایمان میرود فردا آمنا صدقنا اورا مرتبہ اولیا بدہند اما ولی کہ ولایتے باو دادہ اند و عمل و عقد آں ولایت بدست او کردہ اند ممکن باشد قابل باشد کہ او بداند کہ من ولیم در نقش خاتم امام زین العابدین بود انما ولی اللہ ایں زین العابدین از دوازدہ امام است رضی اللہ تعالی عنہ کہ ایشاں را ہمہ معصوم خوانند ابو سعید ابو الخیر رحمہ اللہ علیہ بحکم مسافرت خواست در شہری در آید بر در آں شہر دیوانہ

نشست و بدیا شراق باطن بشناخت کہ این شہر در ولایت این دیوانہ است
ابو سعید باو سے گفت خواجہ باجازت شما در ولایت شما در آیم و نظارہ کنم دیوانہ
فرمود ابو سعید اور آئی بشرطیکہ در ولایت ما خیانت نکنی ابو سعید را گذر در بازار افتاد و
ظلمے دید کہ بکسے ظلم میکرد ابو سعید خاطر داشت تا ظلم او رفع شود ابو سعید او را در کشرط این
بود کہ تصرفے و خیانتے نکنم ابو سعید آمد کہ آن دیوانہ عذر خواند بجہت دیکہ آن دیوانہ ابو سعید را دیدہ بود
ابو سعید او را نم کہ در ملک ما خیانت کردہ ابو سعید گفت خواجہ بخشندہ باشد گفت
نہ بخشم بجہت آنکہ با من ایانت ابو سعید لرزید گفت ایا نزا زینہار جان را تو دانی
ما را سہ روز فرصت دہ گفت فرصت دادم ابو سعید سہ روز در مراقبہ بود سیوم روز
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ را بر وجود خویش فرو خواند اکنوں تو چہ میگوئی این خود را
می داند کہ من دیوم یا نہ اگر این و امثال این می نویسم حلد سے متفرق شود و ہم تمام
نشود۔

معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ منکر کرامت اولیا اند معلوم می شود کہ ہیچ کس
میان ایشاں ولی نبود و نخواہد بود و معتزلہ میگوید بندہ خالق افعال خویش است
اکنوں تو فکر کن کہ این شرک جلی ہست یا نہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ علیہم
اجمعین می فرمایند ہو تعالیٰ خالق الافعال العباد کما ھو خالق اعیانھم اینجا
گویند افعال عباد را خود بیافریدتو اب و عتاب آں چہ معنی دارد محققاں گویند
ہر کہ او را برائے دوزخ آفریدہ است در مظہر او افعال دوزخیاں آفریند کذلک
آنرا کہ برائے بہشت آفریدہ است اینجا سخنے بمنو سانم تو با معان فکر کن این
اشکال در آں حل میشود در مصابیح است کہ موسیٰ صلوات اللہ علیہم با دم علیہ السلام
گفت کہ دانہ گندم خوردی ہمہ را از بہشت بیروں کردی آدم علیہ السلام گفت
تو در توریت خواندہ پیش از انکہ مرا بیافریند چند سال این نوشتہ بود دعصیٰ

STATE LIBRARY HYDERABAD

اد و دیدہ فتوی موسیٰ علیہ السلام گفت بچہار ہزار سال آدم علیہ السلام گفت
مرا ملامت میکنی بکارے کہ پیش ازاں کہ مرا آفریدہ بچہار ہزار سال تقدیر کردہ بود
من تواند انچہ او تقدیر کردہ باشد غیر آں کنم فحج اد و علی موسیٰ آدم بر موسیٰ غالب
آمد موسیٰ علیہ السلام ملزم شد عمر رضی اللہ عنہ گفت اتتبرع بالعمل و تتکل علی
ما قدر لنا فقال لا و کل میسر لما خلق لہ فقراً و اما من اعطیٰ و اتقیٰ و
صدق بالحسنیٰ بالا نوشتہ ام این ہر دو آیت ہمیشہ مرتب می شود تا دانی از من
پرسید علیٰ ہذا امر معروف و نہی از منکر بکار باشد و ذلک ایضا من تقدیر الرب
سبحانہ و تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید ندھل یرد الدواء القضاء
فقال لا فقال ذلک من تقدیر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در
مرض موت ہر چند او بوحی دانستہ بود کہ عمر من بآخر رسیدہ است تا آنکہ در حجۃ الوداع
فرمود لعلی خذوا عنی مناسککم لعلی لا احج بعد عامی ہذا و در احیای علوم
است کہ در اثنای تذکر گفت کہ انی اری قد اقترب الاجل فبکا و بکوا
خود گریست و صحابہ ہم گریستند سبب آں پرسیدند کہ اگر اتفاق تقدیر اینچنیں
تراکہ شاید گفت آنکہ افضل شماست و بمن نزدیک تر است گفتند و آں کیست
گفت علی رضی اللہ عنہ الغرض ایں و امثال ایں بسیار است و ہم در مرض موت
عزرائیل آمد گفت مرا فرمان است اگر تو فرمائی در تو تصرفے کنم گفت باش تا جبرئیل بیاید
جبرئیل آمد باوی گفت کہ عزرائیل میگوید اگر تو میگوئی در تو تصرفے کنم جبرئیل گفت ان ربک
لیشتاق الیک خدائے تو مشتاق تست یعنی آں رفیق را اختیار کن بعد ازاں
رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت الرفیق الاعلیٰ و الحبیب الاولیٰ عائشہ گوید بعد ازاں کہ
ایں سخن شنیدم دانستم کہ رفتن اختیار کرد المقصود گفتہ اند مات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و قد مر الدواء یعنی بایں ہمہ کہ یقین داشت و یک بار

میجوشید حکمت راو عمل ظاہر را ترک نیاورد و نشاید کسے را آنچہ حکمت است آن ترک آورد
پیغمبر نیست اکنوں بداں کہ بایں ہمہ کہ معلوم شد کہ او خالق افعال العباد است
کما ہو خالق اعیانہم امر بمعروف و نہی از منکر بیکار نہ باشد قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ
اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ۔ عجب کار است
کہ خود بیافریدو او را خصیم خود سازد و بعد ازاں از و گلہ کند۔ ای عزیز غور کن غائر است
فہم من و تو اینجا نرسد فرید عطار گوید بیت

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا — در خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ جان کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کہ ای الٰہ — دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

سالہا باشد کہ این بیت در دوقت ماست بیت

عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست — عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

متشابہات کہ در کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خواندہ و از مفسراں و محدثاں کہ شنیدہ کہ معانی آں پیش عند اللہ است بر بشرے
کشف نیست سر بست میاں خدا و رسول خدا بلکہ گفتہ اند متشابہاتے کہ در قرآن
ہست فرو ابر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کشف شود بیان آں من نتوانم کرد چنیں گو
کشف مر العبودیۃ کفر کس باشد کہ بر این مطلع گردد او کشف کند کفر باشد
و گفتہ اند کہ مہدی علیہ السلام بیاید متشابہات را بصورت شرع بیان کند بداند
بعد ادائے فریضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بیائید ہمہ روے من ببینید ہمہ
روے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدند مگر علی علیہ السلام ندید دوم روز علی علیہ
الصلوٰۃ و سلام گفت بیائید ہمہ روے من ببینید۔ انتظار فرمان رسول صلی اللہ
کردند رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود آنچہ علی رضی اللہ عنہ میگوید ببروید بکنید روز

دیگر ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ از رسول صلی اللہ وسلم باستکشاف آں در پیوست
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود دوشینہ در حضرت بودم صورت قدوسی تجلی کرد مرا
در کنار گرفت و شپلید خنکی و لذتے یافتم کہ در تحریر و تقریر بیاں نتواں کرد چوں بخویش
آمدم برائے امتحاں خواستم کہ ازیں نصیب امتحاں من شود فرماں آمد چندیں ہزار
پیغامبراں بودہ اند در میاں ہمہ ما نصیب تو کردیم و معتاد من است ہر چہ مرا
دہد برائے امتحاں خواہم ابو بکر ترا بردم گفت من ایں را در دیں نصیب نکردہ ام
ہمچنیں عمر و عثمان و علی را بردم فرماں آمد ما ہمی میخواستم باز آں صورت تجلی کرد ازاں زیبا
ولطیف تر با پیرایہ بسیار علی را در کنار گرفت و سخت شپلید علی از خود رفت و
بیہوشانہ افتاد و باز او را بقدرت خویش بدو داد من و علی یکجا شدیم و برائے
امتحاں خواستم فرماں آمد ہر نعمتے خاصہ کہ شما را میدہم شما آنرا عام می کنید گفتم الٰہی فضل
و رحمت ترا نہایتے نیست فضحکت الرب تعالیٰ و فرمود ہر کہ فردا و پس فردا
بعد فجر با مداد دے شما بیند ازیں نصیب یا بد من نبی بودم مقدم شدم علی متابع
من بود پس بیت

تو او نشنوی ولیکن ادب بہ کنی جائے برسی کز تو توئی بر خیزد

ایں حکایت را در مجمع الابدال نوشتہ دیدہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بر کیاں ساختہ می شد خاتم بلیغ بر کیاں نوشت کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
بر شما ساختہ می شود کاغذے بدست عورتے زالے داد و گفت کہ بہ تعجیل برو
و ایں کاغذ بمکیاں دہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خبر کرد ابو بکرؓ و عمرؓ
را پس او دو انید ایشاں او را تفحص کردند کاغذ را نیافتند رسول صلی اللہ علیہ
وسلم علی رضی اللہ عنہ را فرستاد زجر و توبیخ بر اں عورت کرد و گفت واللہ کہ خدا
و رسول او دروغ نگوید اے عورت آں کاغذ بدہ والا نہ بسزائے خود خواہی رسید

او از میان موئہائے خویش کاغذ برکشید و داد عمر گفت دعنی یا رسول اللہ اضرب عنق ھذا المنافق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اما تدری لقد اطلع اللہ علی اھل البدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم نمیدانی عمر کہ خدائے تعالیٰ بر اہل بدر برحمت و فضل مطلع شد و گفت ہر چہ خواہید بکنید بہ تحقیق من شما را آمرزیدم شخصی بخدمت شیخ نظام الدین محمد بدوانی می گریست سبب گریہ او پرسید گفت خواجہ پدرے داشتم پریشان حال بود فوت شد نمیدانم تا بروچہ شد شیخ فرمود وقتے بر ما آمدہ است گفت نہ گفت مارا دیدہ است گفت نہ فرمود وقتے در غیاثپور ما آمدہ است گفت یکبار کارے داشت برائے کار خود آمدہ بود خدمت شیخ فرمود غم مخور ہمیں قدر بسندہ است او را بالتقیط خالہ خواجہ ما پیش خواجہ می گریست موجب گریہ اش پرسید گفت از آتش دوزخ می ترسم خواجہ فرمود ہر کہ دست بر دست این ضعیف نہادہ است فردا او را از آتش دوزخ نجات باشد ۔

ای عزیز اگر مثل و مانند آں بنویسیم کہ مرا از اولیاء اللہ محقق شدہ است مجلدات مستغرق شود مقصود این است کہ برائے الہیات منحصر نیست تا از جد و جہد باز نمانی و طلب بر جا داری و عقیدہ مستحکم کنی گر نیک ام مرا از ایشاں گیرند و ور بدم مرا با ایشاں بخشند بدانی کہ بر ایں طائفہ متشابہات مکشوف است اما فرقان کشف نیست و ہر کہ کشف کردہ است چنانکہ حلاج و قاضی کشتہ و سوختہ شد مذ قال اللہ تعالیٰ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ تا آخر آیۃ اگر ترجمہ آیۃ بنویسیم زیادتی باشد زیرا چہ مفسران تفسیرے نکردہ اند فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ ایشاں قومے اند کہ بر اسرار باری تعالیٰ مطلع نہ من عند اللہ سر چہ خواستہ اند گفتہ اند اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ ہمیں معنی دارد

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وقف منزل میگویند اما محققان وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ را عطف میکنند بر إِلَّا اللهُ و میگویند يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا این معنی بکشف و مشاهده است و بمشاهده دانسته اند و از و شنیده اند كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا بعضے ازین متحققان میگویند کلام این است قال بعضهم الراسخ من طولع علی محل المراد من الخطاب لفظ طولع گفته اند یعنی خداوند سبحانه و تعالی او را مراد خطاب اطلاع حال و هدایت پس ضرورت باشد والراسخون عطف گویند و آسلمی رحمة الله علیه میگوید الراسخون هم الذین راسخوا بارواحهم فی غیب الغیب فی سر السر فعرفهم باعن فهم وخاضوا فی بحر العلم بالفهم لطلب الزیادات فانکشف لهم من مدخور الخزائن تحت کل حرف من الکلام من الفهم عجایب للجناب و آنکه میگویند عجائب للخطاب حروف را طبایع و خواص و حقایق بیان کرده اند و اگر آنرا در کتاب آرم بر مردم فهم آن مشکل شود۔

جفر جامعه ازان سید جعفر صادق علیه الصلاة و السلام است و یک جفرے ازان ابو ولید سینا است گفتار آنرا از قبیل کشف اسرار باشد فامساك اللسان وقبل اکرام امثال هذا اولی و اهلا ونطقوا بالحکمة ارواح ایشان در عالم احدیته طیرانی اند و انچه از عکس پرتو احدیته اطلاع یافته اند آنرا غیب الغیوب نامند و سر السر خوانند زیرا چه الله غیب غیب و الاطلاع علی خطباته و حکمه غیب الغیب باشد سر السر را همه درین دایره نقطه بند و عرفهم الله خدا تعالی ایشان را شناسا گردانیده و فهمے که عزیز ترین فهم است که جز با نبیاے مرسل و اخص خواص الاولیاء نه بخشیده آن فهم ایشان

را بخشید چون بدین دولت رسیده اند در دریائے علم خوض کرده اند آشنا شده اند و غوطه
ها خورده اند و جواہر ہر جنس از قعر آن دریا بیرون کشیده اند ضرورت آمد که سخن ایشان
محض حکمت گشت و مخ مراد شد۔ ای عزیز ترا باید که عمرے در طلب مجاہدہ
و ریاضت باشی مگر فہمے ازین نصیب شود واللہ اعلم بالصواب۔

حدایق الانس

تصنیف

حضرت قدوۃ الواصلین الکاملین سید السادات

سید محمد حسینی گیسو دراز

رحمتہ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد بیحد وثنائے بیعد مر خلیقے راکہ از جملہ مخلوقات بنوع انسانرا مخصوص
بہ تشریف عرفان ومخص بشرف وجدان گردانید وبا این ہمہ جز عجز وحرمان نصیب
این بیچارہ نکرد وہزار تعجب در راہ وصول این واماندہ نہاد با آنکہ قرب قریب
بآیت نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ اثبات کرد شعر

واشد ما لاقیت من المالھوی قرب الحبیب وما الیہ وصول
کالعیش فی البیداء یقتلہ الظما والماء فوق ظھورھا محمول

تعالی عن کل عیب ونقصان وعن رجوع حال الی حال
وحدثات۔

ودرود معظم بروضہ مطہر سرور اولیا بہتر وبہتر انبیا سریر سلطنت سیمرغ
بوبیت متحم دایرۂ ثبوت سپہسالار روضۂ قدس حریم حرم انس مقرب
حضرت اعلا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ۔ بیت

از احمد تا احد بسے نیست میمے بمیان حجاب معنی است

وبر آل واصحاب او کہ خیر آل وبہترین اصحاب اند خصوصاً برگزیدہ
ترین جہانیان مقتدائے عالمیان مقرب حضرت ربوبیت انیس مجلس ور

ثبوت نبوت اولاد رسول روشنی چشم بتول مکشوف باسرار مخفیات محفوظ تجلیات
وکشوفات محی سنت رسول المنان السایر بسیرت سیف الرحمن قدماً بعد قدم
بعد دم اللاحق بماعض بهم خاتم النبیین الطاهر بما اولی بهم آخر خلفاء الراشدین
مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقت ترجمان الحقیقت ولی الرشاد المرشد
ارشاد آینع یوم التناوذ والنجح والفلاح بوالفتح والفلاح استاد المشیوخ الاکابر الجامع
بین علم الباطن والظاهر قدوة العارفین عمدة السالکین صدر الدنیا والدین
مقدم القوم والتقی العالم الربانی الولی الاکبر الصادق محمد یوسف الحسینی
الملقب بگیسو دراز قدس الله روحه ونور ضریحه اصطفاه الله بقربه وجواره
فی یوم الاثنین واصطنعه لنفسه وخلصه عن مصاحبت اهل زمانه واسکنه
بجبوحت جنانه بعد الفجر فی السادس عشر من ذی القعده سنته ثمانمایته وخمس
عشرین وقد عاش مایته وخمس سنین فی مجتهد وعبادته وبذل نفسه فی طاعته
مجاهدته بهیهات بهیهات لم یات الزمان بمثله ان الزمان بمثله لغریب
قد غاب عنا الشامل له وراء العارف المشتمل علی یواقیت الحقایق المفیض
لاهل الزمان فی کل وقت واوان ۔ مصرع

الدهر تفجع بعد العین بالاثر

فاتخذ جوار رفیق الاعلی والحبیب الاولی وترکنا خاسرین خائبین علی
افاضته آثار محبته واصحابه انوار لحظته فبقینا فی قوم لا علم لهم ولا ادب ولا امل
انهم فی طول الامل ولا علم لهم ولا ادب فهم فی تحصیل المکسب ولا عرفان لهم فی
المعاد ولا وجدان لهم فی الحقایق یا لیتنی قدمت قبلک حتی لا بصرت سواک
اللهم اجعله راضیاً عنا واجعلنا شافعا ومشفعا واعنا فی محبته ورضاه واحشرنا
یوم القیمته فی زمرة غلامه برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

اما بعد چون این بیچارہ در افتادہ از آن نظارۂ جمال آن بے نظیر قلب فرید چند ورقے کہ شفاے دل علیل درجاے وصلت جمیل مسطور ازان درگاہ باجاہ مقرب آلہ در بیان معارف مرموزہ وحقایق مکنونہ کہ مسمی بہ حدایق الانس است کہ انیس خاطر حزین و دل غمگین این بیچارہ گشتہ مشتمل بر دہ حدیقہ:۔

حدیقہ اول در بیان قول اہل تصوف النہایت الرجوع الی البدایت

حدیقہ دوم در بیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے باعمال جوارح۔

حدیقہ سیوم در تجلی حق تعالیٰ بر عامہ مخلوقات ودوری ونامقدوری ایشان ازو

حدیقہ چہارم در بیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقت الحق۔

حدیقہ پنجم در بیان مجاز کہ عالم مجاز وعالم حقیقت چہ معنی دارد۔

حدیقہ ششم در بیان متعلق شدن باخلاق خدا ومتصف بصفات او تعالیٰ وتقدس۔

حدیقہ ہفتم در بیان نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے ودر بیان وزن اعمال وچیزے از تمثلات۔

حدیقہ ہشتم در معنی نماز بجماعت ودر بیان اسرار ارکان صلوۃ۔

حدیقہ نہم در بیان مراتب دل واطوار او وچیزے از عدم خلقت قران۔

حدیقہ دہم در بیان کیفیت دل۔

کہ ہر حدیقہ از روضہ رضوان انس وحظیرۂ از خطائر قدس است نظارہ کرد وآن را فہرستے بنود خواست تا آنرا فہرستے کند ودو حدیقہ دیگر کہ بعد اتمام این نوبنیادہ بودند یکے در بیان ازلیت وابدیت محبت حق واختیار کردن عاقل محبت را دوم اختیار کردن طالب راہ ارادت وطلب تجلی در سلک این مجموعہ منسلک گرداند تا تضییع آن لازم نیاید وہدیہ بقدر مہدی در درگاہ تقرب وہادی باشد۔

حدیقه اول از مقالات اہل تصوف که
النہایت الرجوع الی البدایت

این کلام محتمل بچند معنی است۔ یکے این است که در عوارف گفته است آنکه او بنہایت رسد کار را اینست انچه در بدایت کرده بود از تعبدے و از تکشفے و از تحلی و تخلی تقشفی و از تجلیی و تخلقی ہم بدان باز گردد۔ و ہمین سخن من از خواجه خود شنیدم و ہمچنین میفرمود که خواجه ہم نقل از عوارف میفرمود گمانم بین است مگر استاد ہم عوارف بوده نیکو سخنے است این اما یک گفتار یست اینجا که نقطه رجوع ازان باب است زیرا چه رجوع این تقاضا کند که در وسط کار ابتدا را گذاشته بود چون بانتہا رسید ہم بابتدا باز گشت و این چنین نیست آنچه میگوید بابتدا تا آنکه بانتہا رسد ملازم دوام آن بوده است تا آنکه بانتہا رسید پس رجوع چه معنی دارد مگر آنکه این تحمل کند که ہم بر کار ابتدا مستقیم و مستدیم ماند گوی رجوع کرد یعنی بموجب آنکه او بکار اول باز نگردد که او را روزگارے دیگر پیش آمده یا این ہم باز نگشت بکار اول باز نماند ہمچنان مستقیم شد گوئی رجوع کرد معنی دیگر در اول کار پیش از آنکه شروع در سلوک کند در نفس او ہوس و آرزوے و منتہاے و مبتغاے بود چون در سلوک شروع کند آن ہمه را از خود بدر کند چون بانتہا رسد فعل او و عمل او از روے ظاہر ہمه بدان باز گردد شخصے که از اول حال پیش از شروع در سر او سری بود چون بانتہا رسید ہمان سری از سر او سر بر کند چنانکه گفته اند که رخصت است که سروران را سری در سر باشد و اگر اول حال ہوس زنان و کنیزکان داشت آخر حال ہمچنان رجوع کند۔ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بست و پنج سال بوده است که گرد عورت نگشته بود پس آن خدیجه رضی الله عنها را نکاح کرد تا او

زندہ بودنے وکنیزکے جزا و نبودہ است چون دولت قربت وعزت وصلت بکام رسید نہ حرم کرد تا آنکہ شبے بر ہر حرمے نہگان بارے رفت نہ در نہشتا دیکے شود وخداوند سبحانہ وتعالی درحق او این فرمود کہ ہر عورتے کہ نفس خود را بہ نبی اللہ بخشد بے نکاح وتعین مہر نبی اللہ را روا باشد برحکم این آیت إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ حکایت ہم ازین مسئلہ کردہ است۔ او اول حال معتزل بودہ است چون بکمال انتہا رسید در باب او این ہیبہ شد۔ صوفی بود از زمینے کہ در آن زمین امساک مال وشیع حال شہرت دارد وخاصیت آن ولایت اینست بزرگے کہ در آن زمین بکمال انتہا رسید در نفس او این امساک و این طلب بود چندان مال جمع کرد کہ از لکہا گزشت فعلی ہذا امر دنیہی را این خاصیت باشد کہ رجوع او و بازگشت او بدان باشد کہ پیش از شروع در سلوک بود۔ اینجا متوہمے گمان نبرد کہ والعیاذ باللہ او از مواہب واز موارد الہیات باز ماند استغفر اللہ این میگویم کہ این ہوۃ اورا در ہاویہ حرمان نیندازد بہر ہوائے کہ او مشغول باشد در عین تجلی وکشف بود نتوان گمان بردن کہ رسول علیہ السلام ہمہ شب بتقرب زنان مشغول بود چہ او از خدا محجوب محروم بودہ است لا واللہ ہمہ ران حالت ہمہ ران کار در عین تجلی وظہور ومقصود وعین عیان بودہ است بدانی کہ مرد عارف وسالک وہالک را ہر چہ الذے واشہے بود تجلی او در آن الذ واشہی اجلی وابہی بود چہ دانم تو چہ فہم کنی آئی دانی ہمبرین قیاس با رسول اللہ کہ خیر الناس است عارفان ذکر را استخارہ واستناس است أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ فیما نحن فیہ قضیہ منعکس است اقل من کل قلیل حالت ایشانست ہمبرین

جملہ است کہ ما رایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ۔ ما رایت شیئا سالبہ کلی است الا ورایت اللہ موجبہ کلی است۔

ومعنی دیگر۔ ابتدائے وجود انسان اول ولادت اوست تا آنکہ او بالغ نشود بر وتکلیفے نیست مرفوع القلم است بر وقلم جاری نیست چون بود سالک بانتہائے احوال ومقامات رسد آنچنان گردد کہ تکالیف از وبخیزد چنانچہ در اول حال بود چنانچہ سقطت عنہ کلفت التکالیف ہمچنان شود کہ گویند باوے اعمل ما شئت فانک معفو۔ این مسئلہ در شرع برین معنی درست باشد کہ او را ذمہ تکالیف نماند کہ او درین معنی باشد کہ او در ذمہ تکلیف محو گشتہ است این سخن نازک است وہر کسے را بدین عمل استوار نداند محل سخن مدعیان کاذب وہوا پرستان متنفس است بدین کلام ہذیانے گویند وہر چہ خوش آید کنند نعوذ باللہ من شرہم ہر کہ این دعوی کند وبرین رود کشتن او بہتر از کشتن صد کافر باشد این کسے است کہ او را بر نفس خود وبر اہل وبر مال خود این تتوان ساخت۔

معنی دیگر الرجوع الی البدایت این باشد مبدا ومعاد او را یک گردد چون او بانتہا رسید ہمانچہ او در مبدا دید ہمانرا بمشاہدہ دید۔

معنی دیگر ہر چند کہ در اول حال بود ودر وسط کار سلوک کرد وتجلیات وکشوفات نقد بذیل خرقہ او بر بستہ اند تا آنکہ او ہمین شد کہ پیشتر رہ نماند بانتہائے انتہا رسید در قعر دریا استاد پس آن چنان عاجز ومتحیر ودرماندہ دید چنانچہ در اول کار بود این سخن ایشانست۔ رباعی

ہرگز دل من ز علم محروم نشد — کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد
چون بنیک نگہ کردم از روئے خرد — معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد

وعطار نیز ہمین گفتار را شارتے کردہ است۔ بیت

سبحان خالقے کہ صفائش زکبریا — درخاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کالے آلہ — دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

خواجہ ما میفرمودند کہ مردم رب را دانستہ اند اما ربوبیت را نشناختہ اند

این سخن بعید الغور و عسیر الفہم است۔

معنی دیگر سالکے سلوک کند ہر نفسے و ہر دمے خود را داند کہ من از عالمے بعالمے و از جہانے بجہانے میروم چون کار را نہایت کشد خود را ہمانجا یابد کہ در ابتدائے کار بود مثل او بدان ماند چنانچہ خر و ستور خراس ہر چند کہ رہ رفت و پوہم خود قدم زدتا با خود گمان برد کہ چند فرسنگ رفتہ باشم چون چشمش کشودہ ہمدران مقامے کہ ربط طبیلہ بود ہمانجا ایستادہ یافت۔

معنی دیگر شخصے باشد کہ او را کشوفات تجلیات متوالی است سالکے را ازان فرصت نیست تا آنکہ او بداند و را اے این چیزے دیگر نیست تا آن کہ قایل مطلق و مقید شود و با جمال و تفصیل گراید و جزی و کلی گوید او بمثال کلی طبیعی است او را در خارج وجودے نیست او در ضمن جزئیات موجود است چنانچہ محی الدین ابن اعرابی و قاضی عین القضات و حکمائے یونانیان و آنکہ متابعان ایشانند اگر مرشدے محققے متابع سنت رسول اللہ را بحقہ شناختہ مریدرا آنجا رساند کہ جزیکے وجود باز از ہمہ وجودات نبیند و نشناسد و نداند آنجا بصدق وحق گوید ھو ھو لا ھو الا ھو۔ اے عرفائے روزگار اے منتہیات احرار اے مشایخ کبار در سخن محمد یوسف حسینی بافکارے بسیار نظرے گمارید و بدانید کہ چہ گفتیم۔ و اگر این سخن برصدق مقال استوار

ندارید فرداے قیامت آمنا وصدقنا چنگ ایشان دامن من۔ والسلام

حدیقہ دوم

دربیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے باعمال جوارح

درخت را درہیچ آب وہند طراوت ونضارت آن در شاخ وبرگ وگل ومیوہ نمی ہرگز دو گل بشگفد خوشبوے شود ومیوہ پرگردد با مغز ومزہ باشد برگ تازہ شود وبرلتے دروے پیدا آید وشاخ دراز وپرگردد وہیچ استوار تر شود واگر درہیچ درخت آتش اندازند یا فاکسرے گرم کہ در آتش میباشد حکم او برعکس آن باشد۔ بدان کہ در نوع انسان عکس این است چشم گوش و زبان ودست وپا اطراف دل اند ہر عملے کہ بدین اطراف کنند اثر آن در دل پیدا گردد واگر بزبان وگوش اعمال صالحہ آید سخن حق گوید وتلاوت کلام اللہ کند وبدعا وتسبیح گراید وگوش سخن حق شنود وآواز کلام اللہ وسخن علمت واخبار حکمیہ بشنود وکذلک الصالحات الباقیات فی الطرفین وبدست تحریمہ بندد ومصحف کلام اللہ بدست گیرد ودر رکوع وسجود عمل دارد ورفتن بمسجد وخانہ کعبہ معین سازد وصدقہ دہد وبپاے در نماز قیام کند وبقوت پاے رکوع کند وہم ہمچنین سجود وبہ مشی پاے در مسجد رود وبرہ خانہ کعبہ رود وکذلک تعلم علم وکذلک الباقیات الصالحات فی الطرفین جمیعاً وہم ہمچنین چشم از خیراتے کہ بدو بستے دارد وتفکر در آیات وبدین قطع مجاورات بدان ماند کہ آبے حنائے وشیرینے درہیچ درخت دہند در ونضارتے وطراوتے وصفائی ونورے وانجلاے کہ عکس پذیر وجودات ملکوتی ولاہوتی شود این اثر آن اطراف بود کہ بہیچ رسید واگر بزبان دردغے گوید یا کفرے

گوید یا کلمہ شرکے گوید دست در محلے نامشروعے انداز د در سرقہ یا غصبے یا
بمال غیرے بناحقے یا دست انجا انداز د کہ بزنا کشد و بلوا لمت برد و بپا
بجاے رود بت بپرستد و می خورد و زنا کند و سوے سرقہ رود و کذلک
الباقیات والصغایر المنسوبۃ لہذہ الاطراف بجملتہا۔ این بدانکہ آتشے یا خاکسترے
گرم در زیر درخت انداز د چنانکہ گفتہ ام کہ اطراف مردل راہمچنان انداز کہ بیخ مر
اطراف خود را تاریکی و کدورتے و ظلمتے در دل طاری گردد تا کار بجاے کشد
کہ آنچنان سیاہ گون شود کہ بہ تیغال ماند والعیاذ باللہ خوف آن باشد کہ عاقبتہ
تا بجہ کشد آن ان بہش باش یک اندیشہ کن با خود این سخن را دست آموزہ
روزگار خود مساز کہ مومن ہر فسقے کہ کند بدان کافر نشود و ایمانش باقی باشد
آرے ہم ہچنین است تو میگوئی اما باندیش چہ گفتہ ام خوف آنکہ چون درخت
را آب ندہند گل و برگ و شاخ و بیخ خشک گردد پس آن خشک شدہا باز
گشت بتری و تازگی در چیزا ستحالت انتا دہیچ اندیشہ می افتد کہ فاسق دو
رومیدار دلو بچہے طرف کفرے و بوجہے طرف ایمان۔ دو حلقہ فرض کن یکے را
حلقہ ایمان نام نہ دوم را حلقہ کفر۔ در دائرہ ایمان جز صلوۃ و صوم و تلاوت و
صدقہ و سخن حق گفتن و شنیدن آنچہ امثال اینست نباشد و در حلقہ دوم آن کہ
شرب خمر و زنا و لواطت و سرقہ درین حلقہ بیابند بجان و سر خود بگو کہ حلقہ دوم
کہ حلقہ کفر است در و شرک باشد و کفر باشد و کذب باشد و خیانت باشد و سرقہ
و زنا باشد و لواطت باشد۔ ہان و ہان اکنون بدانکہ مومن است ساکن دائرہ
ایمان است والعیاذ باللہ اگر او خواہد کہ سرقہ کند زنائے لواطتے شرب خمرے
و قول کذب را مباشر شود نہ آنکہ او را از دائرہ ایمان بیرون می باید آمد در
دائرہ کفر در باید شد ہیہات ہیہات نہیہات باندیشہ باشید بدانید کہ چہ میگویم

ماہر باشید گر آنکہ دواعی پیش آمدہ باشد والسلام۔

حدیقہ سیوم

در تجلی حق تعالی بر عامہ مخلوقات و دوری و نامقدوری ایشان از و قولہ عز من قایل اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ

دیدی کہ این عروس حضرت از ورائے پردہ ربوبیت چہ چشمک زد ہر طرفے مردم چشم دل کشادہ پس آن صورت اعراض نمود گفت کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ درین نظارہ نظرت کشودہ ہیچ فکرت دارد و درین نظارہ ہیچ دیدہ میشود ہرگز ظل را بے آفتاب وجود نہ و ہر جا کہ آفتاب سایہ ضرورت باشد کہ ابو الحسن نوری از دوری و نامقدوری این را نبالد و بوقت خویش شور انگیزی کند اگر دست من نرام و اگر منم او نیست ہیہات فہیہات سنائی خودستائی میکند و دران نمودار خودنمائی میسازد۔ بیت

بے منست او ثنائی با من است یا ستای زین قبل درماندہ ام

نہ آنکہ از قابلیت حظوظ بدر میبرد آنگہ ترا چہ واز وچہ نصیب۔ موسی علیہ السلام چہ گفت ارنی انظر الیک تا زیانہ سرزنش بر سر وجود او زدہ اند چہ گفتہ اند لن ترانی تو نمی بینی بر نسبت وجود او کہ سد راہ شہود او بود لمحہ بلمحہ زدنی افتاد و آن کوہ وجود را شنیدی چہ شد کہ سد راہ تجلی او بود جَعَلَہٗ دَکًّا او نیست نابود گشت موسی علیہ السلام را چہ پیش افتاد خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا این بیہوشی و مدہوشی خود این نابودگی او بے خویشی بود چون بخویش آمد ہر آئینہ عدم امکان وصول دید گفت فصلے وصلے نیست فقدے وجدے نہ یک سر رشتہ طرفے مبدا طرفے معاد ہر دو سرا باہم گرفتہ اند یکے را رسیدے محو لاحول ولا قوۃ

الا باللہ۔ بیت

سخن کوتاہ کن گیسو دراز ا کجا تو این سخن ہیہات ہیہات

جا رموسی بلا موسی قلم بیق موسی شئی من موسی۔ حکما گفتہ اند الواحد لا یصدر منہ الا الواحد محمد حسینی توچہ میگوئی میگویم یکے اندر ہمان یکے دیدی خرقانی چہ پردہ دری میکند از وحدت پیرہن وجود دو پارہ میکند سینہ کشادہ دو مینماید چہ باشد انا اقل من ربی بسینتین انا را بدست حقیقت بکار و تحقیق دو را حک کن اقل را با بی اندک انداز پاک شوی من ربی تعدیہ است بسنتین بالجمع وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ نہ آنکہ ہم در یکے رفتہ اند لمح بالبصر جزو ہمے نماند اگر این چنین نیست آدم علیہ السلام از کجا صورت نمود و حوا یکدام لون بر آمد لون و تکون از آبے و گلے خاست تفصیل با جمال پیوست مقید با مطلق یکے شد غوک از دریا است ہم بدریا پیوست اگر خواہد از دریا خبرے دہد سر از آن غرقاب بیرون باید کشید فرمادا کہ میشنود او کرامی شنواند و اگر در غرقاب اوست او خود دران غرقاب غرق است زہے گرداب حیرت لا بد لہ ولا سبیل الیہ۔

الحمد للہ علی انی کضفدع یسکن فی الیم

ان ہی فاہت ملیت مالحا وَان سکتت مانت من التعم

ماہی را پرسیدند از کجای در چہ حیات تو بچہ بیت باز گشت تو بکدام ماہی چہ گوید از آب رستہ ام در آب میباشم و آب آشامم و مرجع من ہم آب باشد و بے عجب کارے حوا با دم باز نمیگردد و آدم بحوا یکے نمیشود۔ بیت

گاہ من او باشم و او من گہے بوالعجب کارے و بس پر درد ہے

اومن نہ من او نہ او دی دمنی در میان نیست و نخواہد بود انا الان کما

کان ویکون کما کان فکن الان کما کنت وتکون واللہ اعلم۔
اے عزیز جہد کن کہ مردمان از حجرۂ تقلید بدر آیند بصحرائے حقیقت وحقیقت
حق رسند تقلید چیزے باخیر با برکت است تقلید چیزے با انتقامت و قامت
است تقلید چیزے باترس با بیم است تقلید چیزے باذوق وشوق است تقلید چیزے
باروح وراحت است تقلید چیزے باورد وباوردمان است تقلید چیزے باسوز وساز است
نعرہ وشور صوفیان است وطامات ترہات ایشان ومناجات اہل خلوت
وناز ونیاز ایشان ومردمان کہ بادیہ گرفتہ اند کہوت وغارات راسکن وماوی
ساختہ اند این ہمہ در مقام تقلید است وہزار در ہزار نفر اچون جہد کنند کہ
از خانقاہ تقلید بشہر تحقیق آیند اگر یکے بہ تحقیق آید باقی ہمہ در الحاد وزندقہ
واباحت گرفتار گردند فایاك وایاہ فایاك وایاہ۔ تو خزانۂ دل طالب
را بجواہر ذکر واذکار وعبادات ومناجات مالامال کن بنہج شریعت باشد کہ
عروس حقیقت بروے تجلی کند وپیرایہ شریعت وطریقت را بر خود گرفتہ
باشد اکنون این آن کسے است کہ از ہزار در ہزار بہ تحقیق رسیدہ باقی ہمہ
در بند خودی وخودرائی گرفتار گشتہ اند والحاد واباحت وزندقہ مایۂ خود ساختہ اند
فایاك وایاہ فایاك وایاہ واللہ اعلم

حدیقہ چہارم

دربیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقۃ الحق

شریعت عبارت از گفت انسان کامل است۔ طریقت عبارت از
کردار انسان کامل است۔ حق الحقیقت عبارت از بود انسان کامل است
حقیقت الحق عبارت از بود نابود انسان کامل است۔ مثلاً انسان کامل سخن

گفت وآن سخن متضمن چه بود یعنی هر که این چنین کند او بدولت دید رسید آنچه گفته بود کرد و شد و بدین کرد کرد براے دریافت سعادت دید بود رسید این سخن عبارت هم ازین باشد التصوف علم وعمل وموهبة گفت برای این دید راعلم شد آن کار کرد و شد بدان دولت رسید مواهبت شد پس آن خود را مربوط بتشریک شد کریافت چنانکه بایزید گوید غصمت فی بحر الاعمال فوجدت نفسی مربوطة بن نانیر فقطعتها فاذا انا هو چون دید خود را گرفتار شرک دید بود گرانید آنگه چه گفت فاذا انا هو. این بود که او بنود این دم شد وهمیشه در میان بود و بود هم نابود گشت خود او هم بود. ازینجا بود سخن میخواهم گفت اما این معنی مشاهده ناشد مردم سخن حقیقت بشنود ریش راشانه کند وبال آن برو نهاده در صدر محافل ومجالس بنشینند واین کلمات بگویند وراستا دچیا به بینند وسرے بجنبانند والناس یظنون بهم ظنونا وایشان بدین خوشوقت گردند. درحضرت ذوالنون از قدر این دریا مردم سخنے میگفتند ذوالنون مانع آمد گفت چه گویند که مردمان هوا پرست بشنوند وآنرا دست موزهٔ صدارت خویش سازند که مائیم این وانیم وگوئیم هرکسے کجا بدین رسد حاصل کلام این بوده که سخن ذاک لاحول ولاقوة الا بالله بهآن بود که ازین جنس سخن نگویم دیدم مردمان را من نمیگویم اسم فلان بن فلان از من این کلمات شنود همدرین ولایت آمد وخود را برین بربست مردمان بروگمانها برده اند وندانستند این چنین محقق دگرنباشد فایها الحسینی اقطع لسبانک واختصر بیانک والسلام

حدیقه پنجم

در بیان مجاز که عالم مجاز و عالم حقیقت چه معنی دارد

این عالم مجاز است ورائے این عالم حقیقت. مجاز مجوزت یعنی محل

جواز حقیقت دوم محل گذشت تن رفتن جاے قرار گاہ نیست آنکہ گویند مجاز محل جواز حقیقت مجاز را با حقیقت علاقے باید تا از مجاز عنایتے حقیقت تواں کرد مثلاً گوئیم زیدٌ اسدٌ در زید شجاعتے باید کہ از حقیقت اسد است تا زیدٌ اسدٌ گفتن درست آید چوں ایں عالم را عالم مجاز گفتن وراے ایں عالم حقیقت دانستن پس ازاں حقیقت درین مجاز لمحہ پرتوے عکس رشحہ باید واگرنہ مجاز گفتن درست نیاید ہاں وہاں فکرتے گمار کہ درین جہاں از عالم قدس پرتوے وعکس تمام تر روشن تر پیدا است اگر توانی آں کارگیری پس آں روی روزے ازاں عکس وازاں رشحہ پرتو افتد ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہمیں نشان میدہد خلق اللہ آدم علی صورت الرحمٰن بیانے آسان تر میکند۔ رسول اللہ میفرماید رایت ربی لیلتہ المعراج فی احسن صورت خبرے ازیں عالم میدہد صورتے مجلی مصفا منور قابل انعکاس سبحانہ وتعالی آفرید وحسن وجمال قدسی برصفت انعکاس بروے تافت رسول اللہ در آں آئینہ عین او را مشاہدہ کرد بصورت فرمود رایت ربی فی احسن صورت وآنکہ گفت فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردھا فی قلبی آں کف کہ معکس دستے کہ او را قبضے وبسطے واصبعے وقبضہ بود نیست او حکایت میکرد کلتا یدیہ یمین الصدقۃ ولا تقع فی کف الرحمن ایں ید غیب در غیب است ایں عین در عین نیست وانکہ گویند مجاز یعنی در گذشتن است جاز عنہ اے تجاوز عنہ اشارت برین میکند تا از عین بعکس قرار بر نگیری والبتہ در گذشتن شرط کار است انہ سبحانہ وراء کل وراء مفہوم واصلان حقیقت است آنجا ایں حدیث درست تر لا فصل ولا وصل ولا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد والسلام

حدیقۂ ششم

در بیان متخلق شدن باخلاق خدا و متصف بصفات او تعالیٰ و تقدس

خواجہ من قدس سرہ العزیز حکایت میفرمودند خدمت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سماع می شنیدند در اثنائے رقص قاضی حمید الدین ناگوری پائے شیخ افتادے شیخ اشارت بخادم کردے خادم سر برکردے۔ بندہ خدمت خواجہ عرضہ پیوست کہ چہ سر بود قاضی پائے افتادے خواجہ خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے خواجہ در حال این مصراع بر زبان راند۔ مصرع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

دانستم ہر جنس مردم کرشتہ اند ہر کسے محرومیت این ندارت ضرورت خواجہ اغماز فرمودند ناداے از میان مردم این سخن گفت کہ خبرے نداشتہ اند خواجہ گفت آن نادان التفاتے نکرد ساعتے طریقہ مراقبہ تاملے فرمود پس آن درویشے بزرگے پرسید ہمیں لفظ من باز گردانید کہ چہ سر بود قاضی پائے افتاد و شیخ خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے آن بزرگے جواب فرمود شیخ قطب الدین در مقام کبریا بود۔ این سخن اشکال گونہ دارد چہ باشد اگر محدث خوانی مخلوق گوئی متصف بصفات باقی دائم شود گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است کہ تخلقوا باخلاق اللہ وا تصفوا بصفات اللہ میان آن صفت یکے منکر است چو سالکے متجلی بصفت تکبر شود ہر آئینہ کبریا بر سر او بر او روا این چہ باشد کہ متصف بصفات شود گویند آہن سرد است و سیاہ است در آتش افتد سرخ شود و گرم شود عین آتش نماید اینجا چہ گویند

نار وصفاً حدید ذاتاً کاریجئے کشد نار ذاتاً حدید وصفاً
شود این سخن چہ معنی دارد آہن را در آتش انداز ند چندان بدمند آہن تمام ذرات
شود آتش گردد و بہوا رود بہ کرہ ناری پیوندد آنگہ درست آید نار وصفاً و ذاتاً یعنی
وہم آن بود کہ حدید بود چون بحقیقت باز گشت آنچہ بود ہمان شد میگوید تعالی
الکبریا ردای روے مریدیرا بپوشد سبحان خالق در صورت انسان کہ محدث
زائل فانیست تجلی کبریا کرد کہ گمان برد کہ این شخص متجلی بہ صفت کبریا است
بادشاہ مالک الرقاب فی لیلۃ مظلمۃ بلباس گدایان بر ابواب گردد پرکالہ نانے
خواہد کہ اگمان رود کہ این بادشاہ مالک رقاب الامم است اکنون چہ میگوئی کبریا یرداء
شد یا نہ وہمین صورت است کہ گوید الشیخ یحی ویمیت ہر آئینہ
چون صفت احیا بر و متجلی شود او متصف بصفت احیا شود پس شیخ یحی ویمیت
باشد بدان کہ شیخ احیاے اماتت میکند این فعل فعل خدا میکند این شیخ صورت
وہمی بیش درمیان نیست چہ گمان رود درین جہان و دران جہان جمال حضرت
را کسے بدین چشم بیند این بیغوله وحدقہ کہ بر سر تست این چشم فیض آن بصیر سمیع
میگیرد بدان فیض می بیند۔ آفتاب با چشم گوید کہ ترا شرم نمی آید کہ میگوئی کہ من می
بینم در قدرت تست کہ می توانی دید مستفیض فیض من شنوی تو نمی بینی فیض من
می بیند ما رای اللہ غیر اللہ ہمین معنی دارد۔ مسکین معتزلی را ہمین گمان افتاد
تا آنکہ از جمال حضرت الوہیت محروم گشت۔ مسکین فقیہ را ہمین وہم بود کہ در
دار فانی جمال باقی کے توان دید و ہیچ ندانستہ اند کہ او را کسے ندید جز او۔ خود را خود چنین
دید خود با خود عشق باز و بغیر خود نپرداز د۔ سید جعفر صادق علیہ الصلوۃ والسلام رضی اللہ
عنہ روزے اہل بیت خود را بجمع آورد تا آنکہ موالی ہم با ایشان گفت سخنے دارم
ہر چہ باشد حق بگوئید واگر نہ حق اللہ در گردن شما ماند ید فرمود ہر عیبے کہ در من باشد

بر روے من بگوئید تا در ازالت آن بکوشم ہمہ بہ یک زبان در مدح وثناے او مبالغت کردند پس آن گفتند یک سخنے است نمیتوانیم گفت گفت ہمان می باید گفت گفتند بہمہ آراستہ مگر آنکہ اندک کبرداری گفت آرے وقتے کبر داشتم کبریاے او آمد بجاے کبر من نشست اینکہ امروز می بینید این کبر من نیست کبریاے خدا است چہ باشد این سخن کبریاے او آمد بجاے کبریاے من نشست درین معنی دو احتمال است یکے آن کبر من متصف بکبریاے او شدہ است مانند حدیدٌ ذاتاً نار وصفاً ومعنی دوم کبریاے او کبر مرا از جان وجہان من از بیخ وبنیاد برکند بہوا دادخانہ خالی شد کبریا بجاے کبر نشست این را چہ گویند نارٌ ذاتاً حدید وصفاً بدان معنی کہ بالا گفتم این بدان ماند آہن را در آتش انداز ند اینجا انشکالے دارد اگر در بیان شروع کنم قصہ مطول گردد والسلام

حدیقہ ہفتم

در نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے و بیان وزن اعمال وچیزے از تمثلات

یکے را خواہند منصب شیخوخت بنامش مسلم نویسند او را بہمہ عبادات وطاعات وحسنات ومبرات ہنات وزلات در میزان الاعمال فرشتادہ آن قدر میزان از مرد وزن کہ با او پیوندند ایشان را نیز با ہمہ عبادات وطاعات ذنوب زلات در میزان الاعمال فرستند این شیخ را وبا ہمہ او کہ گفتیم در پلہ نہند کذلک مریدانش را در پلہ وزنے کنند اگر پلہ این شیخ از پلہ مریدان گران آید شیخوخت بنام او مسلم شود وآنکہ گویند فرد اگناہان مریدان در پلہ پیر خواہند نہاد ہم بدین معنی است۔ ایجب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنہ شاہدے عادلے است بگواہی او این اثبات شود دیگر امیر المومنین حسن وحسین علیہما الصلوۃ والسلام ورضی اللہ

عنہما ہر دو علاحدہ کاغذے بنویسند کہ ما گواہی میدہیم این مرد مستحق شیخوخت است فردا آمنا وصدقنا مقام شفاعت بدو ارزانی باشد اینجا پرسند وزن اعمال از طاعات وعبادات وحسنات وزلات وغیر آن ہمہ اعراض باشد عرض شد مثلاً شے گشت وزن او چہ صورت دارد ومیزان عبارت از چہ چیز است این سخن نازک است در ہر بیابانے نگنجد ودر ہر گفتارے در نیاید وہر ذہنے وصاحب رائیتے فہم نکند میزان عبارت از دو پلہ است وہر پلہ را سہ ریسمان بستہ باشند وتعلق کردہ بدو نسوراخ کہ آنرا عین المیزان نامند ومیان آن چوب ہم بستگی ہست کہ آنرا لسان المیزان گویند اکنون این وزن چہ معنی دارد واین میزان چہ معنی دارد واین گفتار چہ معنی دارد ومحمد غزالی گوید ترا چہ گمان رود کہ میزان الاعمال برین صفت کہ گفتیم این چنین است آنجا پلہ کجا ریسمان وچوب چہ معنی دارد واین را میزان العروض تصور کن یعنی چنانچہ راستی وکژی نظم را وزیادتی وکمی او بمیزان العروض معلوم شود این وزن اعمال را ہمین باشد این سخن علماے اسلامیہ است وشیخ محمد بن ناصر خسرو تلمذی کردہ است مفتو ن علی ہلہ از تصنیف خواجہ محمد است این سخن را آنجا اثباتے درستے کردہ است آرے این سخن را از روے عقل نمی توان گفت اما بدان کہ این وزن اعمال براے جزا است تا بندگان یکدیگر بدانند ہر چہ برما میرود ہمہ باستحقاق ما میرود اما میزان العروض صاحب نظم براے تحقیق آن نظم را خود وزنے کند خود بداند راستی وکژی کجا زیادت کجا وکم کجا او تعالیٰ عالم بہمہ است بجزئیات وکلیات او را چہ احتیاج وچہ حاجت بدینست کہ وزن کند تا بداند زیادت کیست وکم کیست ولاحول ولا قوۃ الا باللہ انہ عالم بالجزئیات وکلیات گاہ تقدیر ہر یکے را بخواست خود چنانچہ خواست کرد فعلی ہذا این گفتار حکما را علما باللہ وزنے نہند ودر پلہ نسنجند انشاء اللہ درین

بیان شروع کنیم وباللہ التوفیق سخن بحق گذاردہ شود۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من رای ربی کہ نلیقصها اعبرها او صلی اللہ علیہ مطلع بر نسبت ہر چیزے است ورویا نسبت دارد برحسب آن او تعبیرے میکند وتعین یکے نسبت از نسبت باقیات آن از معجزۂ وکرامات او است مردے در خواب بیند کہ عورتے جمیلہ آنرا انبشکر شیرینے میدہد معبر تعبیر کند کہ اورا از دنیا چیزے رسد واین دنیا بدو حاصل نماید یکے تمثل بصورت عورت کند دوم بحقیقت خود پیدا آید آن عذرہ باشد اگر مردے بیند کہ فاشاک وقذرہ میخورد معبر تعبیر کند کہ او از دنیا بکمالیت او برخورد وہمبرین منوال حال میزان الاعمال را تصور کن حق سبحانہ صورت میزان را ہمبدان مثال کہ صورت ترازوے این جہان است پیدا آوردہ است واعمال کہ اعراض اند تمثل بصور کند اعمال حسنہ را شئے جمیلے بصورے جوانے خوب روئے پر اندامے زیبا شکلے چنانچہ یکے گوید۔ بیت

آن یار گل اندام چنان شست بر دلم کہ بہر نشست دیگرے جائے نماند

واعمال سیہ را صورتے قبیحے زشتے مردار دشئے در غایت زشتی سیہ پُر لب پست بینی بلند رخسار اللہ فعلی ہذا ہر جا کہ زشتی است یکجا جمع کن چنانکہ گنگی لنگی صورت اعمال قبیحہ را بدین تمثل کند ودر غایت تنگی وسبکی این ہر دو صورت را در پلہ بنہد وزن کند کہ گران آید دگر سبکی وہر یک را چنانچہ پر کاہ کاہ عذے کہنہ سیاہے زشتے وچنانچہ طبق زر ہر دو را وزن کنند چونہ باشد ہمبرین مثال تصور کن گران کہ آید وسبک کہ وبندگان را فہم دہد کہ او بداند کہ این صورت اعمال سیۂ من است واین صورت اعمال حسنۂ من وہر یک با خود بداند کہ این صورت حسنۂ من واین صورت اعمال سیہ من است بعد وزن او خود داند کہ من مستحق ہیستم تعذیب یا تنعیم وآنکہ بر و تعذیب شد او داند کہ من مستحق آنم ہمانچہ مستحق

بودم ہمان پیش آمد وکذلک العکس وآنکہ او بداند کہ صورت حسنہ من دلیل برین کرد کہ آن صورت اعمال حسنہ من است او بداند او تعالیٰ این صورت را احسن الصور گردانیدہ است نیست مگر بفضل وکرم وآنکہ گویند اعراض را جوہر سازند ہمبرین معنی است اما ایشان ازین بیان غافل اند دنیا غرضے دو تمثیلے کہ گفتیم یکے مبنی از حقیقت دوم مبنی بر ابصار وزن ہمبرین قیاسات کہ گفتیم فافہم واغتنم عاقلان را اشارت بسندہ است اگر بحقیقت نظر شود ہمہ وجودات جز تمثلات نباشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتاد دم سخن بازگشت کہ جز از شخصے کہ بانتہاے معارف رسیدہ باشد کہ پیش ازان فہم نیست عبارت ازان این سخن است ما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك میدانی کہ نخست چہ گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعلے بفعلے پناہید پس آن گفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بداں صفتے متعلق شد ازینجا ترقی کرد بذاتش رسید گفت اعوذ بك منك وما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك اے مسکین آنی دانی کہ من درین جملہ مختصر صفت بہشت وصفت دوزخ وصفت تنعیم وصفت تعذیب بتمام وکمال بیان کردم علما باللہ دانند کہ چہ گفتم خدا ے ترا علمے روزی کند۔ بیت

توچہ دانی کہ با تو نگذشتہ است شب ہجران و روز تنہائی

وقتے با معشوقہ بخلوت یکے نگذشتہ دوگانگی بماندہ است وگہے ہجران وگہے فراق را احساس نکردہ ازین سخن ترا چہ خبر اگر ازین ماثور ترا آشنائی رسیدہ باشد بدانی ماثور این است یا نور یا نور النور یا منور النور یا نور السموات والارض۔ ہیہات فہیہات شعر

کے بود مانا جدا ماندہ من و تو رفت و خدا ماندہ

والسلام

حدیقہ ہشتم

در بیان معنی نماز بجماعت و در بیان اسرار ارکان صلوۃ

چنین گویند کہ این حدیث مصطفی است نیت المومن خیر من عملہ و نیت المرء خیر من عملہ عمل مربوط بنیت است کہ مردے نماز گذارد چنانچہ قیام و قرأت رکوع و سجود بتمام بجا آرد اورا نیت ادائے صلوۃ نبودہ باشد لا فرضاً ولا نفلاً آن صلوۃ را اعتدادے نباشد مردے ہذلے کرد لا ثواب ولا عقاب فیہ اگر فرض کنیم چند نفرے در یک صف نماز میگذارند یکے برسم و عادات میگذارد دیگرے برائے نجات میگذارد سیوم برائے فوز درجات و تنعیم جنات عدن و مردے برائے دیدار حضرت میگزارد وعداً او نقداً او یکے دیگرے من حیث انہ الہنا ونحن عبدہ میگذارد و اگر خداوند نماز ہر یکے قبول فرماید نماز ہر یکے بحسب نیت او باشد و او کہ بریا و زور گذارد فقیہ گوید لا ثواب لہ ولا عقاب لہ و صوفی گوید او یکے از جملہ مشرکان خدائے باشد اکنون خیر من عملہ چہ باشد بعضے گویند این از قبیل قلب است یعنی عمل المرء خیر من نیتہ اگر نیت ہست و عمل نیست چہ سود مند آید پس عمل بہتر از نیت باشد نیت بہتر از عمل باشد بر صاحب باشد مردے حولان حول شد بغیر نیت ادائے زکوۃ تمام مال را در راہ خدا بذل کرد ثواب او بیش و درجہ او برتر گویند۔ درین حدیث زینوا القران باصواتکم از قبیل قلب است یعنی زینوا اصواتکم بالقران و ما دیدیم کہ یکے قران را

بالحان خوب خواند در دل سامع اثرے بیش در رقتے برتر باشد قران خواندن
ابو موسیٰؓ اشعری و شنیدن رسول اللہ علیہ السلام و فرمودن او لقد اوتیت
مزمارا من مزامیر آل داود گفتن ابو موسیٰ اگر دانستے کہ تو میشنوی
تخدمت بخیرا اکنون چہ میگوی تزئین قران بصوت شد یا تزئین صوت
بقران شد در اعتبارات مختلف سکوت اسلم الطریق والسلام۔

حدیقہ ہشتم

در بیان مراتب دل و اطوار او و چیزے از عدم خلقت قرآن

اتفاق علما است کہ نماز فریضہ بجماعت گذاردن سنت موکدہ و جماعت
ہم امام و مقتدی این نیز جماعت باشد زیرا چہ یکے با دوم جمع شد حکم جماعت گرفت
و گویند در اول جمع زوج است و سہ اول جمع فرد است و خواجہ من قدس اللہ
سرہ گفتہ است ہر کہ میان شتا و سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان
او را اجرت چرکین نامند و مشایخ کسے کہ با ایشان پیوندکند اول نصیحت این باشد
کہ فریضہ بجماعت گذاری و بعضے علما نماز جماعت را واجب گویند و میان واجب
و سنت موکدہ صفت مواظبت باشد و استاذنا مولانا عماد الدین تبریزیؒ
مکلمات گفتے واجبات را مکلمات و بعضے علما نماز بجماعت فریضہ گویند
تمسک بدین آیت کنند وارکعوا مع الراکعین اے صلوا مع المصلین و
تشبث بہ حدیث پیغامبر کنند کہ او گفت فارجع فصل فانک لم
تصل والقصتہ علی الشہرت۔ و دیگر گوئیم صورت و ہیئت موجود است
بر انواع است بر تنوع و اختلاف است و ہر یکے بصورت نوعی خویش مسبح
و مصلی رب است تعالی کیسر سر بریا بالا آفریدہ است چنانچہ اشجار و بعض نبات

واطراف اوبالا است وبعضے طیور کذلک تسبیح او ہمین صورت نوعی اوست
گویند خداوند فرمود وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ معنی گویند تسبیح او دلالت
بر وجود صانع علیم قدیم حکیم ودیگر تسبیح دارد مختص بداہل کشف وعیان خبرے
ازین بہ یقین دادہ اند۔ حکایت مرتضیٰ علی علیہ الصلوٰۃ والسلام وموریے کہ
پاے او از بند نعلین مرتضیٰ علی آوگار شدہ بود در کتب مسطور است۔ قولہ
سبحانہ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ
بدین مثال شاہدے عدل است وضمیر بحمدہ یا راجع بہ اللہ است وایں ظاہر
است ومرجع او بشئی ہم درست باشد زیرا چہ گفت وما من موجود الا
ولہ وجہان وجہ منہ الی نفسہ وجہ منہ الی ربہ پس چوں جہت
الی الرب باشد وجہیکہ در شئے نسبت برب دارد ایں ضمیر راجع بداں است
معنی ایں چنیں باشد ہیچ چیز نیست کہ او مسبح خود نیست لاحول ولا قوۃ الا باللہ کجا
افتادہ ام بسر سخن باز آیم وجودیست خداے را معکوس میپرستد وجودیت
درست ایستادہ آن نوع انسان است ووجودیست نگون شدہ میپرستند
وَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ چنانچہ دواب است مانند او وجودیت
ووجودیست کہ افتادہ بشکم میرود چنانچہ مار وامثال آن فَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ
علی بَطْنِهٖ صلوٰۃ جملہ انواع واجناس را تمیزے است استادہ خاصہ انسانست
آن قیام صلوٰۃ است رکوع صورۃ چہار پایاں را نگاہداشت کہ ایشاں ہمچناں می
روند وور سجدہ شد آنکہ بشکم میرود صورت او را نگاہداشت وآنکہ سجدہ کرد
صورت معکوس را نگاہداشت کہ خدایرا بہ راس نگوں کردہ بہ پرستند ایں
جماعت چہ معنی دارد للہ در من قال بفریضۃ تعدیل الارکان
وبحقہ وبحقیقت نماز بجماعت ایں باشد کہ انسان قلبے دارد وقالبے دارد و

روے دارد دسرے دارد وخفی دارد پنج بیک خانہ قرار گیرد وہر یکے با دیگرے صورت اتحاد بیند خفی با قلب آنچنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے ہمین مثال است اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت وشناخت رب العزت جز این نباشد وہمچنین گویند انا من اھوی ومن اھوی انا والسلام

حدیقہ دہم

اجماع بقرآن مفسران واجماع عقلاے دین است کہ اللسان ترجمان القلب فعلی ہذا با این کلام سخن چونہ ربط یابد یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِھِمْ مَّالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ از بسیارے مردم کہ ایشان در بیان علمے ادعا وقفی کنند پرسیدم جز سکوت بر صفت مردمیہوت نبود اما آنچہ ما را در بیان محققے است تنبیہے وتشریحے کنیم وآں ہفت طور است یکے را قلب گویند دوم را فواد گویند سیوم را خفاء گویند چہارم را حاجز گویند پنجم را خلد گویند ششم را ہاجہ گویند ہفتم را حجال گویند وجز این نامہا دیگر ہم ہست آن ہم ازین ہفت بیرون نیست اینکہ مردے چیزے کہ در دل باشد در زبان غیر آن گوید در پردہ آن پردہاے دل است کہ گفتار غیر آنست مرد حافظ کلام اللہ بخواند ودر دل او حکایتہاے دگر بیکند آن حکایتہا بیان این ہفت پردہ در پردہ ہست عاشق مبتلا قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا از چہارم پردہ است حب غیر حق تا چہارم پردہ است و حب اللہ جز در فواد وقلب نیست غیر حق درین حریم گزرے ندارد اگر حافظے قرآن را بدین صفت خواند آنچہ بزبان میگوید دل ہمان گوید عنقریب کشف اسرار قرآن بروے جلوہ کند علی حرف خود را در برابر ادا دہد در زمان لطیف از الف ولام تا سین والناس حرفاً بعد حرف مع ادا نہ بصفت مخارجہ مرتب

بغیر خطاے وخللے وسہوے وزللے دست دہد این معنی بکرے است فحول علما باللہ را بخونا بہ دست دہد تا کدام نیک بخت باشد کہ این عروس ازلی در برا و برا و شیند سنائی رحمتہ اللہ علیہ برین جملہ اشارتے فرمودہ است بیت

عروس حضرت قرآن نقاب آنگہ براندازد کہ دارالملک ایمانرا مجرد بنید از غوغا

اینجا معلوم میشود کہ قرآن مخلوق است یا غیر مخلوق کلام نفسی او بدین صفت است کہ گفتیم او تعالی ازلا وابدا درکلام است سکوت بر وروانیت واگر حدوث وزوال آید وجمیع کلام او عربی وعبری انجیل وزبور ہمہ یک حرف است وآنکہ او بدین ملی حروف رسیدہ صفتے از صفات او متصف گشت گفتار او این چنین نیست کہ او تعالی گوید بسم اللہ چنانچہ معلوم مردم است اول با بعدہ سین بعد ازان میم آن مردم کلام او شنیدہ اند کہ قصص را بدان مجلد است مستغرق شود یک حرف گفتہ اند واگر آنرا در کتابت وگفتار آرند کتاب خانہ پر شود بعضے محققان ہم ازین گفتہ اند کلام لیس بحرف ولا صوت ولا غیر حرف وصوت شعر

سخن کوتاہ کن گیسو دراز را چو میدانی کہ محرم در جہان نیست

اینجا عبارت دست نمیدہد اینجا جز از غموزے ورموزے واشارتے ولحظے نیست عبارت بے کم است روندہ بیا استادہ است این عالمان جاہل واین پیران نابالغ وطفلان سپید سر وسپید ریش سیاہ کار اند فہم نکنند تو سخن گرد آر۔ شعر

مرد معنی را طلب از این میان اہل صورت را بنا شد اعتبار

والسلام

دو حدیقہ کہ بعد اتمام این نویسانیدہ بودند این است ۔

حدیقہ اول

دربیان ازلیت وابدیت محبت حق اختیار کردن عاقل محبت را

اہم الہام واکرام المرام محبت اللہ است تعالیٰ عن الزوال والانفرام و محبت اسباب ومواجب علی انواع مرد حکیم عاقل وشخص علیم فاضل فکرتے گمارد کہ عمر عزیز را درکدام کار ودرچہ مطلوب صرف باید کرد معلومش شد کہ ہمہ در وطۂ زوال وفنا است احسن الاشیا واجل المطالب عبادت رب است سبحانہ وآن نیز در ورطۂ عدم است امروز شخصے للہ فی اللہ صلوۃ را کہ حسنۂ بعینہا است بحق شرایطہا وارکانہا بجا آورد وآنرا خداوند سبحانہ قبول کرد فردا آمنا وصدقنا جزاے آن دہد اما صلوۃ در ورطۂ خیال افتاد وہی دار انعام واکرام لا دار تکلیف وتعنیف واگر کسے گزارد یکے از ملذذات ومرغوبات بود اما نماز رفت بریں قیاس ہرچہ این جملے است مال وجاہ وقوت وعیش وتمتع جز خیالبازی نیست صلوۃ کہ حسنۂ بعینہا است جاہ ومال او گفتیم دگر چیزیرا چہ عبرت باشد اما محبت اللہ سبحانہ بصفتہ ازل وابد است او ازلی وابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم سلیم ہمہ را پشت داده روے بمحبت آورد حکیم سنائی میگوید بیت

گرت نزہت ہمی باید بصحراے قناعت شو — کہ آنجا باغ در باغ است خان در خان و دادر دا
ور از زحمت ہمی ترسی زنا اہلان بر صحبت — کہ از دام زبون گیران بغربت رستہ شد عنقا
مرا بارے بحمد اللہ زراہ ہمت وحکمت — بسوے خطۂ وحدت بر دعقل از خط اشیا

حکیم سنائی چنین فرمود کہ حکمت وہمت این تقاضا کرد جز خداوند سبحانہ را طالب نباشد عمر جز برائے او صرف نکند بیان وبیان بسے کلام ما را اصغائے کن واہتمام تمام در اعلیٰ علیین فہم خود منقش ومثبت ساز کہ طالب محب وعاشق

بتلاورا سے این ہمہ است القائر من اللہ در دلش طالب سبوحی و قدوسی کہ
وجودش ورا سے ہمہ وجودات است و از جملہ نسبت و اضافات بیرون ہست
استاد فقیہ وجیہ مذکر و مفسر و محدث ناصح باو سے پیوند دہد یا ابن نسار الحیض این
التراب و رب الارباب و این الماء والطین من حدیث رب العالمین،
تو چیستی و کیستی قدم بر خط عبودیت استوار میدار و امید وار باش فردا ترا بخانے
شود و اگر فوز درجات و دخول جنات ترا میسر آید ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
و این مسکین نیز با خود فکرے کند کہ نصائح بحق نصیحتے کردہ اند تو مجہول محمولی استغفر اللہ
ترا باو سے چہ نسبت برائے محب را جنیت شرط است **مصرع**

دلا دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشان

دل را از آن باز آرد و ثانی حال بنمازے بتلاوتے تا بچہ مشغول نظرے
کند چہ بینند کہ دل ہمانجا گرفتار است لابد و لاحیلت ولا جرم فریاد بر کرد با ہمنشین
چنین گوید۔ **بیت**

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ　　این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

این رباعی در حال او باشد۔ **رباعی**

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ　　در دے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنہار بدست دل دیوانہ وہم　　تا از در تو در دکنم دریوزہ

خواجہ من قدس اللہ سرہٗ این مصرع را "تا از در تو در دکنم دریوزہ" چند بار
گردانیدہ و گفتہ کہ تا از در تو در دکنم دریوزہ مشتاقے و بتلاے اسیرے گرفتارے
این بیت را بسیار بار با خود میگفت۔ **بیت**

محمدؐ را ز حال او چہ پرسی　　گرفتارم گرفتارم گرفتارم

مطربان قوالان این رباعی را ترانہ میگفتند۔ **رباعی**

جانے دیدی غریبکے لوبیکے کورانہ خزدنے خرے نہ سنگے
نگذارندش ہیچ کلب تنگے باین ہمہ مفلسی گرفتاریکے

محمد حسینی باخود میگفت آہا فاہا آن عزیز بزرگوار منم والسلام

حدیقہ دوم

دربیان اختیار کردن طالب راہ ارادت وطلب تجلی در سلک این مجموعہ منسلک گرداند تا تضییع آن لازم نیاید وہدیہ بقدر مہدی درسے وردرگاہ آن مقرب وہادی باشد۔

محمد حسینی میگوید اگر طالب راقوم پرسند کہ چہ موجب بود کہ راہ ارادت اہل تصوف اختیار کردی ودر حکم ایشان درآمدی وآنچہ فرمودند توآن کردی والبتہ جان وجہان خویش فدائے خاکپائے ایشان ساختی اوشاید بامحرم این گوید کہ محبت حق دردل من افتاد شدید از جمال کمال حق دردل من افتاد من دران متحیر گشتم ہرچند کہ دل را ازین خطرہ بازمی آرم بازنمی آید واگر از متفقہ ومحدثہ میپرسم ایشان باجمعہم انگشت سبابہ خود را بدندان میگیرند کہ ہرگز این سخن مگو کہ وعدہ است فرداآمنا وصدقنا اہل بہشت را بعد اکمال نعم ایشان را این دولت دہند کہ جمال لایزال مشاہدہ ایشان شود اما این کہ تو نقد میطلبی درین جہان دنیا استغفار کن بہ توبہ گذر خود را از خطرہ وصال باز آر از ہر نوع عذر بخواہ ومن خود را این چنین نمیکردم کہ ما للتراب ورب الارباب واین الماء والطین من حدیث رب العالمین وفقیہان ومحدثان ومفسران ہمین تعلیم کردہ اند باز دل را خواہان آن می بینم خود را مضطر ومتحیری یابم عین آن میشود کہ شاعرے گفتہ است ۔ بیت

دل را زعشق چند ملامت کنم کہ ہیچ این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

درین گرداب حیرت کہ لا بدلہ ولا سبیل الیہ افتادہ دست و پاے میزدم ہمدرین ورطہ بودم ناگہان شنیدم کہ طایفہ صوفیان ازین نشانے میدہند و ازین نوع بیانے میکنند و بدین دعوی ہم دارند تا آنکہ این دو بیت میخوانند۔ بیت

آنانکہ ریاضت کش سجادہ نشینند　　باید کہ خدا را بنمایند و بہ بینند
در خود نہ نمایند نہ بینند بہ تحقیق　　از اہل سموات کہ یا جوج زمینند

بحضرت جناب عالیہ ایشان غلطان آمدم و جبین خویش را بر آستان ایشان سودم اصغاے درسے تمامے کردم در گوش من افتاد یکے میگوید لیس فی جبتی سوی اللہ دیگرے میگوید انا الحق دیگرے میگوید سبحانی ما اعظم شانی با خود گفتم این نباشد چہ آنکہ از دیدار او نصیبے گرفتہ اند ہر آئینہ بر ایشان آمدم خود را در سلک ایشان منسلک کردم و آنچہ ایشان میگفتند آثار و علامت آن پیدا دیدم این اختیار را تصوف من موجب این بود کہ بیان شد و شیخ رحمتہ اللہ علیہ خود با من ارشاد کرد بجز ایثار ملہمی ہو لا را القوۃ لا جل کذا و کذا و لا حول و لا قوۃ الا باللہ این رہ طالبان نیست رہ عاقلان است واللہ اعلم والسلام

وجود العاشقین

المعروف بہ

رسالہ عشقیہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان
جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بے حد وستایش بیعد مرقادر مطلق وحاکم برحق را وجانان عاشقان
ومحبوب جملہ جہان را وورود بے قیاس مراحمد حق شناس راکہ محب درگاہ ومحبوب
شہنشاہ معین العاشقین وممد المحققین والتابعین واصحابہ المقربین بادوآلہ الامجاد
بعد سپاس حق ودرود برحق سخنے چند از عشق بے پایان خاک وبقوت
جان پاک بعنایت ہواللہ وبہ اشارت حسبی اللہ درقلم آوردہ میشود تا محبانرا
محبت بیافزاید ودوستانرا دوستی رہ نماید واین خاک راتیز بدوعاے خیر یاد باشد
تابدولت آن یار قدیم وشفقت ہمراہ مقیم درین خاک باشد مستقیم درین باب
امید الی اللہ لاتقنطوا من رحمت اللہ است۔

بدانکہ اے عزیز درین جہان ہمین سہ چیز است ورائے این ہمہ ناچیز
یعنی عشق وعاشق ومعشوق ہمین ظہور وہمین بطون ظاہر عبارت خلق وباطن
عبارت خالق واین ہر دو در مرتبۂ ذات یکے باشد اگرچہ بشمار است چنانچہ
احد یعنی لاحد الف بمعنی عشق وحے بمعنی عاشق ودال بمعنی معشوق ودرجمع
توحید ہر سہ یکے باشد چنانچہ دریا وموج وکف ہر سہ حقیقت دریا است
ویکے است۔ اکنون کسے راکہ این دریکشاید من وتو ماند آنہم یکے باشد یکے
کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ کلمے صفت

الا واحدۃ یعنی نیست صفت ذات مگر یکے چنانچہ قال النبی علیہ السلام العشق نار اذا وقع فی القلب احرق ما سوی المحبوب
معنی چنین باشد کہ عشق آتش است چون افروختہ شود در دل مردم بسوزد ہر چہ غیر دوست بود یعنی غیر بود بزرگے میفرماید ؎

جہان عشق است دیگر زرق سازی ہمہ بازی است الا عشقبازی

چون این آتش ترا حاصل شود ہیزم تن تو سوختہ گردد آنگہ تو نمانی عشق ماند تو ندانی عشق داند چون خود را بگذاری باختی از خودی خود خلاص یافتی چنانچہ عشق دل منزہ است از آب و گل یعنی جان باز در عشق سر افراز در و چشم خود بگذاری ہی مالد یا ہمین نالد ؎

مجنون عشق را دگر امروز حالت است کاسلام دین لیلی دیگر ضلالت است

سر محبوب مجنون داند اما عقل عاقل اینجا کور ماند زیرا کہ عشق سہ حرف است عین عبارت از نفی عقل و شین عبارت از نفی شرک و قاف عبارت از نفی قالب یعنی چون عشق آید این ہر سہ چیز فراموش گرداند چنانچہ مصلح الدین از عشق صادق شیخ سعدی میفرماید ؎

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے کہ در دست چوگان اسیر است گوے

و نیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تا کہ شوق پیدا آید دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب سیوم حقیقت یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب چہارم معرفت یعنی محو کردن مراد خود را در مراد محبوب پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر و ہم در باطن موجود مطلق دانستن ہمین محبوب را۔ چون این پنج مرتبہ تمام شود کار بہ اتمام رسد آخر ہمین عشق محبوب ماند و موج عاشق و معشوق در بحر

عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرمودہ العشق کالطہر بین الدمین
یعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی عورت میان دو خون است یعنی
اول ہم عشق بود و آخر ہم عشق باشد زیرا کہ ہر وجودیکہ ہست بیرون از عشق نشدہ
است بغیر از عشق نتواند ماندن پس اول و آخر ظاہر و باطن ہمین عشق است
الوجود بین العشقین کالطہر بین الدمین ؎

چیست آدم چیست حوا عشق بس گرچہ آید صد ہزاران پیش و پس

چون بیان عشق و مرتبہ عشق تمام شنیدی و دریافتی اکنون بکمال ہوش
بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز این عشق مانند تخم است و او را درختے است
کہ آنرا وجود گویند و قالب مانند و تن خوانند و این درخت درون و بیرون گرفتہ
و این درخت پنج پنج است یکے عقل دوم وہم سیوم روح چہارم علم پنجم جان و این ہر
پنج را حقیقت گویندہ ازین پنج پنج شاخ ظاہر شدہ یعنی از عقل بینائی
و از وہم شنوائی و از روح بویائی و از علم گویائی و از جان توانائی و ازین پنج شاخ
پنج برگ بر آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از بویائی حسد و از گویائی غضب
و از توانائی کبر است و این ہر پنج بمعنی نفس است و آن پنج بمعنی دل است و
این ہر دو در مرتبہ ذات یکے باشد و این را شریعت گویند چنانچہ بزرگے فرمودہ
است ؎

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے است مرد معنی را در ینجا کے شکے است

چون پنج با شاخ و شاخ با برگ شنیدی و دریافتی اکنون گل با میوہ و میوہ
با تخم با ہوش بشنو و دریاب ۔ بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہا است یعنی ملت
و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت و این پنج را در معنی طریقت گویند و درین گلہا
میوہا است یعنی تشفقت و محبت و رحمت و برکت و ہمت و این پنج در معنی عشق یکے

باشد که اورا معرفت گویند و در میوه تخم است که آنرا وحدت گویند زیرا که همون تخم اول است که آنرا عشق خوانند العشق هو الله که از وهمه ظاهر شده است بلکه همو است که بدین خود را جلوه داده است دایم و قایم است چون بیخ با شاخ و شاخ با برگ و برگ باگل و گل با میوه و میوه با تخم یعنی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و وحدت.

چون این جمله شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب که وجود این درخت از طبایع اربع عناصر و اربع نام است یعنی حرارت و رطوبت و برودت و یبوست یعنی گرمی و سردی و تری و خشکی یعنی آتش و باد و خاک و آب این همه بمعنی چار است برون و درون این وجود عدم هرچه هست همین چهار است.

چون این شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب بدانکه اے عزیز جنبش این درخت بازی شهوت است و قال و استواری این درخت خیال و حال و حیات این درخت بیداری و هوش و ممات این درخت خواب و فراموشی کما قال النبی صلی الله علیه وسلم النوم اخ الموت یعنی خواب برادر موت است.

چون حیات و ممات این درخت شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب که نهال این درخت در فنا است که آنرا بقا گویند و وجه الله خوانند و ذات الله نامند کما قال الله تعالی کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ و این فنا معنی بقا است و این درخت درون و برون گرفته و ظاهر و باطن پیوسته بلک عین درخت شده و یکے گشته و دو نمانده. اکنون به بین که جمله این درخت بقا است که آنرا عشق نیز گویند که این درخت عشق لاحد و لانهایت لامثل و لاغایت خود بخود شکل و صورت صد هزاران رنگهاے بیشمار دارد و وحدہ لاشریک له.

واین جملہ چون شنیدی و دریافتی اکنون کمال آن با ہوش بشنو و دریاب ؎

معشوق عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا　　تو خود بخود گنجی ہجران چہ کار دارد

بدانکہ اے عزیز این درخت ہمین وجود ہستی تو و شکل این درخت ہمین افعال و اوصاف تو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اے علی صورت الرحمن اکنون ببین تو کہ عین بقائی بلکہ عین عشق و مطلق و مقیدی مطلق جز تو کسے نیست فی الجملہ توئی کہ خود را بخود گذاشتی دوئی وجدانی نیست ؎

وجودے ندارد کسے جز خدا　　ہمانست باشد ہمیشہ بجا

تماشائے خود را بخود می نمود　　ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون نفس خود را چنین شناختی عین بقا گشتی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عرف نفسہ بالعجز والفنا فقد عرف ربہ بالقدرت والبقا چون نفس خود را فنا شناختی بقا یافتی چون فانی فی اللہ شدی باقی باللہ گشتی چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

ہر چند کہ پردہ دری کے محرم ما گردی　　فانی شو فانی شو تا محرم ما گردی

چنانچہ آوردہ اند در دل درویش اہل فنا ند اشد حیرا دحیرا دیعنی مجرد شو مجرد شو ہمہ موئے اندام او ریختہ شد۔ زہے مقام حیرت درویش کہ در حیرت بماندہ چنانچہ در خبر است الحادث اذا قرن بالقدم کشف لہ اثر یعنی نمک در آب انداز ند جملہ آب شود و اثر نمک نماند اکنون تو نمانی عشق ماند و تو ندانی عشق داند ؎

دریائے کہن چو بر زند موجے نو　　موجش خوانند و حقیقت دریاست

درین جملہ جا نہا چنان گم شود کہ گفت و گوئے و جست جوئے نماند کما

قال النبی علیہ السلام من عرف اللہ کلّ لسانہ چنانچہ شیخ سعدی فرماید ؎

چو بلبل روے گل بیند زبانش در نوا آید　　مرا از دیدن رویت فرو بستہ است گویائی

اما اینجا گفتہ میشود بہ اعتبار کمال شوق دوست یعنی من عرف اللہ طال لسانہ چنانکہ با وصبا آید انچہ بستہ در حال بگشاید و این بیت بر زبان سراید ؎

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست　　عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

چون این جملہ تمام فہم کردی اکنون بہوش باش و نگاہ دار کہ اے عزیز در وجود تو سہ مقام است اول و اوسط و اسفل یعنی ناف نفس کہ مرتبۂ اسفل است تعلق بہ دوزخ دارد درین دیو و پری و مار و کژدم و آتش و سردی و آنچہ لوازم دوزخ است و اجناس سقر درین مقام است و این مقام ظہور ابلیس است۔ و مقام اوسط سینہ است تعلق بہ بہشت دارد یعنی زین بہشت مقام حور و قصور و اشجار و اثمار ناز و نعمت و آنچہ لوازمۂ بہشت است درین مقام شاہ عشق بنام محمد ظہور است۔ و دل مقام اعلی کہ تعلق ہمہ بحق دارد کہ احد است درین مقام ملائکہ و عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و آفتاب و ماہتاب و ستارہ و آنچہ لوازم نور حق است درین مقام است و شاہ عشق درینجا بوصف اللہ ظہور است۔ چون این جملہ کمال بیوہ عشق و وصف عشق است بلکہ ہموارہ است کہ خود بدین طریق است اما بمقامے نام دیگر است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا ما فی وراء العرش احد و فی السماء احمد و فی الارض محمد و تحت الثراء محمود یعنی ہمون احد در مقامے نام احمد و محمد و محمود یافت۔

چون این مقام شنیدی اکنون با ہوش بشنو و دریاب اے عزیز آدم

وعالم جملہ عشق است وقدیم است اول وآخر ندارد نو آمدہ است ؎

این جہاں صورت است ومعنی دوست ور بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست ؎

نقشے نمودم من عیان در صورت انسان نہان
ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش برو بردار ما

ونخواہد رفت بلکہ دایم وقایم است کما قال اللہ تعالی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اے لَمْ یَخْلُقْ وَلَمْ یُخْلَقْ یعنی نہ آفریدہ است ونہ آفریدہ شدہ است ہمچنان است ھو ھو ھنا یجا فَہِمَ مَنْ فَہِمَ چنانچہ بزرگے فرمود ؎

عشق سلطان است بر ہر دو جہاں عقل را مدخل نباشد اندراں

زیرا کہ این دریا است خون خوار وبے قعر وبے کنار ہی این را بیان توان گفت واگر کسے سوال کند کہ ہی ضمیر مونث است پس مشابہت حق تعالی چون توان کرد جواب آن است کہ در شب معراج تجلیات حق سبحانہ تعالی حضرت خواجہ عالم را علیہ افضل الصلوۃ والسلام بہ صورت مونث شدہ بود۔

چون این جملہ شنیدی ودریافتی اکنون بشنو ودریاب بدانکہ اے عزیز این ماندن تو در چہ است ودر چہ ماندہ یعنی محبت در محبت ماندن است کہ آنرا عشق نیز گویند در محبت ماندہ زیرا کہ بیرون محبت ماندن ممکن نیست ہر کرا دوست داری وبہر چہ روے آری آنکس نیز توئی کہ خود را بخود دوست داشتہ باشی وہر چیز را کہ بینی ومحبت داری آن نیز توئی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی بعین ربی دیدم خدا را بچشم خدا حدیث دیگر رایت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورت من صورت امرد شاب قطط یعنی پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیدم پروردگار خود را در آن شب معراج بہ خوب ترین صورت جوان کہ زلف او پیچ در پیچ بود اما محمدؐ

علیہ السلام خدائے عزوجل را در خود دید چنانچہ در آیت شاہد است کما قال اللہ تعالیٰ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْن یعنی من در ذاتہائے شما ام ومی بینید شما دیگر شاہد است ما رایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ یعنی ندیدم من ہیچ چیز را مگر دیدم خدا یرا در ان چیز شاہد دیگر انا واللہ فی الوحدت واحدا یعنی من وخدا در وحدت یکے ام ؎

احمد است اینجا احد لے مرد کار　　دایما در عشق باشی بیقرار

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

اے خدا چون توئی غم وشادی　　تہمت ما وتو چہ بنہادی
ہم تو لیلی وہم تو مجنونی　　ہم تو شیرین وہم تو فرہادی

بزرگے دیگر فرمودہ ؎

خدا بود عاشق بخود اے گدا　　جہان کرد آئینۂ خود نما
تماشائے خود را بخود می نمود　　ہمون عاشق وعشق ومعشوق بود

چون این محبت را بشنیدی ودریافتی بدانکہ اے عزیز این محبت را آب حیات میگویند وجائے این در ظلمات است یعنی در دون چشم زیرا کہ محبت از چشم پدید آمدہ است اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست وچیست کہ صاحب وجود تو ومالک تن تو ہمان تخم اول است کہ جملہ از وظہور است چنانچہ عبد اللہ انصاری در مناجات خود میفرماید الٰہی ہستی وجود خود چہ ناز مرا دیدہ دہ کہ آن نظر بہ ہست تو سپارم این را دایم وقایم نگاہ دار وخود را بخود بین وخود را بخود جلوہ کن وخود را بدین بسپار ورہا زچنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست　　با دیدہ مرا خوش است چون دوست در اوست

از دیده و دوست فرق کردن نیکو است　　یا اوست بجاے دیده یا دیده ہموست
ف اے دوست ترا بہر دو کان میجستم　　ہر دم خبرت زاین و آن میجستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی　　خجلت زدہ ام کز تو نشان میجستم

چون صفت چشم تمام شنیدی و دریافتی اکنون باہوش بشنو و دریاب بدان کہ اے عزیز این نور حقیقۃً ریح است کہ آنرا روح نامند کہ الارواح مرکب من الریح یعنی دم بقدم آمیختہ و یکے شدہ و یکے گشتہ است چنانچہ بوے در گل و مسکہ در شیر بیت

بندہ با حق ہمچو شیر و روغن است آمیختہ　　این ہمہ شیر است و روغن ہم توی لایبصرون

اما حقیقتش موم است کہ آنرا روح خوانند و نور گویند کما قال اللہ تعالی اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذرہ نور و روح را بہ عبارت و اشارت گفتہ شدہ است اما بحقیقت نام و نشان ندارد و حد و رسم نیز ندارد ذاتے است نامحدود و نامتناہی و بحرے است بے پایان و بے کران و این ذات نور علی الدوام در تجلی خویش است چنانچہ بزرگے فرمودہ بیت

بے نشان شود ذرہ نام و نشان　　تا جمال خویش را بیند عیان
ف پس گل آدم ہمین دم خاک باد　　ظاہر صورت چہ بینی ہر چہ بینی یاد باد

چون این شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز ہمین دم و قدم یعنی روح و ریح را خدا و رسول گویند ظلمت و نور خوانند جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل نامند بہشت و دوزخ جن و انس وحش و طیور و کفر و اسلام خوانند دین و دنیا کعبہ و بتخانہ گویند۔ بیت

مسجد و دیر تو توی کعبہ و بتخانہ یکے است　　ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغاے تو بود

و این حقیقت عشق است کہ خود بخود چنین است ظاہر و باطن خود است

ہرچہ شد شدن تواند و ہرچہ کردن تواند و بداند کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

شعر

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز — کہ حقیقت کند بہ رنگ مجاز
عشق میباز و خدا با خویشتن — شد بہانہ در میانہ مرد و زن

این مثنویات کہ گفتہ شد ہمہ در باب عشق درج کردہ شد واللہ اعلم بالصواب۔

مثنوی

عشق گوہر بے بہا و بے نشان — بہر عشقش ہر دمے تو جان فشان
عشق اول عشق آخر ہا و وان — با خودی خود ببازد دو جہان
عشق نور و عشق نار و عشق دا — عشق بیخ و ہفت باشد عشق جا
عشق باد و عشق آتش آب و خاک — در حقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ — بر سر خود عشق پو شد صد کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی از وان — ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان
عشق شمس و ہم سما و ہم زمین — ہم فرشتہ در شمارے در کمین
عشق روشن ہم نجوم و ہم برج — با خودی خود نزول و ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل — عشق میوہ عشق تخم و عشق ل
عشق در صورت جمال خود نمود — جملہ اشیا در حقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد۔

التماس

حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ کے مجموعہ یازدہ رسائل میں رسالہ پنجم صفحہ (۱۰۱ تا ۱۰۶)۔
موسوم بہ "رسالہ توحید خواص" انکی تصانیف کے ضمن میں طبع ہو گیا۔ اس "مجموعہ" کی طباعت کے بعد معلوم ہوا کہ
وہ رسالہ حضرت حسین بلخی قدس سرہ کا تصنیف کردہ ہے حضرت حسین بلخی قدس سرہ امام مظفر شمس بلخی علیہ الرحمہ کے
فرزند اور خلیفہ تھے اور امام مظفر حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔
ناظرین کرام تصحیح فرمالیں۔

خاکسار
سید عطا حسین عفی عنہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔ اما بعد رسالہ در بیان توحید خواص و مقام اہل اختصاص۔ بعد از حمد کہ موجود نیست مگر وے و درود بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مقصود نیست مگر وے آنچہ سوال میکردی و بہ ابتہال درمیخواستی کہ چند سخنے در توحید خواص بنویسیم قلم برگرفتم و بتائید ربانی در کتابت آوردم تا شمۂ اجابت سوال تو کنم و سخ شک و شبہ از دامن یقین تو بہ آب تحقیق بشویم و چنانکہ زمانہ وقت املاکند بنویسیم از راہ انصاف کہ ہمہ دل سامع باشد کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ۔ والموفق ھو اللہ

فصل۔ بدانکہ موجودات عالم بر دو نوع است عالم صورت و عالم معنی عالم صورت ہمہ ظاہر است و عالم معنی ہمہ باطن۔ عالم صورت بعضے بدیدۂ ظاہر دیدہ میشود چنانکہ ملکی بعضے بدیدۂ باطن دیدہ میشود چنانکہ ملکوتی۔ و آنکہ عالم معنی است آن دیدہ نشود مگر در صورت پس ظاہر و باطن ہمہ صورت اوست کہ او خود را باین صورت ہا ظاہر مینماید و باعتی

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیدا است ۔۔۔ آن صورت آنکس است کین نقش آراست

دریاے کہن چو بر زند موجے نو موجش خوانند و در حقیقت دریاست

موحدان گویند کہ یک نور است کہ خود را بہمہ صورت نمودہ است و بہمہ کسوت پیدا کردہ است و بصورت مجنون و لیلی و بشکل و اسم و مذہر تجلی کردہ است و ہمو نست کہ بچشم مجنون نظر بر جمال خود کرد و در لیلی دید و خود را دوست داشت پس ہر کرا دوست داری و بہر کہ روے آری روے بدو کاری او باشد اگرچہ تو ندانی۔ قطعہ

میل خلق جملہ عالم تا ابد گر بباشد ور نباشد سوے تست

جز ترا چون دوست نتوان داشتن دوستی دیگران بر بوے تست

نظر مجنون بر حسن لیلی بر جمالیست کہ جز آن جمال ہمہ قبیح است اگرچہ مجنون نداند کہ ان اللہ جمیل و یحب الجمال غیر او را نشاید کہ جمال باشد چون غیر او را در حقیقت ظہور نیست جمال دیگر چگونہ تواند بود۔ رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست

ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ اندر نظر تو آید آن صورت اوست

مردے پیش خواجہ شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ آمد و گفت یا شیخ بزبان بیان توحید بکن خواجہ شکر طلبید و آن مرد را پرسید کہ این چیست آن مرد گفت شکر است پس خواجہ فرمود ازین شکر صورت اسپ و ستور و آدمی بساز آن مرد صورت ہاے مختلف بساخت خواجہ یک یک پرسید کہ این چیست آن مرد گفت کہ این آدمی و این اسپ و این ستور است خواجہ فرمود ہمہ را بشکن و یکے کن آن مرد ہمہ را بشکست و یکے کرد خواجہ فرمود اکنون چیست گفت شکر است خواجہ فرمود کہ برو کہ بیان توحید تمام کردم۔ قطعہ

یک عین متفق کہ جز او ذرہ نبود چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمد

اے ظاہر تو کز عاشق و معشوق باطنت مطلوب را کہ دیدہ طلب گار آمدہ

ہمان معنی کہ بزبان موسی علیہ السلام أَرِنِي گفت خطاب لَنْ تَرَانِي ہم ازو شنید و ہمہ معنی کہ بزبان درخت إِنِّي أَنَا اللَّهُ گفت بگوش موسی آنرا ہمو شنید قطعہ

چون تجلیش صد ہزاران روی داشت بود در ہر ذرہ دیداری دگر

لاجرم ہر ذرہ بنود یار تا بود ہر دم گرفتاری دگر

تجلیات او را نہایت نیست ہر عاشقے از و نشانے دیگر دہد و ہر عارفے از و عبارت دیگر کند و ہر محققے از و اشارت دیگر فرماید اما برین سر عزیز کرا وقوف دہند آنرا کہ بدل رسیدہ باشد و حظ دلش دایم ہمین باشد چنانکہ گرسنہ تقاضائے او بطعام باشد تقاضائے دلش دایم ہمین باشد بزرگے گفتہ است کہ محبت و معرفت آن باشد کہ خدائے تعالی مر محب و عارف را عیش و غذا باشد و خورش و سے باخیالش بود و نگفتن و سے باخیالش بود و بودن و سے باخیالش بود جملہ حرکات و سکنات بے او نگذارد اکنون آنکس اہل دل باشد اما دیگرے نباشد کہ زمانے دل بحضور محبوب آرد و زمانے دیگر دلش بگریزد چون آہوئے وحشی گرفتہ بخانہ آرند ہمین کہ رہا شد رفت چنین کسے را اہل دل نخوانند اہل نفس گویند و سالک خوانند و صوفی نگویند متصوف گویند یعنی روندہ راہ صوفیان خوانند صوفی گفتن نتوان کہ صوفی در نمک زار حقیقت افتادہ نمک شد عوام گاو خراند و علما باخبر اند و متصوفان راہ روانند و صوفیان رسیدگان حق اند۔ بیت

تا کے اے عطار زین حرف مجاز بر سر اسرار توحید آے باز

ما را چون قلم در صحرائے وحدت روان است فرقہا کفر ہا باشد چون یک نور است کہ محیط است بہمہ صور تہا پس او را نور مطلق گویند و توحید مطلق آنست کہ چیزے از چیزے و راہے از راہے و کارے از کارے و صفتے از

صحبتے جدا نکنی و پشت بچیزے ندہی و روے بچیزے دیگر نیاری کہ چون روے
بچیزے مقید آری بے شبہ پشت بدیگرہا کنی از توحید مطلق بیرون افتادہ باشی
مسلمان حقیقی اوست کہ بتوحید مطلق رسیدہ باشد و آنکہ بتوحید مقید ماند مسلمان مجازی
باشد نہ حقیقی اگر نمیدانی کہ چہ میگویم در چشم من در آو ببین کہ همین است۔ نظم

آفتابے در ہزاران آبگینہ تافتہ ۔۔۔ پس برنگ ہر یکے تابے عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہائے مختلف ۔۔۔ اختلاف این و آن را در میان انداختہ

بر ہر کہ این در حقیقت کشادند اضافت من و تو از و ساقط شد و نسبت
ازان من و تو از و طرح افتاد از ہفتاد ہزار حجاب ازان نور و ظلمت کہ پیش سالک
است من بندۂ یک نقطہ ام کہ بتو نمایم و راہ صد سالہ بیک ساعت گم کنم گوش
دار کہ این جملہ همین غافل بودن تست از محبوب تا غفلت از تو برخاست
حجاب نیست اما آنچہ حجاب نورانی و ظلمانی کہ گفتم میتواند بود کہ نماز و روزہ
و تلاوت قرآن و لذات عبادات کہ ترا از دیدن محبوب و یاد آوردن او
باز دارد این همہ حجابہاے نورانی باشد و حجاب ہاے ظلمانی همہ مشغولی ہواے
نفس است و چون گفتیم کہ یک نور است حجاب نور و ظلمت چہ معنی دارد
آرے چون تو بآن نوری و لمحۂ از او غافل نۂ ترا حجاب نیست چون غافل شدی
محجوب گشتی از حجاب بیرون باید آمد حجاب و معصیت تو همہ غافل بودن تست
از محبوب و اگر تو ی پس غیری او را حجاب میشود بدانکہ چون همہ یک نور است
و او را حد و نہایت نیست پس ہر چہ ہست در عالم صورت و معنی صورت
اوست و او ہیچ صورت مقید نیست تو یۂ تو از آنست کہ از قید بیرون آئی
و در توحید مطلق افتی۔ بیت

حجاب روے تو ہم روے تست در ہمہ حال ۔۔۔ نہانی از ہمہ عالم ز بس کہ پیدائی

همین که پردهٔ پندار از غیر در صحرائے دل تو آمد دوئی پیدا نشود و حجاب وے نمود۔ بیت

ودی را نیست ره در حضرت تو همه عالم توئی و قدرت تو

چون پندار غیر و دوئی از ساحت دل تو برخاست دل بزبان حال این گوید۔ رباعی

روزت بتو بودم و نمیدانستم شب با تو غنودم و نمیدانستم
من بردہ بودم که من بودم و من من جملہ تو بودم و نمیدانستم

خدایا ما را از پیش ما بردار و خود را بر خود پیش دیدهٔ خود دائم و قایم دار این چند سخنے یادگار این درویش بر ابر جان خود بداری و بهمه کس ننمای و کیسکه در طلب این باشد در هفته بمطالعه این رساله غالی نگذاری که فائده خواهد داد انشاء الله تعالی بمنه وکمال کرمه۔ تمام شد رساله توحید خواص تصنیف حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بنده نواز قدس الله سره العزیز

رسالہ منظوم در اذکار

از افادات

حضرت قطب الواصلین سید محمد حسینی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ منظوم در اذکار

از تصنیف حضرت خواجہ خواجگان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر و ناظر تو حق در دل بدان — ہم بدان با خویش او را ہر زمان
رفع وسواس است توجہ پیر نیز — ہم ازین گردی تو واصل اے عزیز
عین خا خود را اگر دانی ولا — محو گردی از خودی خود در خلا
عین خا دانی کنی ہر جا نظر — از برائے محو خویش است سر بسر
ہم لاجل اثبات حق است ہمہ زمان — ہم بدان باشی تو مثل عاشقان
اے تو با ہر جزو خود خارا بدان — ہم بہر از جزو کل اشیائے آن
تا مغیث خا شود مکشوف ہم — خا شود معشوق تو اے محتشم

هرچه در ره در نظر آید بدان ذات او تا غیر او بینی همان
فعلها را جمله فعل او بدان فاعل او هست کس نه در میان
آئینه روشن ببین تو بعد ذکر خاطر خود را کن در خویش فکر
آئینه در هم ببین تو خویش را کن تصور روے خاطر خود لا
این برائے رویت حق ابد است گیر لازم طالبا در هر زمان
کل شئی هالک دان جز خدا غیر او چیزے ندانی دم بما
این برائے محو خود راهست بدان کوششے کن اندرین محنت بجان
کن تصور من همین بینم عین تا کرد کشف بر تو فرض عین
هم تصور کن تو با خاطر به عین تا کرد بینی بر تو اینست فرض عین
اندرون نون تصور کن تو خا قبلهٔ خود تو بهر وقتے بجا
تا حضور دل شود اندر نماز در نمازت حاصلت گردد نیاز
هم تو در نون کن تصور یار خویش شین کاف ازین چون شه بپیش
هم یقین دان پیش او استاده ام بندگان چون در سجود افتاده ام
هم همین بینم یار خویش را میکنم هم انکار کار خویش را
منتظر باشی که این دم با یقین با من آید در سخن آن نازنین
جمله حرف قاف اے قاری بدان صورتے دارند و شکل دلستان
قایم است این جمله حرف قاف ازین هم بحق در وقت نالی ذوالیقین
منتظر باشی بدان صورت که آن قایمت بینی تو آن صورت عیان
چون که آن صورت تجلی حق است چون ببینی تو شوی مست الست
چون کنی تالی تلاوت همچنین هم کلام الله بدل خوانی ازین
خارقے اید بدست او دمے ختم قرآن تو کنی در ساعتے

هم همین خویشی بود تو عین خا — هم بدانی تا شود کشوف خا
اندرون دل تصور کن تو خا — تا شود قلب ترا رویت ابا
هم بدان حق را تو میم خود دوام — هم تو میم این همه عالم تمام
تا که کشف این شود اے خوش پسر — نیک بختی آن شنو پند پدر
گر تو میخواهی حضور اے جان پیر — باش دایم در خیال دلپذیر
هر چه در خا بگذرد آنرا بدان — خا و دال و هم الف در هر زمان
عالم غیبت چو آید در نظر — کن تصور جمله را خا سر بسر
هر چه بینی منتظر باش اے پسر — قاف آنچه آیدت اندر نظر
جمله را دان تو صفات و ستر ذات — هم ازین ها میشود کشف صفات
دال الف تا جمله عالم را بدان — منتظر تا آن بیاشی هر زمان
این برائے کشف ذات است اے پسر — اندرین محنت بخور خون جگر
اسم الف در دل تصور کن مدام — هم به آب زر نوشته والسلام
ور همین خواهی به بینی آن جمال — باش اندر میم را فی کل حال
تو میاور هم بجینے سرفرو — چون در آی آن دم در آن دم در درو
گر روی در لامکان بینی لقا — تو همین کن باش جویان ورا
مطلع بر کاف ها یا عین صاد — هم شوی آن منقص کهیعص
فتح بالن میشود از ذکر وال — چونکه آنست از نبی خوش خصال
میشود دلرا حضور از ذکر فا — هر شبے بسیار گو آنرا بتا
ذکر حدادی خلا چندان بگو — تا دلت روشن شود اے حق جو
ذکر چار و هم سه را با کن حضور — تا چهار اطراف سه بینی تو نور
خاصه لیسو را ز اهل عیان — ذکر پنج رکنی تو گوی هم بجان

هم بذکر خا شود حاصل حضور — دل شود ذاکر ازین هم جلد نور
هم بذکر لام و او و آخر بدان — میشود کشف سماوات اے جوان
ذکر الف هم لام و ها ذکر خفی است — دایم الاحوال گوید گر ولی است
ذکر کشف کاف در نون با حضور — کن تو چندان تا شود کشف قبور
ذکر ابدالان کسے گوید مدام — او شود ابدال هم صاحب مقام
هم برائے استقامت آن مقام — ذکر دوم ابدال گویند بر دوام
ذکر یا هو هم بوصف کو کنون — از دهانت تا که نور آید بیرون
ذکر هو دور کنی اے مست فنا — گو برائے محو خود را دایما
ذکر هو دور چار رکنی اے عزیز — محو کلی تا شوی بس گو تو نیز
هم بلا کیفے به بینی نور حق — گر تو گوئی بس تو ذاکر انهم
ذکر یا آخر که یاست اندر حجاب — گو که تا گردد عنایت مستجاب
ذکر الف آخر یاست اے گو هان — تا شود کشف سماوات اے جوان
کشف تو چندان که ذکر بند دست — خاصهٔ شیخ فرید، جهودن است
ذکر خا آخر که با خوشدل رساند — بهر قطع طمع جمله جز خدا است
ذکر بیچون چار رکنی گو دلا — بهر کشف پاک ذات حق را
ذکر حق استاده گو اے نور نور — تا تمام اندام تو گیرد حضور
ذکر یا و آخرت یا اے عزیز — هم دو رکنی است بگو آنرا تو نیز
ذکر یا آخر که والست اے نگار — بهر دفع سر ویت گو بے شمار

ایضاً ذکر الابدال یجلسین
کما هو المعتاد فمید الیمین

رسالہ قمر

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان

جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔

بدان کہ بدرستی کہ راہ سالکان طریقت اول مجاہدہ بعد او مراقبہ بعد او مشاہدہ وبعد او مکاشفہ۔ اما درین کتاب مقصود بہ مراقبہ بود کہ مرتبہ اول بیان کردہ شدہ۔

ومراقبہ در لغت برگردن شتر سوار شدہ سوے دوست رفتن است ودر اصطلاح سلوک گردن نہادن بحضور دوست ودوست را در چشم داشتن۔

وانواع مراقبہ بسیار است ودرین کتاب بر سبیل اختصار سی و شش مراقبہ ذکر کردہ شدہ تا طالب زود بمقصود در رسد۔ واین کتاب را مراقبہ خوانند۔

مراقبہ اول آنست کہ خود را دایم الحال حضور او واند او در عین حاضر واند بر حکم نفس اَلَمْ تَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی آنکس کہ گناہ میکند نمیداند بدرستی کہ خدائے می بیند بلکہ او تحقیق حاضر است می بیند ہر فعلے کہ انسان میکند۔ واین مراقبہ آنست کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ را تعلیم کردہ بود ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

یعنی اینک عبادت بکن تو اے محمدؐ خدا ایرا چنانستے کہ می بینی تو او را پس اگرچہ تو او را نمی بینی او ترا می بیند و این را **مراقبہ حضوریت** گویند۔

مراقبہ دوم را **قلبی** گویند و آن آنست کہ ہمہ وقت او را در قلب داشتن چنانکہ قولہ تعالی وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ این آیت اشارت بدین مراقبہ است یعنی آن خدائے است کہ موجود است در آسمان ہا و در زمین و از آسمان قلب یعنی دل تصور کن و از زمین قالب کالبد دل بدان یعنی ہمہ وقت بدان کہ وجود در دل و در کالبد دل است۔

مراقبہ سیوم را **قربت** گویند آنست کہ ہمہ وقت او را نزدیک خود داشتن چنانکہ قولہ تعالی نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ما نزدیکیم ہر شما را از شاہ رگ شما۔ و حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اشارت کردہ اند مع کل شئی لا بمقارنۃ و غیر کل شئی لا بمزایلۃ۔ یعنی بدرستیکہ آن خدائے تعالیٰ با ہر شئی موجود است نہ باتصال آن و بغیر ہر شئی است نہ بانفصال مانند در آئینہ۔

مراقبہ چہارم را **مراقبہ معیت** خوانند۔ آنست کہ او را دایم با خود شناسد چنانکہ قولہ تعالی وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ۔ یعنی ان خدائے است با شما ہر جا کہ باشید شما۔ این ایت اشارہ بر مراقبہ است۔

مراقبہ پنجم را **مراقبہ احاطت** خوانند و آن آنست کہ او را بداند در تمام ذات خود و در ذات غیر در گرفتہ است چنانکہ قولہ تعالی وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِیْطٌ یعنی خدائے تعالیٰ شامل در ہم ایشان چون آب در جامہ پس در تمام ذات خود را احاطت او بداند۔

مراقبہ ششم را **مراقبہ افعال** خوانند یعنی ہر شے را با فعل آن شے

کہ بیند خداوند تعالیٰ را خالق آن شمار روبدو نہ خلق خالق پیدا کند چنانکہ قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی خدائے تعالیٰ آفریدہ شما را و فعل شما را پس در ہر فعلے او را پیدا کند بس وفعل آن رمزے بخدا مینماید۔

مراقبہ ہفتم را مراقبہ صفات خوانند یعنی دایم مشغول بہ بزرگی او مستغرق شود کہ آنحضرت کریم است ہر چیزے را نعمت میرساند چنانکہ قولہ تعالیٰ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یعنی میتواند ہر شئ رحمت وعلم او تو انست بر رحمت وعلم آنست کہ شب و روز در دانستگی وخیال در اوصاف اللہ باشد۔

مراقبہ ہشتم را فنا خوانند یعنی خود را در مقام فنا پذیرد و خود را در مردگان شمارد و درین مراقبہ اکتفا نہ است کہ در مقام عدم وجود اللہ پیدا شوم۔ قولہ تعالیٰ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنی اے محمد تحقیق تو مردہ است وتحقیق ایشان مردگانند پس تحقیق شما در روز حشر نزدیک صاحب دعوی میکنید شما۔

مراقبہ نہم ذاتی باشد خود را محو کند بر یگانگی او آید یعنی پیدا آرد و بر یگانگی او آید یعنی یکے پیدا آرد و ہمہ ناپید شمارد قولہ تعالیٰ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ایماے بر توحید ذات است۔

مراقبہ دہم سوی باشد یعنی ہمہ علامت ربوبیت بر مرتبہ بلند تر آرد وعالم را در مرتبہ فرو تر چنانکہ قولہ تعالیٰ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ یعنی سر انجام می نمایم نشانہاے ما در فوقہاے ایشان۔

مراقبہ یازدہم شہود باشد یعنی بداند کہ او ہمہ وقت حاضر است ودر الوہیت او ہمہ عالم گواہی دادند کہ او شاہد ومشہود است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ دوازدہم وجودی باشد یعنی ہمہ جا او را بداند بر حکم
اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی ہر جا کہ باشید شما پس آنجا ذات اللہ موجود
است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ سیزدہم سرادق است یعنی در تصور دل پردہ از و بہر رنگے
کہ باشد اما رنگ زر بہتر درون دل مقرر او قصد کند و مستغرق شود قولہ
تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنی نمی بینی تو اے محمدؐ
سوے پروردگار خویش چگونہ دراز میکند سایہ را پس استمداد ظل پردہ
اوست وجود شمس شود مقصود است۔

مراقبہ چہاردہم حمال باشد یعنی خیال در جثۂ او کند مستغرق
شود فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ ہر چونکہ باشد از مقربان
پس در راحت اند ایشان جز آن مراقبہ است۔

مراقبہ پانزدہم مصدر و مرجع باشد یعنی در خیال غرق شود
کہ ہو ست مبدا آرد ببرد وَهُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ۔

مراقبہ شانزدہم ارتسام است یعنی چہار سورہ در خیال بانظام
کشادہ تر بگذارند تمام با معنی والعصر والضحیٰ واللیل والشمس۔

مراقبہ ہفدہم امانت باشد یعنی خود را از امین بداند و آنچہ
پیش خود است امانت شمارد و این مقام تسلیم است وَحَمَلَهَا
الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنی بار امانت آدمی گرفت
وحال اینکہ در جہل تاریک بود۔

مراقبہ ہیجدہم پیر است یعنی در خیال طاعت پیر شود مَنْ یُّطِعِ
الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ نزدیک قاضی القضات پیر در دل مرید خود

رامی بیند و عربیہ در دل پیر خدائے رامی بیند۔

مراقبہ نوزدہم آئینہ است یعنی شب و روز در خیال خود و صراط مستقیم خود جوید وَاِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خود نمائی کند۔

مراقبہ بستم اشیا باشد یعنی بداند در خیال کہ خالق ہمہ اشیا اوست ہرچہ کند او کند

مراقبہ بست یکم ہویت است یعنی تمام در محو غیر ذات اللہ کہ کونہ وجودے ازان مراقبہ است

مراقبہ بست و دوم ہیبت باشد در خاطر گیرد کہ ہمہ درون عرصات عرش ایستادہ و دست ہم بستہ باسلوک پر ہیبت ترسان و لرزان و پریشان حکم قضا اللہ بر طریق جہات کشادہ مہابت در رساند کہ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ یعنی کشادہ در خاطر دارد کہ فرمان در رسیدہ کہ من کدام است ملک امروز خدائے را کہ او تنہا بے وزیر و شریک و شکنندہ مقصود شما است در حساب و عذاب غرق شود

مراقبہ بست و سیوم وجہ اللہ باشد با تصور وجود کُلُّ شَیْءٍ ۸ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تسلیم کند یعنی ہم در ہلاک پذیرد و وجود او را بقا و خود ہم در رو شود۔

مراقبہ بست و چہارم خاتم است راست بہشت و چپ دوزخ تصور کند و خداوند مخاطب بداند۔ این مراقبہ نیست مگر تشویش در تشویش سخت نیکو۔

مراقبہ بست و پنجم عرش باشد غایت مرتبہ او تصور کند کہ او بر عرش است۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ما ازان شتاب میکند کہ

کہ چنین مربع می شنید و میفرماید کا ستوائی ھذا۔

مراقبہ سی و ششم وراء است یعنی خود را در مقام نسیان انداختن پس در آنجا عینے شہودے وجودے نیست لذتے وذوقے وفنائے وبقائے نیست ازل وابد نہ۔

مراقبہ سی و ہفتم محاسبہ کہ خود را در آنجا حساباً ویسیر آدارد بضمانت بایستد۔

مراقبہ سی و ہشتم صور واشکال است استغفر اللہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صدق آن کشادہ کردہ کہ چنین صورو صورے اجود آید تصور کند اما درین چون بزہ کار نیست۔

مراقبہ کرام سی و نہم وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ در تصور کند کہ آدمی را تنظیمے و تعظیم بخشیدہ۔

مراقبہ سی ام نزاہت است کہ در تصویر پاکی خود باشد تا باقدوس پیوند و پاکی را راہ نماید۔

مراقبہ سی و یکم خدا باشد یعنی ہیچ وجود در دل موجود نہ بیند و آن صفت ہویت است لا الٰہ الا ھو درین کار پیشتر میبرد۔

مراقبہ سی و دوم فردانیت است آن در تصور است با احد و فرد و صمد و نیز عمل این مراقبہ است۔

مراقبہ سی و سیوم صمدیت است لا فصل ولا وصل ولا قرب ولا بعد در صمدیت صرف جولانی کند۔

مراقبہ سی و چہارم عین باشد عین الاعیان خود را بینائے آن کردہ اند یعنی ذات او عین حضور در تصور کند۔

مراقبہ سی و پنجم وحدت خوانند کہ حضرت علی علیہ السلام میفرماید العلم نقطۃ کثرھا الجہل چنانکہ مردمان العلم کلمۃ بل حرفۃ بل نقطۃ۔

مراقبہ سی و ششم کثرت تصور کند میرود و میگیرد تا آنکہ وہم پرواز اعلی علیین واثر او بیند بلکہ برتر بیند و زہے اثر مراقبہ کہ کسے را ازان خبر نباشد

محمد حسینی بسیار این حسبنا اللہ اکنون سخن کوتاہ کن والسلام

رسالہ اذکار چشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اذکار چشتیہ از افادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدان بدستیکہ اذکار ہمہ مروی اند از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعضے ذکرہا تعلیم کردہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ و بلالؓ و بعضے ہر ایک را بدین ۔ روئے ۔

روئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را فرمود کہ یا علی بنمایم ترا راہے کہ بہ بینی بدان راہ خدائے عزوجل را گفت علیؓ نعم یا رسولؐ اللہ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بگو لا الہ الا اللہ پس گفت علی رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایم میگویم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بگو چنانچہ من تعلیم کنم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کردند امیر المومنین علیؓ و بلالؓ را۔

و بعضے ازان اذکار دو حلقی است بگوید لا الہ حالیکہ آغاز کنندہ باشد قول لا الہ از دہن قلب چنانستے کہ بیرون می آرد از قلب غیر خدائے را و بگرداند و گردان سوئے جانب است ہمچون حلقہ تا بسینہ و باز بگرداند سر و گردن

راسوے جانب چپ وبزند ربط بر دہن دل از آنجا کہ آغاز کردہ بود بقول الا اللہ چنانستے کہ درمی آرد در دل نورے از انوار خدا تعالیٰ وظاہر کند بخیش سرگردان را بہر دو حلقہ وتصور کند بآن اول کہ حلقہ اول راست کہ دنیا پس می اندازم از دل میکشم ولف دوم را کہ حلقہ دوم راست حتی تصور کند کہ از دل کشیدہ دور میکنم وخدائے را در دل جائیگیر میکنم وبلند کند آواز ربط وقصد کند کہ آواز ربط بود الا اللہ از درون دل برآید وہم در آن دل بنشیند وتصور کند در حال ہر ذکر کہ باشد خدائے عزوجل حاضر است و بالحضور او تعالیٰ نشستہ ایم وواقع چنین است وہمین مراقبہ است وہمین تصور در مراقبات دیگر نیز کند وازین تصور غافل نباشد ویقین داند کہ خدائے عزوجل حاضر وناظر وقریب است از رگ شہ رگ ہم واگر نہ ذکر ہیچ فائدہ ندارد ونگاہ دارد دل را از خطرات وطریق دفع خطرات توجہ والتجا سوے شیخ مرشد کند وبسیار توجہ سوے شیخ در حال دفع خواطر دارد وبعضے ازان دو حلقی ظاہر کند بخیش سرو گردن را ظاہر نکند ربط یعنی قولاً الا اللہ را وبعضے ازان نہ ظاہر بخیش را ونہ ربط را واین ہر دو نوع را خفی نامند واول را جلی نامند وہمچنیں در جمیع اذکار خفی باشد یا

ایضاً اگر ہر دو ذکر یعنی جلی وخفی باحبس تمام نفس باشد خطرات دفع ودور جمیع اذکار قصد حبس نفس کند درین تاثیر بسیار است واگر ذکر در جمیع احوال خود حال اکل وشرب وغیر ذلک حبس نفس کند زود تر بمقصود رسد۔

وبعضے ازان اذکار فنا وبقا است نفی واثبات آورد وبر دے نامند وبعضے ازان حدا وی است وتصور در حالت اذکار ہمدرستی کہ نیست معبود مگر اللہ چنانچہ ہست ونیست موجود مگر اللہ۔ بندگی میان بڑہ ابن مخدوم

سہ مراد ازین حضرت سید اکبر حسینی فرزند اکلان حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز مذکر شہر۔ بہ مخدوم سید بڑے بودند۔ ع ج

سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند کہ ہمچنین شنیدہ ام از شیخ خود و مخدوم خود کشف
مزید بر حسب تصور معنی طریق ذکر فنا و بقا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مرامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و بلال رضی اللہ عنہ را تعلیم کردا نیست کہ
بزند ربط اول بر دہن دل پس بجہت قبلہ در آن فرو کنندہ باشد سر خود را
سوے زمین باز بزند ربط بر دہن قلب اولا بر جہت راستا باز بجہت
چپا در دہن قلب و جلوس اذکار ہمچون جلوس کہ در صدر گفتہ شد اما میباید کہ
دہن قلب و محل قلب متناسد کہ معرفت این بنیاد افعال صوفیہ است ازین
حاصل میشود۔ نزدیک قلب پرکالہ گوشت است مثل صنوبری یعنی کہ گوشہ
جاے روح حیوانی کہ بدو تعلق کردہ است و روح انسانی کہ نام نفس ناطقہ است
عند الحکما و روح الروح اعظم است عند صوفیہ و آن فیض حق سبحانہ و تعالی و
امر از امرہاے او و شان از شانہاے اوست و ہو غیر مخلوق و آن ہر
دو مخلوق اند و موت عبارت است از انزہاق روح حیوانی اتفاق
بین الحکما و الصوفیہ و روح انسانی نیز و نزدیک امام محمد غزالی رحمتہ اللہ موت
عبارت است از قطع تعلقات روح حیوانی و کذا نزدیک تابعان امام
مذکور و این پرکالہ گوشت نہادہ شدہ است در جانب چپا پس ضرب و
ربط ذاکر بر وواقع میشود آنچہ او از میکرو جنس پیہ و غلیظ است میسوزد و سبب
این دو غلیظ بستہ شدہ است قلب۔ ہم ازین جہت گفتہ شدہ است وقتیکہ
فارغ شود صوفی از ذکر و در مراقبہ رود و حبس نفس کند شتاب شتاب دم نکشد
و از بسیاری ذکر دہن قلب کشادہ میشود و آندکے اعداد ذکر و حلقی پانصد کرت
است و ازان فنا و بقا و جزآن دو ہزار کرت و تا سہ ہزار است ہر چند
ہر ذکر زیادہ شود مراد زود تر حاصل شود زیادہ ذکر حاصل شود و ہر ذکرے کہ شتاب

بنماید کردتا آنکہ از ہزار بار کم نکند باز نگزارد۔ بعضے از آن طرق ذکر فنا جلوس وفنا مثل جلوس صلوٰۃ است مگر زانوے راست استادہ کند وسینہ خود را دراز کند سوے قبلہ وربط زند اولا بزانو وربط دوم بر قلب۔ وبعضے از ان ذکر فنا وبقا این کہ استادہ شود بر سر دو زانو در ان حال دراز کنندہ باشد وسینہ خود را نزدیک ربط سوے قبلہ اولا وبعد سوے قلب دوم بار آین ذکر از اذکار ابدالان است۔ بندگی میان بڑے ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ذکر ظاہر شدہ بود مخدوم ما را انچہ ظاہر شدہ بود

وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ ایستادہ شود وپاے راست را پیش نہد پس رکوع کند بریک زانو بزند وربط در حال رکوع سوے جہت اسفل پس استادہ شود وبزند ربط سوے قلب۔

وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ استادہ شود ونہد پاے راست را پیش پس پیش شود نزدیک ربط اول دران کہ او از باشد جہت بال بعد پس آید نزدیک ربط ثانی وبزند ربط بر دل۔ وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ بنہد چہار مصحف کشادہ کردہ یکے سوے راستا ویکے سوے چپا ویکے در پیش ویکے در کنارہ پس زند ربط اول بر مصحف راست پس بر مصحف چپا پس بر مصحف کنارہ پس بر مصحف پیش درین ذکر تجلی قرآن میشود مر ذاکر را اما باید کہ ذکر کند۔ وبعضے طریق فنا وبقا آنست کہ بنہد ذاکر پیش خود یک مصحف را پس بزند ربط بر آن مصحف بعدہ بر دل خود ودرین ذکر تجلی رب تعالی وتقدس است۔ وبعضے طرق ذکر فنا وبقا آنست کہ بنہد آتش وآنرا پیش خود پنگشت پس زند ربط اولا بر نار پس بر دل خود درین ذکر ظہور انوار از دہن ودل ذاکر است آتش در جمیع امور ذکر با شرط است فاحفظ وہمچنین شرط است در جمیع ذکرہا کہ

توجہ تام کند سوے مقصود خود بطریقے کہ نگذارد در خاطر غیر مقصود خود و تصور کند
در قلب حضور خویش۔ و شرط دیگر آنست پاک بودن از منہیات شرع۔ کسے
را کہ مرذوق شد این پس دادہ شد نیکی بسیار۔ بندگی میان بڑے این بندگی
مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ العزیز میفرمایند کہ مخدوم ما فرمودہ اند ہر کرا اظہار
نفس و توجہ تام باشد و بکند آنچہ گفتہ شدہ است از اذکار و مراقبہ حاصل شود
مقصود او البتہ بہر فعلے و شغلے و کسے را باشد خواہ سلطنت و امارت و قضا
و تجارت و درس و فتوی زیان نکند او را چیزے پس فہم کن و غنیمت پندار
و بتعضے طریق فنا و بقا بشان غلطیدہ بر تقاضا بزند ربط اولا سوے راستا بعدہ جانب
چپا بتعضے از طریق فنا و بقا بر نقش ہندی بر وجہ بنہند سینہ خود را بر خوب دان را
نقش است پس بزند ربط اولا سوے بالا در ان حال کہ بر کندہ باشد سر
خود را بعدہ جہت اسفل نظر کندہ باشد زیر محل استلقاے خود۔ و بتعضے از طریق
ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند و بگیرد انگشت نرپاے راست بدست راست
و نر انگشت پاے چپ بدست چپ و بجہد از نشستگاہ خود سوے راستاے
خود و بزند ربط و ران حال باز سوے نشستگاہ بجہد و بزند۔ ربط باز جانب
پیش خود بجہد و بزند ربط۔ و بتعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند ذاکر چنانچہ
جلوس ذکر کہ بالا گزشتہ بزند اول طرف راستاے خود باز طرف چپاے خود
باز طرف دل خود این ذکر را سہ رکنی میگویند۔ و بتعضے از طریق فنا و بقا
آنست کہ بزند ربط اول جانب راستاے خود و باز جانب چپاے خود باز
جانب دل باز جانب پیش خود و نام این ذکر چہار رکنی خوانند۔ و بتعضے از طریق
فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول از طرف اول راستاے خود باز طرف چپاے
خود باز طرف بالاے خود باز طرف دل خود باز طرف پیش خود درین حال

فروکند سر را سوے زمین و نام این ذکر پنج رکنی است۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست اینکہ نہد ہر پنج انگشت یکبارگی اول بر جبہ خود باز بر کتف راست خود باز بر کتف چپ سے خود باز بر دل خود و نام این ذکر محبوبی خوانند۔ و بعضے ازان اذکار جبرئیلی است و سہروردیہ و این شیخ خالد است برین طریق بگوید لا الہ در ازکند گردن را طرف راست سے خود از اسفل سوے بالا و بزند ربط بقول الا اللہ بر دل و نام این ذکر یک رکنی است۔ و بعضے ازان اذکار کروبین و جبروتین است کہ آغاز کند لا الہ از دل سوے بالا و دراز کند پس بزند ربط ہم بر دل بقول الا اللہ۔ و بعضے ازان اذکار ذکر ابدال است بدین طریق دراز کند دو دست خود را جہت بالا چنانستے کہ میگیرد چیزے را از ہوا از نورہاے خداے تعالی و باندازد در دہن و بزند ربط بقول الا اللہ تا بر اندا ختنی در دہن استادہ شود بر دو زانو و بجنباند خود را ظاہر گرداند نشاط آن قدر کہ ممکن باشد و این ذکر استادہ ہم میکنند و نظر کنند در وقت انداختن در دہن سوے کنارہ خود و در وقت انداختن است چیزے سوے بالا کند۔ و بعضے ازان اذکار نیز ذکر ابدالی است بدین طریق بنشینند چنانچہ جلوس ذکر است پس دراز کند دست راست خود جانب پیش و خود نیز میل کند سوے بالا و مشت بند و در وقت گفتن لا الہ چنانستے کہ میگیرد غیر خداے و میکشد از دل برون می اندازد پس دست کشادہ کند باز مشت بند چنانستے کہ میگیرد از نورہاے خداے تعالی باندازد در دہن و بگوید الا اللہ و بزند ربط و ہمچنین بگوید بدست چپ و بدین دو ذکر تاثیر بسیار است اگر مداومت کند بدین ذکر و اکثر درین ذکر حضور و شہود ابدالیان حاضر میشوند و ذکر میگویند یا ذاکر۔

بدان یدرستیکہ جمیع اذکار اگر دایم کند ذاکر را اثر کند و میگردد ذکر قلب پس ہمیشہ ذکر کند دل ذاکر و ذکر بشنود و کسیکہ نزدیک ذاکر باشد او ہم بشنود پس آن روح میگردد ذاکر و بندگی میان بڑہ ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ شنیدہ ام از مخدوم خود کہ میفرمودند کہ ذکر بزبان تعلق است و ذکر قلب وسوسہ است و ذکر بروح مشاہدہ است و ذکر بسر معائنہ است و ذکر خفی مغایبہ میان ہریک درجات است و حالات کہ بشمار سد آنرا اہل آن۔ اللہم ارزقنا۔

وبعضے ازان اذکار انا فیہ وھو فی بگوید اول انا و اشارت کند سوے دل بفروکرن سوے دل پس سر بردارد سوے آسمان بگوید فیہ و متصل باآن بگوید پس ربط بزند سوے دل فی و بخواند در اثنائے ذکر انا من اھوی ومن اھوی انا و اگر بخواہد این مصراع را طریق انا فیہ الی آخرہ ذکر بگرداند وبعضے گفتہ اند اگر بخواہد کہ بگوید بر طریق این ذکر انا انت انت انا و بزند ربط کہ در ذکر انا فیہ الی آخرہ۔ و اگر بخواہد کہ انا ھو وھو انا و ہمچنین ملہمہ گشتہ اند برین ذکر بعضے صوفیہ۔ اگر بخواہند کہ بزبان ہندوی بگویند بدین طریق بگویند ہوں توں توں ہوں و ربط انا فیہ الی آخرہ بزند۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو ھو است بدین طریق اول از جانب پیش بفتح الواو پس از جانب بر دل ہو پس از جانب راستائے خود ہُوَ بفتح الواو پس از جانب چپا بفتح الواو و بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو بدین طریق آغاز کند اول از طرف راستا بگوید ہُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل بگوید ہُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان ذکر ھو بدین طریق بگوید اول روے سوے بالا آورد ہُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل و بگوید ہُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار بسکون الواو بگوید درحال کشیدن دم و گذاشتن دم تامل کند معلوم خواہد شد کہ این شی غریب

وعجیب است ونیز مرجبرئیل علیہ السلام گفتہ شدہ است بدرستیکہ او دم میکشد ومی برد درون وبرون ہر روز وشب بست وچہار ہزار دم است پرسیدہ میشود از ہر دم بدو سوال یکے آنکہ درچہ کشیدی دم را دوم آنکہ درچہ گذاشتی دم را گفتہ شود کہ من ذکر میکنم بقول ہو کشیدن نفس و در گذاشتن در ہر دو طریق۔

وبعضے ازان اذکار ذکر یا ھو جانب راست وجانب چپا وجانب پیش وجانب فرود واین ہر چہار لیکون الوا وبگوید۔ وبعضے ازان اذکار لا ھو الا ھو است بدین طریق بگوید اول آغاز کند از سرول بقول لا ہو و مدکند گردن وسر را سوے بالا چنانستے کہ بیرون میکند از دل ماسوے اللہ را پس آن ربط بزند بر دل بقول الا ہو۔ وبعضے ازان اذکار تجلی ذات است وطرح کند الف ولام ولفظ۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف روح است ہر روح کہ باشد در ہر مقام کہ باشد می باید کہ بگوید اول یا رب بست ویکبار دبنشیند چنانچہ می نشیند برائے ذکر ہا را پس بگوید یا روح یا روح الروح ویزند ربط بر دل پس سر بر کند سوے بالا وبگوید یا روح ما شاء اللہ۔ ودیگر تلقین ذکر کردہ اند بندگی میان بڑہ ابن بندگی حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔ بعضے متعلقان را بست ویک کرت واگر خواہد ربط عکس کند درین پس مراقبہ رود وحضور دارد وبر آرد قلب وروح خود را سوے مطلوب تا پیدا می شود او را البتہ سوال کند از روح آنچہ خواہد۔ وبعضے گفتہ اند کہ بگوید سوے آسمان اول یا روح سوے قلب دوم بار یا روح الروح۔ ہمچنین تلقین کردہ اند بندگی میان بڑہ را حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز۔

وبعضے ازان اذکار کشف قبور ومعرفت اہل قبور از نیک بخت

است یا بدبخت است و این ذکر بعینہ ذکر کشف روح است۔ و بعضے گفتہ اند کہ برو د مرید سوے قبر ابتدائے حال بنشیند برابر روے میت از قبر پس ذکر کند و مراقبہ کند اما اگر کامل شود محتاج نباشد سوے قبر رفتن بلکہ بشناسد احوال مردگان ہر جا کہ خواہد در راہ یا در بازار یا در خلوت۔

و بعضے ازان اذکار ذکر کشف قبر است بنشیند نزدیک قبر بر کند سر خود را سوے آسمان و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید الکشف لی پس زند ربط ثالث بر قبر برابر روے میت پس بگوید از حال خود۔ و بندگی میان بڑہ این حضرت مخدوم سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ہمچنین تحقیق کردہ اند مرا بندگی مخدوم و من کرات و مرات مشغول بودہ ام۔

و بعضے ازان اذکار ذکر اجابت دعوت است و ذکر استغفار میت است و آن اینست کہ گوید سوے راستا یا قریب و سوے چپا یا رقیب و سوے دل یا محیط و سوے علو بالاے سر سوے آسمان یا مجیب و وقت یا مجیب گفتن بر دو زانو استادہ شود ہر دو دست بر دارد سوے آسمان و فرود بر روے ہمچنین بسیار نزدیک اقتتام و حاضر دارد در دل مقصود و مراد خود را البتہ ہر مرادے و مقصودے کہ باشد بر آید و بعضے مریدان را مکان یا محیط یا مجیب و بعضے مکان یا محیط یا رفیق تحقیق کردہ اند۔

و بعضے ازان اذکار ذکر دیگر است از برائے اجابت دعوات و ہو اذکار صاحب الفصوص۔ بزند ربط اول سوے راستا پس بگوید یا رب ثم الی الیسار ہکذا پس سوے قبلہ ہمچنین پس سوے آسمان بگوید یا ربی و قتیکہ تمام مانند ذکر اول۔

وبعضے ازان اذکار ذکر النور است بدین کہ بگوید در جانب راستا یا نور
و در جانب چپا یا نور و در دل یا منور ذکر کند ہر روز بدین طریق۔ وبعضے ازان
اذکار ذکر الحق است بگوید کلمہ الحق چنانچہ در چہار رکنی میگویند ولیکن ربط آخر
بر دل زند و اگر خواہد بر طریق چہار رکنی ربط بزند و درین ذکر تجلی میشود مرد اگر ہنوز
پوشیدہ از جلال پس کیسکہ تحمل کند این را و صابر باشد بر آن بگرود لائق مرادہائے
بسیار و امورہائے شریف و اگر بخواہد طریق سہ رکنی بگوید اول سوئے چپا
پس راستا پس بر قلب بگوید در ضرب آخر حق۔

وبعضے ازان اذکار ذکر حق حق تو آغاز کند بحق از راستا پس بگوید
حق طرف چپا پس بزند ربط بر دل بقول تو۔

وبعضے ازان اذکار بزبان ہندوی است بسہ رکنی اول راستا بگوید
اُوْہیْ ھے چپا بگوید اِسے ہی ھے و بر دل بگوید اِسے ہیں ھے۔

وبعضے ازان اذکار ہندوی است بنشیند مربع بر نہج جلوس جوگیہ و بر
کند چشم سوئے آسمان و بگوید اُوْہیْ ھے الف مرت آخر بر دو ظاہر گردد
مرد اکرر احالتیکہ بر خود خانہ چون از ذکر باز ماند بر حالت خود بیاید چنانچہ بود۔

وبعضے ازان اذکار ذکر شیخ است بگیرد نام آن شیخ را بر کند روئے سوئے
بالا بر ابر پس بزند بر دل ہمچنین ذکر کند ہزار بار این اصل است اگر زیادت
بہتر است مرد اکرر او این ذکر نیز از لطیر و حسام است۔

وبعضے ازان ذکر دفع امراض و اسقام از جہت دردہا نیز۔ بگوید طرف
راستا یا احد و در چپا یا صمد و بر دل یا فرد و جہت بالائے سر خود یا وتر و اگر
بخواہد کہ در محل یا فرد یا وتر بگوید و یا در محل یا وتر یا فرد بگوید ہمہ جائز باشد۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف حقایق اشیا است و آن ذکر یا احد یا صمد

است پس بنشیند چنانچہ از جہت ذکری نشیند پس ربط اول در طرف پیش سوے بالا بگوید یا احد بزند ربط بر دل بگوید یا صمد و اگر بخواہد راستا و چپا بگوید۔

و بعضے ازان اذکار ذکر فہم کردن تجلیات از جمالیت و طریق آن است کہ وقتیکہ بہ بیند چیزیرا تفکر کند در و بگوید یا رب فہمنی یا ہو پس رجوع کند سوے فکر و فہم آن چیز نصیب گرداند اللہ تعالی فہم او را بفضل خویش۔ و بعضے ذکر فنا و بقا در حالت راہ رفتن است اگر شتاب روان میشود بگوید در وقت نہادن ہر قدم اگر آہستہ و باوقار روان شود بگوید نزدیک قدم راست لا و نہادن قدم چپ الہ باز نزدیک راست الا باز نزدیک قدم چپ اللہ بگوید۔

و بعضے ازان اذکار ذکر العروج برسماوات است برین بگوید یا علی یا عالی یا رافع یا رفیع۔

و بعضے ازان اذکار ذکر کشف العرش و استوی است آغاز کند از جہت آسمان و بگوید یا من استوی علی العرش و بزند ربط بر دل نزد گفتن العرش چنانچہ ذکر میگویند جبروتین و کروبین۔

و بعضے ازان اذکار ذکر کشف الملکوت است و حاضر شدن ملایک است و درین ذکر کشف روح نیز است و آن این است بگوید از جانب راستا سبوح و در جانب چپا قدوس باز سوے قبلہ سر بالا کردہ رب الملئکۃ باز سوے دل بگوید والروح و اگر خواہد کہ آغاز کند در راستا بگفتن سبوح و در چپا بگفتن قدوس باز از راستا ہم بدین طریق و بگرداند سر را طریق حلقہ سوے بگفتن رب الملئکۃ و تمام کند بر دل بقول والروح۔

و بعضے ذکر زبان ہندوی بر طریق پنج رکنی است راستا بگو اینہان

تون و در چپا بگوید او نهان تون بالاے سر سوے آسمان بگوید او نهان تون۔ واین ذکر منسوب سوے شیخ المشایخ شیخ فرید الدین اجودهنی است بندگی شیخ فرید الدین این ذکر بسیار میکردند۔

و بعضے ازان اذکار ذکر یا احد یا صمد یا فرد یا وتر است آنچنین پیراهن دست چپ بکشد بر کتف اندازد و بنهد قدم راست خود را شتاب شتاب بگوید یا احد پس چپا بگوید یا صمد باز طرف راست یا فرد باز طرف چپا یا وتر بلند گوید و پاے راست چنانچه میکند نزدیک است پس رجوع سوے مکان همچنین واللہ اعلم بالصواب مرتب شد۔

تمام شد رسالہ اذکار چشتیہ

شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

زدریائے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو

تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین یا کریم

شرح بیت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ از زبان معجز بیان خوارق بنیان حضرت صدر شریعت بدر طریقت غواص بحار معرفت شاہباز بلند پرواز مسند نشین سریر ناز ابوالفتح الولی عین علی میران صدرالدین محمد گیسو دراز الملقب من عند اللہ تعالی بہ گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔

امیر خسرو دہلوی فرماید ؎

ز دریاے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو
یتیم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

بدان اے برادر فہیم و دانائے مستقیم کہ در اینجا مراد از "دریاے شہادت" عالم ظاہر است کہ آنرا ملک ناسوت گویند و ہر ظاہر را باطن است الی تسعۃ ابطن و کنایہ از "نوح" سالک است۔ چون بکرم اللہ تعالی سالک منسلک قدم صدق در سفر باطنی نہد این وجود ظلمانی ظاہری کہ کنایہ از دریاے شہادت است

قالی گرداند یعنی تبدیل اخلاق کردہ چنان شفاف صاف کند کہ عکس پذیر شود تا بطفیل حبیب اے محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی وجودش در گرداب ضلالت وندامت نیفتند۔ خوش گفتہ است کسے کہ گفتہ ؎

چون ترا پاک از تو بستانند دولت آن دولت است و کار آن کار

بعدہ عالم ملکوت کہ باطن اوست ظاہر شود و دران اسرار لاہوتی کہ اشارت از "نہنگ" است ظہور پذیرد چنانکہ یکے غواص درین دریاے آشنائی شناوری کردہ جواہر مراد خویش دست آوردہ چہ خوش سرفرازی و دلربائی میکند بگوش یگانگی و اخلاص بشنو ؎

رسیدم من بدریاے کہ موجش آدمی خوار است
نہ کشتی اندران دریا نہ ملاحے عجب کار است

چون بکرم حق سبحانہ و تعالی عاشق صادق و طالب فایق قدم طلب پیشہ نہد یعنی میخواہد کہ درین دریا شناوری کند از کمال سطوت او تعالی بندہاے کشتی وجودش ہمہ جدا شوند بعدہ از ظلماتم امواج نور سبوحی و قدسی تابے نیاورد کہ مراد از "طوفان" است ظہور پذیرد یعنی تجلی شود و در آن محو فی محو و طمس فی طمس و رمس فی رمس گردد کما قال الجنید رضی اللہ عنہ الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر۔ امینی قدس اللہ سرہ العزیز از دریاے وحدت چہ خوش گوہرہاے بے بہاے آوردہ در گوش جان منسلک کن۔ مثنوی

عشق است ز عالم الٰہی معلوم کسے نشد کماہی
ہر کس کہ رسید گشت خاموش وآنکس کہ چشید گشت مدہوش

چون بکرم اللہ تعالی و بطفیل حبیب آلہ محمد رسول اللہ صلوات علیہ وآلہ وسلم

واصل درین مرتبت و رتبت رسید و آنگہ عنایت کہ مشاطۂ بارگاہ الوہیت اوست آمدہ کشتی طلبش را بر جزیرۂ اخلاص فرود آوردہ و در حجرہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر نشاندہ جامہاے معشوقی و محبوبی کہ تعریض الانسان سری وانا سرہ است در خلق الطاف و اشفاق آوردہ وجود سالک واصل فاکی کہ مراد ازان "تیمم" است بپوشاند و تاج محبوبی کہ وصفش یحبہم ویحبونہ است بر درِ بے بہاے کہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفہم غیری بر سرش نہد و قباے عاشقی صادقی کہ خیاط ازل بقراض فنا فی اللہ تقطیع کردہ و بسوزن بقا باللہ و بریسمان شریعت و بخیۂ طریقت و بفراویز حقیقت دوختہ و بجواہر اخلاق محمدی مرصع کردہ بود بدان مشرف ساختہ و بطرایات سروریات الٰہی معطر کردہ بر براق وحدت بلجام خدائی پاے در زین دلربائی آوردہ برکاب شوق و راحت سوار کردہ و عنان مراد باچابک انکسار بدستش سپردہ و چتر معرفت بدست توفیق الٰہی دادہ بر سرش گرفتہ وجود نقیب وار ائی ائی کنان پیش شدہ در کوشک صمدیت کہ مقام معشوقان و محبوبان درگاہ الوہیت اوست از آنجا فرود آوردہ بر کشتی وصال بیمثال نشاندہ گلہاے انوار محمدی بر چہرۂ مبارکش ایثار کردہ و دف وصال بدست مغنی اسرار وحدت سپردہ جلوہ دہد کہ الانسان سری وصل بی۔ چنانچہ درین مقام حضرت سرور پیغمبران و امام و اصلان و تاج سرہمہ محبوبان و معشوقان بر تخت نبوت نشستہ بزبان مبارک چہ در ریزی و گہر افشانی میکند در رشتۂ جان منسلک کن قال علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ و حضرت سرور اولیا علی مرتضی علیہ السلام نیز درین مقام

برکرسی خلافت نشستہ بزبان دربار گوہر نثار میفرماید لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا۔ آمیکے بیچارۂ نیستے نابودے مبتلائے متحیرے چہ خوش اشارتے نظارتے میکند بگوش استغراق بشنو ؎

درمیان صد ہزاران گریکے راشد وصال زندۂ جاوید گشت اوگرچہ حیران شد چہ شد

دیگرے عاشقے واصلے چہ خوش نظرے ظاہرے می آورد بگوش معرفت بشنو ؎

اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی وے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون زتو نیست انچہ در عالم ہست در خود بطلب ہر انچہ خواہی کہ توئی

چنانچہ درین مقام حضرت سرور عالمین وامام الواصلین رسول رب العالمین علیہ السلام میفرماید من رانی فقد رای الحق انا احمد بلا میم سبحان اللہ عاشق مبتلائے و واصل منتہی را لابد است کہ درین مقام قرار گیرد یعنی درین مقام **جمع الجمع** متوطن شود زیرا کہ درین مقام طالب مطلوب شدہ و مطلوب طالب۔ پس ازین رو بر سالک واصل "یتیم" فرض گشتہ یعنی درعین تجلیات انوار معشوقی ومحبوبی کہ در مظاہر خاکی با او تعالیٰ گشتہ باقی ظہور کردہ است وفیض او رنگ آمیزی نمودہ است در آن حال با او تعالیٰ مبتلائے جمال خویش باید شد کما قال الجنید رحمتہ اللہ علیہ النہایت رجوع الی البدایت خوش گفت کسے کہ گفت ؎

دانی چہ رازہا است درین پردۂ وجود کین جلوہ ہائے خویش خدائی خود نمود

سبحان اللہ وبحمدہ کثیرا ازین مقام زیادہ ترچہ باشد من عرف اللہ کل لسانہ درین مقام است اگر این واین فافہم واغتنم من ذاق عرف ومن عرف وصل ومن وصل لا یرجع

چنانچہ یکے واصلے و مبتلائے دیوانہ باخدائے خویش گشتہ یکے بزبان ہندوی
خوش دہرۂ میفرماید بگوش وصال بشنو دہرہ

ہیرت ہیرت اے سکھی ہون ہی کی ہیرے
بوند جو پڑی سمند میں سو کیوں ہیری جائے

سبحان اللہ کدام جلوہ گریست این بکمال کرمک و محب حبیبک این جلوہ وصال گوہر مثال برین بساط بانبساط میسر گردانا د بحرمت محمدؐ و آلہ الامجاد و تم بالخیر و الصواب و الیہ المرجع و المآب۔

تمت تمام شد بالخیر و الکرام

برہان العاشقین

المعروف بہ

قصہ چہار برادر

و بہ

مشہور

شکارنامہ

از افادات

حضرت برہان الکاملین الواصلین سید السادات اولی الاکبر الصادق صدرالدین ابوالفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

و

شروح این مقالہ مستطاب

از بزرگان سلف

۱۴۱

برہان العاشقین

از تصنیفات حضرت خواجہ بندہ نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز حسینی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ والہ اجمعین
قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ
بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند دیگے برہنہ بود۔
آن برادر برہنہ دستے زرد در آستین داشت بہ بازار رفتیم تا بجہت شکار تیر و
کمان بخریم قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست و چہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار
کمان دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند یکے دو خانہ و دو گوشہ نداشت آن برادر
زرد ار برہنہ آن کمان بیخانہ و بیگوشہ بخرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم
سہ شکستہ بودند و یکے پر و پیکان نداشت آن تیر بے پر و پیکان را بخریدیم و
بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند و یکے جان نداشت آن
برادر زرد ار برہنہ کمان کش تیر انداز از آن کمان بیخانہ و بیگوشہ آن تیر بے
پر و پیکان را بر ان آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بگتراک
ندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ و یکے دو گرانہ و میانہ نداشت صید را بدان

کمند بے کرانہ و بے میانہ برمیان بستیم خانۂ بالیست کہ مقام کنیم وصید را
پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت
در آن خانۂ بے سقف و بے دیوار در آمدیم دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ
حیلہ دست نمیرسید مغاکے چہار گز زیر پائے کندیدیم دست بہ آن دیگ رسید
چون شکار پختہ شد شخصے از بالائے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض
دارم برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان شکار را از دیگ برآورد بر
تارک سروے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پائے او بیرون آمد بر سر آن
درخت زردآلو رفتیم خربزہ کاشتہ بودند فلاخن آب میدادند از آن درخت
باز بجان فرود آوردیم و قلیہ زردکے ساختیم و با اہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند
کہ آماس شدند پنداشتند کہ مرد شدند بدر خانہ نتوانستند رفت و در نجاست
خود ماندند و ما بہ آسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم و بر در خانہ بخفتیم و بسفر
روان شدیم۔ والالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

شرح برہان العاشقین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائے سخن بنام یکے — وردوعالم یکے ست نیست شکے
اوبیکے وصفات اوبسیار — لیس فی الدار غیرہ دیار
ایہا الاحباب ھذا الجواب انچہ گفت:۔

ماچہار برادر بودیم از نہ دیہہ اللہ اعلم العقل والنفس والطبیعت والہیولی۔ یعنی ماچہار ارواح بودیم اول روح ربانی۔ دوم روح حیوانی سیوم روح ملکوتی سمائی۔ چہارم روح انسانی قدسی ربانی۔ یعنی این چہار برادر از پردہ خضرائے افلاک بگبند غبرا متوجہ گشتیم بامر اِهْبِطُوْا از آسمان بہ ارض افتادیم بطلب صید معرفت صفات ومحبت ذات احد پاک از قرب بہ بعد افتادیم واز جمع بتفرقہ چوں سر کنت کنزا مخفیا وقوف واوند عزت معشوق تیغ عشق عاشقانرا شہید گردانید تا گنج بیفا شود۔ آنچہ گفت کہ

ببازار شدیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم قضا رسید
بقدرت کشتہ شدیم ازان چہار مقتول بست وچہار زندہ مقتول خاتیم

بر سر چار سوے جنونی بقبضہ بے نیازی چون عقل مجازی وعلم لامنفع ریختند واز
خاکے کہ بدان چون گل شد آئینہ دل ساختند بفعل متقول شہید اول چہار عربان
عقل یعنی حسی وغریزی وطبیعی وحقیقی وچہار نفس امارہ ولوامہ وملہمہ ومطمئنہ وچہار
جنس حیوانی وجنی وملکی وانسانی وچہار نوع کافر وفاسق ومنافق ومومن و
چہار عنصر باد وآتش آب وخاک وچہار طبع بلغم وصفرا وسودا وخون۔ آنچہ گفت
کہ سہ برادر جامہ ندا شتند یعنی حیوان ونبات ومعادن لباس استعداد
کمال نداشتند افراط وتفریط در اختلاف ونزع سردی وخشکی گرمی وتری دور
گروہ برانگیختہ وہریکے بدامے آویختند ما گفتیم از سما سوے ارض فنادیم وبارض
ارض میرویم بسما۔ آنچہ گفت یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ در کتے
زر در آستین داشت۔ یعنی کہ آن برادر انسانی از لبس غرور وتلبیس
شیطانی برہنہ بود نقد درست ایمان در آستین عنایت داشت کہ عنایت
الازلیت کفالت الابدیت در وسط حال مجردی بنمود عارف مخلص ندائے
فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ شنید خطاب لَمْ يُبَشِّرُوا وَلَمْ يُقَنِّطُوا
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا را اجابت کرد در اجتہاد وہمید سعی کردیم
بحکم لیس۔ آنچہ گفت کہ با چہار کمان دیدیم سہ شکستہ وناقص
بود مدعی اعتمادے نمی شائیست۔ اول کمان رسم وعادت ابنائے روزگار
ہرکسے بقیاس اقواس بے قیاس اساس نہادہ بودند مانند قدرت عامیانہ
ناقص وبے بنیاد۔ دوم کمان تعصب وکنایت کہ بطریق فہم وخیال خود چیزے
تفہیم مثال ہنقادود وفرقہ کلہم فی النار سیوم کمان اسنادہا ومنقولات و
معقولات ومخالفات وروایات ومسائل ورسائل کہ برہم می بندند و
طریق را مشوش ومشترک میگردانند۔ چہارم کمان قرأت وشرایع وسنن کہ

قوس مستقیم است اما این کمان بقوت بازوے ہر کس نیست۔ انچہ گفت کہ
یکے کمانہا دو گوشہ و خانہ نداشت یعنی این کمان قران بحریست کہ کرانہ
و میانہ نداشت قولہ تعالی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی
رب نور قران کمان دہری را تیر زبان و کمان دولت را تیر قلم باید۔ و انچہ
گفت کہ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند اول تیر بجل دوم تیر قہر سیوم تیر خشم
و کبر کہ اینہا بوقت مرگ تباہ میشود قولہ تعالی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا
اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ۔ انچہ گفت کہ **چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند**
و یکے جان نداشت۔ یعنی امارہ و لوامہ و ملہمہ از حیات حقیقی مردہ و
بیخبر بودند۔ انچہ گفت کہ **یکے جان نداشت** یعنی مطمئنہ کہ بے فرمان
حرکت نکند بفرمان جنبد تیر صدق وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ در کمان اخلاص
نہادیم و بقوت لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکشیدیم و در کشا و صید مطمئنہ
قید کردیم۔ مرد کہ پیر شود دو بہ یک تیر سہ صید تواند کرد یعنی بیک کلمہ لا الہ الا اللہ
ہر سہ نفس را بند سازد۔ انچہ گفت کہ **کمندی بایست تا صید را**
بفتراک بندیم یعنی این صید شہید را شہود شاہد بریم انچہ گفت کہ **چہار کمند**
دیدیم سہ پارہ پارہ بودند کہ کسے از پارہ ہا راست نمیشود اول کمند جہل
مرکب و جہل بسیط دوم کمند غرور برحمت و پندار طاعت باری سیوم کمند
دلیری با امید رحمت و تمنائے خیال نومیدی از کرم کریم۔ انچہ گفت کہ
و یکے دو گرانہ و میانہ نداشت یعنی از عنایت بے نہایت کہ نہ
اول پدید بود کہ نہ از کے و نہ آخر پدید کہ تا کے و درمیان ہیچ حدے و عددے
نہ ہر نبو یعنی حَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا بدین حبل بر فتراک وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ
بستم و بطریق وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ روانہ شدیم در مقام رضینا

بقضاء الله تعالی ثابت باشوق تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ بدین کمند بے کرانہ وبے میانہ بستیم۔ آنچہ گفت کہ خانۂ می بالیست تا مقام کنیم واین صید را بہ بخته سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بود اول خانہ بدن معلول کہ مقام اضداد شدہ است کہ از معانی مجہول بمرگ درہم افتادہ دوم خانہ امید بدوستی دنیا دراز امیدی از فراموشی مرگ از غایت غفلت سیوم خانہ قوت ظاہری ومغرور بہ غض وجود در کاسۂ بدن می پختیم بہ آتش ندامت پخته شد بہ وسوسہ شیطانی توہم غرور یعنی کبر وعجب پندار از بالائے دماغ برآمد ودر مجالس اخلاق افتاد وگفت نصیبے مفروض دارم نصیب من بدہید آن برادر کہ لباس غرور نداشت واز صفات ذمیمہ برہنہ بود نقد درست ایمان در آستین غائب داشت وبدان کمان چنان قید کردہ بود وبہ معرفت ساختہ یعنی آن روح ونفس ناطق تا عقل کل وعلم بالغ وقوت توحید وعمل صالح کہ بہ حقیقت خلیفہ حق ومنشور قولہ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ داشت بہ قوت رجولیت کردکہ استخوان مخالفت وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى بحکم آیت اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ نفس وہوا وشیطان ودنیا را کہ درخت کرد رَتَخْرُجُ فِيْ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ہ از پاشنۂ عقبۂ عاقبت کار وے بیرون آمد یعنی این دعوی معنی کہ اول کردہ بود قولہ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ طمع ایمان کند ضعیف کہ در دل پوشیدہ کہ در آخر آشکارا کردیم کہ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا گذر کردکشت راجع شد واز تیر تقدیر اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ لاجرم باصل خویش راجع شد کل شئی یرجع الی اصله سنجد مگر کہ سر داشت مفرد محکم ما از عقبہ عاقبت کار وے بیرون آمد وبجان

زرّه و هرزه کاران نه دار گذاشتیم که الدنیا جیفة وطالبها کلاب آنچه
گفت که چندان بخوردند که اماس گشتند پنداشتند که فربه شدند
تا از ایشان هراس کردیم که مبادا همچون ایشان در هراس گردیم ایشان فربهی
از لاغری و آماس از شکم‌تهی باز ندانند. و آنچه گفت که از خانه با آسانی بیرون
آمدن نتوانستند در نجاست خود ماندند یعنی که در ضرب والنازعات
در رنج جان کندن و حسرت خان و مان ماندند و جان ایشان را سختی برمیکشید
چنانچه سکرموت از منکرات ایمان لذات نمایند در علت سیل و استغراق
و در درد و داغ وَالتَّفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ
در رنج ملایطاق و عقوبت هجران و فراق جان از تن ایشان جدا میشوند
و تا قیامت در عذاب القبر گرفتار می مانند نعوذ بالله منها. آنچه گفت
و ما با آسانی از کید آن خانه بیرون شدیم یعنی جواهر انسانی بقوت
جذبه رحمانی باشاره اِرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ آسان از ایشان به بستانی روند و از
گلوگه کید آن خانه بدن است چون باد پرورند و ضرب اِهْبِطُوا را هم از ارجعی
یابند ندای فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي همچو لبن از میان فرث
و ایم مثل گل از گلاب از میان خار چکد آسان بود به دشوار. آنچه گفت که
بر در خانه بخفتیم و خوش بسفر روان شدیم ختم شد یعنی در شهر گورستان
که فنای محض است بخفتیم و در ره بر روی خلق ببستیم و در روضه بنشستیم
و این بیت مسافرانه گفتیم بیت.

شاه ما چون بعشق میسازد　　اِهْبِطُوا را به اِرْجِعِي بازد
این سوال و جواب گشت تمام　　بر محمد زما درود و سلام

تمت

شرح دیگر برہان العاشقین کہ ناتمام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبت للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین
قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند
یعنی چہار ارواح یعنی نہ فلک سہ ازان چہار ارواح جمادی ونباتی وحیوانی
سبب کثافت نسبی واضافی قابل تجلیات نبودند از کسوت عاری بودند
ویکے برہنہ بود یعنی روح انسانی نسبت فرط لطافت از کسوت عاری
مجرد ویکتا بود قابلیت انفکاک انوار الٰہی میداشت۔ آن برادر برہنہ
درستے زر در آستین داشت یعنی کہ بقیہ از گنج مخفی در آستین وجود
باخود داشت کہ الانسان سری وصفتی۔ بہ بازار رفتیم یعنی بظہور آمدیم
وازمرتبہ احدیت بواحدیت رسیدیم۔ تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم
قابلیات واستعداد حاصل کنیم یعنی تقاضائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق یعنی تنورات بالاحظہ ذات وصفات
تجلیات ذات وصفات۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر
چہار از اطراف اطلاق بہ تقید آمدیم از مستغنی غیر مبتودیم خلقت رسیدیم بحقیقت

قتل کنایت از جدائی از مقام اصلی است الفرقت اشد من القتل
بست و چہار زندہ برخاستیم یعنی ہر یکے بر چہار تقید نسبی و اضافی
بہ شستگان صفت متصف شدیم یکے تعین مرتبہ ظہور دوم آنکہ ہر یکے در
مرتبہ خود اسمے یافتیم سیوم آنکہ ہر یکے در مرتبہ خود قابلیت یافتیم چہارم آنکہ ہر یکے
بعلم رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافت نسبی
پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم آنکہ داغ خلقت بر ناصیہ
ہر یکے فراپدید آمد و ازین متیقن اند بود کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ
سِتَّةِ اَیَّامٍ ؎

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم — مرا با ہستی خویش خوش بود
ز خواب خوش مرا بیدار کردی — ندانم یا ترا ازین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ
و ناقص بودند یعنی جمادی و نباتی و حیوانی زیرا کہ بعض اسمائے صفات بودند
آن مظہر جملہ اسمائے صفات ازان جہت ناقص گفت یعنی چہارم استعداد
انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات کامل لطافت بود۔ و یکے دو خانہ
و دو گوشہ نداشت یعنی ہیچ کجی و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات باسوے
اللہ نبودش و بحقیقت کجی و خمیدگی التفات است بغیر ذات پاک بدانکہ مثال انسان
خورشید است کہ وقت استوا بر صحرا ہموار بتابد ہیچ کجی ظل و ظلمت نیست آن
را در زردار بر ہمہ آن کمان بیخانہ و بے گوشہ آن استعداد و ہیچ
کجی و خمیدگی نداشت حاصل کرد۔ عبارت چنین آمد کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔
بخزینہ تیرے کہ با پیوستہ یعنی قابلیت می یابیست۔ چہار تیر دیدیم سہ
شکستہ پیکان ہا از انجا یافتہ ابا از رندہ تر بیدند دیگے پر و پیکان ندشت

یعنی قابلیت چہارم انسانی پر و پیکان خودبینی و خودنمائی نداشت۔ آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف آن تیر بے پر و پیکان را بخرید و بطلب صید بصحرا شدیم یعنی بصحرائے وجود آمدیم یعنی صید حقیقت کار۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند و یکے جان نداشت یعنی چہار مراتب عالم دیدیم و سہ مردہ بودند ناسوت و ملکوت و جبروت تا عالم لاہوت پاک است کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ در عالم لاہوت بود۔ و یکے جان نداشت یعنی حقیقت کہ از و پیدا آید نداشت کل حقایق را نہ او را حقیقت ماہیت گنج مخفی دیگر است۔ آن برادر زردار کمان کش تیر انداز از آن کمان بیخانہ و بے گوشہ آن تیر بے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم چہار کمند دیدیم سہ شکستہ پارہ پارہ و یکے دوکرانہ و میانہ نداشت صید را بدان کمند بے کرانہ و میانہ برمیان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ شکستہ و در ہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے سقف و بے دیوار در آمدیم دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست نمیرسد مغاک چہار گز زیر پائے کندیدیم دست بہ آن دیگ رسید چون نگاہ

پخته شد شخصے از بالاے خانه فرود آمد که بخش من بدهید
نصیبے مفروض داریم برادر کامل مکمل درین نشسته بود
استخوان شکار از دیگ برآورد بر تارک سروے زد
درخت سجدے از پاشنهٔ پاے او بیرون آمد بر سر آن
درخت زر و لولو فتیم خربره کاشته بودند بفلاخن آب میدادند
ازان درخت با دنجان فرود آوردیم و قلیهٔ زروے ساختیم
و به اهل دنیا گذاشتیم چندان خوردند که اماس شدند پنداشتند
که فربه شدیم بدر خانه بیرون نتوانستند رفت در بجاست خود
ماندند و ما با سانی از کید آن خانه بیرون شدیم و بر در خانه بخفتیم
و بسفر روان شدیم و اولوالالباب تعرف این حالات
را باز نمایند۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ
از حضرت ابوصالح محمد عرف شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہٗ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید نا
محمد وآلہ اجمعین

اما بعد فلما رای والدی واستاذی ومرشدی جامع الفروع والاصول
مہد المنقول والمعقول علم الہدی دافع الردی قدوۃ الانام بدر التمام مربی
السالکین مرشد الطالبین سید المحققین ذروۃ المدققین تاج المتقین امام
المومنین سراج الدنیا والدین سلطان الواصلین قطب الاولیا ابوصالح
الشیخ محمد عرف بشیخ حسن محمد بن شیخ احمد عرف بیانجیو بن الشیخ
نصیر الدین بن الشیخ مجد الدین بن الشیخ سراج الدین بن الشیخ کمال الدین
المستفیض صورۃً ومعنیً من خالہ الحقیقی وابن عم ابیہ الشیخ قطب الاقطاب
بلا فتک والارتیاب شیخ نصیر الحق والدین محمود اللاودہی الچشتی چراغ دہلی

لہ وفات حضرت شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ بروز شنبہ ۲۰ ذی قعدہ ۱۰۸۲ھ واقع شد ومزار مبارک
ایشان در احمد آباد گجرات است۔ ۱۲

ایدہ اللہ الطیف بلطفہ الخفی والجلی۔ ہذہ الرسالہ التی عبارتہا ہکذا:۔

"ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جا ہا نداشتند یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ درستے زرد در آستین داشت ببازار رفتیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم و بست و چہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ و یکے ناقص کہ دو گوشہ و دو خانہ نداشت آنرا کہ دو خانہ و دو گوشہ نبود آن برادر برہنہ و زرد ارخرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم سہ شکستہ و یکے پر و پیکان نداشت آنرا کہ پر و پیکان نبود آن برادر برہنہ و زرد ار کمان کش و تیر انداز بخرید بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ و یکے جان نداشت آن برادر برہنہ و زرد ار و کمان کش و تیر انداز ازان کمان بے دو خانہ و ازان تیر کہ پر و پیکان نداشت بر آن آہو زد کمندے می بایست کہ صید را بفتراک بند دچار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ و یکے دو کرانہ و میان نداشت آنرا کہ دو کرانہ و میانہ نبود ازان صید بر میان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم و شکار پختہ بسازیم چہار خانہ دیدیم سہ در ہم افتادہ و یکے سقف و دیوار نداشت آنرا کہ سقف و دیوار نبود در آمدیم دیگے می بایست دیگے دیدیم بر طاق بلند ہیچ دست نمیرسید بعدہ چہار گز مغاک زیر پاے کندیدیم آنگہ دست بر آن دیگ رسید چون شکار پختہ شد مردے از بالاے آن خانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم بعدہ آن برادر برہنہ زرد ار کمان کش و تیر انداز کہ در کمین نشستہ بود استخوانے از دیگ بر آورد و بر کرد و بر تارک سر آن مرد زد درخت زرد آلو سنجد از پاشنہ پاے او برون آمد بر آن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند و بغلاخن آب میداوند ازان درخت دامن باو بجان فرمود آوردیم و قلیہ زردکے ساختیم

وبا اہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس کردند از خانہ بیرون نتوانستند رفتن وما بآسانی از کلدان آن بیرون شدیم وبر در خانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم ارباب تصرف واولوالالباب تعرف وسروران نظر این حالات بازدانید"

انتهت مشکلا لایفهم منها اکثر الناس حرفا و لایجدون لها فی هذه الدیار شرحا فشرحتها کفصل الخطاب شافیا لصدور الطلاب لان فوایدها اکثر من ان یحصی وعوایدها اوفر من الرمل والحصی۔
عبارت الشرح مع المتن ہکذا:۔

ما چہار برادر بودیم یعنی چہار عناصر کہ از نہ دیہہ از نہ فلک ظہور یافتیم چہ ہیولی عناصر یکے بود از تاثیرات افلاک چہار گشت سہ جامہا ندا شتند یعنی لباس نداشتند کہ بدان از صورت اصلیہ خود بدر آیند اگرچہ فی الجملہ اختلاطے بود چہ کرۂ ارض وکرۂ آب وکرۂ ہوا خلوصیت از ہر یکے رفتہ واختلاطے پیدا گشتہ چنانکہ در علم حکمت مکدر گشتہ۔ ویکے برہنہ بود کہ عنصر ناراست ہیچ وجہ خلطے ندارد۔ آن برادر برہنہ درستے زرد در آستین داشت یعنی بعد از پوشیدن جامہ مزاج تاثیرے غالب از ہمہ چہ بنسبت بروح دارد وبیازار ترکیب رفتیم تا بجہت شکار روح تیر وکمان کہ اسباب تعلق روح اند ومتعلقات او ے آنم بخریم۔ قضا در رسید من ہر چہار گشتہ شدیم صورت اصلیہ من نماند وامتزاج یافتیم وبیست وچہار زندہ برخاستیم از ہر یک شش شش پیدا شد حواس خمسہ وروح حیوانیہ زیرا چہ ہر یک را

دخل است در و آنگاه چهار کمان دیدیم که چهار اخلاط است صفرا و
سودا و خون و بلغم سه شکسته که بدان تیر انداختن[1] و یک
ناقص که دو گوشه و دو نداشت همین قبضه داشت و قابلیت
داشت۔ آنرا که دو خانه و دو گوشه نبود آن برادر برهنه
زردار خرید آتش بصفرا تعلق گرفت۔ تیر می بایست تا شکار بروح بدان
تیر بدست آید چهار تیر دیدیم که قوای اخلاط اند سه شکسته بدان شکار نکن
نه که قوای سودا و بلغم و خون اند و یکے پر و پیکان نداشت که ناقص است
تمام دے ممکن نہ و آن قوت صفرا است آنرا که پر و پیکان نبود آن
برادر برهنه و زردار و کمان کش و تیر انداز بخرید که آتش است
بطلب صید بصحرائے ظهور شدیم و مرکب گشتیم۔ چهار آهو دیدیم
نفس جمادیه و نباتیه و حیوانیه و انسانیه سه مرده و یکے جان نداشت
که روح انسانیه است چون بجسم تعلق گیرد در تصرف آید۔ آن برادر برهنه و
زردار و کمان کش و تیر انداز آن کمان بے دو خانه و از ان تیر که پر و
پیکان نداشت بر آن آهو زد۔ روح تعلق بگرمی دارد۔ کمندی بایست که صید روح
را بفتراک بندد۔ چهار کمند دیدیم که کلیتین و جگر و شش و قلب سه
پاره پاره که بدو بستن آن شکار میسر نه یکے دو کرانه و میان
نداشت که آن قلب است شکل صنوبری دارد و پس میان و کرانه
نباشد چه مدور را کرانه و میانه کو۔ آنرا که دو کرانه و میانه نبود از ان
صید بر میان بستم روح انسانیه بدان تعلق گرفت۔ خانه می بایست
که مقام کنیم و شکار را پخته سازیم روح انسانیه بکمال خود رسد۔ بعده

---

[1] در نسخه منقول عنه چند الفاظ اینجا غائب اند۔ ع ح

چہار خانہ دیدیم چہار کرۂ عناصر سہ درہم افتادہ کہ کرۂ آب کرۂ ہوا وکرۂ آتش در وسکن نتوان کرد دیگے سقف و دیوار نداشت کہ کرہ ارض است آنرا کہ سقف و دیوار نبود در آمدیم و مسکن خود ساختیم۔ دیگے می بایست کہ دران دیگ شکار روحی را پختیم بکمال خود برسد۔ دیگے دیدیم برطاق بلند کہ افلاک اند وکمال آن شکار بر قولے آں موقوف است کہ ہیچ دست نمیرسد۔ بعدہ چہار گز مغاک زیر پاے کندیدیم ہر یک عنصر را مقدار گز اعتبار کردیم یعنی قوای علویہ بے قوای سفلیہ تاثیر نمیکنند آنگہ دست بدان دیگ رسید۔ چون شکار پختہ شد مردے از بالاے آنخانہ برون آمد کہ بخشش من دہید نصیبے دارم یعنی مرضہاے کہ آسمانی اند پیدا شدند بعدہ آن برادر برتہنہ زردار کمان کش و تیر انداز کہ در کمین نشستہ بود کہ گرمی آتش است استخوانے از دیگ برآورد و برکرد بر سر و تارک ان مرد زد یعنی اصل دفع امراض از روح است کہ نسبت بگرمی دارد بہ استعانت قوای علویہ و سفلیہ کہ استخوان عبارت از وست۔ درخت زرد آلو سنجدہ از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بعد ازان دفع مرض صعب پیدا شد بر آن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن یعنی منجنیق کہ با و سنگ می انداختند آب میدادند یعنی قوتہا و نباتہا در زمین میرویدند پرورش وے بہوا است ازان درخت دامن بادنجان فرود آوردیم یعنی چیزہا کہ قوت انسان میشود پیدا شد و قلیہ زردے ساختیم او را بتمام مہیا کردیم و با پل دنیا گذاشتیم کہ ہر کہ خدا را خواہد از ہمہ باز ماند چندان خوردند کہ آماس کردند

از لابدیات تجاوز کردند و بدنیا مبتلا شدند و از خانہ بیرون نتوانستند رفتن و ما بہ آسانی از کلدان آن بیرون شدیم و بر در خانہ کہ دنیا است بنخفتیم یعنی دنیا را ترک کردیم و بسفر آخرت روان شدیم اے ارباب التصرف والوالالباب تعرف و سرداران فقر این حالات باز دانید۔ للہ الحمد والمنہ

تمام شد

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ

از

میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میگوید موضح این کلمات گرامی عبد الواحد ابن ابراہیم بلگرامی کہ سخنہائے اہل تحقیق ہرچند بروجہ ہزل و مزاح واقع شود بیہودہ نیست کہ الفقراء ھزلھم جد وجدھم جدٌ و از مصلحتے و منفعتے خالی نبود و این بزرگوار[2] عبارتے بطریق تعجب فرمودہ است تا افہام ملول عوام راغب تر باشند و آن تعجب ایشانرا بر استدراک معانی باعث تر آید زیرا کہ طبایع مجبول است بر رغبت ادراک چنین تعجبات و امثال ذلک۔ و این فقیر بقدر فہم رکیک خود شرح آن باز نمودہ است و توجیہے کرنا موجہ افتد از خوانندگان مامول است ؎

گرہ کشائے ورقہائے غنچہ باد بہار　　بہوش گر شنوی فیض طبع درویش است

---

[1] رحلت اوشان شب جمعہ سوم رمضان ۱۰۰۱ھ و مزار اوشان در بلگرام است۔

[2] یعنی حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز

توحل عقدۂ اشکال خود زدل میجوے کہ بردوام گرفتار عقدۂ خویش است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین ۔ قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۔

ما چہار برادر بودیم یعنی ما چہار روح بودیم جمادی نباتی حیوانی انسانی ۔ از نہ دیہہ از نہ افلاک کہ عالم علویات است ۔

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

سہ جامہ ندا شتند یعنی سہ از چہار ارواح کہ جمادی و نباتی و حیوانی است بہ سبب کثافت بنی و اضافی قابل تجلیات نبودند و ازین کسوت عاری بودند و یکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بسبب فرط لطافت از کسوت عوارض برہنہ و یکتا بود و قابلیت انعکاس انوار الٰہی میداشت آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف و رستے زر یعنی تعبیہ از گنج مخفی در آستین وجود باخود داشت کہ الانسان سری وصفتی ۔ بہ بازار رفتیم یعنی بہ بازار ظہور آمدیم و از مرتبۂ احدیت بوحدت رسیدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم یعنی تا بجہت شکار تجلیات ذات و صفات قابلیت و استعداد حاصل کنیم قضا رسید یعنی قضاءً کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر چہار از صرف اطلاق بتقید آمدیم و از مستقر غیب مستودع فطرت رسیدیم و بحقیقت قتل از جدائی بمقام اصلی است کہ اَلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۔ بست و چہار زندہ

برخاستیم یعنی ہر یکے ازین چہار بمجرد تقیید نسبی و اضافی بشتگان صفت متصف شدیم۔ یکے تعین مرتبہ ظہور و دوم ہر یکے در مرتبہ خود اسمے یا فتیم و سیوم ہر یکے در مرتبہ خود قابلیتے گرفتیم چہارم ہر یکے بعلمے رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافتے نسبتی پیدا آمد و ازاوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم داغ خلقیت بر ناصیہ ہر یکے ظاہر پیدا آمد و ازینجا پے توان برد بر اشارت کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ؎

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم — مرا با نیستی خویش خوش بود
ز خواب خوش مرا بیدار کردی — ندانم تا ترا ازین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ سہ شکستہ و ناقص ازان گفت کہ استعداد قابلیت عرفان نداشتند و یکے دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی چہار استعداد انسانی کہ مظہر ذات باجملہ اسما و صفات است قابل لطافت بود و دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی ہیچ کثری و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات با سوی اللہ نبودش و بحقیقت کثری و خمیدگی التفات بغیر ذات پاک است۔ و بدانکہ مثال استعداد انسانی چون خورشید است کہ وقت استوا بر صحرائے ہموار بتابد کہ آنجا ہیچ کج ظل و ظلمت نیست آن برادر برہنہ زرد ار یعنی آن روح انسانی لطف با تعبیہ گنج مخفی آن کمان بے خانہ و بے گوشہ را بخرید یعنی آن استعداد را کہ ہیچ کثری و خمیدگی نداشت حاصل کرد و عبارت چنین مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ تیرے می بایست یعنی قابلیتے می بایست چہار تیر

دیدیم سہ شکستہ بود یعنی چہار قابلیت دیدیم سہ شکستہ ازان گفت کہ از حمل امانت سر باز زدند و ترسیدند و یکے پر و پیکان نداشت یعنی قابلیت چہارم انسانی کہ حامل بار امانت بود پر و پیکان خود بینی و خود نمائی نداشت بطلب صید بصحرا شدیم یعنی بطلب صید حقیقت کار بصحرائے وجود آمدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند یعنی چہار مراتب عالم دیدیم سہ مردہ بودند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت کہ نسبت با عالم لاہوت ہالک اند کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ و یکے جان نداشت یعنی یکے کہ عالم لاہوت بود جان نداشت اے حقیقتے کہ بر و پیدا آید نداشت بلکہ خود ہمین حقیقت است کل حقایق را نہ کہ او را حقیقت دیگر است۔ آن برادر زردار کمانکش برہنہ تیر انداز یعنی آن روح انسانی با تعبیہ گنج مخفی ازان کمان بے خانہ و بے گوشہ یعنی با استعدادے کامل الطف با قابلیتے تمام کہ ہیچ کژی و خمیدگی نداشت آن تیر بے پر و پیکان یعنی آن قابلیت بے خودنمائی و خودبینی را بران آہوے بیجان زدیم یعنی بر آن مقام حقیقت الحقایق ربط دادو عبارت چنین آمد ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى بیت

زہے بلند کمانے کہ در صف دعوے ہمہ نشانہ او قلب قاب قوسین است

کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی رابطہ می بایست تا آن مقام فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى مربوط آن باشد برقرار و بردوام۔ چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ بودند و یکے دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی چہار رابطہ دیدیم یکے کمند عبادت ظاہری دوم کمند عمارات و آبادانی باطنی سیوم کمند فنا فی التوحید چہارم کمند فنا را فنا۔

سہ پارہ پارہ بودند زیرا کہ در کمند عبادات ہمہ تاب خودی و دوی است و در کمند عمارات باطن ہیچ شرک است شبلی قدس سرہ فرمودہ التصوف شرک لانہ صیانت القلب عن الغیر ولاغیر بزرگے دیگر فرمودہ است افنیت عمرک فی عمارت الباطن فاین الفناء فی التوحید۔ و در کمند سیوم کہ فنا فی التوحید است شعور باقی است و تا شعور باقی باشد تفرقہ باقی باشد۔ از جنید قدس اللہ سرہ العزیز پرسیدند چہ گوی در حق مردے کہ از ہستی ہیچ ندارد مگر مقدار خشت خرما گفت المکاتیب عبد ما بقی علیہ درہم ؎

تا کہ تو دم میزنی ہمدم تُست تا کہ موئے ماندہ محرم تُست

چہارم کمند فنا و الفنا کہ عین بقا است۔ دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی کرانہ ازل و ابد و میانہ حدوث و امکان صید را بدان کمند بے کرانہ و بے میانہ بر نبستیم آن صید لاہوتی بدین کمند باز نبستیم ؎

با تو قرب کآب قوسین آنکہ افتد عشق را کز صفات خود بعد المشرقین افتی جدا

خانہ ئی بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم یعنی ضابطہ ئی بایست کہ قرارگاہ مقام فنا و الفنا باشد تا ربط آن رتبہ لاہوتی بدین ضابطہ کامل و اکمل بود۔ چہار خانہ دیدیم یعنی چہار ضابطہ ذکر دیدیم یکے ذکر لسانی دوم ذکر نفسانی سوم ذکر قلبی چہارم ذکر روحانی **سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت**۔ یعنی سہ ذکر را ضابطہ درہم افتادہ بود کہ ذکر اللسان للقلقہ و ذکر النفس وسوسہ۔ اما ذکر قلبی متضمن حرف و صوت است و این سقف و دیوار اصل ذکر است۔ چہارم ذکر روحانی کہ اصل ہمہ ذکرہا است و در او ہیچ حرف و صوت نیست از ان گفت کہ یکے سقف و دیوار

نداشت دران خانهٔ بے سقف و دیوار در آمدیم۔ دیگے دیدیم
برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بآن دیگ نمیرسید۔ یعنی دیگ
عشق و محبت کہ بدان ہر خامے را توان پخت و یا دیگ اخلاق کہ بدان مقام
تخلقوا باخلاق اللہ حاصل میتوان کرد و آن دیگ برطاقچہ بلند
سعادت ازلی و مشکوٰۃ رفیع عنایت لم یزلی نہادہ بود کہ را یگان با و دست
فرا نمیرسید۔ مغاک چہار گز زیر پاے کندیدیم دست بآن دیگ
رسید یعنی در زمین نفس چہار گز مغاک کندیدیم۔ اول گز توبۂ نصوح دوم گز
صدق و اخلاص سیوم گز تواضع و عجز و بیچارگی و شکستگی چہارم گز نیستی و فنا۔ آنجا
بحکم من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً و من تقرب
الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً و ست ہمت بآن دیگ رسید۔ و
گویند چہار صفت از طبائع اربعہ کہ در آدمی پدید آمدہ است اول کبر
کہ نتیجۂ آن آتش است دوم شہوت کہ ثمرۂ آن باد است سیوم حرص
کہ شیمۂ آب است چہارم امساک کہ صفت خاک است۔ این صفات
از پاے کندیدیم۔ چون شکار پختہ شد یعنی اتم و اکمل شد کہ بعبارت
چنین آمد اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا شخصے از بالاے خانہ فرود
آمد کہ بخش من ہدیہ نصیبے مفروض دارم یعنی بعد تکمیل این حال
چنین خطرات آشکارا شد چہ عارفے کامل و مکمل باید با بصیرتے تیز تر کہ
بر و این خطرات باریک ظاہر گردد و معلوم شود کہ الشرک فی امتی
اخفی من دبیب النملۃ التی تذہب فی لیلۃ مظلمۃ علی
صخرۃ السوداء سو رچہ سیاہ در خانۂ تاریک بر سنگے سیاہ میرود معلوم

است کہ چہ حد بصیرت باید کہ آنرا بہ بیند یا بد و عبارت کند فَكَشَفْنَا عَنْكَ
غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یا حاسد قدیم شیطان کہ از بالاخانۂ
سماوات فرود آمدہ است بدعوی در آمد کہ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا یا خطرۂ نفسانی تقاضا کرد کہ لنفسک علیک حق یا خطرہ جاہ
کشید لقولہ علیہ السلام آخر ما یخرج من رؤس الصدیقین
حب الجاہ برادر کامل یعنی آنکہ بمقام تمکین چون خورشیدی تافت
و نجوم خطرات و مساوس را بنور روحانی دریافت و مکمل یعنی پیشوائے
حقانی و عالم ربانی بود و در مقام بلند وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ زبان گشادہ
و در صدر مسند مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ پہلوئے صدق و اخلاص بار داد
در کمین نشستہ بود یعنی در کمین خطرات بود استخوان شکار از
دیگ بر آورد استخوان شکار کنایہ از شرک خفی است یعنی چنانکہ بعد
پختہ شدن گوشت و گداختن آن استخوانہا کہ ناخوردنی است ظاہر میشود
ہمچنین بعد از کامل و مکمل شدن سالک این پوشیدگیہا کہ نامحمود و حجاب
راہ است معلوم میگردد بر تارک سروے زد زیرا کہ این وساوس
و خطرات کہ از شیطان و نفس بر می خواست ہمہ بر سر ایشان زد۔ درخت
سنجدے از پاشنہ پاے او بیرون آمد پاشنہ پاے کنایہ از
زمین شور است کہ آنجا ہیچ نمیروید چنانکہ در پاشنہ پاے ہیچ موے نمیروید
و درخت سنجدے کنایہ از خس آن زمین شور است یعنی آن خطرۂ خبیثہ
پس میگوید قلوب این عرفا ہمچو بلدہ طیبہ پاک و صاف گشتہ است
پارۂ زمین شور کہ در میان بود کہ از و این چنین خطرۂ خبیثہ روے نمود کہ
ہرگز بکوشش طیب نگردد وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا

برسر آن درخت زرد آلو رفتیم یعنی برسر آن درخت مرتاض زرد و نزار شده رفتیم و او را تہ پاے کردیم خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن آب میدادند یعنی آن ہنگام دیدیم اہل دنیا را کہ خربزہ اعیان دنیا از معادن و نبات و حیوان و انسان در پاے این نفس و ہوا کاشتہ اند و بفلاخن رجوع و قبول پرورش میدہند ازان درخت با ذنجان فرود آوردیم و قلیہ زردکے ساختیم یعنی با ذنجان زینت و زخارف دنیا آنچہ تعلق با آن درخت سابقہ داشت ہمہ فرود آوردیم و با آن چہار اعیان کہ معادن و نبات و حیوان و انسان بود قلیہ زردکے ساختیم یعنی قلیہ زردروئی آخرت پنداشتیم تا از وعید این ایت سلامت گذشتیم کہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا و با اہل دنیا گذاشتیم چندان بخوردند کہ آماس گشتند یعنی متاع دنیاوی را چنداں بتطرف و استعمال در آوردند کہ مریض گشتند و دلہاے ایشان را مرض معنوی در گرفت کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ عبارت از احوال ایشان آمد و طرفہ تر آنکہ ایشان پنداشتند کہ دین و دل را پرورش میدہند کہ درست و مستقیم شدہ باشد و پنداشتند کہ فربہ شدند یعنی پنداشتند کہ بپنداردین پروری قوی حال شدند و ندانستند کہ آن ہمہ نفس پروریست کہ سمن کلبک یا کلک عبارت از احوال ایشان است از خانہ بیرون نتوانستند رفت یعنی از خانہ طبیعت بیرون آمدن نتوانستند کہ لا یلج ملکوت السماء من لم یولد مرتین ؎

توکز سرائے طبیعت نمیروی بیرون کجا بکوے طریقت گذر توانی کرد

در بجاست خوو ماند ندیعنی الدنیا جیفة وطالبها کلاب و شرا الکلاب من وقف علیها بزرگان گفته اند دنیا چون بجاست عین است وخلق چون حدث ونفس چون جنابت وما به آسانی از کید آن بیرون شدیم وبر در خانه نخفتیم یعنی بحکم قافله سالار علیه السلام کسیر واسبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول الله قال المستظهرون بذکر الله سبکبار گشتیم وما بآسانی از عقبات طبیعت برگذشتیم مصراع

جریده رو که گذرگاه عاقبت تنگ است

وبسفر روان شدیم یعنی بحکم فرمان قدیم کریما یها الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوة الدنیا من الاخرة ما در خانهٔ طبع وهوا نیاسودیم وبسیر معنوی روان شدیم۔ ارباب تصوف واولوالارباب تعرف ستر این حالات را باز نمایند۔ نظم

چون بنائے خلقتم ایزد نهاد آمدم اول باقلیم جماد

وز جمادی مردم نامی شدم بعد ازان حیوان انعامی شدیم

وصف حیوانی رها کردم چو باز آمدم در نوع انسان سرفراز

باز بگذشتم ز انسانی صفت ور ملک را ندم براق معرفت

وز ملایک چون گذشتم در علو کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از سلطان الاولیا صاحب القطبیۃ الکبری حضرت میر سید محمد کالپوی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۔ ما چہار برادر بودیم از نہ وہ سہ برہنہ بودند و یکے جامہ نداشت آن برادر برہنہ قدرے زرد رآستین داشت ۔ بہ بازار رفتیم تا برائے شکار تیر و کمان بخریم ۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست و چہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند و یکے ہر دو گوشہ و ہر دو خانہ نداشت آن برادر برہنہ زرد ار کمان بے گوشہ و بے خانہ را بخرید ۔ تیرے می بایست ۔ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند و یکے پر و پیکان نداشت ۔ تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم ۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند و یکے جان نداشت ۔ برادر برہنہ زرد ار کمان کش تیر انداز از ان کمان بے گوشہ و بے خانہ آن تیر بے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد ۔ کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم ۔ چہار کمند دیدیم سہ

پارہ پارہ بودند و یکے ہر دو کرانہ و میانہ نداشت۔ صید را بآن کمند بیکرانہ و بے میانہ بربستیم۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم۔ چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے سقف و بے دیوار در آمدیم۔ و یکے دیدیم بر طاق بلند نہادہ کہ ہیچ وجہ و حیلہ دست بآن دیگ نمیرسید چہار گز زیر پائے کندیدیم تا دست بآن دیگ رسید چون شکار پختہ شد شخصے از بالائے خانہ بیرون آمد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم برادر کال مکمل در کمین نشستہ بود استخوان شکار را زان دیگ بر آوردہ بر تارک سروے زد۔ درخت زرد آوا از پا شد پائے وے بیرون آمد۔ بر سر آن درخت رفتیم۔ خربزہ کاشتہ بودند و بفلان آب میدادند۔ ازان درخت باز نجان فرود آوردیم و قلیہ زردک ساختیم و با اہل دنیا گذاشتیم۔ چندان بخوردند کہ آماسیدند۔ پنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت۔ در آنجا در نجاست ماندند و ما با سانی از کید آن بیرون آمدیم و بر در خانہ بنشستیم و بسفر روان شدیم۔ ارباب حقیقت و اولوالالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت آل و اصحاب مقتدا واضح رائے باطن ارائے سالکان مسالک باد کہ روزے این بندہ بیکار سید محمد والہ خاکسار تنہا نشستہ بود ناگاہ در دلش از فقرا و اروگردیدند یک ورق کاغذ مرقوم مشتمل بر تمثیلہا بے اسرار کہ عقل با سانی حل آن نتواند نمود آوردند و گفتند کہ این ورق را از ملفوظات زبان گوہر فشان سید محمد حسینی گیسو دراز

نور اللہ مرقدہ یافتیم و بخدمت فضلا و علما بردیم و استکشاف معانی آن کردیم فرمودند کہ این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی ندارد و کلام سید محمد گیسو دراز نخواہد بود۔ از آنجا پیش فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد بردیم و التماس حل این رموز مشکلہ کردیم جواب دادند کہ این عبارت اسرار عاشقان حق و مستان جام معرفت مطلق است و غیر از ایشان کسے را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست۔ پس ما چون از ہر دو جا نا امید شدیم این ورق پیش شما آوردیم کہ بدانیم چرا کہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز این کلمات را اہل نفر مودہ اند البتہ فائدہ در آن درج کردہ باشند۔ اکنون شما چہ میفرمائید۔ گفتیم اے درویشان این ورق کاغذ بما سپارید و بعد از دو سہ روز تشریف آرید تا فکرے در آن نمایم اگر بقل قاصر بندہ در آید برائے شما شرح این کلمات بیارایم و این عقدۂ مخفی بر صاحبان فطرت بکشایم گفتند کہ مقصود ہمین است۔ پس قلم برگرفتم و توفیق از حق خواستم و باندراج فتوح آن بزرگوار شرح کلمات مذکور باین نوع آراستم۔

قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔ تقدیم این آیت بر کلمات مقصودہ برائے تبیین حقایق در پردۂ تمثیلہا و ترغیب بتفکر و راستدراک آن مطالب است۔ و معنی آیت اینست کہ ما تمثیلہا را مثل میزنیم برائے ناس تا فکر و غور در آن نمایند و ازین مثلہا مدعا را بکشایند۔ حق اینجا ناس فرمود انسان نگفت چرا کہ انسان دیگر است و ناس دیگر۔ بدانکہ آدمی چہار گونہ است انسان و آدم و بشر و ناس و برائے ہر نامے مقامے است یعنی در ہر مکان کہ میرسد یک صفت تازہ در و پدید میشود و مناسب بآن صفت موسوم

میگردد۔ پس در وقتیکہ روح مجرد بود و ہنوز بقالب جسمانی اتصال و اختلاط نیافتہ بود ہرگاہ کہ امانت را قبول نمود انسان گفتہ شد قولہ تعالی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ بعد ازان چون خاک خمیر شد و قالب مرتب گشت نام او آدم کردند قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین۔ بعد از انکہ از نفخ روح امتزاج علوی و سفلی باہم مرکب شد و لطافت نور روحانی و کثافت ظلمت جسمانی ہر دو شریک شدند در آن صورت بشر گفتہ شد قولہ تعالی اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ بعد از آنکہ ظہور غفلت و نسیان در و پیدا شد و عہد فراموش کرد و حرف شیطان را شنیدہ گندم خورد آن زمان ناس گفتہ شد یعنی نسیان کنندہ قولہ تعالی وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّہِمْ لَکَافِرُوْنَ۔ پس کسیکہ شقی و سراپا بد است مثل کفار و فاسق او ناس است و کسیکہ اوصاف حمیدہ کم دارد و اخلاق ذمیمہ بیشتر مثل راقم حروف و دیگر مسلمین او بشر است و در قید بشریت ماندہ و کسیکہ اخلاق ذمیمہ کمتر و اوصاف حمیدہ بیشتر دارد و در عبادت الٰہی سرگرم است مثل مومنان صالح و عابدان قانع او آدم است کہ آثار آدمیت از وظاہر میگردد۔ و کسیکہ نفس او مطمئنہ شدہ باشد و از کدورات بشریت پاک گردیدہ و در عبودیت و محبت الٰہی و فنائے خود بدرجہ کمال رسیدہ مثل انبیا و اولیائے کامل او انسان است۔ انسان شدن مشکل است بلکہ آدمیت ہم کمیاب است و عالم پر از ناس و بیشہ است۔ پس خلاصۂ مقصود ازین تقریر آنکہ خلقت انسانیت کہ حقیقت روحانیت است و خلقت آدمیت و بشریت و ناسیت کہ حقیقت جسمانیست و

از امتزاج قالب صورت یافته بعد ازان شده۔ لہذا سید حسینیؒ اول از
حقیقت روحانی شروع نموده میفرماید کہ ما چہار برادر بودیم مرا و از چہار گونہ
ارواح است نباتی و حیوانی و انسانی ناطق کہ آنرا نفس ناطقہ گویند و انسانی
قدسی۔ اگرچہ محققان در ارواح اربعہ جمادی را داخل نموده روح انسانی ہمہ
را یک قسم شمرده اند لیکن در روح جمادی فقط قوت ثقل جسم است کہ مثل
ارواح دیگر قوت نشو و نما ندارد و مقصود درین مقام آن ارواح اند کہ
استعداد قوتہا و قابلیتہا دارند و آن نباتی و حیوانی و انسانیست۔ و روح
انسانی یکسان نیست در عوام الناس دیگر است و در انبیا و اولیا روح کامل
دیگر۔ و سید محمد گیسو دراز از ارواح اربعہ یکے را کامل و مکمل شمرده یعنی
روح انسانی کہ در ہر کس کامل نمی باشد بنا بر آن دو قسم تفریق یافت ناطق
و قدسی۔ اما روح نباتی یعنی اشجار و گیاہا تنہا قوت نباتیت دارد کہ نشو
و نما و صفا و طراوت است۔ و روح حیوانی یعنی روح بہایم و طیور با وجود
قوت نباتیت قوت حیوانیت ہم دارد و آن اکل و شرب و خواب
و بیداری و توالد و تناسل است کہ در نباتی نیست۔ و روح انسانی ناطق
با وجود قوت نباتیت و حیوانیت قوت انسانیت نیز دارد و آن
ناطقہ و ممیزہ است کہ در نباتی و حیوانی نیست۔ و روح قدسی یعنی روح
انسانی کامل با وجود قوت نباتیت و حیوانیت و ناطقہ ہر آئینہ قوت
قدسیہ نیز دارد کہ آن صفات ملکی و کشف معاملات غیب است کہ
در آن سہ ارواح نیست۔ پس میفرماید کہ ما چہار گونہ ارواح بودیم رباعی

ده بار بگفتمت کہ ده بار مگیر بگریز ز ہشت و ہفت زنہار مگیر
شش پنج و چہار روستہ دہقانند بگذار ردی را و یکے یار مگیر

مراد از وہ براے بیت و نہ مراد از نہ طبق آسمان و ہشت مراد از ہشت بہشت است و ہفت مراد از ہفت دوزخ است و شش مراد از شش جہت است و پنج مراد از حواس خمسہ است و چہار مراد از اربع عناصر است و سہ مراد از موالید ثلثہ است و مراد از دو دین و دنیا است و مراد از یک اللہ است آنرا نہ وہ یعنی از نہ فلک چرا کہ ارواح افلاکی اند و اجسام خاکی۔ اما افلاک سبعہ از قمر تا زحل و مشتری مشہور اند و ہشتم فلک منازل و نہم فلک البروج عرش و کرسی را شمردہ اند و نہ فلک مقرر نمودہ اند اما ارباب عرفان کہ بدیدۂ باطن دائرہ وجود را دیدہ اند عرش و کرسی را ماوراے فلک المنازل و فلک البروج مشاہدہ نمودہ اند و نہ فلک را غیر از عرش و کرسی شمردہ اند۔ **تسہ برہنہ بود** یعنی ناقص بودند و از لباس کمالیت عریان و آن روح نباتی و حیوانی و انسانی ناطق است کہ آنہا ہنوز بدرجہ لطافت نرسیدہ اند کہ اوصاف قدسیہ ندارند نسبت بروح قدسی بیجامہ اند۔ **و یکے جامہ نداشت** یعنی جسم و جسد نداشت و آن روح قدسی است یعنی روح انبیا و اولیا کہ آلودہ بکدورات جسمانی نیست برخلاف آن سہ قسم ارواح کہ متعلق بہ ابدان اند و روح قدسی موصوف بفیضے است کہ از جناب قدسی میرسد و چون روح انسان مورد فیوض قدسی میشود آن وقت موسوم بقدسی میگردد پس نسبت بآن سہ ارواح از کثافت جسمانی پاک است۔ **آن برادر کہ بر ہنہ قدرے زر در آستین داشت** مراد از زر گنج مخفی است بموجب حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی بودم من گنج پوشیدہ پس بدرستیکہ دوست داشتم اینکہ شناختہ شوم پس آفریدم خلق را تا شناختہ شوم۔ شناسائی آن گنج مخفی

چنانچہ حق شن ختن است تہنا روح قدسی دارد پس از گنج خفی روح قدسی فیض میاید بنابران زرد آستین داشت۔ بہ بازار رفتیم یعنی بازار کثرت تعینات و تنوع ممکنات کہ از تصرف اسما و صفات حضرت واحدیت در دائرہ وجود در آمدہ اند۔ تا برائے شکار تیر و کمان بخریم مقصود از شکار مکاشفہ انوار ذات و صفات خالق بے ہمتا است۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی در معرض خطاب آمدیم چرا کہ آیتہ کریمہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا چون آفریدگار مطلق ارواح را پیش از اتصال آن با بدان برائے بستن عہد میثاق در علم خویشتن جلوہ داد ارواح بہیبت آن از ہوش رفتند گویا کہ کشتہ شدند۔ و بست و چہار زندہ برخاستیم یعنی بعد از انکہ ارواح بخطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ نواختہ شدند و در جواب بَلٰى شَهِدْنَا گفتند کہ ایشانرا لذتے و راحتے حاصل شد کہ گویا باز زندہ شدند و در استعداد خود قوتہا دریافتند و مقصود ازین بست و چہار آنست کہ در چہار قسم ارواح بست گونہ قوت یافتیم چون چہار را با بست ضم کنم بست و چہار میشود۔ اما ازان بست گونہ قوتہا در روح نباتی پنج قوت کہ جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و مولدہ است اما جاذبہ یعنی نباتات آب و ہوا را در خود جذب میکند و ماسکہ یعنی آنرا مسک نمودہ در خود نگاہ میدارد و ہاضمہ یعنی آب و ہوا ہضم میسازد و نامیہ یعنی نمو میکند و نشو و نما میسازد و مولدہ یعنی برگ و گل و میوہ از آنہا تولد میشود۔ و در ارواح حیوانی نیز زیادہ بر آنہا پنج قوت کہ آن ذائقہ و شامہ و باصرہ و سامعہ و لامسہ است۔ اما ذائقہ ماکولات و مشروبات دارد و تلخ و ترش

وشیرین را از هم فرق مینماید۔ شامّہ یعنی امتیاز بوها شنیدن میکند۔ باصره یعنی می بیند۔ وسامعه یعنی صدا ها را میشنود۔ ولامسه یعنی لمس بدن گرمی وسردی نرمی ودرشتی را درمی یابد۔ ودر روح انسانی هم زیاده برین پنج قوت عقل مدرکه وتخیله وحافظه وفکر ممیزه وحسیه مشترکه۔ اما عقل مدرکه یعنی بنی آدم عقل نظری وعملی دارد ودر تعقل می آرد هر چیز را وتخیله یعنی قوت خیالهاے دور دراز دارد وحافظه یعنی حقایق اشیا را حفظ میسازد وفراموش نمیکند برخلاف حیوانات وفکر ممیزه یعنی قوت امتیاز درحقیقت نیک وبد وحق وباطل دارد۔ وحسیه مشترکه یعنی چنانچه حیوانات پنج حواس ظاهر میدارند آدمی زاد نیز پنج حواس باطن هم میدارد ومشترکه بحواس ظاهری چنانچه مولوی معنوی فرماید مثنوی

پنج حسها هست جز این پنج حس — آن چو زر سرخ این حسها چو مس
حسِ ابدان قوت ظلمت میخورند — حسِ جان از آفتاب بے میچرند

وظاهر است که دیدن وشنیدن وچشیدن وبوئیدن ولمس کردن آدمی زاد دیگر است وحیوانات دیگر۔ ودر روح حیوانی قدسی نیز زیاده برایشها پنج قوت اول لطافت وبیکر وحی وصانی۔ دویم سیرت ملکی که محتاج بخوردن وخفتن وامثال آن نیست۔ وسوم کشف قبور وکنوز یعنی آگاهی از حال دفینها که درخاک اند۔ چهارم مشاهده عالم ملکوت که عالم غیب وعالم امر است ومکاشفه عالم جبروت که عالم صفات ولاهوت که عالم ذات است پنجم الهام یعنی از غیب فهم میشود با مور مخفیه۔ پس ارواح اربعه بابست گونه قوت بست وچهار زنده برخاستند۔ اگر کسے گوید از جائیکه شما خبر میدهید این چهار گونه ارواح هنوز در قید جسمانی نیامده بودند پس این قوتها در استعداد آنها نشد۔ واین قابلیتها را درخود یافتند نه آنکه این قوتها از

ارواح بظهور آمدند۔ آنگاہ چہار کمان دیدیم مراد از چہار کمان مجاہدہ و
مراقبہ و مشاہدہ و مکاشفہ است اول جہاد اکبر یا نفس امارہ یک کمان کشی
است۔ دوم در تصور مرشد دینی و غیر آن بر اقبہ خم شدن دیگر کمان کشی است
سیوم از مراقبہ بمشاہدۂ اسرار ملکوتی دل را کشیدن و نرم ساختن دیگر کمان کشی
چہارم بتکار تجلیات بمکاشفہ انوار ذات و صفات نمودن دیگر کمان کشی
سہ شکستہ بودند یعنی کمان مجاہدہ و مراقبہ و مشاہدہ چرا کہ مجاہدہ و مراقبہ
سبب مشاہدۂ تجلیات آثاری و افعالی کہ مخصوص بعالم خلق و عالم امر است
ناقص است و مشاہدہ کہ شامل بر تجلیات آثاری و افعالی است بنسبت
بمکاشفہ تجلیات صفاتی و ذاتی کہ مخصوص بعالم جبروت و لاہوت است
ناقص است۔ و یکے ہر دو گوشہ و ہر دو خانہ نداشت یعنی کمان
مکاشفہ انوار ذات و صفات زیرا کہ ذات حق از مکان و زمان و از
ابعاد ثلثہ کہ طول و عرض و عمق باشد و از جہات ستہ کہ قبل و بعد یمین و
یسار و تحت و فوق باشد منزہ و مبرا است پس ہر دو گوشہ و ہر دو خانہ
نداشت۔ آن برادر بر ہنہ زرد ار یعنی روح انسانی قدسی کہ چیزے
از گنج مخفی در دستش بود۔ کمان بے گوشہ و بے خانہ را بخرید
یعنی از مجاہدہ و مراقبہ و مشاہدہ بمکاشفہ رسید و آنرا خوش کرد۔ تیرے
می بایست برائے شکار کردن تجلیات ذاتی و صفاتی از کمان مکاشفہ
چہار تیر دیدیم مقصود از چہار تیر چہار گونہ ذکر است جلی لسانی و جلی قلبی
و خفی قلبی و خفی سری چرا کہ برائے شکار مقصود تیرے نیست بہتر از نام
خدا و یاد خدا۔ اما جلی لسانی آنست کہ گوید یا خدا بزبان کند و دل از تعظیم
و اجلال آن نام غافل باشد و جلی قلبی آنست کہ بفرمودہ دل و اعتقاد دو

اعتراف بر عظمت و اجلال حضرت صمدیت نام حق بر زبان یاد نماید۔ وخفی قلبی آنست زبانزد ان وخلے نباشد بلکہ دل از روے تعظیم واجلال درخود ذکر حق نماید۔ وخفی سری آنست کہ زبان دل را ہمدران حال جنبش نباشد بلکہ روح وسر از جوش محبت بفناے نفس وقالب ذکر محبوب حقیقی نماید۔ سہ شکستہ بود ند یعنی ہر دو قسم جلی وخفی قلبی نیز چرا کہ این ہر سہ ذکر نسبت بخفی سری ناقص اند وانبیا واولیاے کامل علی الاتصال در ذکر سری مشغول اند۔ ویکے پر و پیکان نداشت غرض از پر و پیکان یاوری زبان ودل است وگرنہ ذکر خفی سری از ہر دو بے نیاز است۔ تیر بے پر و پیکان خریدہ لہذا این تیر را برگزید و خوش کرد۔ بطلب صید یعنی تجلیات صفاتی وذاتی بصحرا شدیم یعنی بصحراے دائرہ وجود در رفتیم۔ چہار آہو دیدیم یعنی چہار عالم ناسوت وملکوت و جبروت ولاہوت زیرا کہ شکارگاہ تجلیات جز این چہار عالم نیست اما عالم ناسوت کہ عالم خلق وعالم شہادت وعالم آثار است شکارگاہ تجلیات آثاریست وملکوت کہ عالم امر وعالم غیب وعالم افعال است شکارگاہ تجلیات افعالیست۔ وجبروت کہ عالم واحدیت وتجلی ثانی وعالم صفات است شکارگاہ تجلیات صفاتیست کہ مشتمل بر کثرت اضافات وبعد اعتبارات است ولاہوت کہ عالم احدیت وتجلی اول وعالم ذات است شکارگاہ تجلیات ذاتیست کہ مخصوص بوحدت ویکتائی ذات است سہ مردہ بود ند یعنی عالم ناسوت وملکوت وجبروت کہ اینہا نسبت بلاہوت کہ ہویت بحت است مردہ اند ووجود وآثار وافعال وصفات مشروط بوجود است ویکے جان نداشت یعنی عالم لاہوت کہ عالم ذات است واین روشن ومبرہن است کہ حیات ذات آن

حی وقیوم وابستہ بجان نیست بلکہ او خود حی است وجان آفریدۂ اوست
برادر برہنہ زردار کمان کش تیر انداز یعنی روح انسانی قدسی
ازان کمان بے گوشہ وبے خانہ کہ مکاشفہ باشد آن تیر بے
پر و پیکان را کہ ذکر خفی سری باشد بر آن آہوے بیجان زد یعنی عالم
غیب ہویت کہ عالم ذات است الفت گرفت کمندے می بایست
تا صید را بفتراک بندیم یعنی ضرور شد کہ فکر کنیم تا این شکار را زدست
ندہد و با سر در روح مکاشفہ ذات وصفات حق پیوستہ ومحکم بستہ باشد چرا
کہ شیطان در کمین است حضرت موسیٰ علیہ السلام گفت کہ مَآ اَنْسٰنِیْهُ
اِلَّا الشَّیْطٰنُ یعنی مرا در فراموشی نیندا خت مگر شیطان ہرگاہ کہ آن ملعون
دل موسیٰ علیہ السلام را کہ پیغمبر خدا بود در فراموشی اندا خت بدیگرے چہ رسد لعوذ
باللہ منہ۔ چہار کمند دیدیم یعنی کمند عزلت وکمند خلوت وکمند الفت و
کمند وحدت را ما عزلت گوشہ گیری وکم اختلاطی باخلایق است وخلوت تنہا
دریاد حق بودن است وہیچ کس را پیش خود وہیچ خطرہ در دل خود راہ ندادن
است۔ والفت در دام محبت محبوب گرفتار شدن است ووحدت با
محبوب یکے شدن واز خود کلی برآمدن است سہ پارہ پارہ بود ند یعنی کمند
عزلت وخلوت والفت چرا کہ عزلت وخلوت یقین کہ بے الفت ومحبت حق پارہ پارہ
اند والفت نیز تا بمرتبہ وحدت با محبوب نرسد ناقص است زیرا کہ شان عشق و
معراج آن اینست کہ دو را یکے سازد واز دوئی فیما بین اثرے نگذارد
ویکے ہر دو کرانہ ومیانہ نداشت در فرس قدیم کنارہ را کرانہ گویند
یعنی کمند وحدت کہ عالم یکتای ذات است یقین کہ کرانہ ومیانہ ندارد

---

۱۲ این قول حضرت ہارون است علیہ السلام۔ در ہر دو نسخہ سے منقول ہیں از سہو کتابت لفظ "موسیٰ" نوشتہ شدہ است
ع ح

از جہات ستہ وابعاد ثلثہ مبرا است۔ صید را آن کمند بیکرانہ و بیمیانہ بر بستیم یعنی بر خود لازم گرفتیم۔ خانہ می بایست کہ مقام گنیم وصید را پختہ سازیم یعنی روح را آن ضرور مند ہر چند کہ قدسی باشد تا در آن صید پختہ شود از قوت روح قوت قلب حاصل آید چہار خانہ دیدیم یعنی عناصر اربعہ کہ خاک و باد و آب و آتش است سہ درہم افتادہ بودند خاک و آب و آتش چرا کہ خاک منہدم میگردد و آب خشک میشود و آتش می میرد دیگے سقف و دیوار نداشت آن باد است یعنی ہوا کہ سقف و دیوار ندارد و مجسم نیست و یک روح است۔ در آن خانہ بے سقف و بے دیوار در آمدیم یعنی در خانۂ عشق حق کہ مقام لطافت است و فی الواقع در خانہ محبت الٰہی جسمانیت نیست و ہوائے آن خانہ لطافت سیر روح است۔ دیگے دیدیم یعنی دیگ عشق کہ ہمیشہ در جوش است بر طاق بلند نہادہ یعنی بر طاق سعادت کہ آن طاق کَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ است و در کلام مجید آمدہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ یعنی خدا نور آسمان و زمین است و تمثیل نور او مثل طاقچہ است کہ در آن چراغ است و آن چراغ در شیشہ است شفاف مثل ستارہ درخشندہ و مالیدہ شدہ است از شجرۂ مبارک۔ ارباب عرفان و متحقان گفتہ اند کہ روح مومن طاقچہ است و نور روح محمدی شیشہ است بر آن طاق و نور وجہ اللہ چراغ است در آن شیشہ کہ بہیچ وجہ و حیلہ دست بآن دیگ نمیرسد چہار گز زیر پاے کندیدیم یعنی چہار گونہ فنا بدست آوردیم۔ اول فنائے استیصال

نفس امارہ وپاک شدن از اخلاق ذمیمہ نفسانی وشیطانی کہ آنرا تزکیہ نفس فرمایند۔ دوم فنائے فانی شدن در تصور مرشد کامل کہ آنرا فنافی الشیخ گویند۔ سوم فنائے فانی شدن در تصور حقیقت محمدی کہ زبدہ حقیقت انسانیت کہ آنرا فنافی الرسول گویند۔ چہارم فنائے فانی شدن در مکاشفۂ انوار ذات وصفات وقدم بر راہ موتوا قبل ان تموتوا گذاشتن کہ آنرا فنافی اللہ دانند۔ پس ہرگاہ کہ باین چہار گونہ فنافانی شدیم تا دست بآن دیگ رسید چرا کہ بے فنائے خود دست بنعمت عشق حقیقی نمیرسد۔ چون شکار پختہ شد یعنی ضابطہ بکمال رسید شخصے از بالائے خانہ بیرون آمد یعنی ابلیس ملعون۔ بالائے خانہ برائے آن فرمودہ کہ ابلیس از آتش است چنانچہ خود گفت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وآتش سرکش است میل بہ بالا میکند پس ابلیس از بالا سر برآورد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم قولہ تعالیٰ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ یعنی اشقیا دعوت نمیکنند مگر شیطان مردود را لعنت نمودہ خدا او را و شیطان در جناب الٰہی گفت کہ ہر آئینہ میگیرم از بندگان تو نصیب فرض کردہ شدہ یعنی گمراہ میکنم آنہا را در امانی یعنی در آرزوہائے دور و دراز می اندازم و امر میکنم آنہا را بسوے اعمال خبیثہ وشنیعہ افعال بنابران شیطان خواست کہ خلیے اندازد۔ برادر کامل مکمل یعنی روح انسانی قدسی بچندین کمالات رسیدہ در کمین نشستہ بود یعنی از مکر آن ابلیس پر تلبیس غافل نبود۔ استخوان شکار ازان دیگ برآوردہ بر تارک سرے

زو مراد از استخوان شرک خفی است که هرچند آدمی مومن وصالح باشد تا بمقام وحدت نرسیده است از اثنینیت که دوئی است یعنی وهم خودی برنیامده شرک خفی دارد در روح قدسی پاک خازن نقد وحدت است آن استخوان شرک خفی را از دیگ عشق برآورده بر سر آن سگ زد۔ **درخت زرد آلو از پاشنہ پاے وے بیرون آمد** یعنی شجرہ خبیثہ کہ درخت حب دنیا است و در دلہاے مردم ریشہ دوانیدہ از قدم نامبارک ابلیس پیدا شدہ قولہ تعالی إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ یعنی بدرستیکہ شجرۂ خبیثہ درختے است برآمدہ در قعر دوزخ یعنی درک الاسفل وطلعت آن مثل سرہاے شیاطین است **بر سر آن درخت رفتیم** یعنی نزدیک آن درخت زرد آلو رفتیم و بچشم عبرت تماشا بین آن شدیم کہ ثمرہ اش زرد روی دارین است **خربزہ کاشتہ بودند** مقصود از خربزہ اہل دنیا است کہ براے لذات جسمانی بریکدیگر می افتند **و بفلاخن آب میدادند** مراد از فلاخن رجوع وقبول مردم است یعنی اہل دنیا حب مال وجاہ را برجوع وقبول خلق پرورش میکردند۔ **ازان درخت با ذنجان فرود آوردیم** یعنی با دغدغہ راکہ نشان روسیاہی است ازان بزیر انداختیم **و قلیہ زرد ک ساختیم** یعنی قلیہ زردک کہ طلاے زرد است پختیم و با اہل دنیا گذاشتیم کہ این روسیاہی دارین زرد روی ایشان بود۔ **چندان بخوردند** یعنی آن قدر از روے حرص و ران لقمہ تصرف کردند کہ اما سید ند پنداشتند کہ **فربہ شدند** فربہی تن پروران در نظر ارباب بصیرت آماس است آنہا اشتباہ بفربہی کردہ اند از خانہ **بیرون نتوانستند رفت** یعنی

از خانہ دنیا چرا کہ گذرگاہ عافیت تنگ است اہل تجرید و تفرید ازین گذرگاہ تنگ میتوانند گذشت کہ فربہان مال حرام کہ آلودہ بہ علایق جسمانی انداز خانہ دنیا برآمدن نتوانستند۔ در آنجا درنجاست ماندند یعنی در نجاست دنیا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرمایند الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب یعنی دنیا مردار است وطالبان آن مردار سگانند وما بہ آسانی از کید آن بیرون آمدیم یعنی بہ امداد فیض قدسی از دست خطرات شیطانی رہا شدیم ومکر شیطان با ما کارنتوانست کرد قولہ تعالی اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا و بر در خانہ بخفتیم دروازۂ برآمدن از خانۂ دنیا و داخل شدن در خانۂ عقبی قبر است کہ آنرا اول منزل گویند یعنی از خانۂ دنیا نقل کردہ در گور کہ دروازہ است خوابیدیم و نہ گفت کہ مردیم چرا کہ دوستان خدا موت اختیاری بدست آوردہ از فنا فی اللہ بر تبۂ بقا باللہ رسیدہ اند و ہمیشہ زندہ اند نمی میرند و رفتن انہا از دنیا انتقال کردن است از یک خانہ بخانۂ دیگر چنانچہ رسول مقبول علیہ السلام فرمودہ است ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار و پروردگار عالمیان نیز اشارہ فرمودہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی مگویید شما در ان کسانیکہ خود را در راہ خدا کشتہ اند مردگان یعنی آنہا را مردہ مگویید بلکہ زندہ اند لیکن شما شعور ندارید کہ این معنی را دریابید پس میفرماید کہ بر در خانہ بخفتیم و بہ سفر روان شدیم یعنی سفر عقبی کہ سفر از فنا فی اللہ بسوے بقا باللہ است۔ باید دانست کہ ارباب عرفان فرمودہ اند السفر سفران سفر الی اللہ و سفر فی اللہ یعنی سفر دو قسم است سفر بسوے خدا و سفر در خدا۔ تا اینجا کہ بیان شد ہمچنین وچنان

کردیم اول سفر الی اللہ بود و دوم سفر فی اللہ یعنی سفر در خدا آن سفر اول تمام
بآخر آمد و این سفر دوم فی اللہ همیشه برقرار ماند۔ ارباب حقیقت و اولوالالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند یعنی اہل
سلوک باطنی بتعرف و شناسائی ازین راز تخیلها بکشایند و ادا نمایند۔
الحمد للہ کہ بر ذوالرضا پوشیده نماند کہ آنچه منکشف شده بود در خدمت
اولی الالباب عرض نمود اگر کسے این شرح را پسند نفرماید ما آزرده
نمیشویم بهتر ازین تقریر نمایند والسلام والاکرام۔

شرح برہان العاشقین

از

مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد از حمد حضرت الٰہ و درود بر پیغامبر والاجاہ و بر آل و اصحاب دین پناہ بندۂ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام زبدۃ العرفا باللہ سیدنی و سندی ولی اللہ ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم اسکنہما اللہ فی علیین والحقہ ببلغۃ الصالحین و امینماید کہ بعضے از یاران حل سمرے[1] از اسمار حضرت غریب[2] نواز محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ درخواستند انچہ حاضر الوقت شد بترقیم می آید۔

---

[1] این معما کہ موسوم بہ برہان العاشقین است مضمون مستقلے است کہ حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ تحریر فرمودہ اند و این را با کتاب اسمار الاسرار کہ یکے از تصانیف اوشان است ہیچ تعلق نیست۔ آن بزرگ را کہ این معما را پیش مولانا محمد رفیع الدین قدس سرہ آوردند غالبا ما محت شد کہ این را ہمرے از کتاب اسمار الاسرار اند کہ شنیدہ۔ ع ح۔

[2] غریب نواز معمولاً حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی را میگویند و حضرت سید محمد گیسو دراز بلقب "بندہ نواز" مشہور اند۔ ع ح

قال العارف المحقق رفعه الله قدره باسمه سبحانه الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین قوله تعالی - وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ بدانکه ما چهار برادر بودیم یعنی کون و فساد چهار عنصر بودند از نه دیهه یعنی در جوف نه فلک سه جامه نداشتند یعنی نار و هوا و ماء سطح طون که از تفوذ نظر حائل باشد نداشتند بلکه شفاف اند و یک برهنه بود یعنی ارض در دیده چشم آشکار بود - آن برادر برهنه درست زره راست کن واشت یعنی زمین فراوان صور و هیهات عرضیه را استعداد داشت ببازار رفتیم تا بجهت شکار تیر و کمان بخریم یعنی همه در عالم ترکیب داخل شدند تا استعداد وهبی و کسبی بدست آرند و تحصیل کمالات عالم تجرد نمایند قضا رسید هر چهار کشته شدیم یعنی به استیلاء قوای فلکی و روحانی از کواکب و ارباب الانواع صور بسایط مختلف و متحلل گشت بست و چهار زنده برخاستیم بعد از فعل و انفعال بست و چهار قسم مزاج پیدا شدند هشت مزاج اعتدال و هشت مزاج غیر اعتدال و هشت مزاج اختلال - بیانش آنکه تکافوی حقیقی حرارت با برودت و یبوست با رطوبت معا محال است لاجرم مرکب را بجانبی انحراف خواهد بود اگر بیک کیفیت بود چهار مزاج مفرد است و اگر بدو کیفیت غیر متضاد بود چهار مزاج مرکب است این هشت مزاج اگر با فعال بینه مرکب ملایم است مزاج اعتدال است و اگر مخالف است مزاج غیر اعتدال است و اگر منافی است مزاج اختلال است - و چهار قسم ترکیب مراد باشد نقیض آنکه مساوات چند جزو غیر مغلوب در مرکب مدعی انحلال ترکیب است

بسبب تساوی بیون وجز مغلوب نماصور اجتماع نتوانند شد لاجرم ایکے غالب
خواہد بود پس پیش ترکیب ثنائی دوازدہ مغلوب شوند وچہار ترکیب ثلاثی نیز
دوازدہ ویک ترکیب رباعی چہار ازین بست وہشت دوثنائی آب و
آتش ودو ثلاثی اینہا باہوا فاسد است کہ ہوا مغلوب است بسبب رقت
قوام سہل الانحراف است وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک غالب
گرفتہ تدانع مغلوب میشود بست وچہار ترکیب باقی صالحہ باشند۔ آنگاہ
چہار کمان دیدیم یعنی بعد از استقرار مزاج چہار درجۂ کمال اول طبائع
پیش آمد کہ ہریکے برائے صدور آثار چون کمال است سہ ناقص بودند
یعنی صورت معدنی ونباتی وحیوانی از وصول بعالم تجرد قاصراند ویکے
ووخانہ ودوگوشہ نداشت یعنی نفس ناطقہ کہ صورت انسانی است
دوجز مادہ وصورت دوطرف امتداد نداشت کہ مجرد بذات بود۔
آن برادر زرد اربر ہنہ آن کمان بے خانہ وبیگوشہ بخرید
یعنی بدن ارضی نفس ناطقہ را قبول کرد۔ تیرے می بالیست یعنی نفس
ناطقہ را برائے اتصال با مورفانہ چہ از ذات خود قوتے دراکہ می یابند
چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند یعنی چہار قوت یافت یکے حس مشترک
کہ دریابندۂ صور جزئیہ است دوم وہم کہ دریابندۂ معانی جزئیہ است سوم
عقل کہ دریابندہ کلیات است این ہر سہ شکستہ پائے اند بانچہ نظیر ندارد
ومنتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید ویکے پر وپیکان نداشت
یعنی چہارم کہ نور ایمان از پریدن وزوال وخلیدن وشبہات درآن آئین
است تان الیقین لا یحتمل النقیض حالاً ویالاً۔ آن تیر بے پر وپیکان
خریدیم وبطلب صید در صحرا شدیم یعنی بہ شرف ایمان صحیح مشرف

گشته بتائید آن طالب کشف حقیقت گشتیم۔ وتحقیق این نکته آنست که هر نوع علمی که بحصول صورت باشد خالی از کیفیت وطلبیت نیست راه بسوے بے کیف واصل محض ندارد وسیلهٔ وصول بآنحضرت جز معرفت اجمالی لحاظی صرف که ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔ چهار آهو دیدیم یعنی بطفیل دوام توجه بعالم اطلاق چهار حقیقت مشهود گشت بسه مرده بودند یعنی سه حقیقت که باصطلاح اهل تصوف ناسوت وملکوت وجبروت وباصطلاح اهل اشراق برازخ ومثل وانوار وباصطلاح اهل حکمت طبیعت ونفس وعقل باشند اعدام امکانی اند ودر قبضه غیر کالیت فی یدالنسال جان هریکے که مدبر وباطن اوست در وخارج است۔ جان ناسوت ملکوت وجان ملکوت جبروت وجان جبروت لاهوت است وبیکے جان نداشت یعنی چهارم که حضرت لاهوت است مدبر باطن ندارد بلکه خود قیوم همه وبطن الباطن است وبذات خود زنده وجان همه است آن برادر زرد اربرهنه کمان کش تیر انداز ازان کمان بیخانه وبیگوشه وآن تیر بے پر وپیکان بر آن آهوے بیجان زد یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه را هدف همت ساخته وآلات ومعدات فطری وکسبی فراهم آورده وکشش وکوشش علمی وعملی نموده وطے مراحل وادوات کرده از علم الیقین بعین الیقین رسید وچون مجذوب سالک بود از راه اندراج النهایت فی بدء من وراء الحجب آشنائے حضرت لاهوت گردید۔ کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی معامله وعلاقه می بایست که از عین الیقین بحق الیقین برآید واز تعلق بخلیق گراید چهار کمند دیدیم

سہ پارہ دیکے دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی چہار معاملہ پیش آمد خوف
وطمع ومحبت کہ ہر سہ آلودۂ غرض و قابل انقطاع بودند و چہارم فنا فی الوحدت
کہ تحمل طرفین و وسط ندارد صیدرا بدان کمند بے کرانہ و بے
میانہ بر بستیم یعنی بواسطہ معاملہ چہارم اندرون جان را آشیانۂ ہمائے لاہوت
ساختیم و بطریق مطالعہ وحدت در کثرت جمال محبوب در خود دیدیم و از
حق الیقین بہرہ یافتیم۔ خانۂ می بایست کہ مقام کنیم و صیدرا پختہ
سازیم یعنی قانون و طریقہ می بایست کہ بواسطۂ ملازمت بر آن از حق الیقین
بحقیقت الیقین و از تخلق بہ تحقق عروج نمودہ شود و جمیع لطائف و طبقات
را برنگ معرفت منصبغ ساختہ و حجب وجود را فرق کردہ آید چہار خانہ
دیدیم سہ در ہم افتادہ یعنی چہار طریقہ یافتہ شد روش اہل شریعت
کہ مبنی بر تصحیح عبادات و اصلاح معاملات و تہذیب اخلاق و تعمیر اوقات
بداوراد است و روش اہل عزیمت کہ مبنی بر مراعات پرہیز و حساب
دعوات و خواندن اسما و موکلات است و روش اہل طریقت کہ مبنی
بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر با ضربات و تصورات است و اہل
این ہر سہ باہم منازعت و مناقشت دارند و از خرق حجب وجود فرد
ماندہ اند و یکے سقف و دیوار نداشت دران خانہ بے
سقف و بے دیوار در آمدیم یعنی چہار راہ اہل حقیقت کہ مبنی بر دوام
شہود و تنزیہ معبود و نفی وجود و بذل موجود و تطفیل جذبۂ ملک و دود است
این راہ از سقف تقلید و دیوار قیود و رسوم بر تراست خود را در تربیت
الٰہی کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ اشارت باوست حوالہ نمودہ
این طریقہ را لازم گرفتیم و درین اثنا ترقیات در اسما و صفات می نمودیم

دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بان نمی رسید یعنی
وصول بجمال ذات وراء الورا کہ منبع اسماو صفات و معدن ارزاق روحانی
وجسمانی است منظور افتاد کہ تمام قوائے بشری از ان قاصر بودند و بجز
غائت انکسار و نفی آثار و اعیان بانجناب راہ نبود کہ اقرب ما یکون
العبد الی ربہ وھو ساجد رمزے از آنست چہار گز منارکے
زیر پائے کندیدیم یعنی چہار درجہ بطون فرد رفتیم و چہار طبقہ را از مالوفات
خود برکندیدیم و بدن را در ریاضت و نفس را در مجاہدہ و قلب را در مشاہدۂ
عظمت و روح را در شعاع احدیت بنوعے از تلاش محو ساختیم تا بعدم اصلی
لاحق گشتیم و مقام کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو الان کما
کان حاصل شد و اگر خواہی بدن و نفس را یکے گیری و چہارم عین ثالثہ
شماری چنانچہ پیش علمائے محققین مسلم است کہ مادام نظر اربعین عین ثالثہ
واز اسمے کہ مبدائے یقین اوست بگذرد و خلع طوق استعداد جزئی نمودہ
تا شیون ذاتیہ نرسد بحقیقت تجلی ذات بدون آمیزش رنگ مراۃ
استعداد متجلی لہ واصل نشود دست بآن دیگ رسید یعنی تجلی حقیقی ذات
میسر گشت و در مراۃ وحدت مشاہدۂ کثرت اسما و صفات الٰہی و تعینات
واعتبارات امکانی بحصول انجامید۔ بدانکہ مراد از نفس روح ہوائی است
واز قلب نفس ناطقہ واز روح وجودیکہ وقت میثاق بود واز عین امتیازے
کہ در عالم الٰہی بود واز شیون ذاتیہ اندراج و اتحاد با ذات صرافت پیش از
تمیز علمی و عملی چون شکار پختہ شد شخصے از بالائے خانہ فرود آمد
کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض من دارم یعنی چون عارف
منتہی شد و مظہر مجموع کمالات و متحقق بجمیع شیون و صفات گشت و ہر

شیطان از درگاہ گرفت بمثل اسم فعل کرد ابلیس است نظیر یکدیگر حکایت شد
کہ تعالیٰ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا حسنان نیز حوالہ
کنید بنا در کامل مکمل در کمین نشستہ بود یعنی فیض روح القدس
کہ صدیق وَأَيَّدَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ منہ باشد بہر محافظت بمقتضائے
فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا آخرین عامل
بود استخوان آن تنکار را از دیگ برآوردہ بر تارک سروے
زد یعنی عقدۂ مالا ینحل ذوبینی کہ مقتضائے کثرت اسما است بنا بر غیریت
موسوم نمودہ سر در حجاب ساختہ در نظر خلایق علم کرد چون استخوان تحلیل
نمیشود و عمود بدن است و این عقدہ نیز نمی کشاید و مدار انتظام نشأتین
است تعبیر بہ استخوان پر مطابق است۔ درخت سنجدے از پاشنۂ
پاے او بیرون آمد یعنی اسفل طبیعیات وجود را کہ قدم شخص اکبر است
دنبی است بہیولی اجسام و نمونۂ وحدت ذات است از نظر مختفی داشتہ
و کثرت صوری جواہر و اعراض را کہ بر صفحۂ او شگفتہ و شاخ و برگ آوردہ اولاً
موجب تحیر ناظران نمودہ ہمگنان را بوضعے مست و مدہوش ساخت کہ از حقیقت
خود غافل بلکہ منکر گشتند چون درخت سنجد مسکر است تعبیر با و مناسب
افتادہ بر سر درخت زرد آلو رفتیم یعنی ثانیاً بمقتضائے موافقت و
مخالفت طبع در طلب مرغوب و ہرب از نا مرغوب سرگردان شدند چون
رنگ زرد دل فریب است صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ
بہ زرد آلو تعبیر رفت خربزہ کاشتہ بود ند یعنی ثانیاً گرفتار لذت و حلاوت
و مشک در لغومت و فریب کہ ہمرہ خربزہ حاصل است گشتند بفلاخن
آب می دادند یعنی تقاضائے نفس و ہوا را با مانی و عقاید باطلہ پریشان

ز جا با غیب پرورش می کردند۔ از آن درخت باز بخانه فرود آمدیم
یعنی کاملان در باطن خود اندیشیده نیایش بحضرت عزت میبردند که باز داشتن
مردمان از مشتهیات محال و صحبت با خلق و تالیف ایشان از برای هدایت
بے زر و دولت و شوار بوسعت خلق ضرور و فتوح ظاهر منظور قلیه زرد ک
ساختیم و بدینا گذشتیم یعنی فتوح ظاهر و فائده خلق عوام ساختند و بیشتر اوقات
با مباح داشتند چون رنگ زر زرد است بزرد ک مناسبت دارد چندان
خوردند که آماس شدند و پندا شتند که فربه شدیم یعنی طالبان دنیا
بحرص تمام تمتع گرفتند و گمان بردند که به سعادت رسیدند از خانه بیرون
نتوانستند رفت در بخانه ست خود ماندند یعنی محبت دنیا دی و تیرگی
باطن و آلودگی شهوات و اخلاق ذمیمه و عقائد سخیفه در دل ایشان قرار
گرفت تا کر زهد و طاعت بر ایشان سخت دشوار و موت بغایت ناسازگار
و خونخوار گشت دلهاے ایشان باین پلیدی پاے بند ماندو درین زندان
گرفتار و ما بآسانی از کید خانه بیرون شدیم یعنی مثل ما جمعے کر توفیق
رفیق و طوق جذبهٔ الٰہی زیور گردن ایشان بود بآسانی از غرور دنیا و فریب
آن برستند و برجستند و از کمراہی وَ أُمْلِیْ لَهُمْ إِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ
و بتسویل زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ نجات یافتند و بدستاویز فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى دراویختند و پیوستند و بمقرِ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ جا گرفتند و بمقصد اقصی رسیدند۔ ارباب
تعرف برین حالات باز نمانند۔ یعنی اہل معرفت باین محبت گرفتار

سلہ در شرحہاے دیگر لفظ "با دیگان فرود آمدیم" دیده "است۔ صحح

سلہ در شرح دیگر لفظ "اہل دنیا" است۔ صحح۔

یعنی شهرمک هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب درین فقره اشارت که وسیله مجاهدت از مهالک بپیرانید بحقیقت وصحبت اهل آن هست۔

بیانی است انچه اندیشهٔ این حشر مسار بآن رسیده تا مراد مصنف انچه باشد والله اعلم وخفی نماند که نام این رساله برهان العاشقین بنظر آمده چون مشتمل است بر سرگزشت طالب از مرتبه جادیه تا بلوغ باعلی مرتبه کمال لهذا تسمیه باین بجا است۔ والحمد لله الذی عند علم الخفیات ومن جوده نیل الطلبات۔ والصلوة والسلام علی محمد صاحب الایات المحکمات والمتشابهات وعلی اله وصحبه انجم الهدایات۔ ونسئل الله العفو والهدایت فی جمیع الحالات۔ تالیف شد بتاریخ سیزدهم شهر جمادی الثانی سنه ۱۳۳۲

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از فاضل بے عدیل شاعر بے بدیل علامہ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب
حیدرآبادی المتخلص بہ جگر اطال اللہ عمرہ و ادام فیوضہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد للہ الذی ہُوَ ہُوَ ہُوَ لا الٰہ الا ہُوَ۔ وہو الغفور الودود۔ ذو العرش المجید۔ فعّال لما یرید جل جلالہ و عم نوالہ۔ والصلوٰۃ علیٰ من کان وجودہ باعثاً لکل موجود و شاہداً لکل مشہود محمد مصطفیٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ معنی طٰہٰ و یٰسٓ۔ مصدر اسرار رب العالمین علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ المنتجبین المقربین اما بعد میگوید این ہرزہ گرد بید اے تصور و فیجاے تفکر در تراکم گمنامی مستتر مرزا قاسم علی بیگ اخگر کہ خوشہ چین خرمن اہل یقین و فیضیاب نظر اصحاب رائقین است درینولا رسالۂ شکارنامہ مصنفۂ حضرت

ولی کامل محقق صوفی صافی مرتقی قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بنظر در آمد و این تمام رسالہ مملوست باشعارات دقیقہ وکنایات عمیقہ واشارات انیقہ وعبارات رشیقہ کہ جودت ذہینہ ہر متبحر چون مبتدی بتدقیق معانی اونارساست وتجسسات فکریہ تحقیق مطالب او بیدست وپاست۔ اگرچہ بعضے از صاحبان طبع سلیم ومستعدان عقل مستقیم در شرح آن کوشیدہ اند چنانکہ کوشیدہ اند اما جرعۂ از جام حقیقت آن نوشیدہ اند۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ درین رسالہ فیض استی لحقیقت احدیۃ وجود واجب الوجود را بطریق تنزلات تا ہر تبہ شہود بصور تہاے بوقلمون بطور چیستان بیان فرمودہ ؎

ز دریا موج گوناگون برآمد ز ہیجو نی برنگ چون برآمد
گہے در کسوت لیلی فروشد گہے بر صورت مجنون برآمد

و در آخر رسالہ نوشتہ کہ "ارباب حقیقت ذا دلوالالباب معرفت ہزاران خیالات بازنمایند"۔

بدانکہ وجود من حیث ہو ہو عام است از ذہنی وخارجی وخاص و عام ومطلق ومقید بلکہ این مجموع مراتب وجود ست امّا بشرط ان لایکون معہ شئی مرتبۂ احدیت است ومقام جمع الجمع وبشرط جمیع کما لاتش کہ لازمہ اوست واحدیت در مقام جمع است واز مرتبۂ لابشرط لہ شئی مرتبۂ ہویت است کہ متجلی کردہ در مرایاے عالم تفصیلاً و در آئینہ جامعہ انسانیہ اجمالاً

شعر

لَقَدْ صَارَ قَلْبِیْ قَابِلًا کُلَّ صُوْرَۃٍ فَمَرْعًی لِغِزْلَانٍ وَدَیْرٌ لِرُہْبَانٍ

دہبانی از ساے اہبہ در امور تیبت معتبر و در علم کہ حکما آنرا ماہیت خوانند

وعرفاء عین ثابتہ گویند بدانکہ اثبت اسما در حروف و اثبت حروف در انفاس و اثبت انفاس در ارواح و اثبت ارواح در قلوب و اثبت قلوب نزد مقلب القلوب است

شعر

إِذَا كَانَ ذَا نَهْمٍ شَاهِدًا مَا قُلْنَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَهُمٌ فَيَا خُذْ عَنَّا

بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم خواجہ میفرماید الحمد للہ رب العالمین الحمد ہوالوصف بالجمیل الاختیاری سواء کان مقابلۃ النعمۃ ام لا والمدح ہوالوصف بالجمیل اختیاریا کان اوغیرہ وکلیہما الثناء باللسان وبینہما عموم وخصوص مطلقا۔ وتعریف ثنا نزد اہل برسنہ گونہ است قولی۔ فعلی۔ حالی۔ اما۔ حمد قولی گفتن ثناست بزبان حق را یاد کردن بصفات کمالیہ آن چنانکہ در کتاب کریم نازل شدہ وحمد فعلی از تکالیست بہ اعمال بدنیہ از عبادات وطاعات وغیرآنہ خالصاً للہ تعالی وہر عضوے را بہر جائے واجبست کہ مطابق احوال خود حمد گوید یعنے الحمد للہ علی کل حال۔ وحمد حالی آنست کہ بسبب روح وقلب متصف شود بکمالات علمیہ وعملیہ تخلق باخلاق الہیہ کند وگفتہ اند کہ حمد حالی حق تجلی ذات اوست در ذات او وآن ظہور نور ازلیست فہو الحامد والمحمود جمعاً وتفصیلاً للہ بعضے حمد مخصوص بہ ذات اللہ است کہ بہ ازاے او غیر نباشد یا نباشد واللہ اسم ذاتست مستجمع جمیع صفات کمالیہ وسایر اسما بطرف او مضاف میشوند ازین جہت جلالت وعلوی مرتبت وعظمت او ظاہرست۔ واین اسم را شرفیست زاید بر ہمہ اسما زیرا کہ چون الف از اللہ حذف کنند (للہ) باقی میماند کہ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اگر لام اول را حذف کنند (لہ) می ماند وآن نیز از جملہ صفات الہیہ است کہ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وبحذف

سلام ثانی رحمہ یعنے (سوم) باقی می ماند کہ قل ھو اللہ احد و لا الہ الا ھو
رب اسمیست کہ باعتبار نسب ذات بموجودات ظہور تاثیر پروبیات
میکند و نسب ذات باعیان ثابتہ منشاء اسماء الہیہ است و سبب ذات
بہ اکوان خارجیہ منشاء ربوبیت و بی اضافت ذات اسم خاص حق است
و در حضرت علمیہ ہرچہ ظاہر شود از اکوان صورت اسمے باشد از اسمائے
ربانی کہ حق تعالی آنصورت را بآن اسم تربیت میفرماید و اعیان ثابتہ
صور اسمای الہیہ اند و رب مربی مربوبات است یعنی موجودات خارجیہ
مرتبہ الوہیتہ فوق مرتبہ ربوبیت است و مرتبہ ذات و صفات و افعال
در ربوبیت مرتبہ اسما و صفات و افعال است **عالمین** جمع عالم است و
آن بسبب نعت ماخوذ است از علم بمعنی علامت و گفتہ اند کہ موجود ماسوی اللہ
عالم است و عقلا از تغیر عالم حدوث عالم و از حدوث عالم خالق را قدیم
دانستہ اند و عرفا در لوح وجود ہر فردے از افراد عالم خالق را قدیم پنداشتہ
اند رباعی لراقمہ

در کالبد خاک ببین تا چونیم — چون نے بہ تراہنائے گوناگونیم
نقشے کہ بلوح دل ما پرساز ست — یک نغمہ راز این گرا ما فونیم

والعاقبۃ للمتقین یعنی استفادہ عاقبت کہ آن واصل الی اللہ شدنست
مر متقین یعنی اولیاء اللہ راست کہ از غیر خدا در دل ایشان ہمی دحزنی نیست
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون والصلوۃ والسلام
علی رسولہ وآلہ اجمعین معنی صلوۃ دعا و آمرزش و رحمت است یعنی از
بندہ نماز و از فرشتگان دعا و از خدا یتعالی رحمت است و سلام در عربی گردن
نہادن و فرمانبرداری کردن و رسول بمعنی فرستادہ شدہ از جانب حق کہ صاحب

کتاب باشد خلافت نبی کہ آن اعم است خواہ صاحب کتاب باشد یا نباشد
وعرفا گفتہ اند کہ کمالات الہیہ بر دو قسم است قسم اول متعلق بذات احدیہ
و ثانی متعلق بہ اکوان و کمال اول عبارتست از کمال ذاتیہ و آن مرتبہ
ولایت است کہ وجہے با حق دارد و کمال ثانی عبارتست از کمال اسمائیہ
و آن نیز منقسم بدو قسم است اول نبوتست و آن وجہے بود با ملائکہ و قسم ثانی
عبارت بود از رسالت و آن وجہے بود با عالم بشر بطریق انزال کتاب و
رسالت صورت نبوتست و نبوت صورت ولایت و گفتہ اند
الولایۃ اعلی من النبوۃ اذا جمعتا فی شخص واحد یعنی ولایت
بر نبوت راجح باشد ہرگاہ در شخص واحد این ہر دو جمع شوند یعنی ولایت آن نبی
از نبوۃ آن نبی اعلیٰ باشد زیرا کہ نبوۃ متغیر و منقطع باشد چنانکہ فرمودہ لا نبی
بعدی و نظیر مولی بعدی و نبوۃ متناہی گردد و ولایت نا متناہی است دیگر
آنکہ نبوۃ علم ظاہرست و ولایت معرفت باطن و معرفت باطن مشغولی بحق باشد
و مشغولی بحق اعلیٰ باشد از علم ظاہر کہ اشتغال بخلق دارد و دیگر آنکہ اللہ تعالیٰ را
ولی خواندہ نبی نگویند و ہو الولی الحمید قال الامام علیہ السلام الولایت
احاطت بکل شی و اللہ بن و را ہم محیط۔ و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ
الرسالۃ وجہ النبوۃ و النبوۃ وجہ الولایۃ یعنی رسالت صورت نبوتست و نبوۃ صورت
ولایت و جملہ انبیا مستفیض اند از حق بوسیلہ باطن و باطن مقام ولایت است
و ولایت بدو قسم منقسم میشود عامہ و خاصہ اما ولایت عامہ مشتمل بود بر اہل ایمان
بحسب مراتب کما قال اللہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا الخ و ولایت خاصہ
خاصہ نبی یا قایم مقام او باشد و بواسطہ ایشان نصیب اولیاء اللہ است
و در زمان فنا در حق و بقا بحق و مراد از فنا فنائے بشریت است در وجہ

ربانیہ در آن وقت بندہ باتصاف صفات حق تعالیٰ از افعال و صفات و ذات
کما قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل
حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ولسانہ الذی
یتکلم بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ ان للہ شرابا لاولیائہ اذا شربوا سکروا واذا سکروا
طربوا واذا طربوا ذابوا واذا ذابوا خلصوا واذا خلصوا وصلوا واذا وصلوا
اتصلوا فلا فرق بینہم وبین حبیبہم واول ولایت آنہاست سیر است از خلق بحق
بہ ازالہ تعین از مظاہر اغیار و خلاص از قیود و اسکنار و عبور از منازل و مقامات
وحصول علم بر مراتب درجات بواسطہ حصول علم الیقین بلکہ بہ مشاہدت
عین الیقین تا آنکہ بحق الیقین برسد بعضے از عارفین گفتہ کہ مقام ولایت
اکمل و اتم است از مقام رسالت زیرا کہ مقام ولایت نبی فی نفسہ اتم و اکمل
باشد از مقام رسالت او بسبب شرف متعلق و دوام او و بجہت آنکہ ولایت
حکم او متعلق است باللہ جلشانہ آنرا در دنیا و آخرت دوام است و رسالت
حکم او متعلق است باخلق و منقطع میگردد بانقطاع زمان تکلیف۔ و ولی ما خود
زمعنی قرب الی اللہ کہ آن از ولایت حاصل میشود کہ باطن نبوت است۔ و ولی
باقسام است یکی آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست اما او را خلق ولی نمیدانند
بلکہ خود ہم خود را ولی نمی پندارد دوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست و خود ہم خود
را ولی میداند اما خلق او را نمیدانند کہ ولیست سوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولی است و
خود ہم خود را ولی میداند کہ ولیست و خلق نیز میدانند کہ ولیست۔

قولہ تعالیٰ تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُونَ حضرت قدس سرہ این رسالہ را باین آیت فیض ہدایت

آغاز فرموده پیدا بر آنکه حق تعالی درین آیت اشارت کرده است باشال تا حقیقت طلبان معنی درس در آن فکر کنند و خوض نمایند که از اشال بر مثلات توان رسید و از شبهات به مشتهات توان پیوست۔ تفکر زیاب تفعل است و مجرد این فکرت بمعنی اندیشه کردن و در اصطلاح منطق ترتیب مقدمات است به نهجی که قیاس صحیح قایم گردد و در اصطلاح صوفیان اندیشه کردن در صفات و نعمای الهی و در عینیت و نسبت حق با خلق نه در ذات جل جلاله و حضرت رسول علیه السلام فرموده لا تفکروا فی ذات الله و تفکروا فی صفات الله و نهایه تفکر در ذات الله تعالی جایز نیست و سعدی میگوید

چه شبها تفکر درین سیر کم — که حیرت گرفت آستینم که تم
توان در بلاغت به سحبان رسید — نه در کنه بیچون سبحان رسید
درین ورطه کشتی فرو شد هزار — که پیدا نشد تخته بر کنار

و تفکر در آیات بوجه بصیرت است با دراک محتاجه و در نهایات انتقال بود از معرفت به تحقیق و از صورت بمعنی و از خلق بحق چنانچه گفته اند تفکر ساعة خیر من عبادة الثقلین و تفکر در صفات او تعالی کردن دلی است بلکه عین عبادت تفکر نیک یکنیک و فکر بر چند اقسام است یکی آنکه سالک تفکر کند که خلاف شریعت غرا و ملت بیضا از و فعلی صادر نگشته باشد که موجب معصیت گردیده باشد دوم آنکه سالک فکر کند در ادای حقوق حق تعالی که احصا نتوان کرد و نه لا تعد و لا تحصی است که او عاجز است از احصای آن

از دست و زبانیکه برآید — کز عهده شکرش بدر آید

سوم آنکه سالک فکر کند در صنایع و بدایع ملک و ملکوت که از حاطه آن استیلا

غلبت وکبریائی حق بر دل سالک صدور کند و از ان تسرور حاصل آید

بدانکه جلیس متفکر نفس است وجلیس ذاکر خود حق تعالی است فاذکرونی اذکرکم۔ ذکر نتیجهٔ معرفت ومحبت است ومقدمهٔ وصول الی الله وفکر مقدمه توبه است فافهم ولا تغفل۔ بعد حمد وصلوة خواجه میفرماید۔

بدانکه ما چهار برادر بودیم مراد از ذات احدیت جمع است واین عبارتست از ظهور ذات حق بطریق جامعیت زیرا که در مرتبهٔ احدیت من حیث الذات جمیع اسما وصفات متحد بالذات باشند واحدیت محضه بی تعین اسما وصفات بود وگفته اند که تعین اول عبارتست از تعین اسم الله من حیث الوجود والعلمی وهر اسمی از خفیت این مرتبه جامع بود بر جمیع اسما وصفات والله عبارتست از ذات متجمع جمیع صفات کمالیه واحدیته ذات من حیث الفردانیته بدو وجه بود یکی غیب الذات که معنی وحقیقت که در غیب الحق بود ودیگر مرتبه اسمای ذاتست که من حیث الوحدت الحقیقة الاسمائیه بود واین مشاهدهٔ اسمای ذات بود از مرتبهٔ غیب ذات مع قطع النظر عن التمیز والاختصاص۔ واسمای الهیه عبارتست از تعینات ذات حق بوصف خاص علیم وحکیم وقدیم۔ ومعنی تعین آنست که با واتیاز شئ از غیر پدید آید بحیثیتیکه غیر در و مشارک نبود وشائد که تعین عین ذات بود و گفته اند که همه تعینات اعتباریه اند۔ چون تعین واجب الوجود واتیاز او از وجود بعد از مرتبهٔ احدیته محضه احدیته جمع است لهذا گفت که ما بجمیع وجودها و صفاتها چهار برادر بودیم از یک پدر که آن هستی محض است وهر برادرے را حکمی واعتباریست اول واجب الوجود۔ دوم ممکن الوجود۔ سوم متنع الوجود۔ چهارم عارف الوجود۔ واجب الوجود آنکه ذات او مقتضی وجود او باشد ودر

بقائے خود محتاج بغیر نبود و معنی وجود کون و صیرورت است و عرفا گفتہ اند کہ وجوب و امکان و امتناع امور اعتباریہ اند یک وجود و جہار وجودے در خارج نیست اما سوم کہ آن امتناع است اورا نمونے نباشد اصلا در ذہن یا در خارج و عرفا در معنی ممتنع الوجود چیزے بالاتر رفتہ اند کہ بیان آن آیندہ خواہم کرد۔ وجوب اقتضائے لذاتہ دارد وہی فیض وجود ہیچ شئی موجود نتواند شد۔ امکان سابق بر وجود است زیرا کہ محوج بایجاد است۔ و اعیان ممکنہ منقسم اند بجوہریت و عرضیت و مجموع اعیان جوہریت متبوعات اند و اعیان عرضیت توابع۔ جواہر یا بسیط اند در عقل و در خارج چون عقول و نفوس مجردہ یا بسیط اند در خارج چون اجسام بسیطہ یا مرکب از اجسام بسیط چون مولدات ثلاثہ۔ و ہر عینے از اعیان جوہریہ و عرضیہ منقسم است باعیان اجناس عالیہ و سافلہ و ہر واحدے نوعے از انواع۔ و ہر یکی ازین منقسم اصناف و اشخاص است نافہم و متکلمین گفتہ اند کہ وجود واجب نفس حقیقت اوست زائد بر حقیقت نیست۔ اگر وجود زائد بر حقیقت باشد عارض خواہد بود خود من حیث ہو ہو مفتقر بغیر بود و ممکن لذاتہ گردد و این امر منافی وجوبست۔ و نیز گفتہ اند کہ وجوب وجود ہم زاید بر حقیقت نیست اگر عارض باشد زاید لذاتہ خواہد بود پس معلول لذاتہ گردد کہ تا وجود علت یافتہ نشود وجود معلول ہم محال باشد و این منافی وجوب بالذاتست و ہمچنان تعین وجوب نیز زائد بر ذات نیست عین حقیقت اوست و بعضے از متصوفین گفتہ اند کہ واجب الوجود بمعنی لازم الوجود است کہ بواسطۂ وجود واجب وجود خاکی انسانست کہ این وجود جسمانی بر وجود روح لازم است یعنے بغیر این وجود جسمانی روح را از عالم غیب در عالم شہادت ظہورے نیست اگر این وجود جسمانی نبودے روح در عالم غیب پنہان ماندے۔ و اہل تحقیق کہ ارباب کشف و عرفانند چنین فرمودہ کہ وجود

من احدیته الکثرت سه مرتبه دارد اول نور حقیقی مطلق دوم ظلمت سوم ضیا۔
اما رویت نور مطلق ازان او که مجرد است از نسب و اضافات متعذر است
زیرا که ما در عقول و افهام بر پیرامن سرادقات جلال آن نتوان رسید لا تدرکه
الابصار و هو اللطیف الخبیر لیکن رویت آن نور در حالت تنزل در مظاهر و تعین
در جهات مراتب نسب و اضافات ممکنست و محققین فرموده اند که نور
حقیقی است اجلی که شعاع جوهریت او همه عالم را فرا گرفته است و الله جل شانه
به لمعات اسم نور در همه عالم ظهور صفت ابداعیت دارد که الله نور السموت
و الارض اشارتی به آنست۔ و متکلمین گفته اند که نور عبارتست از ظهور لون
فقط و نیز زعم کرده اند که آن ظهور مطلق است که ضو باشد و مقابل او خفاے مطلق
است که آن ظلمت است و بین النور و الظلمة ظل است و ازین جهت است
که گفته اند مشاهدة الابرار بین التجلی و الاستتار زیرا که محض تجلی نور هم دیده را خیره
کند و بینائی تاب رویت آن ندارد و تجلی ربه للجبل فجعله دکا و خر موسی صعقا
و محض استتاریت نیز امتناع مشاهده می نماید که چهره نتوان دید که لن ترانی یا
موسی بسبب خفاے که او را در مراتب واعیانست و هم در تحت کنت کنزا مخفیا
معنی بود که مرغ وهم و خیال بر اطراف ظلمت آباد حقیقت ذاتی او پر نمی تواند کشود
تا لالاء جمال یا کمال خود از دریچه فاحببت ان اعرف بر مظاهر خلقت
الخلق بیفگند به ظهور صفات کمالیه خود در عالم شهود جلوه فرمود۔ بدانکه شیئی را
ظهوریست که از ذات خود باشد چنانچه لمعان شمس و نار آنرا ضو گویند و اگر از جانب
غیر خود باشد نور است۔ گاهے از مضئ ملون تنها انعکاس ضو بغیر خود می باشد
و گاهے ضو و لون هر دو منعکس میشوند۔ و ضو کیفیتیست کمالیه بذاتها از حیثیکه
آن شفاف است و گویند صحت کونیه شئی اگر توقف مرئیت او باعتبار غیر نباشد

آن ضعیف و دوم اقوی است۔ و شیخ الاشراقیین در حکمت الاشراق فرمودہ کہ ہر شئی فی نفسہ نور باشد یا ظلمت و نور حقیقت بسیط است و ظلمت عدم نور ہست و نور مجرد مشار الیہ نتواند شد البتہ نورے کہ عارض جسم در خارج باشد قابل اشارۂ حسی بود چون نور شمس و کواکب و نیز میفرماید کہ ہر شئی کہ آن نور لنفسہ بود نور مجرد ست اگر نور غیر مجرد بود یعنے عارض باشد پس نور لنفسہ نخواہد بود۔ اگر نور عارض قایم بمجرد ات باشد یا باجسام نور لنفسہ نخواہد بود زیرا کہ وجود او لغیرہ بود پس نور ہم لغیرہ باشد و نور مجرد محض نور لنفسہ بود بسبب قیام او بذات خود و قائل۔ دوم ظلمت کہ بمقابلہ نور است و آن بر سہ قسم است اول ظلمت حقیقی کہ رویت او بہیچ وجہ ممکن نیست دوم ظلمت محسوس کہ آن بہ مقابلہ نور صبح ہویدا است۔ و شرف ظلمت آنست کہ واسطۂ ادراک نور مطلق میشود بسبب تنزل در عالم محسوس یا غیب یا شہادت و آن در مراتب ظلمات امکان امتزاج و اتصال است با نور حقیقی کہ اخوج النور من الظلمات مرتبہ تمام ضیا ست و جمعیت نور و ظلمت است و حقیقت آن ممتزج گشتہ از طرفین و برزخیت میان وجود و عدم زیرا کہ نور صفت وجود ست و ظلمت صفت عدم و ازین جہت است کہ اصل ممکن را ظلمت وصف میکنند و آن مقدار نورانیت کہ ممکن را حاصل است بسبب وجود است کہ بواسطۂ آن از کتم عدم ظہور کردہ است پس ظلمت وے از جہت عدمیت اوست چنانکہ نورانیت او از جہت استفاضۂ نور وجود ست و ہر نقصی کہ بہ ممکن ملحق میگردد بواسطۂ احکام عدمیت اوست فافہم۔ بدانکہ علوم حقیقی کہ در مقابلۂ وجود مطلق است متحقق نیست الا بواسطۂ عقل و ادراک و وجود محض کہ نور مطلق است من حیث ہو ہو ممکن نیست الا بواسطۂ تنزل و مرتبہ عدم

از روی تقل مثال آئینه ایست کہ قابل تجلیات انوار وجود ست و تعین از
طرفین ضیاست کہ حقیقت آن عالم مثال است وجمال نور مطلق درین عالم
ادراک مشاہدہ توان کرد زیرا کہ عالم ارواح ورائے آن از ملکوت و
جبروت وغایت نورانیت است وعالم اجسام مشف بظلمت کدورت
وعالم مثال وضیا برزخیت میان اجسام وارواح ما بین العالمین ہمچ
ازین رو عالم مناسبتے ومشابہتیت وہر عینے از اعیان عالم اجسام وارواح
بواسطۂ مناسبتیکہ با این عالم دارد بحسب قوت وضعف درین عالم جولان میکند
واسرار عالم قدس در مراتب وجودی مشاہدہ می نماید۔ ممکن الوجود آنکہ وجود و
عدم او ہر دو ضروری نباشند یعنے قایم بوجود خود نتوان بود گاہے ہست بود
وگاہے نیست۔ چون ہست باشد ہستی او قایم بوجود واجب الوجود بود و واجب
الوجود خود بذات خویش قایم بود لاتغیر فی ذاتہ ولا بصفاتہ چون نیست گردد
مستہلک شود در وجود ذات حق ودیگر از و نشانی باقی نماند اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ
عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ممکن الوجود وجود روحانیست
واین وجود روحانی درین جسم خاکی بصورت وشکل ہمین جسم خاکیست ودر وقت
خواب جدا میشود وچنانچہ گفتہ اند کہ الروح روحان روح الجاری وروح القیم
روح الجاری ممکن الوجود ست وسوال اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ روز میثاق برہمین ناط گشتہ
کہ در جواب آن بلیٰ گفت واین روح بخود قایم نیست مگر بروح مقیم وروح مقیم
روح قدسی است وآن پرتو ذات خدا تعالیٰ ست واز امر وے استقرار
یافتہ وبخود قیام دارد وقل الروح من امر ربی مراد ازہمیں روح است چون
روح از عالم امر ست وبغایت لطافت واقع شدہ وجسم بہ نہایت کثافت
است حکیم مطلق بقدرت کاملہ ومشیت مدبرہ لطافت را با کثافت چنان

پیوندے داد کہ روح را با جسم نسبتے پدید آمد و ربطی بہم رسید و این نسبت را بنام نفس یاد کرد و فرمود و نفس و ما سوّیٰہا فالہمہا فجورہا و تقوٰہا و نفس را از جہت امکان وجود و نسبت امہات از جہت لطافت نسبتے بعالم قدس دارد و از جہت کثافت نسبتے بعالم ناسوت و انقطاع کلی این نسبت از جسم موتست کہ کل نفس ذائقۃ الموت۔ و چون از جسم عنصری پیوند نسبت او بریدہ شود از عالم مثال بعالم قدس پیوندد و بحسب اکتساب فضائل و رذائل نفس را تعرج و کثف حاصل می باشد بدانکہ میان عالم ارواح و عالم اجسام عالمی دیگر ست کہ آن نمودار ہر دو عالم است و آنرا عالم مثال مطلق گویند و ہر فیضی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام میرسد بواسطہ ان عالم میرسد زیرا کہ فیض روحانی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام فایض گردد میجردست از مناسبت و ارتباط بعالم اجسام چون بعالم مثال مطلق میرسد این عالم را کریم الطرفین می یابد بواسطہ مجاورت روح بعالم ارواح مشابہتے دارد و بباعث موانست جسم بعالم اجسام مناسبتے پیدا کردہ مکتسبے کہ قابل نگسے باشد اختیار کند باز با یفاے وعدہ وجوہ اِذَا جَاءَ اَجَلُہُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ وطن اصلی و مقام معلوم خود بوفور جذبات اشتیاق رجوع نماید۔ و اہل تحقیق گفتہ اند کہ عالم مثال مطلق را دو وجہ است وجہے عام از روی ذات خود و وجہے خاص بمقیدات عالم خیال و ہر متخیلے از نوع انسانی وغیرہ در خیالات مقیدہ اکتساب علم ملکوتی و اقتباس انوار جبروتی بواسطہ این خیالات از عالم مثال میکند و بمدارج ضعف و قوت بر اقسام مشترکست چنانچہ پیغمبر صادق علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام می فرماید الرویا ثلاث رویا من اللہ و رویا من الشیطان و رویا حدث المرء نفسہ پس بحسب قوت و اسرار ملکوتی در فیاے عالم مثال متجلی میگردد و در حالت رکود حواس در آئینہ

خیال مقید مشاہد میشود و قوی ترین رقوہ کہ موجب اطلاع تمام است از معانی
مثال امدیہ توجہ سالک است بجانب مقصود خود جمع ہم از تصاریف احکام وہوم
متفرقہ است تا شعور روحانی از پس پردۂ حجاب طبع بر صور محسوسات از معانی
مجردہ بطریق تمثیل یا تشبیہ یا احداث صورت مثالیہ مطلع گردد بدانکہ عالم خیال
دو مرتبہ دارد یکی مقید کہ آن خواب است و دیگر مطلق کہ آنرا عالم مثال مطلق
میگویند و مرتبۂ مقید مختص بہ انسان است انطباع معانی درین مرتبہ مطابق
وغیر مطابق می باشد بحسب صحت تشکل و دماغ و اختلالش و اعتدال و انحراف
مزاج و قوت و ضعف و قوت مصورہ۔ و خواب بمثل جدولیست جاری از نہرے
پوچھے متصل و یوجہے منفصل و ہرچہ از عالم مثال است حقایق کلیہ است و
صور مرئیہ خیالیہ و مثالیہ در جدول خیال در آید تا برسد بہ نہر مثال و وصول روح
بعالم اصلی کہ آن مثال مطلق است بواسطۂ عبور بر حضرت خیالیہ بود و روح
از عالم خیال مقید متصل شود بعالم مثال مطلق و ازان عالم چوں مراجعت
نماید تعبیر خوشے می آرد و تعبیر نور بصیرت تمام کہ بآن نور حقیقت صور متخیلہ
کشف شود و تعبیر ہر واحدے از بینندگان معنی بود خاص چنانکہ لائق حال رائی
و مرئی بود چنانچہ اگر زاہدے در خواب بیند کہ بانگ نماز میگوید تعبیرش آنکہ
حج بگذارد و یا مردم را براہ راست دعوت کند۔ اگر فاسقی این خواب بیند
تعبیرش آنکہ او را دزدی کند یا مردم را بطریق ضلال خواند۔ و اول وحی الہی بہ
انبیا علیہم السلام رویاے صالحہ است و معنی وحی انزال معانی مجردہ است
در قوالب حسیہ در حالت نوم یا یقظہ و محول احوال در یقظہ ادراکات حسیہ
است و در نوم حس مشترک و ہرچہ در بیداری دیدہ شود رویت است و
آنچہ در خواب بیند رویاست اگرچہ متخیل نزد عوام تحققے ندارد و مطلقا اما نزد

خواص اگرچہ در خارج وجودے نیست لیکن حقیقت تمثل در خیال وحس مشترک تحققے و وجودے دارد چون معلومات در علم ومعقولات در عقل واکثر امور غیبیہ علیہم السلام در نوم بینند در عالم مثال مطلق ہر آئینہ مطابق واقع باشد ازیں جہت حضرت ابراہیم علیہ السلام تعبیر نکرد و یا اسمٰعیل علیہ السلام فرمود اِنّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فِی نَفْسِ الْاَمْرِ آن ذبح عظیم کبش مقصود بود مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام آنچہ در خواب دیدہ بود بواسطہ خلت خلیلیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام را ذبح فرمود وحق تعالیٰ فرمود یا ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ای جعلتہا رایتہ فی منامک صادقاً گر خداوند جلشانہ خود تعبیر آن بکبش فرمود اینست معنی ذبح عظیم قال بدانکہ اکثر از فقرائے کاملین گفتہ اند کہ وجودات ممکنات مراتب متفاوتہ دارند بسبب تقدم وتاخر وکمال ونقصان ووجود ہر ماہیت عین آن ماہیت باشد یعنی آنکہ موجود ہمان وجود ست وماہیت متحدہ است با وبہ نحوے از اتحاد و جمیع موجودات ظلال اشراقات وجود واجب قائم بذاتہ ہستند وازیں جہت ماہیات اصلا وجودے نیست ونہ تاثیرے وتاثیرے در وجود بلکہ ماہیات اعتبارات کلیہ ہستند کہ آنہا را عقل اعتبار کند ووجودات باہا متصف میشوند پس از براے ہر مرتبہ از وجودات نعوت کلیہ عدیدہ یا رسیدہ بودہ است مسماۃ بماہیات وعوارض کہ رتبہ وجود باہا نرسیدہ است وبخلق جبل باہا بودہ است۔

ممتنع الوجود علماے صوفیہ گفتہ اند کہ حقیقت ممتنع الوجود آنست کہ ہیچ شئی را در جنب واجب الوجود ہیچ وجودے نیست واو منع کنندہ صور اشیاست از وجود واین وجود امتناع شریک باری میکند پس شریک باری ممتنع الوجود است واین در کتب کلامیہ مشہور است اما در حقیقت ممتنع الوجود

- آنست کہ در ازل الآزال بحر ذات بحت بادی تعالیٰ ہیچ شئی را وجودے
نبود یعنے ممتنع بود کہ اطلاق وجود بر ذات مقدس مطلق او کہ در حجاب پردۂ
کنت کنزاً مخفیاً پنہان بود وارد گردد و این ذاتیست کہ ماہیت را بحیثیت الوجود
ہمزہین امتناع حکم عدمے داشت کہ از شان او وجود بود و این وجود باقتضاے
تجلی حبی ذاتی کہ اقدس است از شوایب کثرت اسمائیہ و نقائص حقایق
امکانیہ بحکم احببت ان اعرف بجذب ارادت حتیہ پا بہ بساط ظہور ازلیت
نہاد فخلقت الخلق مظہر تجلیات خویش گردانید چون ذات او در مرتبۂ امتناع
وجود از ہمہ شوایب اطلاق و مقیاس نعوت و صفات بری بود در پردۂ
لاتعین و غیب الغیب جلوہ گریہا داشت ع الا کل شئی ما خلا اللہ
باطل ؛ بعد ازان از ممکن غیب الغیب تجلی ظہور خود بہ تنزلات مقدسہ
و مظاہر مختلفہ انداخت شعر

- لقد ظہرت فما یخفی علی احد الا علی اکمہ لا یعرف القمرا

در معاوی ایمغنی داغ چہ خوش گفتہ است ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

و لہ

آئے بھی تو وہ منہ چھپائے میرے آگے اس طرح سے آئے کہ نہ آئے میرے آگے

و سعدیؒ میفرماید

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

عارف الوجود عرفا فرمودہ اند کہ عارف الوجود آنست کہ دانا باشد بوجود خود
و باری تعالیٰ در مرتبۂ ظہور ذات بچون و بچگون خود من ذاتہ لذاتہ فی ذاتہ
عارف وجود خود است کہ انی انا اللہ یعنے انانیت او عین علم وجود او ست

اینجا علم و عالم و معلوم یکیست و بعضے از سالکان راہ حقیقت گفتہ اند کہ مراد از عارف الوجود من عرف نفسہ بود و است کہ بشناسد کہ وجود خود چیست و ہستی خود را ظلال ہستی حق داند زیرا کہ ہمہ وجود است بوجود ہستی او موجود اند و قایم و ہستی او بوجود خود قایم و دایم است چون عارف وجود مطلق خود را شناخت وجود مطلق حق را نیز ازین وجود می شناسد۔ پس شاہد سے از پردۂ وجود بشاہدہ آید کہ خود ناظر و خود منظور و خود شاہد و خود مشہود باشد و وجود مطلق سالک در وجود مطلق حق فنا و مستہلک گردد ؎

تو در وگم شود وصال اینست ☆ تو مباش ہلا کمال اینست

عارف الوجود را بحصول وجود نورانی قابلیتے و صفتے حاصل گردد و جمال بے صورت بیند و کلام بی صوت بشنود بلکہ ہمہ عالم را حقیقت می نگرد کہ اوست و این گفتن راست نیاید کہ چون باشد و چگونہ باشد فافہم و اجتہد۔

پس این چہار وجود کہ ما بیان کردیم با یکدیگر برادر اند و خاصیات و خصوصیات ایشان بہ تجلیات مختلفہ است۔ و واجب الوجود را اول تجلی ذاتیست و تجلی ذاتی وحدانی الہاست و آن حضرت احدیت است زیرا کہ ذات حق وجود است و وحدت وجود عین او و غیر حق بی جود و وجود حق عدم مطلق بود پس وجود محتاج نباشد در احدیت خود بوحدۃ و تعین کہ ممتاز گردد از غیر و وحدت عین او ست و این وحدت عنقاء احدیت و واحدیت است و عین ذاتست من حیث ہی یعنی مطلق کہ شامل احدیت و واحدیت است و واحدیت بشرط ان لا شئی و و احدیت بشرط ان یکون مع شئی باشد و حقایق در ذات احدیت چون شجر بود در نوات و بہ تجلی دوم کہ ظاہر گشتہ اعیان ممکنہ ثابتہ است کہ شیون ذات اند و آن تعین اول است و صفت عالمیت و قابلیت با خود

دارد بیان کہ بیان مراتب اول اند ذاتیہ و قابلیہ تجلی شہودی حق یا تجلی
تجلی فرمودہ از حضرت احدیت بنسب اسمائیہ و بہ تجلی سوم کہ ظہور وجود است
مسما بقلم اعلیٰ و آن ظہور حق است بصور اسماء اکوان و اکوان صور اسمای
الہیہ اند و آن ظہور نفس الرحمانست از نہ وہ مراد از نہ وہ اول امر است
دوم عقل سوم نفس چہارم ہیولا پنجم طبیعت ششم جسم ہفتم افلاک ہشتم ارکان نہم
مولدات و شاید کہ مراد از نہ وہ اول ہیولای اولی ست و آن عالم اعلیٰ و
صورت اولیٰ و عنصر اول است کہ در افق عرش لا الہ الا ہو سبحانہ تعالیٰ ست
و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند دوم عقل کہ در افق ہیولی اولیٰ است
و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند سوم نفس کہ در افق عقل است و
استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند چہارم طبیعت کہ عالم ملایکہ است در
افق نفس است و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند پنجم عنصر جرمی و
آن عنصر جسمانیست کہ استفاضہ از طبیعت میکند ششم عالم جمادی ہفتم عالم نباتی
ہشتم عالم انسانی فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ و شاید کہ مراد از نہ وہ اول
عقول محضہ است کہ انوار عقلیہ قاہرہ اند دوم نفوس مفارقہ کہ جواہر عاقلہ و
انوار مدبرہ اند سوم نفوس منطبعۂ افلاک چہارم صور نوعیۂ سموات پنجم صور
کواکب ششم طبایع اربعہ ہفتم بسایط کلیات عناصر ہشتم صورت جسمیہ نہم از
ہیولای فلک الافلاک تا ہیولای عالم کون و فساد و شاید کہ مراد از نہ
افلاک باشد مگر اول انسب است و بعد ازان دوم سہ برہنہ بودند
یعنے واجب الوجود و عارف الوجود و ممتنع الوجود بہ احکام مراتب خود از شائبۂ
کثرت در تعین وحدت و برتر از کل ما وصف بہ و نعت لہ و مراد از برہنگی
تنزیہ است ۔ واجب در اول مرتبۂ ذات خود من حیث ہو ہو یعنے لا بشرط

شئی منزہ بود از جمیع نسب و اشارات و بری از ہمہ نعوت و اسما و صفات
و ذات احدیہ او عین وجود نہ بشرط لا تعین و نہ بشرط تعین بلکہ من حیث ہو ہو
یعنی غیر مقید باطلاق و تقیید و تنزیہ نیز در آن مرتبہ غیر از تحدید وجود ے ندارد
چہ جائے آنکہ بہ تشبیہ تصور کنند کہ بقید تقیید در آید حضرت شیخ محی الدین
عربی رحمۃ اللہ علیہ می فرماید ؎

فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا

بدانکہ جوہر ماہیت غیر وجود لا فی موضوع کہ وجود بآن جوہر ست و ممتاز
از غیر خود از موجودات و ہمچنین عرض نیز ماہیت موجود فی موضوع کہ اگر
در ذات موجود یافتہ شود وجود او زاید علی الذات باشد گر ذات مطلق او
تعالی برئیست از شوایب جوہریت و نقائص عرضیت زیرا کہ وجود محض است
حاضر بذاتہ لذاتہ بغیر تغیر در بحتیت و صرفیت ذات از ہمہ اشارات و نسب
منزہ او از ہمہ نعوت و اسما و عبارات مقرا ازین جاست کہ گفتہ اند الواجب
لیس بجوہر و عرض۔ عارف الوجود نیز مرتبہ ذاتیست کہ منزہ ست از ہمہ
ہستیہا ے اضافیہ و ہستی خود قایم و علم لذاتہ بذاتہ ؎

من خدایم من خدایم من خدا محض علمم از ہمہ عالم جدا

ممتنع الوجود این مرتبہ سلب وجود ست از غیر بمقابل واجب الوجود چنانچہ
عرفا گفتہ اند کہ در ازل الازال بجز ذات احدیہ مقدسہ ہیچ شئی را ایجابیت
وجود نبود ای لَا شَیْءَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ؎

منم معدوم بی علت چو علت گشت بیونم ازل فرزند من باشد ابد فرزند فرزندم

لرائمہ

ازلیت تو ساری ابدیت تو جاری بہ بقاے خود تو باقی ہمہ عالمست فانی

ویکی جامہ نداشت وآن ممکن الوجود است کہ جامہ وجود خارجی ہنوز در
بر نداشت وممکن دو جہت دارد کہ نہ وجود او ضروری باشد و نہ عدم او ضروری
چنانچہ قبل ازین بہ تشریح آن پرداختم پس از جہت عدم ضرورت ہمچو
کسوت نپوشیدہ بود وآن برادر برہنہ قدرے زر در آستین
داشت فیہ نظر زیرا کہ سہ برادر برہنہ بودند در اینجا ذکر یک برادر برہنہ
فرمود کہ زر در آستین داشت و دیگر برادران را فروگذاشت اغلب کہ
اینجا مراد از برادرے باشد کہ جامہ نداشت کہ آن ممکن الوجود است
و جامہ نداشتن ہم حکم برہنگی دارد و زر در آستین داشتن کنایہ است کہ از گنجینہ
کنت کنزاً مخفیاً از حقیقت معرفت الہیہ بقدر ضرورت ذاتیہ وجود بہ خود
باخویش داشت و مراد با وجود جامہ نداشتن زر در آستین داشتن آنست
کہ وجود ممکن بقدر گنجایش آستین یعنے بقدر استعداد و قابلیت از وجود واجب
استفاضہ کردہ بود و در دیگر رسالہ است کہ در ج زر در آستین داشت
مراد ازان حقیقت وجودیہ است کہ از واجب الوجود بہ ممکن الوجود رسیدہ
است بیا زار رفتیم تا جہت شکار تیر و کمان بخریم بیا زار کثرت
وجودیہ رفتیم کہ آن دنیاست کہ الدنیا مزرعۃ الاخرہ ہر چہ در اینجا بکاریم
ببرداریم ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو
اینجہاں کوہست و عقل ما ندا — ہر ندائے را ازو آید صدا

درین بازار بجہت شکار غزلان معارف حقایق اسمائیہ و کونیہ الہیہ
تیر سعی کردیم للانسان الا ما سعیٰ ست و کمان توجہ نفس تا رجوع الی باشیم
بخریم قضا رسید یعنے باقتضائے حکمت الہیہ و مشیت ازلیہ ہر چہ کشتہ

شدیم این ہر چہار وجود در وجود نشاۂ انسانی جذب گردیدند و انسان بفحوائے انی جاعل فی الارض خلیفۃ مظاہریت گوناگون از کمن آبخان در ینجہان سر برآورد پس حقایق جمیع موجودات در علم و اعیان مظاہر حقیقۃ انسانیہ اند و حقیقۃ انسانیہ مظہر اسم جامع و آہل اللہ ازین جہت کہ ظہور حقیقۃ انسانیہ در عالم است عالم را انسان کبیر میخوانند و حقیقۃ انسانیہ را ظہور اتست در عالم انسانی اجمالاً و اول مظاہر انسانیہ صورت روحیہ مجردہ است مطابقہ باطنیت کلیہ و بصورت اعضائیہ مطابق است با اجسام عالم کبیر و این تنزلات در مظاہر انسانیہ مطابقہ حاصل آمدہ است میان نسخہ صغیر و کبیر آنا عالم انسان کبیر ست بمعنی و صغیر ست بصورت جمیع تجلیات ذاتیہ و اسمائیہ و صفاتیہ در عالم انسان کبیر مضمر و متمکن است ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم در نہاد او تعبیہ است یعنی در تقویم وجود انسانی گنجینۂ اسما و صفات بطور سے ودیعت نہادہ کہ ہمہ ملائکہ سبوحین و قدوسین و مہیمنین مقر عدم علم خود گردیدند و گفتند لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و پس انسان بواسطۂ این استحقاق مستحق خلافت حق گردید و آن امانتیکہ آسمان و زمین و کوہسار از حمل آن ترسیدند انسان بر دوش مشقت خود برداشت کہ ظلوم و جہول بود یعنی ندانست کہ نتیجۂ عمل چہ خواہد بود لیست و چہار زندہ برخاستیم یعنی این چہار وجود کہ در حقیقت انسانیہ استتار داشتند و عین حقیقۃ احدیہ بودند متشکل بر غیب مطلق بصورت کثرت علمیہ از تعینات و خصوصیات خود اسمے در یمے برگرفتند و بصورت بست و چہار مظاہر پدید آمدند و ہی ہذہ

لاہوت	جبروت	ملکوت	ناسوت
عقل کل	نفس کل	عقل کلی	نفس کلی

روح اعظم	نفس نباتی	نفس حیوانی	نفس انسانی
قلب	روح	شعور	نور
نفس امارہ	نفس لوامہ	نفس الہمہ	نفس مطمئنہ
زمان	مکان	جہت	تعین

انگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند و یکی ہر دو گوشہ و ہر دو خانہ نداشت مراد از چہار کمان عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح عالم مثال عالم اشباح۔ و مراد از شکستہ بودن سہ کمان یعنے عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح۔ عالم مثال۔ اول از حیثیت تعینیات عدمیہ احت و اعتباریہ اعیان از وجود مطلق راجع است بعدم و نزد اہل اللہ مخلوق عدم است و الوجود کلہ للہ و عالم ارواح تعین جوہریست مجرد از عوارض اجسام و الوان و اشکال و عالم مثال عالم لطیفیست برزخ میان عالم مجردات و درین عالم ہمہ اجسام مجردہ اند از مواد مثل مجردات مگر امتداد آنہا مثل امتداد اجسام است مگر غیر وصل و فصل۔ و عالم اشباح عالم شہادتست کہ آن عالم امکانست **و یکی ہر دو گوشہ شکستہ بود** یعنی ممکن کہ نہ وجود او ضروری بود نہ عدم او **و ہر دو خانہ نداشت** یعنے سلب ضرورت یکے از طرفین کہ لازم او بود و عالم اشباح کہ از ممکنات است و عالم شہادتست و آن عرش و کرسی و فلک اطلس است کہ محدد جہاتست و این ہمہ بسائط اند لطیفیت خامسہ غیر طبایع عناصر دارند **و آن برادر برہنہ زرد** یعنی ممکن الوجود کہ زر وجود از خزانۂ واجب الوجود در آستین داشت **کمان بی گوشہ و بیخانہ** را بخرید کہ آن امکانست کہ سلب ضرورت یکے از طرفین در انست پس این بیگوشہ و بیخانہ را از جانب سلب ضرورت عدم بخرید **تیرے می**

بالیست یعنے استعداد تا بواسطۂ آن تمکار حقیقت کونیہ شود چہار تیر دیدیم
سہ شکستہ بودند و یکے پر و پیکان نداشت مراد از چہار تیر چہار
عناصرست آن آتش و باد و آب و خاک است از یک تا سہ پراگندہ بودند یعنے
بخود جمعیتے و ثباتے نداشتند و یکے کہ آن چہارم است پر و پیکان نداشت
یعنے خاصیت متحرک بالارادہ بودن و موثریت در اجسام کونیہ نداشت
تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم یعنے بحصول طبیعہ
کلیہ در طلب حقیقتے کہ در عالم انسانیت بود بصحرائے شہود آمدیم چہار آہو
دیدیم سہ مردہ بودند و یکی جان نداشت مراد از چہار آہو
طبائع اربعہ است و تشبیہ آہو بطبائع از انجہت است کہ ہنوز صفت گریزندگی
با یکدیگر نداشتند بلکہ صفت قراریت در ذات ایشان تعبیہ بود و مراد از سہ مردہ
بودن اینست کہ آتش و باد و آب از جہت عدم مزاج و امتزاج با یکدیگر مثل مردہ
بودند یکے جان نداشت یعنے خاک بسبب عدم مزاج و امتزاج با ایشان متحرک
نبود برادر برہنہ زرد ارکمان کش تیر انداز از ان کمان بی
گوشہ و بیخانہ تیر بے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد
یعنی ممکن الوجود کہ خزانۂ واجب الوجود زر وجود در آستین داشت از کمان
بی گوشہ و بیخانہ تیر بی پر و پیکان کہ آن سلب ضرورت یکی از طرفین است
بر آن آہوے بیجان یعنے خاک کہ بسبب عدم مزاج و امتزاج با طبائع اربعہ
غیر متحرک بود از جانب عدم سلب ضرورت زد کمندے می بایست تا
صید را بفتراک بندیم مراد از کمند مزاج است تا صید طبیعت را کہ
در خاک افتادہ بود بفتراک تمزج با ہی بہ بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ
پارہ بودند و یکے ہر دو کرانہ و میانہ نداشت مراد از چہار

کمان جسم مطلق۔ جسم نامی جسم حساس و متحرک بالارادہ جسم ناطق۔ پس جسم مخصوصیاتے ذاتیہ علیحدہ علیحدہ بودند یعنے جسم قابل ابعاد ثلاثہ و جسم حساس و متحرک بالارادہ مصدر اساسات و تحریکات ارادیۂ حیوانیہ و ہر یکے خاصیتی و حکمی جداگانہ داشت بحیثیت جمادیت جرد و بحیثیت نباتیت شجر و بحیثیت حیوانیت بالارادہ مشتہر و آن یکی کہ ہر دو کرانہ و میانہ نداشت جسم ناطق است کہ با وجود جسمیت و نامیت و حساسیت و متحرک بالارادہ بودن دریابندۂ معقولاتست و آن روح انسانیست کہ مظہر حقیقۃ امریۂ الہیہ است و بصورت روحیۂ مجردہ مطلق باطنیت کلیہ و بصورت اعضائیہ مطابق با اجسام بسیطہ است و مراد از ہر دو کرانہ و میانہ نداشتن آنست کہ روح نہ داخل جسم است و نہ خارج و نہ حال درمیان محل چون روح از عالم امرست از قید جسم و جسمانی بودن بالکلی مبراست و مجرد از ہمہ ادناس قیود و معاقد عقودست و ہیچ بندے از آلایش اجسام پاے آزادی او را بستہ نمیتواند کرد و نہ نظر خیال در لوح وہم صورت ذاتی او را بہ نقش وجود صورتے منقش تواند نمود ؎

هَبَطْتُ إِلَيْكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْأَرْفَعِ وَرُقَاءُ ذَاتَ تَعَزُّزٍ وَتَمَنُّعِ
مَحْجُوبَةً عَنْ كُلِّ مُقْلَةِ عَارِفٍ وَهِيَ الَّتِي سَفَرَتْ وَلَمْ تَتَبَرْقَعِ

و روح را از عالم امر یا جسم نسبتے کہ ہست از انفس گویند خواہ نباتی باشد یا حیوانی یا انسانی و انقطاع این نسبت موت است و مراد از کل نفس ذائقۃ الموت ہمین انقطاع نسبت است و باری تعالیٰ بہ نفس انسانی قسم یاد کردہ است و نفس و ما سوّیہا فالہمہا فجورہا و تقویہا بداند کہ عرفاے محققین گفتہ اند کہ بر نسخے کہ روح را بعد از مفارقت بدن از نشاۂ دنیاویہ در آنجا قیام خواہد بود غیر ازین برزخست کہ درمیان ارواح مجردہ و اجسام است زیرا کہ مراتب

تنزلات وجود و معارج او دو نسبت دارند یکے مرتبہ کہ پیش از نشاء دنیا دیہ بود
و دیگر مرتبہ کہ بعد ازان باشد از مراتب معارج و آن مرتبہ عروج است و صوری
کہ لاحق ارواح شود در برزخ دیگر صور اعمال و نتیجہ افعال سابقہ است در نشاء
دنیا و یہ بخلاف صور برزخ اول ہر آئینہ از جمیع وجوہ ہر دو یکے نباشند البتہ شریکا ند
کہ ہر دو عالم روحانی و جوہر نورانی غیر مادی اند مشتمل بر مثال صور عالم و برزخ اول
را غیب امکانی و ثانی غیب مجالی گویند فافہم و عالم مثال عالیست روحانی از
جوہر نورانی شبیہ بجوہر جسمانی از انرو کہ محسوس است و شبیہ است بجوہر مجرد عقل از ان
وجہ کہ نورانیست پس این عالم نہ جوہر عقلی مجرد است و نہ جسم مرکب مادی بلکہ برزخ
است و حد فاصل میان این ہر دو برزخ کہ میان دو شئی بود بالسویہ از طرفین و
شبیہ بجہتین و مشتملست بر صور عالم جسمانی و مثال صوری کہ در حضرت علمیہ الہیہ اند صور
اعیان و حقایق است و عالم مثال را خیال منفصل نیز گفتہ اند زیرا کہ غیر مادیست
و ہر معنی از معانی و روحے از ارواح او را مثالیہ مطابقہ است بکمالات او فافہم
صید را آن کمند بی کرانہ و بی میانہ بر بستیم یعنے نفس ناطقہ انسانی را
بر کمند جسمانیت بر بستیم کہ بے کرانہ و بی میانہ یعنے نہ داخل جسم بود نہ خارج جسم خاصہ
می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم و آن ضرورت خانہ
تن است کہ بغیر قیام اینجا صید روح را پختہ نمیتوان کرد یعنی مکمل نفس انسانی را
راست این خانہ می بایست کہ روح بغیر جسم دریں جا ہیچ کار نمیتوان کرد کہ حصول
سعادت حاصل این مزرعہ فیض اکتساب است ؎

از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست زاد راہے بر نمیداری ازین منزل چرا

چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ و یکے سقف و دیوار ندارد مراد از چہار خانہ چہار عناصرست و سہ درہم افتادہ یعنے آتش و باد و آب درہم

افتاده بودند دیگی کرسقف و دیوار نداشت مراد ازین عنصر خاکست و این خانه
سقفیکه مانع انوار علویه باشد نداشت و دیواریکه استقرار خاصیات طبیعت را نتواند
باشد نبود یعنی بسبب سقف وجدار نبودن این خانهٔ خاک از حوادث زمانیه
وتغیرات امکانیه مصؤن ومحفوظ نبود دیگے دیدیم برطاق بلند نهاده
کو هیچ وجه وحیله دست بآن دیگ نمی رسد مراد از دیگ طبیعت
است که در آن استقصات متخالفة الکیفیات را مزاجے و انحادے حاصل
آید باز از یکدیگر جدا نمیشوند تا حکم اقتضاے مشیتة الهیه بر آنها صادر گردد و مراد
از طاق بلند فلک نفس است چنانچه حکیم مجریطی گفته که فلک نفس درمیان چار
افلاک واقع شده وبالاے او دو افلاک روشن ومهذب وآن هیولاے
اولی وعقل است وتحت او دو افلاک مظلمه رذله که آن طبیعت وعنصر است پس
اگر غالب گردید آثار هر دو فلک اعلی که نیره فاضله سعیده اند مصیر ومستقر آنها
فردوس اعلی است ونفس ازان مستمد ومنبعث گردد واگر غالب گردید آثار هر
دو فلک مظلمه رذله که مصیر ومستقر آنها نار سفلی است نفس مستمد ومنبعث ازان گردد
وابداع نفوس بهیمیه ونباتیه وجمادیه نه از عقل مستمد میگردد و نه از هیولاے عالیه
که در آنها جاعلیت این هر سه نفوس نیست البته هر دو فلک اسفل که طبیعت و
عنصر است مصیر ومستقر اینها خاک است وخاک ازینها منبعث ومستمد می گردد
بتقدیر عزیز علیم پس طبیعت دیگ است که بالاے طاق بلند که آن فلک
آخرست نهاده اند و بر استحصال طبیعت کریمه هیچ حکیمی را قدرتے حاصل نیست
مگر از فیضان قوت وهبیه باریتعالی جلشانه چهار گز زیر پاے کندیدیم
تا دست بآن دیگ رسید چون حصول طبیعت کریمه از نفس فلکیه بغیر از
استقصات محال بود بمقدار گنجایش چهار عناصر که زیر فلک آخرند تدابیر حکیمه

نکند از نفس فلکیہ حصول طبیعت کریمہ کہ آن طبیعت خامسہ است نمیتوان کرد و مراد از کندیدن این است کہ چون حکما خواہند کہ استحصال طبیعتہ کریمہ کنند حفرہ میکنند و در آن حفرہ تبغین تحصیل طبیعتہ کریمہ می نمایند فافہم چون شکار پختہ شد **شخصے از بالاے خانہ بیرون آمد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم** چون طبیعتہ کریمہ با چہار عنصر مزاج گرفت نفس طبیعیہ از بالاے نفس فلکیہ فرود آمد کہ من نصیب مفروض دارم یعنے بقدر استعداد و قابلیت من بخشے باید داد پس اول نصیب از نفس نباتی گرفت و در نمو آمد پرادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان **شکار را زان دیگ برآوردہ بر تارک وی زد** یعنے روح حیوانی کہ در کمین طبیعت نشستہ بود و در دیگ نفس طبیعت پختہ و با ہم مزاج یافتہ سخت مثل استخوان گردیدہ بود بر تارک وی یعنی نفس نباتی کہ از دیگ طبیعت حصہ خود طلب میکرد زد یعنی بر نفس نباتی روح حیوانی غلبہ نمود **درخت زرد آلو از پاشنہ پاے وے بیرون آمد** مراد از زرد آلو بمناسبت زردی ہمان زرست کہ مرد بر ہنہ را در آسیتن بود و از لفظ زرد ہم زر بتخفیف دال حاصل می آید یعنے زر حقیقت وجود بطی مراحل اسمیہ و منازل رسمیہ بذوات مختلفہ و صفات متشخصہ از زر زرد آلو شد و مراد از درخت منشعب شدن حقیقت واحدہ از اصلیت خود بفرعیت متنوعہ است تا آنکہ صورت درخت زرد آلو گرفت و از پاشنہ پاے یعنے از زیر پاے آنکس طبیعت کہ از بالاے نفس فلکیہ فرود آمدہ بود بیرون آمد **بر سر آن درخت رفتیم** یعنے ترقی کردیم از نفس نباتی بعالم حیوانی **خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن آب میدادند** خربزہ از اثمار رتمیں الکینیہ است و لذیذترین میوہا است و مراد اینجا نفس نباتیست

کہ مشتمل بر حیوانیت و ملکیت است و بہر جانب کہ خواہد مستحیل میگردد و چنان کہ گفتہ اند ؎

آدمی زادہ طرفہ معجونیست کز فرشتہ سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود بہ ازین ور کند قصد آن شود بہ ازان

یعنے بعد از وصول بعالم حیوانی بعالمے رسیدند کہ دران عالم خربزہ کاشتہ بودند یعنی تربیت نفس انسانی میکردند و آب بفلاخن میدادند یعنے از عالم قدس کہ دور ترین عالم طبیعت است بفیضان قدسیہ الہیہ آب میدادند ازان درخت **باذنجان رومی** آوردیم یعنے نفس انسانی آثار عالم طبیعت گرفت اورا بصورت باذنجان یافتیم کہ کثافت داشت **و قلیہ زرد ساختیم و با اہل دنیا گذاشتیم** چون باذنجان کثیف و زردک لطیفست ازین ہر دو قلیہ ساختیم یعنے باہم مزاج دادیم و برائے اہل دنیا گذاشتیم تا ذائقہ لطافت و الم کثافت باستعداد طبیعی خود دریابند چندان بخوردند کہ اما سیدند بشہوات و لذات دنیا چندان پرداختند کہ تو گوئی آماسیدہ اند ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن در متاع و نقرہ و فرزند و زن
اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در حق حق و در بق بق اند

چنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت دانستند کہ این آماسیدن فربہی است حالانکہ بوفور حب جاہ و شہوات دنیا و یہ در حقیقت فربہی ایشان آماسیدن بود بحدے کہ خانۂ تن بر ایشان تنگ گردیدہ بود کہ بیرون نتوانستند رفت یعنے خود را در کدورت ہوا جس نفسانی و رواجس حیوانی چنان مشغول و محبوس گردانیدند کہ دنیا بر ایشان تنگ شد و در آنجا بہ نجاست ماندند یعنے در آلائش دنیا آلودہ ماندند

وما بہ آسانی از کید ایشان بیرون آمدیم یعنی ما چہار برادر در ریاض تنزلات و مراتب تعینات کہ مختلف من حیث الظہور بودیم در آخر کار از عالم امر روح مجرد گردیدہ در خانۂ تن قرار گرفتہ بودیم از دنایس کل و نقائص کل ہوش از مشغولیات جسمانی کہ موجب حیرانی و سرگردانی بود بیرون آمدیم بآسانی و از کید ایشان فارغ گشتیم و بر در خانۂ خفتیم و بسفر روان شدیم یعنے چندے بر در خانۂ تن بغفلت توقف کردیم چون بیدار شدیم شعور حقیقت خود ما را بسفر عالم قدس آمادہ کرد پس بمقر اصلی خود باز گشتیم کہ کل شئ یرجع الی اصلہ ارباب حقیقت و اولوا الالباب معرفت سر خیالات باز نمایند یعنے ارباب کشف و تحقیق و اصحاب رشف و تدقیق کہ کاملان علم حقایق و و اصلان معانی دقایق اند سر این سخنان مرموزہ باید گفت اینست کہ در آخر رسالہ حضرت قطب المحققین و قدوۃ المدققین حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز حسینی فرمودند رحمۃ اللہ علیہ۔

خلاصۂ این کلام دقایق انتظام و حقایق پیام آنست کہ وجود حقیقی کہ در حقیقت ہمہ وجودات ظل وجود ذات اویند در جمیع منازل و مراتب بحکم اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللہ سایہ ست و در تمام مظاہرات کونیہ بشیون مختلفہ کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شَانٍ دایر۔ و اول وجود با جود حق از نہانخانۂ کُنتُ کَنزاً مخفیاً پا بر بساط ظہور نہاد یعنے در حرم کبریائی خود کہ مرتبہ احدیۂ ذاتیہ ذاتست خود بخود بازی عشق می باخت و بحسب ازلی و عشق لم یزلی اظہار عین جامۂ خود فرمود کہ آن عبارتست از حقیقت محمدیہ کہ عرفا این را مرتبۂ احدیہ جمع میخوانند یعنے وجود من حیث الحقیقۃ احدیہ مجمعہ ذاتیہ بود منزہ از جمیع اسما و صفات من حیث التعین و ذات احدیہ ازلاً و ابداً در تجلی بود در غیب مطلق کہ سر

ذات اوست و باہر موجود وحدانیت است کہ بسیط حقایق ذات بوده بلکہ عین جمیع موجودات بود من حیث التعین والظہور و حقیقت کل وجود احدیت بود کہ صفت حیات و بقاے ایشانست و رجوع حقایق جمیع موجودات بدین حضرت تقدس و تعالی ست۔ و در مرتبہ احدیت من حیث الذات جمیع اسماء و صفات متحد بالذات بودند و معرفت چگونگی این ذات را از حیثیت تجرد از نسب و اضافات انوار عقول و شوارق نفوس در نیابد۔ بعد از طی مراحل تنزلات خود بمرتبہ خلقت الخلق عالم کثرت را محل مظاہر صفات کونیہ خود فرمود۔ و ماہیت کلیہ کہ محل ظہور حل الہیہ است از مرایاے صور اعیان ثابتہ تجلی کرد و اعیان ثابتہ مرایاے اسماے الہیہ اند و اسماے الہیہ متعدده اند بتعدد صفاتیہ و احد اند باحدیت ذاتیہ و مجموع موجودات علویہ و سفلیہ مستفیض اند از فیض وجود واجب الوجود و جمیع ذات کائنات آئینہ ظہور اسما و صفات حق اند و انسان کامل جامع جمیع حقایق عالم و حافظ اسرار الہیہ و کمالات کونیہ است ؎

كُلُّ الْجَمَالِ غَدَا لِوَجْهِكَ مُجْمَلًا لَكِنَّهُ فِي الْعَالَمِينَ مُفَصَّلًا

و بحسب نشاء عنصریہ آخر موجود است و بحیثیت جسم اشرف موجودات و بتاثیر روح اکرم ارواح و بحسب برطایکہ است ؎

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ لَبَّةٌ وَلَطِيفَةٌ مُسْتَوْدَعٌ فِي هٰذِهِ الْيَحْمُومَةِ

اینست آنچہ ما ارادہ کردہ بودیم و اللہ اعلم بالصواب و در آخر این شاہد شرف نامہ را بزیور نظم آراستہ می کنم تا جمال باکمال او بجلوہ گر بہا۔ ے گوناگون دل از دست عاشقان برباید اگرچہ عروس خوبروئے احتیاج آرایش زیورے ندارد و لیکن مشاطہ شوق طبیعت را عادت آنست کہ شاہدے را بہزار ان هزار

زیوری آرائید تا خود تو یوراتوان به آراستگی سر برآورد ؎

بزیورہا بیارائید خوبان بہر وقتے تو سیمین تن چنان بودی کہ زیورہا بیارائی

مثنوی شکارنامہ

ما کہ باہم چہار اخوانیم راز اسما و سترا کوانیم
گرچہ ہستیم در شمار چہار فی الحقیقت یکیم و ہم بسیار
ہر کجا ما بہم رویم ہمہ بی ہمہ با ہمہ مقیم ہمہ
ہمہ و با ہمہ و بی ہمہ ایم ہر طرف خوش رمان زیرکہ ایم
چار یکدل برادران حبیب ہر یکے از یکے بعید و قریب
گرچہ ما بود و ہایم یارے چند صورت آرائے اعتباری چند
ہر چہار یم ما خوشش آزندہ فارغ از امتیاز ہر کہ و مہ
نہ دو ہا نزد و جہان برتر بلکہ از ہفت آسمان برتر
مثل این نہ بہ شش جہت بنود ہشت جنت بدین صفت بنود
سہ تن از ما نداشتند بہ تن جامہ کان پوششے بود بہ بدن
یک برادر برہنہ بود ہمہ خویشتن را ہمی نمود ہمہ
این برہنہ برادر دلریش با وجود برہنہ بودن خویش
داشت در آستین بصد ہنرے قیمت کائنات درج درے
پس برفتیم جانب بازار بود در روے عجائب بسیار
تا ز بہر شکار تیر و کمان بخریم و رویم در میدان
از قضا ہر چہار گشتہ شدیم کشتہ گشتہ تمام پشتہ شدیم
باز بر خاستیم بست و چہار از تہ پشتہ ما ہمہ یک بار

طرفہ دیدیم ما چہار کمان ناقص افتادہ چہ سود و چہ زیان
بدان یکے را نبود دو خانہ بود ہم از درد او گوشہ بگانہ
چہ کمانے چو خاطر درویش گوشۂ و خانہ نداشت بخویش
آن برہنہ برادر زردار بگزید این کمان بقصد شکار
تیر بایست از برائے کمان چار تیر شکستہ گشت عیان
پر و پیکان نداشت زان یک تیر آن خریدیم ما بصد تدبیر
پس برفتیم جانب صحرا بہر صیدے کنیم تا پیدا
طلب صید کرد سرگشتہ سعی کردیم دشت و در گشتہ
طرفہ دیدیم چہار آہوے اندران دشت بی درنگ و بپے
زان سہ بودند مردہ یک بیجان بر سر خاک افتادہ عیان
آن کمان بخش برادر زردار تیر انداز بے خطا ہشیار
بہ کمانیکہ بود نادرہ کیش گوشۂ و خانہ نداشت بخویش
تیر کان بود بی پر و پیکان رو بران آہوے کہ بد بیجان
رسنے بہر بندی بایست یعنے اکنون کمندی بایست
تا بفتراک صید بر بندیم رخت خود پس سوی دگر بندیم
ناگہان یافتیم چار کمند سہ ازان پارہ پارہ بود و نزند
یک ازان دو کرانہ نیز نداشت چہ کرانہ میانہ نیز نداشت
صید را ما بہ بند افگندیم درمیانِ کمند افگندیم
نہ کرانہ میانۂ بہ کمند آہوے صید گشتہ اندر بند
خانہ بہر مقام می بایست بہر بخت طعام می بایست
تا در آنجا نہ صید ما بپزیم آہوے صید کردہ را بپزیم

پختہ سازیم صید گشتہ شکار — بعد پختن بیاوریم بکار
ہر طرف بہر خانہ گردیدیم — پیش خود چار خانۂ دیدیم
سہ ازان بود در ہم افتادہ — یک دیوار و سقف بُد سادہ
اندران خانہ در شدیم ہمہ — بی محابا در آمدیم ہمہ
بود در خانہ طرفہ طاق بلند — بر تر از آسمان نہ پیوند
تا سر طاق دست کس نہ رسد — نردبانے بجیدہ باید بست
پس مغاکے بپای کندیدیم — چار گز تا بلند گردیدیم
دست ما تا فراز دیگ رسید — پختہ شد آن شکار چرب امید
شخصے از بام خانہ شد نازل — از پئے بخش خویش مشتعل
بہ نصیبے تواں نمود قریب — گفتہ اند اینکہ النصیب یصیب
در کمین بد برادر کال — دست در دیگ کرد بس عاجل
استخوانے برون ز دیگ آورد — سوے او بازالتفاتے کرد
زد بشوخی تبارک سروے — نخل سنجد بر آمد از بر وے
یعنے از پاشنہ نہالے رست — خوش نہالے بصد کمالے رست
بر سر یکدرخت زرد آلو — گشتہ بودند خربزہ بہ نمو
بہ فلاخن کہ آب میدادند — بوالعجب آب و تاب میدادند
ما رسیدیم بر فراز درخت — پس فرود آمدیم با ہمہ رخت
قلیۂ زردک از برای جہان — ساختیم آن لذیذ تر از جان
اہل دنیا تمام تر خوردند — تن بصد فربہی بر آوردند
فربہی در حقیقت آماسے — تنگ شد خانہ بر تن ازیاسے
حال خود را چو باز دانستند — سعی کردند تا توانستند

تنگ شد خانه بینوا ماندند — در بجاست بخانه وا ماندند
ما زهر کید راز دان گشتیم — برون از قید آن مکان گشتیم
جهد کردیم تا بآسانی — ما برآئیم خوش بجولانی
برون از خانهٔ خراب شدیم — فارغ از جمله اضطراب شدیم
بر در خانه چند کے خفتیم — باز ترک تمامتر گفتیم
چون بعزم وطن کمر بستیم — بسفر رخت خویش بربستیم
ما نه بارے بسر گران رفتیم — بسلامت از جهان رفتیم
تا چه بودست ای دل الالباب — باز گوئید راز آن از هر باب
نظم کردست آخر مسکین — آنچه در نثر گفت خواجهٔ دین
خواجه در خواجگان حق ممتاز — قدوهٔ روزگار بنده نواز

رحمت حق بروح او بادا

روح ما را فتوح او بادا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	بئیوْبِ	بِنُوْبِ
۴	۴	موہیت	موہبت
۴	۱۲	عِرفت	عرَفت
۴	۲۰	نخل	نکل
۵	۹	دزدرا	دردرا
۱۰	۱۱	قَوْسَیْنَ	قَوْسَیْنِ
۱۲	۶	کوئ	گوئ
۱۳	۵	اشکبار	استنکار
۱۳	۱۰	درات	ذرّات
۱۳	۱۴	حاستہٗ	حاسۂ
۱۴	۲۰	عنّ	عن
۱۶	۱۸	وعاضی	وعاصی
۱۷	۴	وازردے	وازوے
۱۷	۱۴	مخالفتہ	مخالفة
۲۱	۱۵	مرعلہ	مرحلہ
۲۱	۲۱	لَنَفِسدَ	لَنَفِدَ
۲۳	۸	بحت	بحب
۲۴	۱۳	السیرللہ	السیرللہ
۲۸	۱۱	گرد	کرد
۲۸	۲۰	زبین	زمین
۲۹	۹	وپرا	ویرا
۳۲	۱۲	بَدُاللہِ	یَدُاللہِ
۳۳	۷	بگذاردم	بگذارم
۳۳	۲۰	خلقے	خلقے
۳۴	۸	ماشد	باشد
۳۷	۱۳	گردید	کردید
۴۱	۱۸	ازبودورائے	ازبودبودورائے
۴۶	۱۰	وسلم واشب	وسلم راشب
۴۶	۱۱	میکند	میکنند
۴۹	۱	انیٔ	آنیٔ
۵۷	۲۰	گردانیہ	گردانید
۶۱	۳	حض	خص
۶۱	۳	خلفاءراشدین	خلفاءالراشدین
۶۲	۲۰	گرداند	گردانید
۷۰	۱۹	وبے	وبے
۷۴	۱۰	ندارت	ندارد
۷۶	۲	نسخنے	سخنے
۸۵	۲	محبت حق اختیار	محبت حق واختیار

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱۸	برسراسراز	برسراسرار
۱۰۵	حاشیہ	وے ولمحہ	وے ولمحۂ
۱۱۰	۱۲	تصورلن	تصورکن
۱۱۶	۶	وَسِعَتْ	وَ سِعْتَ
۱۱۹	۱	کا ستراتی	کا ستوائی
۱۲۲	۶	ہرایک	ہریک
۱۲۶	۱۳	بنشید	بنشیند
۱۲۷	۲۱	ابدالایان	ابدالان
۱۴۰	۲۰	بیکون الواو	بیکون الواو
۱۳۱	۱۱	اے ھیٰنَ	اے ھیٰنْ
۱۴۵	۷	دورو	دردو
۱۴۷	۱۸	ضیف	ضعف
۱۵۰	۹	یاترا	تاترا
۱۵۰	۲۱	ندشت	نداشت
۱۵۳	۳	حسن	حسنہ
۱۵۶	۳	ودوندا شت	ودوخانہ نداشت
۱۵۶	۱۳	وتیراندازان	وتیراندازان
۱۵۹	۶	مزاج	مزاج
۱۶۶	۱۸	توی	قوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۱۴	چہارم عالم	چہار عالم
۱۸۰	۱۴	وَلَامِنِیَھُمْ	وَلَامَنِیَّتَھُمْ
۱۸۸	۱۷	چہار راہ	چہارم راہ
۱۸۹	۱۲	جزمی	جزئی
۲۰۰	۱۸	مابجمیع	ما بجمیع
۲۰۴	۱۲	فَتَجَلّٰی رَبُّہٗ	فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ
۲۰۲	۱۲	فَنَجْعَلَہٗ	جَعَلَہٗ
۲۰۷	۱۷	جسل	جعل
۲۱۰	۱۰	جبیعتہ	طبیعت
۲۱۱	۱۴	نفوت	نعوت
۲۱۴	۱۷	بردید	بروید
۲۱۶	۸	نداشتن	ندانستن
۲۱۶	۱۵	شُغرت	شَغرت
۲۱۷	۱۶	تکمل	تکمیل
۲۱۷	۱۷	راست این	سعت این
۲۲۲	۱۱	فیض	فیض
۲۲۴	۱۶	بود زبند	بود زبند

حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ رضیین گلبرگہ نے

انتظامی پریس حیدرآباد

میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ رضیین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ

مہتمم اعزازی کتب خانہ رضیین۔ گلبرگہ

قیمت کتاب ۸/

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ

کتاب مستطاب

جواہر العشاق

المعروف بہ

شرح رسالہ غوث اعظم

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان خواص
بحر لامتناہی عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بہ حسن توجہ

جناب معلی القاب نواب محمد امیر علی خان بہادر دام اقبالہم تیج سی ایس
صوبہ دار (کمشنر) صوبہ گلبرگہ شریف و صدر نشین مجلس انتظامی کتب خانہ ہذا دامت فیوضہم

گلبرگہ شریف

و بہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے بی ٹی
ناظم (وظیفہ یاب) مشیر تعمیرات سرکار عالی

در عہد آفریں برقی پریس حیدرآباد طبع شد
شعبان ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم
النبیین شفیع المذنبین سیدنا وسید الکل محمد والہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

حضرت سلطان الجن والانس غوث الثقلین غوث الاعظم سید محی الدین ابو محمد
عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفوں میں ایک مختصر سا
رسالہ ہے جو رسالہ غوث الاعظم اور رسالہ غوثیہ کے نام سے مشہور ہے
اس میں انہوں نے اون الہامات میں سے جو اون پر وقتاً بعد وقتٍ وارد ہوا کرتے
تھے چند کو نہایت عجیب وغریب اور بے نظیر ترتیب کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔
مبتدی اور متوسط درجہ کے اہل سلوک وعرفان اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے
مستفید ہو سکتے ہیں لیکن درحقیقت یہ رسالہ حضرت غوث الاعظم نے منتہیوں اور
کاملوں کے لئے لکھا ہے تاکہ اوس انتہائی منزل قرب وعرفان تک پہنچانے کے لئے
جہاں پہنچکر اولیاء اللہ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ کی برگزیدہ ترین
جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں مشعل ہدایت کا کام دے۔ اکابر طریقت نے اس کو
نہایت عظمت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہر زمانہ میں اس سے مستفید ہوتے آئے ہیں
اس رسالہ کی متعدد شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے چار کے مطالعہ کا
شرف مجھے حاصل ہے سب سے مقدم اور بہتر حضرت قدوۃ العارفین صفوۃ السالکین
سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ العزیز کی شرح ہے جس کو وہ جواہر العشق

کے نہایت دلنشین نام سے موسوم فرمایا ہے۔ دوسری شرح مسمی بہ نشاط العشق حضرت مخدوم ملوک شاہ الصدیقی القادری علیہ الرحمہ کی ہے جو اواخر نویں صدی میں لکھی گئی تیسری شرح مسمی بہ بساط العشق ہے جس کو حضرت مخدوم عبداللہ بن حسن بن علی الملکی الحسنی الجیلانی نے اوایل دسویں صدی ہجری میں لکھا تقریباً اوسی زمانہ کی تالیف کی ہوئی ایک اور شرح ہے جس کا نام مجھے معلوم نہ ہوسکا۔ جس مرتبہ اور پایہ کا مصنف ہوتا ہے تصنیف اوسی مرتبہ اور پایہ کی ہوتی ہے۔ رسالہ غوث الاعظم کی کوئی شرح جواہر العشاق کو نہیں پہنچ سکی حضرت غوث الاعظم کی عظمت کو شدت سے ملحوظ رکھتے ہوئے جس جوش و ولولۂ محبت اور کمال عقیدت سے یہ شرح لکھی گئی ہے وہ بیان سے باہر ہے اور مطالب کی شرح اونہوں نے جس وضاحت سے فرمائی ہے اس کا اندازہ اس کو بغور مطالعہ کرنے سے ہی ہوسکتا ہے۔

سنہ ۱۳۱۰ھ میں مصر میں ایک کتاب مسمی بہ الفتوحات الربانیہ فی المآثر القادریہ طبع ہوئی۔ اس کتاب کے جامع سید اسمٰعیل ابن سید محمد سعید القادری الجیلانی ہیں اس کتاب میں اونہوں نے حضرت غوث الاعظم کے ارشاد فرمائے ہوئے اوراد و وظایف کو امثلاً قصیدۂ غوثیہ درود کبریت احمر۔ اسبوع وغیرہ کو جمع کیا ہے اور سب سے اول جگہ رسالہ غوث الاعظم کو دی ہے۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز کی جس طرح بعض تصنیفیں مفقود اور اکثر نادرالوجود ہیں یہ شرح بھی نادرالوجود ہے زمانہ دراز کی مسلسل جستجو کے بعد اوس کے صرف دو نسخے مجھے مل سکے۔ ایک نسخہ سنہ ۱۱۰۰ھ کے قریب کا لکھا ہوا ہے جس کو میں نے حاصل کیا۔ دوسرا نسخہ سنہ ۱۱۱۳ھ کے نقل کئے ہوئے ایک نسخہ کی نقل ہے جس کو میرے کرم دوست مولوی معشوق حسین خاں صاحب المخاطب بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے کتب خانۂ رونقین کے لئے وقف کردیا ہے کتب خانۂ رونقین سے یہ نسخہ میں نے عاریتاً

حاصل کیا۔ ان دونوں نسخوں میں کتابت کی صدہا غلطیاں ہیں۔ چند جگہ عبارتیں ناتمام رہ گئی ہیں اور اس دوسرے نسخہ میں کاتب نے دو تین جگہ مضامین کو نقل کرنے میں تقدیم و تاخیر کرکے مخلوط کردیا ہے بہرحال جہاں تک ممکن ہوسکا ان دونوں نسخوں کے باہم مقابلہ سے تصحیح کی گئی اور متن کی تصحیح میں الفتوحات الربانیہ مطبوعہ سے بھی مدد لی گئی۔ جہاں جہاں تصحیح ممکن نہیں ہوئی اکثر پر استفہام کی علامت (؟) لکھ دی گئی ہے۔

ہمارے نہایت محترم دوست جناب نواب محمد امیر علی خان بہادر بالتعاہ تقرر بار دوسال سے صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار (کمشنر) اور "وقفین" کی جائیداد کے ناظم ہیں حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات پاک کے ساتھ انہیں نہایت عقیدت اور ان کی تصانیف کے ساتھ خاص شغف ہے۔ اون کے حسن توجہ سے رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ میں حضرت مخدوم کی مبسوط تصنیف شرح رسالہ غوثیہ طبع ہوکر شائع ہوئی اور اب یہ کتاب مستطاب **جواہر العشاق** معروف بہ **رسالہ غوث الاعظم** اون کی سرپرستی میں منجانب کتب خانہ وصیتیں طبع کرائی گئی اور شائع کی جاتی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

سید عطا حسین

حیدرآباد دکن

۲۰ جمادی الاول ۱۳۶۲ ہجری

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ

کتاب مستطاب

جواہر العشاق

المعروف بہ

شرح رسالہ غوث الاعظم

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص
بحر ناتناہی عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

مطبوعہ

عہدہ فرمن بقی پریس مع محمد ہنارک

سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الباء حرف الایصال والتضمین ابتداء الموجودات باللہ والحادثات من اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ شبے باحضرت علی کرم اللہ وجہہ بودم تا روز شرح! بسم اللہ میکرد وروایت نفسی عندہ کالجرۃ عند البحر العظیم۔ اگر جلالت نقطہ بار بسم اللہ بر عرش آمدے یا بر آسمانہا یا بر زمین او رحال گداختہ شدے کقولہ تعالیٰ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ خواجہ شبلی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ تو کیستی فرمود کہ انا نقطۃ باء بسم اللہ خواجہ بایزید را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدہ بود کہ بایزید چیست برکاغذ نبشت کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبروستش داد و فرمود کہ بایزید انیست بدانکہ بایزید و شبلی نور اللہ روحہما اولیائے اند وصف ایشاں این بود الذی ھو الفانی فی اللہ وباقی باللہ والظاھر باسماء اللہ وبصفاتہ یعنی اولیاء اللہ ظاہر ایشاں اسماء اللہ است وباطن صفات اللہ باشند الحمد للہ رب العالمین کہ دوستان خود را چنیں ظاہر میکرد کہ جز خود ایشاں را کس نشناسد خصوصاً درحق علی کرم اللہ وجہہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفھم غیری

۲ معلوم خواہد شد اللہ مشتق از موجودات اللہ عبارت از الوہیت الرحمٰن الرحیم اللہ بسوی رحمن بہ نسبی رحیم بہ تجلی۔ مثلاً اللہ رحمن بہ تنفس رحیم بہ تنفس۔ اللہ بہ تقریب رحمن بہ ولایت رحیم بہ

محمد حسینی فرمود کہ ہر دو کلمہ مبالغت اند لا فرق بینہما

۲۔ الحمد للہ۔ یعنی سپاس و ستایش مر خدایرا کہ لا محمود الا اللہ حمد نفسہ بنفسہ ہمچو خداوند تعالیٰ بر ذات خویش ثنا میکرد و کند ہیچکس نتواند کرد لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک بر تو جلوہ نکردہ است۔ حمد چیست و حامد کیست و محمود چہ معنی دارد عرف من عرف۔ اہل شریعت میگویند کہ الحمد ھو الوصف بالجمیل علی جھت التفضیل۔ و نزدیک سالکان مسالک طریقت و راہروان ربوبیت و گوشہ نشینان زاویۂ وحدت حمد بر سہ قسم است یکے قولی دوم فعلی سوم حالی حمد قولی اقرار لسان را گویند بعبارتے کہ بلسان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام فرمود کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و این را نزدیک سالکان معرفت قولی و تقلیدی جمہور نیز گویند۔ اما بدانکہ شریعت و طریقت و حقیقت بنا بر یک اصل است و آن اسلام است و در شریعت و طریقت و حقیقت ہمیں کلمہ لا الہ الا اللہ میگویند و در گفتن این کلمہ ہیچ اختلافے نیست فاما در نفی و اثبات این کلمہ اختلاف کردہ اند۔ دوم حمد فعلی است و این حمد تعلق باعمال پسندیدہ از عبادات و خیرات ابتغاءً لوجہ اللہ و انقیاداً لامر اللہ اما حمد حالی بحکم اللہ اتصاف است بکمالات علمیہ و عملیہ۔ و حمد قولی اقرار لسان است و حمد فعلی حمد قالب است و حمد حالی حمد روح است ہر کہ بر سد باندازہ مناسب شد بجمیع حمد و صفات فافہم۔ حمدے کہ محققان گویند اینست تحقیق اگر حمد خوانند اینست اما بدانکہ حمد تعلق بروح دارد و شکر تعلق بزبان دارد و حمد از برائے کمالیت استعداد خود میگویند مر احدیت ذات را و شکر از برائے ازدیاد نعمت است کما قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید یعنی حمد خدایرا کشادہ میکند غم را و غمہا را۔ غم حزن را میگویند و حزن مر از عشق

اصغر نیست عشق او سطا است و عشق او سطا این است کہ او خود بر خود عاشق است
پس غم خود را کشف کنندہ است۔ اکنوں بدان وقتیکہ آن خداے تعالیٰ کنز
مخفی بود در حجرہ بالقوہ در ذات او حبے پیدا شدہ کہ من علیم ہستم خبیر شوم
علیم بود دوست داشت اینکہ خبیر شود بعد وجود الاشیا باشیا خبیر شد۔ داود
علیہ السلام پرسید خدایرا یا رب لماذا خلقت الخلق فقال اللہ تعالیٰ کنت کنزا
مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنی غمے داشت آن غم را
بخلقت الخلق کشف کرد و او علیہ السلام پرسید کہ پروردگار من برائے چہ مصلحت
ویرائے چہ سر ظاہر کردی خلق را فرمان شد گنجے نہانی بودم دوست داشتم اینکہ من شناختہ شوم
وخود بخود شناسم خود را گنج خواند یعنی ذاتے ام با نوع صفات و باختلاف عبارات جمال من دارم جلال من دارم قہر
از من برآید و لطف از من روے نماید قدرت مرا علم مرا سمع مرا بصر مرا تعین نامی ام
رافع ام خیر و شر و راحتان و سرورا بانی صفات لاتناہی بدین اعتبار گنج نام
نہادم ہمہ در من بالقوہ موجود بود خواستم کہ از حجرۂ قوہ بصحرائے فعل شوم ہمو خواستن مجے
محبوبے خود را بنا برین مصلحتے و بنا برین سر خلق را آفریدم غم خود را خود آشکارا کردم ربخود کشف کردم یعنی
شمس را آفریدم قمر را آفریدم زہرہ را آفریدم مشتری را آفریدم عطارد را آفریدم و زحل و مریخ را آفریدم
کذلک الباقیات کالجبال والاشجار والدواب والبیات کالفرس والبقر والغنم
والفیل والاسد والنمل والحیۃ والعقرب وعلی ھذا القیاس کل الموجودات
پس کاشف الغم باشد نوخود را کشف کردن بظاہر کردن محبوب محبوبش کاشف الغم
کشندہ اندوہ است ایں سخن از است اے دوست میدانی کہ عاشق را چہ اندوہ است
و مشتاق را چہ است ازین است حاکیا عن اللہ تعالیٰ انا انت وانت انا پس
عاشق میداند کہ یقین من غیر او نہ ام و عین او چگونہ باشم چیست ایں معاملہ را حزن و بکا
بسیار است کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایم الحزن والبکا

ولیکن ایدوست اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ غم ہمہ کشادہ شود واین غم راکاشف الغمہ ہمو است وقتے کہ حزن وغم راکشادہ فرمود کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا اے دوست وقتیکہ از سبعین الف خصال من الحمیدہ والذمیمہ بروں آئی و از سبعین حجاب اللہ من النور والظلمۃ بالاشوی و در تخلقو باخلاق اللہ خلق یافتہ آئی پس عبودیت دراں حال از تو بدر شود و در یکون عیش کعیش اللہ ساکن شوی و دراں حال فقرت تمام شود فہو اللہ جلوہ کنان رابنی و شراب سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ رانوش کنی و آنگہ بدانی فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ سریر عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ در خلوت خانۂ کہیعص باشی و آنگہ کہ غم مرا کشف کرد دراں وقت در جنت وصال و راتحاد درآئی شکر کن کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اے حزن البشریت ہمان بشریت کہ وجود تو بود بینک وبینہ کہ حکایۃ عن اللہ تعالیٰ وجودک حجاب بینی وبینک دراں وقت تو نمانی او بماند کہ فلا یکون مع اللہ غیر اللہ رائے ایں معانی آں بیچارہ منصور مغفور مشہور میفرماید کہ

بینی وبینک انی ینازعنی ۔۔۔ ارفع بلطفک انی من البین

حاشاک ام حاشای من اثبات اثنین اے دوست غم تا ادام ناقص قالب است بجوار ظہور ظاہر بدیں تمثل و تشکل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود کہ یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا یعنی یا قالب بشکل آدمی بروے زمین مرا نیاوردے واگر نہ لولاک لما ظہرت الربوبیۃ تاج اوست چراگفت پس عاشق را غمے است کہ از بشریت وا از تشکل بشر خلاص میطلبد مگر سلطان العارفین از برائے ایں معنی فرمودہ است کہ البشریت عند الربوبیت فمن احتجب بالبشریت فہتکت الربوبیۃ لیں غم یکاشف غمہ ہمہ است عشق من عرف ۔

۳۔ والصلوٰۃ علی خیر البریۃ وشوق خدائے تعالیٰ بر ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادکہ محبوب اوست اینچنیں محبوبے کہ نیکوترین از ہمہ اوصاف اوست آنجا کہ گفت فخلقت الخلق لاعرف ہمین باشد فظہرت المحمد لاعرف جمال کمال خود را بخود نتواں دید لاجرم آئنہ باید ساخت و ظہور او و افضل و اکرم و اشرف آئنہ جز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیست۔ ہمہ کس را برائے محمد ظاہر کرد و محمد را برائے خود از آنجا کہ گفت والصلوٰۃ علی نبیہ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اے ینظرون پس از برائے ارشاد مومنان را فرمود صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اے انظروا علی محمد حتی یرانی کما قال علیہ السلام من رانی فقد رای الحق ولی مع اللہ وقت ہمیں غمزہ میزند کہ معشوق او ام مرا از ہمہ کس مکنون و مستور میدارد مگر آں بزرگ از ینجا گفت قدس سرہ کہ ہمہ کس خدائے را میدانند ولیکن نمی شناسند فاما محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کس میداند و نہ کس میشناسد۔ اے عزیز من عرف نفسہ فقد عرف ربہ گر بدو نسبتے میدارد تا کہ ہمیشہ نہ خود را میداند و نمی شناسد

نہ جاز از خود خبر از جان کہ جان کیست نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

خیر البریۃ ازیں گفت کہ او را خدائے تعالیٰ علم اولین و آخرین داد یعنی علم تنہا و جانہا است۔

۴۔ (اما بعد) فقال اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم المتوحش عن غیر اللہ والمستانس باللہ فرمود اے فریادرسندہ بزرگ اینچنین عونے کہ احتراز کنندہ از غیر خدائے و انس گیرندہ با خدائے۔ سوال غیر کیست۔ جواب۔ ہر نامہ کہ بجز نام خدائے است غیر است اگرچہ از وست ولیکن نہ اوست ؎

بوالعجب کاسے و بس نادرے است کیں چو عین آں بود آں کے شود

اگر عشق حقیقی میدانی بازے عاشق مجازی شو و آنگہ بدانی کہ با غیر محبوب عاشق نیاساید

ہمچون مجنون است ؎

نخواہم زیستن بے توتن بیجان چہ کار آید محال است اینکہ بے لیلیٰ مے مجنون بیاساید

مشو اہول بشنو کہ اسما جز ہمان مسمی بیش نیست گرچہ ایں ہمہ اسما نہادیم۔ وآن دگر نجوان لیس فی الدارین الا رب وان الموجودات کلہا معدومۃ الا وجوہہ تبارک وتعالیٰ وآگاہ باش کہ ما فی الوجود الا اللہ ولیس فی الدارین غیر اللہ یکے دیر یکے ہماں یکے باشد جواب گوش جان بشنو کلامک خارج من دایرۃ ہل الذوق اکنوں از دایرہ بگذر واز وجود موجودات نیز بگذر واز ہفتاد ہزار حجاب اللہ نیز بگذر وآنگہ بدانی کہ غیر کیست وغیریت چیست این گمشدہ گان دانند وجود تو غیر است وبخود بودن غیریت است۔

تا جان مدہی بکافری نتواں رفت

تا کرباخویشی صد دینی ہمہ چوں شوی فانی احد بینی ہمہ

سالک را حالتے باشد کہ ہفتاد ہزار صور تہا در نظرش آید وآں اوصاف ہماں سالک است نہ ذات سالک یعنی آں غوث الاعظم متوحش عن صفات اللہ ومتانس بلقاء اللہ زیرا کہ آں غوث الاعظم با ہمہ ناہا وصفاتہا بحکم تخلقوا باخلاق اللہ اتصاف یافتہ بود اکنوں ازاں احتراز میکند وبا اللہ در تجلی یکے در یکے شدن را میخواہد انس گیرد با خدائے ازبرائے ہمیں گفتہ است عگینم از انکہ با تو در پوست نہ ام یعنی اگرچہ در خود عکس پرتو او را عین الیقین وحق الیقین می بیند ولیکن ازو احتراز گیرندہ است زیرا کہ غوث کامل بود واگر بہ چنیں اتصال کہ پرتو او سر فرو کردند انا الحق وسبحانی گفتند آں یکے را بردار کردند وسوختند ودر دجلہ انداختند وآں دیگر را از اول مرتبہ عالی کہ میداشت فرو آوردند زیرا کہ آخر بوقت موت ازیں بدمستی ہشیار شدہ فرمود کہ الٰہی ان قلت یوما سبحانی ما عظم شانی ومن

مثنی وھل فی الدارین غیری فانا الیوم کنت کافرا مجوسیا اقطع زناری واقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ غوث ازیں ہر دو مرتبہ بلند دارد غوث در آئینہ خویش آفتاب اللہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ را میدید و می بیند ولیکن لانی تقدمت بالعبودیت مذہب گرفتہ است ہمچوں آں ابی بکر وراق نور اللہ روحہ فرمود کہ لیس بینی وبینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیۃ یعنی دوست عکس پرتو اورا غیر نام نہاد و بدو بودن را غیرت داشت۔ ہر کہ عاشق خدا و محمد شد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکس پرتو محمد است کہ در آئینہ آن محمد جز اللہ نمی تابد محمد جز آئینہ قابل بیش نیست فی ہذہ الکتاب جواہر العشاق شرح من کلام مالک الاخلاق المتوحش عن غیر اللہ والمستانس باللہ را بشنو کہ چہ میگوید صورت صفت صورت ذات ندارد اوصاف او لامتناہی است آرے دوست را در جلالیت تشکلے دیگر است و در جمالیت تشکلے دیگر ہمچو قال ابلیس لعنۃ اللہ علیہ رایت ربی لیت لمرضا فی اقبح صورۃ فقرع رجلیہ علی صدری فوجدت حرا فی نفسی لعنت خدائے خدائے اوست در تجلی جلال عاشق را خطے و نصیبے نباشد و آں محبوب رب العالمین از تجلی جمال نشان داد کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ فوضع یدہ علی کتفی فوجدت بردا فی قلبی الہام تمثلات جلال و جمال را بیان میکند پس آں غوث الاعظم رض ازیں تمثلات و تشکلات احتراز میکند زیرا کہ کار او راہ اوری است کہ الحق ورا را او را معلوم خواہد شد۔

۵۔ قال فی یا غوث الاعظم قلت لبیک یا رب الغوث فرمود غوث کہ فرمان شد مارا کہ یا غوث پس گفتم من کہ راضی شدم و حاضر ایستادہ ام من ایستادنی تا در اطاعت میکنم من اطاعت کردن ترا اے پروردگار من۔ [illegible] زیرا کہ در غوث جز خود را نمی بیند

پس آں تعظیم برائے خود میکند۔ در آئینۂ غوث عین خود را می بیند پس با خود کلام میکند لا یذکر اللہ الا اللہ قال کل طور بین الناسوت والملکوت فہی شریعۃ وکل طور بین الملکوت والجبروت فہی طریقۃ وکل طور بین الجبروت واللاھوت فہی حقیقۃ فرمود خدائے تعالیٰ کہ ہر طور کہ میان آسمان و زمین است ایں جہاں را ناسوت نامند کہ عالم بہائم و عالم مُلک و خلق و عالم محسوس و عالم شہادت و عالم صورت و عالم جوارح و عالم ظاہر میگویند و ملکوت را عالم امر و عالم معقول و عالم قلبی و عالم غیب و عالم معنی و عالم باطن خوانند۔ و جبروت را عالم روح و عالم موجود بالقوہ و عالم ممکنات و عالم ماہیات و عالم کلیات و عالم باطن و غیب الغیب و معنی المعنی گویند۔ و لاہوت عالمے است کہ عرش عزت اوست و کرسی او کبریائے اوست و لوح او قدر و قلم او قضا و فلک او عظمت او و کیوان او قہر و برجیس او لطف و بہرام او جلال و خورشید او جمال و آتش او غضب و آب او رحمت و خاک او حکمت و بقائے او لم یزل و لا یزال۔ و عالم نزدیک اہل شریعت ماسوی اللہ را گویند العالم اسم لکل موجود سوی اللہ تعالیٰ۔ اما نزدیک سالکان سوی اللہ وجود ندارد کما قال سر اللہ فی الارض صاحب النصوص العالم ھو الحق المتجلی بجمیع صفاتہ پس از ناسوت بملکوت عالمے است کہ آشکارا است و آں شریعت محمد است علیہ السلام یعنی بکردن عمل صالح شریعت از ناسوت بملکوت رسند یعنی از قالب تا بقلب رسند آں شریعت میباید۔ قالب رنگ قلب گیرد و در قلب آنی حق تعالیٰ ہفت طور را آفریدہ است اول را صدر نام است و آں اسلام است اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ و در تورات ہست دل ست و عمل بسوی شیطان است [illegible]

فِی صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔ اگر معاذ اللہ شوم المعاصی وتاثیر
صدرہ قہر الٰہی نور اسلام فتور پذیرد وظلمت کفر فروگیرد ولیکن من شرح اللہ بالکفر صدرًا
بازیں مقام دائم ہم دریں طور است ۔ طور دوم را قلب نام است معدن ایمان
وخزانہ حق است اُولٰئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ بریں حاکی است وفاً
نور عقل است فیکون لھم قلوب یعقلون بھا وبینائی دل کہ آں را بصیرت
گویند ہم اینجا است حس بصر ظاہر پرتو بصیرت است ۔ طور سوم را شغاف نام
است جائے محبت وشفقت است بر اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومحل عشق ومودت خلق با اولیا وانبیا است قولہ تعالیٰ قَدْ شَغَفَهَا
حُبًّا وپیغامبران را ومشائخ ان را محبت بر مریدان وبر امتان ہم ازیں طور است
عشق مجازی ازیں طور گذرد واز اینجا است کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرمودہ حببت الی من دنیاکم ثلثۃ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ
وجائے دیگر فرمود اولادنا اکبادنا طور چہارم را فواد گویند محل مشاہدہ ورویت
جلال وجمال وصفات دیگر است مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی طور پنجم را جنۃ القلب
نام است مقام شوق وذوق ومحبت وعشق باری تعالیٰ است ودولتی غیر
را اینجا مجال نیست طور ششم را سویدا خوانند مقام مکاشفات غیبی وعلم لدنی ومعارف
حروف مقطعات وگنجینۂ اسرار الٰہی وعلم اسما است وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا
طور ہفتم را بیجۃ القلب نام است ظہور صفات ذاتی وتجلیات الوہیت اینجا است
نفس وشیطان را جز در طور صدر ودیگر اطوار مجال از دحام نباشد وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ
شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۔ وبعضے گویند کہ نفس ودل وروح وسر وخفی وغیب الغیب پس
ہر طور کہ از ملکوت تا جبروت است آں طریقت است یعنی بجردن عمل طریقت
از دل بروح رسند ۔ اے دوست روح جبروت رسد چوں مجرد روح گشت

دوم بار زاده شد شنیده لن یلج ملکوت السماوات. من لم یولد مرتین اے
دوست چوں از مادر زاد این جہان وخود را دید چوں باز خود زاده شود آنجہاں راو
خدا را بیند عزوجل ازین اُمّ اُمّ اصلی مراد است که فعته هذا انا من الله والخلق
منی واز تو مراد حقیقت تست وآن در نظر نمی آید ولیکن از تو جدا نیست آن در تن
تست همچو تو وتو نباشی آن روح است که ملاقات خواهد کرد که نفخت فیه الروح
من امری علی من یشاء من عبادہ آن روح چوں ترا از تو بستاند وجاے تو او
گیرد ذات تو صاف همچو آئینه شود در آن وقت خدا ے را بینی که با تو چگونه میکند
وترا بچه نام میخواند نشنیده که بزرگے از اینجا چه نشان داد قال ادخلی فی جنتی الخ
ویخاطبنی بذاته ویکاشفنی بصفاته در اینجا تو فانی فی الله شوی وباقی بالله باشی
وظاهر باسماء الله تعالی وبصفاته گردی الله یجمعک هذا چوں دل بروح رسد از ملکوت
بجبروت رسیده باشد وبعین الیقین جبروت را بیند. هر طور که میان جبروت ولاهوت
است آن حقیقت است یعنی بکردن عمل حقیقت از جبروت به لاهوت رسد
یعنی از روح بسر رسد چوں سر یافت این سر باید داد ؎

سر باز دریں راه اگر طالب اوئی در کوے خرابات بگنجد سر و دستار

در این محل با او همسر شوی این یافتنی است نه گفتنی ولیکن اے دوست سر همین
است که در اینجا عاشق برنگ معشوق میگردد وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا همین غم
نیز ندکه ارض ذات تو را روشن گرداند نور ذات خویش در اینجا هر دو معشوق باشند
عاشق نه همه ناز باشند نیاز نه. همه یافت باشند نا یافت نه مَنْ رَانِی فَقَدْ رَای
الله از اینجا خواست زیرا که خلعت یا نور نوری ویا سر سری یافته بود چوں قالب سر
شد قلب خفی گشت روح غیب شد یعنی روح قدسی که حائل بود در میان آن همه
پرده بود برخاست اکنون آنچه در غیب الغیب بود ظاهر شد دریں وقت فقرت تمام

شد فہو اللہ جلوہ داد اتحاد تصوف وحلول از یجا روے نمود ولیکن لیس البیان کالعیان شکر گفتن دیگر است ودیدن دیگر چشیدن دیگر است۔

۶۔ قال اللہ تعالیٰ یاغوث الاعظم ماظہرت فی شیٔ کظہوری فی الانسان فرمود خدائے تعالیٰ کہ اے غوث الاعظم ظاہر نکردم یعنی ظاہر نشدم در چیزے ہمچو ظہور کردم در انسان خود را یعنی ہمہ اشیا آئینہ ذات ما اند انسان سر اوست اگر ایں سر بیان کنم ولیکن ازین کلمے مراد است کہ آنجا باز فرمود شعر

کفرت بدین اللہ والکفر واجب لدیّ وعند المسلمین قبیح مصراع

در کفر ہم صادق نہ زنار را روا کمن

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ہمیں باشد بر انسان فرد

اورا نبود ظہور بے ما مارا نبود وجود بے او ست

سرے کہ درین صورت زیبا است نہانی گر روے نماید بخدائی کنی آنکار

تا او نشوی تا نشود معلوم ست کان روز آفریدہ نبودی او بودی

۷۔ ثم سألت یارب ھل لک مکان۔ قال لی یاغوث الاعظم انا مکون المکان ولیس لی مکان سوی الانسان والانسان سری وانا سر الانسان پس سوال کردم کہ اے پروردگار من ہست ترا مکانے فرمود مرا کہ اے غوث من پیدا کنندۂ مکانہا ام ونیست مرا مکانے ورائے آدمیان وآدمیان را نہانی من اند ومیگویند ام من انسان را وصف اوایں است در بیچ چیز ہم وبہر جا حاضرم یعنی نیست مرا مکانے وانسان آئینہ ما است ومن آئینہ انسان ہستم کہ المومن مرآۃ المومن والمومن ہو المومن رمزے ہم از یجا است کہ قلب مومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ورنہ قلب کجا واصابع رحمن

ست این صورت ہم از کتب منقول غیب میگویند روم ست سرح

کما قال المنصور قلب المومن کالمراۃ اذا نظر فیھا تجلی ربہ ۔ والانسان سری وانا سر الانسان این معنی دارد عرف من نظر بدان کہ انسان مشتق از انس است وانس بدو نوع یاد کردہ اند الانس ھو السکون الی اللہ والاستعانۃ فی جمیع الامور والاستیناس مع الناس علامۃ الافلاس ہر کرا حضرت عزت سعادت موانست ومجالست ارزانی فرماید از جمیع حقائق وجمہور علایق متوحش علایق گرداند کہ من استانس بالحق استوحش عن الخلق ۔

۸۔ ثم سالت یا رب ھل لک اکل وشرب قال اکل الفقیر اکلی وشربہ شربی پس سوال کردم من کہ اے پروردگار من ہست ترا خوردنی وآشامیدنی فرمود کہ خوردن فقیر خوردن من است وشرب او شرب من است یعنی خوردن فقیر گرسنگی است وشرب او تشنگی است پس او را ہمچنین باشد تو نخواندہ الجوع طعام اللہ فی الارض بگوش جان بشنو کہ نزد خدائے تعالیٰ فقیر کیست کہ مراد او امرے باشد اذا قال لکل شئ کن فیکون پس ہر چہ خوردن این فقیر است وشرب این فقیر است ہماں خدائے را است عزوجل یعنی آنچنان فقیر را خوردن جز دیدن جمال نیست وشرب جز کلام کردن نہ وشئیاً للہ با او نیست پس ان اللہ جمیل ویحب الجمال او دائم خود را خود می بیند وکلام با خود میکند کلم اللہ موسیٰ تکلیماً در موسیٰ او جز صورت خود نمی بیند وموسیٰ نمیداند اَرِنِیْ میگوید وآن شجر را اگر کہ کجا مجال کہ گوید اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ وَاِنِّیْ اَنَا اللہ

خود گوید راز و خود ز خود میشنود از ما و شما بہانہ ساختہ اند

ہمچنین ہم میگوند ازیں فقیر فقیرے مراد است کہ الفقیر لا یحتاج الی ربہ ولا الی نفسہ دیگر آنکہ الفقیر یحتاج الی ربہ ولا الی نفسہ دیگر الفقیر یحتاج الی کل شئ ولا یحتاج الیہ شئ سیوم فقیر را بیان باید کرد فقیر کیست کہ محتاج است

سوے ہر چیزے زیرا کہ در پس پردۂ ہر اشیا وجود وست می بیند لاجرم بہر اشیا محتاج
باشد و سوے او کسے محتاج نباشد زیرا کہ او خود در نیستی نیست شد غوطہ خوردہ است
خود را وجودے ندارد تا بوے کسے محتاج باشد۔ اینجا فقیر را مرتبہ ایں باشد کہ بی
یسمع و بی یبصر و بی ینطق زیرا چہ دوستان خدا اند حکایۃً عن اللہ تعالیٰ یا فقرائی
من امۃ محمد یا مساکین من امۃ محمد و یا احبائی من امۃ محمد
در دنیا ابرار جز فقیر نیست و در عقبیٰ مقرب او ہم فقیر است کہ دائم در حضور اند و شوق
ایشان بنہایت حضور در آن کمال میشود و خدا را ہم بر ایشان شوق غالب تر از ایشان
میشود حکایۃً عن اللہ تعالیٰ لاطال شوق الابرار الی لقائی و انی الی لقائھم
لاشد شوقاً ایں شوق بعد از مَحَبَّتِھِمْ وَ مَحَبُّوْنَہٗ است دیگر بگویم کہ بگوش جان
بشنوی حسین سر اللہ فی الارض فرمودہ است کہ آں بادشاہ ہمہ بادشاہاں چون
خواست کہ استماعے کند و استغاثے نماید فی میلۃ مظلمۃ فہوا رندلہتہ زندہ در بر کردہ
پرکالہ جامہ کہنہ بر عز پیچیدہ نعلین شکستہ در پاے کردہ چوبے بدست گرفتہ در کوچہاے و
خانہا گدرے میکند شیاطین ندا ساختہ درے را فرو گذار میکنند در ہر جیبے و خلیلے
و شریفے و دنیے و بیگانہ و آشنا بود بطفے میکنند پرکالہ تا نانے در کاسۂ او نہند جاے بود
از خدر بگذرانند و او اگر از بروں قدمے درون دہلیز نہد شاید کہ قفاے خورد و دشنامے
کہ شنود و صدمہ زنند۔ اینجا فکرے کمال باشد کسے نداند کہ ایں مالک الرقاب
و ما بہ [illegible] است اینجا الکبریائی و العظمۃ ازاری را در طرفین اعتبارے
[illegible] شود کہ یکشف لاحرقت سبحات وجہہ ما انتھی الیہ
[illegible] شنبد: شی کذا الوف حجاب من الظلمۃ و لو جعلناہ
[illegible] یکے زبان را کشود ایں منظومہ را

آنکہ برا مد بیزم مجلسیان دوست دوست گرچہ غلط مید و نیست غلط اوست

عارفا جوانمرد از بان درکش من عرف اللہ کل لسانہ را یک موجب ہمین است طیفور از غلبۂ نور حضور چنین گفت الہا آنچہ توئی اگر بگویم ترا کہ پرستند اشنید آنچہ منم اگر بگوئی سنگسارت کنند یعنی کدام پرستندہ است کہ شنود یعنی گوینده و شنونده و پرستنده جز تو نیست آنچہ کنند حقیقت بتمام در آمده است و کذلک علی باب بیت موسی آمدہ بود و موسی نشناخت بعده اورا فرمود کہ من آمده بودم تو نشناختی بعده این دعا بخواند اللھم ارنا الاشیاء کما ھی ؎

نفس قانع گر گدائی میکند درحقیقت بادشاہی میکند

این ہمہ از برائے آزمایش اوست واگرنہ چہ باشد لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا اینجا گفت فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا اینجا گفت فتمثل لہ فقیرا فی لباس الذلۃ و الکدورۃ واگرنہ بوکشف لاحرقت سبحات وجھہ ہر صورتے کہ خوش آید تجلی کند خداشناختن ہم ازین جہت مشکل است واگرنہ او یکے است چہ مشکل کہ الفقر فخری تاج محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس الفقیر ہذا موصوف باوصاف اللہ تعالی کہ اے دوست ہمو نشانے خواہد داد و ما اکل الا انسان وما شرب الی آخرہ۔ من و تو کدام ہستیم۔ ہمچنین ہم می آرند کہ غم میخورد و فقیر ہم ہمچنین از ادون اللہ احتراز کردہ و غم اللہ میخورد و برائے تمنا این کہ فقیر چوں کامل شود فھو اللہ جلوہ دہد ہمچنین خدا تعالی غم بندۂ فقیر میخورد و اینکہ تخم انسان فقیر را ہر تیہ شجر فھو اللہ برساند و نخواندہ کہ کاشت بنیان الرہب ؎

غمگینم انانکہ با تو اندر کویم غمگینم ازاں کہ تو در پوست نہ

فقیر را بجمال جلال خویش میبرد تا کہ عارف گردد چوں عارف گشت نزد وے ہر دو جام جہان نما است گردیدہ ثبت باش

تو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرۂ خاک جامیست جہاں نما کہ در وے نگری

اے دوست ہمہ آدمیان فقیر اند سوے خدائے تعالیٰ قولہ تعالیٰ یاایھا الناس[1] وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ پس ہمہ کس محتاج بخدا اند عزوجل کہ در حق ہمہ فرمان اوست اکل الفقیر الکلی وشربہ شربی زیرا کہ فاعل حقیقی ہموست واللّٰہ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ہمچو روح کہ فاعل وآمر است بر قالب ہمچنان خدائے تعالیٰ غالب است بر امر خویش کہ تو او را روح خوانی۔

۹۔ ثم سألت یارب من ای شیٔ خلقت الملئکۃ قال لی یاغوث الاعظم خلقتُ الملئکۃ من نور الانسان و خلقت الانسان من نوری پس سوال کردم من کہ اے پروردگار من از چہ آفریدی فرشتگان را جواب داد کہ از نور انسان یعنی از نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم وپیدا کردم محمد را از نور خود یعنی از ظہور من خود بلا نقطہ وبلا تمثل بودم وگنج مخفی بودم در حجرہ قوہ بودم چنانچہ حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف دوست داشتم اینکہ آنچہ منم وآنچہ جمال وکمال وقدرت در من است ظہور کنم بخود عارف شوم گفتن[2] اللہ روح العظم شرح کرد تا کہ قیامت واتمام قیامت تا کنہ ہا سے رسیدہ نشود یعنی ظہور اللہ تمام نشود پس از اللہ گفتن در لاہوت از حجرہ قوہ در آمد الہ ساخت آسے آن اللہ قدیم بود ولیکن صفت الوہیت ظاہر کرد خود را در ظہور کردن بنام اللہ چندان مخلوقات پیدا کرد الہیت درست گشت یعنی ظاہر گشت گرچہ در علم بود اکنون در معرفت بوجود الاشیاء رشد پس در جبروت احد شدہ احدیت ظہور کرد پس در ملکوت تمثل احمد نمود پس در زمین بنام محمود ظہور کرد پس در ناسوت کہ دنیا است بشکل محمد ظاہر شد برائے دعوت۔ سلطان خود است ورعیت خود است۔ رسول

[1] این بیت واللہ اعلی واللہ الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید شرح سلہ ایں عبارت در ہر دو نسخہائے منقول عنہا ہمچنین است تصحیح

خود کافران نشناختند کہ گفتند ابَشَرٌ یَهْدُوْنَنَا پس فرمان شد کہ کفرا ایچنیں ندانستند
کہ کان یمشی و لا اظل لہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم از نور خدا است پس نور را سایہ کجا
باشد ہر تعلقے کہ روح را با قالب است ہمچنین او را بمحمد تعلق است مسعود بک از
عرفان محمدؐ چہ خوب نشان داوہ ؎

احمد شدہ نام تو احد آمد در وے ہم در تو بجیم نیفتیم بتاویل

احمد صورت احد است و معنی احمد احد است مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ
خود ہمو فرمودہ است من رانی فقد رای اللہ برائے اطمینان شما است ہر کہ
محمد را صلی اللہ علیہ والہ وسلم بشر خواند یا مخلوق داند او کافر است یعنی سا ترحق است
اینقدر نمیداند کہ روح را بشر نباید خواند بشر قالب است کہ کثیف است و روح از
نور او ست لطیف است۔ اے دوست اگر در آئینۂ محمد خدائے را دیدی و شناختی
در حق تست من عرف اللہ کل لسانہ گوکہ ما عرفت اللہ حق معرفتہ اے
دوست آنجا کہ گفت انا من نور اللہ والخلق منی اے من نوری پس در خویش
بین کہ نور قدس متمکن در ہمہ انسان است عارف چوں در آئینہ نفس خود نگرد محمد را
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشناسد و چوں در آئینہ محمد بیند خدا را بشناسد عزوجل من
عرف نفسہ فقد عرف ربہ از اینجا است فاما عاشق منتہی چوں در خود نگرد
خدا را بیند بقولہ تعالیٰ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ از نکتہ
آفاق مراد محمد است دراں وقت عاشق ہمہ ماند ہمہ معشوق از پس چنانچہ قالب
مرکب است و جان راکب ہم جان مرکب است و خدا راکب۔

۱۰۔ قال سبحانہ تعالیٰ یا غوث الاعظم جعلت الانسان
مصنعی و جعلت سایر الاکوان مطیۃ لہ یعنی اے غوث الاعظم
گردانیدہ ام انسان را یعنی محمد را مرکب من از ین انسان جز محمد نباشد یعنی بنام من

احمد محمد محمود را ملائکہ برہمہ اکوان و افلاک کونین یعنی بچو ملائک را بہ آدم سجود کنانیدم
ہم این سبب بود کہ نور محمد صلی اللہ والہ وسلم در رو موجود بود محمد ساجد است و من
مسجود ازان محمد و الیا و ہمہ انسان مرکوب است و من راکب و ہمہ اکوان مرکوب است
و انسان راکب **مطیئنی** یعنی اے مرآتی پس من خود را در انسان یعنی در محمد و اولیا
می بینم بکلم آئینہ و ایشان خود را در ہمہ ذرہ ہا می بینند میدانی کہ چہ میگویم یعنی ایشان
در ہمہ اشیا آئینہ خود را می بینند پس در آئینہ خود خدا را می بینید یعنی در ہمہ اشیا
نفس خود را می بینند پس می گویند انا لا غیری عرف نفسہ از ینجا معلوم میشود پس دل را
آئینہ خویش پروردگار خویش را می بینند عرف ربہ اینجا درست گردد۔ ازین نفس روح
مراد ذات است ؎

در ہر چہ بدیدیم ندیدیم بجز دوست معلوم چنین شد کہ دگر نیست ہمہ اوست

این ہمہ از عالم کسب معلوم میشود یعنی شریعت و طریقت و حقیقت ہمہ کسب یعنی
است اما معرفت و محبت و عشق از عنایت خدائے تعالیٰ حاصل میشود پس اینجا شر
کسے میدارد کہ معرفت روزی مرا دراشدہ است و اہل طریقت کسے است کہ اہل محبت
است بلکہ محبوب است خدا را آن اہل طریقت است و اہل حقیقت کسے است
کہ در مقام معشوق آمدہ است بلکہ مجرد عشق شدہ است و زین درجہ بیش نیست زیرا
العشق ھو الذات در اینجا حادث نماند ہمہ قدیم است و فقر و فقیر نماند ہمہ غنی و
غنا است در اینجا فنا و فانی نماند ہمہ باقی و بقا است سرکہ نہاں در ین عاشق
بود امروز پیدا شد۔ ؎

سرنیست درین عبد خفی گر شود آں کشف بے شبہ و نما صورت معبود بر آید
سرنیست درین صورت زیبائش پنہانی گر روے نماید بخدائی کند افسرا

۱۱- قال یا غوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلوب انا وقال فی الانسان ونعم الراکب انا ونعم المرکوب الانسان ونعم الراکب الانسان ونعم المرکوب له سایر الاکوان یعنی ظاهر یعنی اے غوث الاعظم نیکو طالب منم ونیکو مطلوب اند انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیا زیرا کہ انسان جز آئینہ بیش نیست پس خود را در انسان می بیند وخود طالب بر خود میشود ونیکو راکب منم یعنی نیکو بیننده بچشم محبت وشوق منم ونیکو منظور اند انسان نشنیدۂ قلب المؤمن مرات اللہ - اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ہمیں اشارت میکند - ونیکو راکب اند انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیا نیکو ناظر اند در آئینہ ہمہ ذرہ ہا اذ فا الاشیاء کما هی ہمیں حاکیست ونیکو منظر گاه اند ہمہ ذرہ یعنی در ہر ذرہ ظہور ما است در ہر ذرہ ایشان ما را بینند ومی یابند ہر ذرہ کہ می بینم تو می پندارم ہمیں غمزۂ میزند وبشارت عزا نیست مریدان را

ہر ذرہ کہ می بینم خورشید در و پیدا است

اے دوست ہمچو قالب مرکب است روح راکب ہمچنیں روح مرکب است وخدا راکب ہمچو بالا مذکور است مرتبہ انسان بلند است کہ در تقریر نیاید و در تحریر نگنجد ہمچو میفرماید -

۱۲- یا غوث الاعظم الانسان سری وانا سره لو علم الانسان منزلته عندی لقال فی کل نفس من الانفاس لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ الا ای اگر بشناسد انسان مرتبہ خویش را انچہ مرتبہ دارد نزد یک من ہر آئینہ گوید در ہر دمے اندر مہاے خود کہ پادشاہی مرا است - نیست پادشاہی امروز یا ہمہ روز مگر مرا است یعنی منصور مغفور مشہور چو عالم را سجدہ کنان خویش بینند خود مسجود بر تخت سریر سرکہ نعتہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر پیکون

مع اللہ کماہو فی الازل بیند کہ غیر او نیم زیرا کہ فلا یکون مع اللہ غیر اللہ خود را غیر او نبیند لاجرم انا الحق گوید اینجا قایل ہمو است تعالیٰ ہمچو من الشجرۃ انی انا اللہ گفت ہمچنین منصور گفت انا الحق و بحانی بایزید ہم ازینجا خاست و عذر خواہی ایشان ہمو فرمودہ است کہ لو عرف الانسان الی آخرہ و آن رئیس الطائفہ و سید القوم چون ثبوت خود نزدیک او نہ بیند بحکم آنکہ الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر لاجرم در ہمہ وقت غیر او را نہ بیند اید دست آنجا کہ ظہور خدا است میفرمائی طاقت ندارم وجاء الحق وزہق الباطل ہمہ خدا بود خود بخود بود بر لے خود بود مرتبہ انسان با تعالیٰ ہمچنین است بشنو در ابیات ہاں و ہاں بگوش جان بشنو ؎

با دوست یکے اند چو جان در تن مردم — گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند
نے آتش نے آب نہ خاک اند نہ بادند — نہ اسم نہ جسمند نہ عقلند نہ جانند

یکے از ایشان فرماید ۔

من رفتہ ام ز خویش برون و درون ام — از من مرا طلب تو مکن من کنوں نہ ام
با دوست چوں یکے شدہ ام نیست ہجر و وصل — من مغز و استخوان و گر پوست و خوں نہ ام
چوں لحم و دم شدہ است مرا عشق تو بدانگہ — ہستم چنانکہ بودم زاں کم فزوں نہ ام

میدانی کہ الانسان جنیان الرب وقتیکہ از تخم کہ انسان گوید ز چوں شجرۂ صمدیت پیدا شود ہر برگ او و ہر شاخ او خدا انا الحق و سبحانی نگوید و ہر ذرہ آئنہ انسان اند پس چوں در ہر ذرہ انسان خود را بیند و در روح خود او را انا لاغیری ازینجا خاستہ و لیکن انسان آنچہ مرتبہ میدارد خود را خود نمی داند و نمی شناسد زیرا کہ ہمو فرمود کہ لو عرف الانسان شر مستقبل مجہول کرد اے ہمراہ ہر کس خدا را میداند و لیکن نمی شناسد یعنی خود را ہم ہیچکس نمیداند و نمی شناسد جز اخبرے نیست کہ من چیستم و تن را آگاہی نہ کہ من کیستم خوش گفت مرگ گفت ؎

نہ جاں را خود خبر از جان کہ جان چیست نہ تن را از تن آگاہی کہ تن چیست

بندہ بندہ است مولیٰ مولیٰ است چہ شد کہ ہر رنگ او شد رنگ ہائے او لاتناہی است و گیرندہ رنگہائے او ہم لاتناہی است طریق الوصول لایقطع ابداً این معنی دارد عاشق گاہے عین معشوق میگردد گاہے نہ این و گاہے نہ غیر اوست نہ عین اوست پس سایہ اوست سایہ شخص کجا شود ؎ پس سایہ

بوالعجب کارے و بس طرفہ رہے است این چون عین آن بود تن کے شود

تخلقوا باخلاق اللہ اینجا است نہ خلق گیرندہ را کفایتے و نہ خلق اللہ را نہایتے

بہر ہر تخلق جان میباید دادن ہمہ او شوی ہم از و کنی و در تو ہمہ او شد۔ میفرماید۔

۱۳۔ قال یا غوث الاعظم ما اکل لافس من شیئاً وما شرب وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلاً وما توجہ الی شئ وما غاب عن شئ الا وانا فیہ ساکن فیہ ومسکنہ ومحرکہ خود میفرماید من چہ کنم اے غوث الاعظم نمیخورد انسان یعنی محمد و ہر اولیا چیزے را و نمی آشامد و نمی ایستد و نمی نشیند و نمیگوید و نمی شنود و نمی کند کردنی و نمی کند توجہ برائے چیزے و نہ غائب میشود از چیزے مگر من دران انسان ساکن و مسکن و محرک او یعنی بی منطق بی سمع و بی بصر و بی یمشی و بی یقعد بی یفعل یعنی حرکات و سکنات ایشان را من ام ہستم چو قالب را حرکات و سکنات بروح است و این خاصہ محمد است کہ سید ما است و ہم او سید ہمہ محمد و ہر اولیا با خدا ہمچنان دان کہ میگوید۔ ؎

با دوست یکے اند چو جان در تن مردم گر نیک بینی بحقیقت تو ہمایند

چون سیر وجودم ہمہ گی دوست گرفت ہست زمن بمن و باقی ہمہ اوست

استند [illegible] چون [illegible] ہمہ از اینجا

است که ایشان را مریدان و توجه کنندگان سجده میکردند و آن سجده ایشان را نبود بخالق ایشان را بود زیرا که اعضاے ایشان همه از خاصهٔ نوراست و آئینه ساخته اند برائے او تعالیٰ و ایشان را از خود پیدا کرده است برائے خود همچو میفرماید۔

۱۴۔ قال یا غوث الاعظم جسم الانسان و نفسه و قلبه و روحه و سمعه و بصره و لسانه و یداه و رجلاه کل ذلک مظهرت له بنفسه لنفسی لا هو الا انا و لا انا غیره هو و الله تعالیٰ

اے غوث الاعظم تن انسان محمد و هر اولیا و نفس ایشان یعنی صورتے که در تن آدمی است همچو آدمی و لیکن آن آدمی نیست احسن صورة همو است تن زیر الدر تن از کثیف است و او از لطیف و آن معلوم خواهد شد و قلب انسان و روح انسان و گوش انسان و بینائی انسان و چشم انسان و دستهاے انسان و پاهاے انسان همه این ظاهر کردم من هر آئینه بذات من یعنی بنور ذات برائے ذات من آئینه ساخته ام انسان را پس از آئینه قالبے بیش نیست که در وے می تابم و می نمایم پس نیست آن انسان یعنی نیست حقیقت آن انسان مگر منم و نه ام من غیر او بحکم آئینه یک صورت اند انسان و او تعالیٰ

از جمال اوست در هر صورتے حسنے که هست در هر نقاب معنی ست آن شاهد مستور من

معناه ثانی اینکه خلق ادم علی صورته را بیان میکند و میفرماید که ظاهر کردم من انسان را از ذات من برائے ذات من و نیست انسان مگر منم همچو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا خود را بتمثل انسان ظهور کرد برائے خود یعنی برائے تماشاے خود صورت خود را برائے خود عرضه کرد از جهت اینکه برائے دیدن ایشان شوق بسیار داشت لانه اشد شوقا الی لقائهم و تعالیٰ عاشق خود است و او را از عشق خود چندان افتاده است که پروائے هیچ ندارد

عاشق حسن خود است آں بے نظیر حسن خود را خود تماشا میکند

اینجا کسے می بایست کہ اورا بعین العیان بشناسد و ایں نادر است مگر گمبار او را بشناسد ہمچو من مسعود نشان خود داد کہ من مسعود نہ ام نام مسعود را دغا کردیم تا خود مرا کس نداند اما خود گفت ؎

مسعود بک برائے دغا نام کردہ ام ستر صفات را کہ ستار ساترم

نشنیدہ کہ جبرئیل را صحابہ نشناختند سبب غیر صورت جبرئیل پس خدائیرا چگونہ شناسند کہ در ہزار اندر ہزار حجاب خود را مستور میدارد ؎

در نقاب معنوی آں شاہد مستور من

یعنی باشیخ در پردۂ حقیقت انسان است آں خدائے کہ شاہد ما است یعنی کہ آں نمایندۂ کہ مرا نمود و مستور گشت از من عاشق را اول قدم ایں بود کہ بعد دیدن عاشق شود و بعد ازاں عشق در وے سرایت کند در انش نیست مگر ہماں معشوق۔

۱۵۔ قال یاغوث الاعظم اذا رایت الفقیر المحترق بنارالفقر والفاقۃ والمنکسرۃ بکسرۃ الفاقۃ فتقرب الیہ لانہ لاحجاب بینی وبینہ نمود مرا کہ اے فریاد رسندۂ بزرگتر بداں کہ آنرا کہ خدائے تعالی اعظم گوید چگونہ خواہد شد گر در وصف اعظم باعظمت تصوف یافتہ است وقتے کہ بینی تو سوختہ آتش فقر سوختہ شدہ است ایں فقر احیا جگی کردن است بخدائے عزوجل ازیں احیا جگی در دل فقیر آتشے میخیزد کہ ہر چہ جز خدا است آنرا بسوزد و در اتمام فقر ہم بسوزد پس غوث را فرمان میشود کہ وقتیکہ بینی تو ایں چنیں سوختۂ را کہ آتش احیا جگی من سوختہ شدہ است و شکستہ شدہ ازاں فاقہ یعنی آں شکستہ کہ از ہمہ کس شکستہ شدہ است برائے من و مرا ہمہ فنی باد فاقہ بزرگی افتد پس چوں ایں چنیں سوختۂ شکستہ بینی تو ہم زنگ شکستہ شوی تا نتعبر زیرا کہ نیست [illegible] شکستہ شوی

منائے اینجا میشود اشارت میکند معشوق عاشق را کہ من آنجا می باشم تو ہم اینجا بیا این ہم مقامے
است ازیں سوختہ از آتش فقر و شکستہ از ہمہ کس و متصل شدہ بفاقہ جز محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ندارم زیرا کہ الفقر فخری تاج اوست یعنی اختیا جگی کردن سوے
مولی جل وعلا خاصۂ محمد است باید دست میدانی کہ فاقۂ محمد چیست اینست کہ او را از بر در
فرستادہ واز خلوت بپاسبانی ایستادہ کردہ است فقر رجوع کردن الی اللہ است وفاقہ اینست
نمیتواند کہ بخدا رسد در خلوتخانۂ اینجا شود ہمچو بود از سبب آنکہ روزے چند درین جہان بود
می باید بفرمان او دعوت باخلق باید کرد و گدایان است خود را بخدا باید رسانید پس این
شکستہ دل وے بپروردگار او نزدیک است و اولیا ہم بطفیل او شکستہ دل اند تا راست
آید کہ انا عند منکسرۃ قلوبھم لاجلی چہ کنم کہ او بر ہمہ اولیا اشارت میکند و اگرنہ بجز
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اینجا ہیچکس شکستہ نیست لیکن ایشان ہمہ اخوفی النسب
اند المومن کنفس واحدۃ ہمیں اند المومن مرات المومن ہمیں بودند پس غوث ہم
ازین است پس پندے میدہد رب العالمین کہ تو ہم نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم باش کہ مراد آنجا یابی محو خواہد گفت۔

۱۶۔ قال یا غوث الاعظم لاتاکل طعاما ولاتشرب شرابا
ولاتنم نوما الا عندی بقلب حاضر وعین ناظر قال الغوث
الاعظم فما اکلت طعاما ولا شربت شرابا الا عند ربی
فرمود مرا کہ اے غوث اعظم مخور طعامے مگر طعام من و مخسب خسپیدنی مگر نزدیک
من بدل حاضر و بچشم ناظر مراد ازین خود پندے میدہد مر غوث را قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم [illegible] گفت غوث اعظم پس نخوردم طعامے و نہ خفتم خسپیدنی
مگر نزدیک پروردگار خود [illegible] ظاہر است کہ کس
[illegible]

وھو بطعمنی ہمین است و شراب با او تعالیٰ ہم کلام شدن است وھو یسقینی ہمین است و خسپیدن را نشنیدہ کہ انوم مع اللہ چگونہ باشد ؎

من مست مے عشقم ہشیار نخواہم شد من خفتہ معشوقم بیدار نخواہم شد

پس بگوش جان بشنو این ہمہ حسنات بود ابرار را این ہمہ نزد مقربان سیات است کہ حسنات الابرار سیئات المقربین ہمیں غمزہ میزند پس آنگہ گزیدن ہر سہ معاملہ ساکن شدند و قرار گرفتند و با خود قوم الاطال شوق الابرار الی لقائی چناں ہم در آیند کہ جز از ذات خویش ندانند پس چوں شوق او تعالیٰ بر ایشاں از ایشاں سخت تر بود فرماید کہ لاتی الی لقائہم لاشد شوقا پس ہر دو مشتاق تر اند و اسطمی تا یکدیگر ہماں شوند پس از برائے اتحاد کمال ذوالجلال والجمال میفرماید کہ لا تاکل طعاما یعنی مبین سوے من و لا تشرب شرابا و مکن کلام با من و لا تنم نوما یعنی مخسپ با معشوق تو کہ در کنار تست بداں معشوق مشغول شو و با او آرام گیر اینجا معشوق روح غوث بود کہ در وجمال اللہ میدید و با او کلام میکرد و با او میخسپید و پس فرمان شد الا عندی بقلب حاضر و عین ناظر یعنی مگر نزدیک من ۔ دلے است کہ آں دل محمد است صلی اللہ علیہ والہ وسلم پس غوث را پیوسے می دہد بحضور دل بچشم روح باشد بر آن دل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمچو خواجہ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ آن جوان مستعد را کہ فرمود کہ تو چنین مستعدی ترا شاید کہ در نظر بایزید باشی آن جوان در غضب آمد و گفت اینجا نشستہ خدائے بایزید را می بینم بایزید را چرا خواہم دید خواجہ فرمود ندیدہ بایزید را بہ بینی بس است از انکہ ہفتاد بار خدا را بینی قال شاب کیف یکون خواجہ فرمود کہ ہر چہ تو بینی اندازہ خود بینی و ہر چہ بایزید بینی اندازہ بایزید باشد ۔ بگوش جان بشنو اے عزیز خدائے تعالیٰ

غوث را در آئینہ دل محمد است صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین بچشم روح تو اے غوث وکلام با او کن وآرام بدو گیر و با او بخسپ۔ مگر اے دوست غوث را بچو احمد مرسل دید و بخواہد نمودن یعنی فی احسن صورۃ امرد شاب در آئینہ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تو اینجا بین اینجا کشش از طرف معشوق می نماید زیرا کہ غوث بچنین سزاوار است واگرنہ از کوشش خود عاشق آنجا نرسد ؎

اگر از جانب معشوق نباشد کششے کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

پس غوث میفرماید ما اکلت طعاما یعنی ندیدم سوے خدائے تعالیٰ یعنی غوث ندید در آئینہ ذات خویش خدا را میدید بدید ولا شربت شرابا یعنی نہ کردم کلام با او با الہام کہ او مرا گفتے ولیکن من بر وہیچ سخنے نگفتے و با او سکون و قرار نکردم مگر نزد پروردگار بدل خود بدو حاضر و ناظر و در تصور و مراقبہ شدم تا در آئینہ صورت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تجلی شد دران مقصود حاصل گشت در اینجا بمرتبہ فقر آمد نذر یرا کہ چوں در خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را یافتند کہ الفقر فخری تاج وے بود سر خود دیدند فقیر خود گشتند یعنی سوے خدائے عزوجل محتاج شدند یعنی چوں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتحاد شد اتحاد بخدا باید طلبید در اینجا فرمان میشود تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا باوصاف اللہ یعنی اتحاد بذات در اینجا عاشق برنگ معشوق میگردد کہ ہرگز برنگ خود باز نگردد کہ الواحد لا یرجع از اینجا میفرماید۔ بیت

مسعود بگ برائے وفا نامہ کردہ ام ستر صفات را کہ ستار ساترم گفت

مصراع

ع ۔ من نمودن خدائم سوئے محمد ا

زیرا کہ خود بخود آمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مصراع

از خود بخود آمدن رہ کوتہ نیست

اللہ یجمع بیننا وبینکم فتح الباب ۔

۱۷۔ قال لی یاغوث الاعظم من حروعن سفری فی الباطن ابتلی بسفر الظاہر ولم یزد منی الا بعدًا فی سفر الظاہر فرمود مرا کہ اے غوث اعظم کسے کہ محروم ماند از سفر من در باطن یعنی کسیکہ برائے من در خود سفر نہ کرد مبتلا کنم من او را بسفر ظاہر یعنی کسیکہ در خود بمراقبۂ ذکر و فکر و مجاہدہ و توجہ باطن اندرون نرفتہ او ہرگز جمال وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ نہ بیند وَھُوَ مَعَکُمْ او را ہرگز حاصل نگردد در روح خویش تجلی رب العالمین ہرگز نہ بیند و در دل خود مرا نیابد او را مبتلا کنم بسفر ظاہر یعنی بگذارم بظاہر یعنی نماز و تسبیح و زہد و تقوی۔ ہرچہ تعلق بقالب دارد عمل ظاہر است و ہرچہ تعلق بروح دارد عمل باطن است ۔ ازیں نماز نماز جاہلاں مراد است کہ با رکوع و سجود است گذارند و آں تسبیحکہ بمقلقۂ زبان بدست کنند و زہدے کہ دینار را گذارند و تقوی غیر او آورند از ان پرہیز کنند نہ غیر او است۔ توچہ میدانی کہ نماز چیست و تسبیح و زہد کدام است و تقوی از کہ میکنند۔ نماز عاشقان عدم وجود است ۔ نماز جاہلاں برکوع و سجود است ؎

در عشق نماز بے رکوع ست و سجود — کیساں در و مومن و ترسا و جہود

؎ نہ صورت موسی و یسے — نہ زیان رسد ز فرعون و نمرود

چوں قبلہ بجز جمال معشوق نبود — عشق آمد و محو کرد ہر قبلہ کہ بود

مرا نماز با جانست دائما با او نگرد توچہ دانی نماز مستان را عاشق مشتاق و پر آتش اشتیاق نماز بے رکوع سجود گذارند دایم ہیچ وقتے از نماز خالی نباشند اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ ازیں صلاۃ وصال و اتصال مراد است

؎ در ہر دو نسخہ ہائے مخطوطہ ہیچ ہیچ ہمچنیں ہ تو است ۔ ع

؎ این عبارت از ہمہ ایں نسخہ ہا ساقط است و در ہر دو نسخہ مطبوعہ ہمچنیں ہ بہ ہمچو مرقوم است ۔ ع

راہ خدا نہ در آسمان ست و نہ در زمین و نہ در دریا و نہ در آتش ۔ جہت راہ خداوند عزوجل اندرون جانست سفر اندرون خود باید کرد تا واصل حق شود ؎

اے خدایا کاندرون جان ہر انسان توی ظلمت کفر است از تو نور ہر ایمان توی
چو ہست ظاہر و باطن گرفتہ قدرت تو بجان خویش مگر آشکار و پنہان را
اگر در بتکدہ نشینم بہ پیش بت کنم سجدہ اگر یابم خریدارے فروشم زہد و تقوی را

اگر سفر کنندہ در باطن خود سفر میکرد بنگر کہ او چہ می گوید ؎

از دل انسان شد دگم گردہ ست خط آمعکم گوئی وفی انفسکم در دل مسعود بیا

کسیکہ در باطن خود ندید مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا بین است او در آخرت ہم نہ بیند یعنی در پیر و مرشد و مہربان و محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز نہ بیند فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى این معنی دارد پس چون دیدن او راہ باکہ بود وَاَضَلُّ سَبِيْلًا این باشد معناہ ثانی آنکہ کسیکہ در روح او ندید در محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم او را نہ بیند۔ ازین روح روحے مراد است کہ داخل در تن نیست نہ خارج از تن و ملاقات خواہد شد کہ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ آن روح روح اعظم است در دنیا عاشقان را تجلیہا مینماید تا بس وارہ باشان سید بدگونہ گون صورتہا مینماید وآن جمال اللہ است ؎

چوں جمالت صد ہزاران روے داشت ہر دمے در ہر روے دیدارے دگر
لاجرم ہر ذرہ بنمود یار ہر جمال خویش رخسارے دگر

المقصود کسیکہ ہمہ سرہا او در اینجا نشد در آن جہان نیز نباشد آہ بغیر از دیدن چگونہ شناسد و چگونہ با او دوستی کند ہمہ کس بشنیدن عاشق شدہ اند فاما اینجا کسے می بایست کہ در بین العیان دیدہ باشد و با او لقہا کردہ باشد او تعالی و تقدس وقتے ز روے ذات بہ محمد حسینی گفتہ بود از قدس سرہا عاشق سرفراز

ملاقات شد فرمود بارے بنشیں درین رہ گذر من نفسے بطیب عیش گذرانم خوہ و آوہ

ہم چشم دے غلطان زہے ہم لعلش از مستی چکان مست و خراب و بیخبر در چشم ہشیار آمدہ

مقام یگانگی است نہ یگانگی بزبان مقال چہ تواں گفت۔

۱۸۔ قال یا غوث الاعظم الاتحاد حال لا یعبّر عنہ بلسان المقال

فرمود کہ اے غوث اعظم یکے شدن و یگانگی حالیست کہ بیانی و قتیکہ عاشق یکے شود معشوق و معشوق عاشق را در کنار گیرد فرماید انا انت و انت انا ہمچو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کرم اللہ وجہہ را روزے بکنار گرفتہ بود لحمک لحمی ودمک دمی وعینک عینی وسمعک سمعی وبصرک بصری الی آخرہ درآن وقت ظاہر ہم از علی کرم اللہ وجہہ در نظر نیامد ے ہمچناں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باخدائے عزوجل اتحاد دان فوضع یدہ علی کتفی ہیں غمزہ مبند و آنکہ مخفی داشت کہ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ہمان است کہ فرمود کہ انا انت و انت انا اینجا معشوق عشق عاشق ہر ہمہ یکے است نہ دوسہ اے دوست اللہ و لاسواہ یعنی ہر ہمہ یکیست کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ وھو الان کما کان وھو لا تتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ ولا فی افعالہ ولا فی اسمایہ بحدوث الاکوان فلا یکون مع اللہ غیر اللہ ؎

تا این جہان صورت است و معنی اوست ور معنی نظر کنی ہمہ اوست

میدانی کہ چہ میگویم کہ او بود نبود شے با او و ہمچناں است او درین حال ہمچو او بود او را تغیر در ذات است و نہ در صفات و نہ در افعال و نہ در اسماء پیدا کردن اکوان پس نباشد با او خیر او۔ ہاں ہشتو جہان صورت خدا است یعنی این نمود از صورت پاک فیض اوست یعنی مافی الوجود الا اللہ و معنی جہان خدا است یعنی اوست کہ بدین صورت اشکال ظاہر شدہ است۔ خدا شخص است جہاں سایۂ آن شخص است خدائے ظاہر جہان است و جہان قائم بخدائے

عزوجل ؎

چونکہ در معنی بہ بینم واحد و یکساں توئی ؎ مینمای حسن خود در ہر رخے نوعے دگر

توئی در دل توئی در تن کہ ہم عشق است و ہم جانی ؎ توئی صورت توئی معنی کہ ہم مسجد و ہم دیری

فمن امن بہ قبل ورود الحال ومن ورد حال اتحادہ فقد کفر پس کسیکہ امن گرفت آنکس پیش از پیدا شدن حال پس تحقیق کفر کرد یعنی امن گرفتن ازان اتحاد پیش از انکہ پیدا شود حال فقد کفر یعنی تا مادام کہ معشوق عاشق را ہم رنگ خود در کنار نگیرد و خود را انا انت و انت انا نفرماید اگر عاشق خود را اتحاد داند فقد کفر زیرا کہ لا انا من غیری ہمیرین اشارت است ترا گفتن نشاید کہ من توام و تو منی این خاصہ ذات حق تعالیٰ زیرا کہ عاشق ہرچند کہ معشوق متصف باوصاف شود لیکن از دو صفت خالی باشد ازان کہ ہرچہ ازین دو صفت است نشنیدہ کہ بزرگوار گفت لا فرق بینی وبین ربی الا بصفتین صفت ربانیۃ وصفت الوھیۃ وجودنا منہ وبقانا بہ عاشق ہرگز معشوق نشود بعینہ۔ اے دوست این مقام آنست کہ عاشق رنگ معشوق میگیرد نہ ہمین معشوق عاشق میشود اگر معشوق در عاشق خود ظہور و ظاہر میشود در ان وقت عاشق نماند بحکم جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ولیکن مولی مولی است و بندہ بندہ ایں دوست تفاوت در کلام اوست من چہ کنم گاہے گوید فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ گاہے گوید فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا گاہے طعنہ زد عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى گاہے بلطف محبت خویش اشارتے نماید کہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ وکذلک خلقت الاکوان ولما خلقت الافلاک وبہ گاہے گوید اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ گاہے فرماید فابتغ رضاک یا محمد در عشق چنین بوالعجبا شد۔ ومن ارادالعبادت بعد الوصول فقد اشرک

باللہ العظیم من تزلزل القلب عن القالب بعد ما خلع وصفی
وتقی من رجس الدنس وکسیکہ خواہد عبادت را یا عبودیت را بعد پیوستن
پس تحقیق شرک آورد آنکس بخدا کہ عظیم است اے دوست وبہ والدہ رایبان
میکند کہ اوا صل لا یرجع عشق کیمیا گر است کہ صورت مس عاشق را برنگ معشوق
زر خالص کند۔ بدانکہ وصول چہار نوع است۔ وصول شریعت۔ وصول طریقت
وصول حقیقت۔ وصول معرفت اول آنکہ العلم باللہ وصول الیہ یعنی چون دانستند
کہ کان اللہ ولم یکن معہ شی وھو الان کما کان فلا یکن مع اللہ غیر اللہ
دیگر آنکہ العالم ھو الحق المتجلی واصل بخدا شدہ بت پرستی از نیجا روے نماید زیرا
کہ اینچنین واصل نمی شاید کہ عبادت کند کہ عمل جوارح است برائے بہشت زیرا
کہ کردار ظاہر جز بہشت را نیست بلکہ نشاید کہ خدا پرست باشد شاید کہ پیر پرست
باشد تا شاہد پرست شود تا ہر چہ بعلم الیقین دانستہ است بعین الیقین روزی
شود تا کہ بداند کہ پیر و شاہد جزوی نبود تا پیر پرست نباشی خدا پرست کے شوی بہشت
گر آن مرید از نیجا بود کہ بگفتن نام بایزید بر آب دریا میشدے و بگفتن اللہ غرق میشدے
ہم از نیجا است کہ من عرف اللہ لا یقول اللہ و من یقول اللہ لا عرف اللہ
و ہم از نیجا است کہ لا دین لمن لا شیخ لہ۔ وصول طریقت آن باشد کہ در ہمہ
عالم و در ہمہ دنیا پیر خود را یا مرشد خود را بلکہ در خود ہم پیر خود را یابد و در جان پیر خود را
بیند پس عبادت پیر کہ میکردی یعنی تصور پیر را فراموش کند و آنچہ در پیر دیدہ بود او را
تصور کند زیرا کہ برائے ہمیں تصور پیر میکردہ بود چوں بدو شد دلالہ پیر از میان چنیں
برخاست ؎

چوں در آید وصال را حالہ مرد شد گفت دگوے دلالہ

وصول حقیقت آن باشد کہ آنچہ در جان پیر بود، و واصل شود چوں برنگ و

تعالیٰ شد یعنی چون متصف بصفات او شد پس اوصاف او لامتناہی است پس طریق الوصول لا ینقطع ابدا پس این کس در ہر ذرہ او را بیند موحد ازینجا شود کما قال الوجود الا اللہ او را حاصل شود لیکن موحد جز مجرد نور نہ بیند کھو النور ایں ہم کسبی است او را دار الورا راست ۔ وصول معرفت آں باشد بر اشیا کما ہی بیند صورت ایشان ہم بیند و جلوۂ نازنین ہم بیند آن جلوۂ نازنین در ہر ذرہ از ذرہ ہا است ولیکن آن کسے می باید کہ کحل معرفت در چشم وے باشد ؎

کجاست دیدہ کہ آں کحل معرفت دارد وگرنہ جلوۂ آں نازنین کجا است کہ نیست

عارف در ہر ذرہ خدا را بیند ازینجا است کہ مصراع

در ہر چہ نگہ کنم تو ی پیوندارم

شریعت طریقت حقیقت ایں ہمہ کسبی است بہ کسب حاصل میشود ولیکن معرفت از عنایت اوست نہ بعبادت چوں از عالم معرفت اللہ تعالیٰ در عالم شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم باز آید نشان آں عالم این باشد کہ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک امرت و انا اول المسلمین و ان لم اعص کفرت و کذلک کافر شدم و زنار بستم اللھم اکبر حسنات الابرار سیئات المقربین ہم ازینجا است ؎

اے ہر کہ دراں عارض زیبائے تو دیدہ است کو راست اگر جانب یوسف نگریدہ است

بگذر ازین عبادت از خود بیخبر ارسد بعد برائے کہ کند عبادت کسیکہ چندیں عبادت ظاہر و عمل باطن بچلہ و مجاہدات و مسافرات دریں جہاں مشقتہا کرد اکنوں ہاں و ہاں در نظرش آمدہ است بزبان حال در گوش جان ندا میدہد کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذکری خاصہ بینیان چہ دانند کہ ہو تعالیٰ فرمودہ است واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ہو اللہ و چہ دانند کہ من نظر الی معبودہ سقط عن عبادتہ و دریں محل چوں سالک در آید اتحادے روے نماید کہ اگر آنرا رد کند تحقیق کافر گردد و ایں

نیست مگر ہمہ رنگ معشوق لباس خود طلبیدن کفر است ہم ہمو فرمود کہ من ردحال اتحادہ فقد کفر پس کسیکہ در ین اتحاد در آمد او سعید است بسعادت ازلیہ کہ ہرگز مخذول نگردد بعد ازین فاما کسیکہ اتحاد او ہمرنگ نشد ویل مراورا کہ ہرگز در اینجا نخواہد آمد ہمچو میفرمود۔

۱۹۔ قال یاغوث الاعظم من سعد بسعادت الازلیۃ طوبی لہ لم یکن مخذولا بعد ذلک قط ومن شقی بشقاوت الازلیۃ فویل لہ لم یکن مقبولا بعد ذلک قط یعنی جلالی جلالی است وجمالی جمالی است وذاتی ذاتی کہ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ کافران را ہر زمان ضلالتے دیگر است ومومنان را ہر زمان ہدایتے دیگر یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ولیکن این ہمہ اوصاف است یعنی خویش را بظہور جمال وجلال ستر کردہ واگر نہ ادنا الاشیاء کماھی نہ طلبیدے گاہے آدم وابلیس ظاہر کند گاہے موسی وفرعون ہم آشکارا کند وگاہے ابراہیم ونمرود ونموداری کند گاہے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوجہل نماید ولیکن مسمی خود یکیست ہمو است کہ بدین صورت و اشکال ظاہر شدہ است تو نیکو بنگر ھو المعطی ھو المانع ھو الضار ھو النافع ھو الھادی ھو المھدی ھو المعز ھو المذل ھو القھار ھو الغفار ؎

از جمالِ اوست در ہر صورتے ہر چہ ہست در نقاب معنوی آن شاہد ستور من

۲۰۔ قال یاغوث الاعظم جعلت الفقر والفاقۃ مطیتین للانسان فمن رکبھا بلغ المنزل قبل ان یقطع المنازل والبوادی فرمود مرا کہ اے غوث بزرگتر گردانیدم فقر وفاقہ را من مرکبہا برائے انسان پس کسیکہ سوار شد بران فقر وفاقہ پس تحقیق رسید بمنزل گاہے پیش از انکہ قطع کند منزلہا وبوادیہا یعنی فقر احتیاج کردن بسوے خدا است وفاقہ از خود بیرون

آمدن ۔ فقر تجرید میطلبد برائے رسیدن منزلگاہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ ہر فقر و فاقہ این بیت مناسب حال شدہ است ؎

ما جان فدائے خنجر تسلیم کردہ ایم خواہی بدار خواہ بکش رائے رائے تست

بذا اے دوست ازین فقر الفقر فخری مراد است و از مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى مراد است یعنی فقیر کسے است کہ سوے خدائے عزوجل محتاج است و صاحب فاقہ گرا گویند تا مادام کہ مقصود را ندیدہ و تجلی جلالی و جمالی شود برو نظر نکند و چشم روح را گرسنہ برائے ذات او دارد و ہر چند کہ واردات شود منکر از و شود و با غیر او سکون نکند پس کسیکہ اختیار ے چنین کرد او را رویت من است کہ من بنمایم خود را بدو و اگرچہ منازل و بوادی قطع نکردہ است یعنی موت و قبر و سوال و حساب و حشر و صراط و میزان و بہشت و دوزخ ۔

۲۱۔ قال یا غوث الاعظم لو علم الانسان ما کان لہ بعد الموت ما تمنی الحیات فی الدنیا و یقول بین یدی اللہ تعالی فی کل لحۃ و لحظۃ یا رب امتنی فرمود مرا کہ اے غوث اعظم اگر بداند انسان آنچہ مر او را است بعد موت تمنی نکند حیات از ان دنیا را ساعۃً فساعۃً بگوید کہ اے پروردگار بمیران مرا بمیران یعنی موت پیش از ان است کہ میرساند حبیب را سوے حبیب بعد فنا بہ بقا چرا فانی شدن نخواہد زیرا کہ بعد بیرون آمدن خود بخدا رسند عزوجل چرا تمنا بر قالب کہ زندگانی در دنیا میدارد کند آن محمد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از جہت زندگانی با قالب دنیا فرمود کہ یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً یعنی اے کاشکہ کہ پروردگار محمد دنیا نفریدے محمد را صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بصورت تمثل و تشکل محمد از قفس قالب خود خلاص میطلبد زیرا کہ از پروردگار فرستادہ

واز خلوت بہ پاسبانی ایستادہ کردہ است برائے مقام خود رجوع کردن میخواہد زیرا کہ میان بندہ وخدا ہمین قالب است کہ زحمت میدہد چون ازقفس قالب نجات یافت بخدا رسیدہ باشد۔ بیت۔

بینی وبینک انی ینازعنی ارفع بلطفک انی من البین

کسے تمنا بزندگانی خود کند ہرگز بخدائے عزوجل نرسد زیرا کہ من کان میتاً یعنی کسیکہ شود فانی بموت معنوی فاحییناہ پس زندہ کنم من او را بمن رویت من چون مرا ببیند زندہ شود کہ ہرگز نمیرد مگر آن خواجہ خضر ہمین آب چشیدہ ؎

مردیم ہمہ تشنہ وپیہات ماخشک لب وتو در آب حیات

جان زتنم تو میبری رگ بہانہ درمیان روئے نما وجان ببر دور بکن بہانہ را

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ؎

وقت مردن اگرم شربتے یدار رسد وہ چہ شیرین شود آن تلخی جان کندن

در شوق تو عاشقاں چنان جان بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

کسیکہ معاملہ کہ بعد از موت است اگر بداند چرا تمنا بزندگانی کند۔

۲۲۔ قال یاغوث الاعظم حجۃ الخلائق عندی یوم القیمۃ الصم والبکم والعمی وفی نسخۃ الاعظم الابکم والاعمی ثم تحشر والبکاء وفی القبر کذلک ومعناہ ظاہر

۲۳۔ قال یاغوث الاعظم المحبۃ حجاب بین المحب والمحبوب فاذا فنی المحب عن المحبت فقد وصل بالمحبوب

معنی ظاہر یعنی محبت پردہ است میان محب ومحبوب پس خلاص شد آن احمد کہ محبت او بود خدا یعنی [illegible]

ان محمدؐ حجاب است میان صورت احمد و احد چو از قالب محمدؐ
خلاص یافت احمد با احد واصل شد پس اے دوست محبت قالب انسان است
یعنی روح نور او ست و نور او قدیم است از محبت خویش قالب آدم و آدمیان
پیدا کردہ است و محبت روح انسان است و محبوب خدا است پس چوں
روح از قالب فانی شدہ یعنی نقل کردہ ازین دار فنا سے قالب بخدا رسیدہ
رفتؐ یعنی بدار بقا رسید قطرہ در دریا رسیدہ پردہ میان خدا و روح ہیں قالب بود چو حکایۃ
عن اللہ تعالیٰ وجودك حجاب بینی وبینك معلوم خواہد شد۔

۴۳ - قال یا غوث الاعظم رایت الارواح کلها یترقصون فی قوالبهم بعد قولی اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ الی یوم القیامۃ قال الرب تعالیٰ میگوید
دیدم من ہمہ ارواح را یعنی دیدم من خدا سے را کہ رقص میکنند در قالب ہاسے انسان
بعد از گفتن اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تا روز قیامت زیرا کہ غوث الاعظم در آئینہ روحہا جز خدا را
نمید ہمچو آن رئس الطائفہ سید القوم فرمود کہ سی سال است کہ با حق تعالیٰ سخن میگویم و
خلق ہپندارد کہ جنید با ما سخن میگوید اے دوست صاحب شریعت نظر بر انسان
کند جز دست و پاسے و قالب ہیچ در نظرش نیاید چوں صاحب طریقت نظر کند
صورت ظاہر ہم بیند و صورت سیرت باطن ہم بیند چوں محقق نظر کند جز نور کہ تو او را
روح گوئی نہ بیند چوں عارف نظر کند جز خداوند را نہ بیند و کلام با او کند نہ با قالب او
ہمچو عالم بر گور میت ایستد جز خشت و گل را نہ بیند و صاحب طریقت اگر ایستد گور ہم
بیند و استخوان و صورت و سیرت او ہم بیند و چوں محقق بیند اگر آن میت جلالی است
تجلی جلالی و اگر جمالی ست جمالی بیند چوں عارف بیند معاملہ صورت روح بیند بلکہ
در آئینہ روح خدا را بیند منوز مقام عاشق نگفتہ ام کہ عاشق زیر خشت و گل و زیر ہر
ذرہ استخوان در روح جز معشوق را نہ بیند، نجارے است کہ دیدن تو دیگر است

و دیدن عاشق دیگر۔

۲۵۔ قال الغوث رایت اللہ تعالیٰ وقال لی یا غوث الاعظم من سألنی عن الرویۃ بعد العلم فھو محجوب بعلم الرویۃ ومن ظن الرویۃ غیر العلم فھو مغرور برویۃ الحق سبحانہ وتعالیٰ فرمود کہ اے غوث بگوش جان بشنو کہ دیدن خدا یرا مثالہا است یعنی بعضے در بہشت خواہند دید بعضے در خواب و درین جہان بینند کہ رویت اللہ فی المنام جائزہ یعنی مریدان در جان پیران خدا یرا بینند این ہم جائز است اما آنکہ در بہشت خواہند دید واللہ اعلم بالصواب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر مثال آنجہان است و آنکہ در خواب بینند بینندہ داند دگر کس نداند و آنکہ در دل خود بیند دریچہ از دل کشادہ میشود بفران رب العزت او تعالیٰ وتقدس در آئینہ دل بندہ می تابد مومن چون نظر در دل میکند پروردگار خود را می بیند و چوں متقی مزید و صالح بیند بدان ماند کہ صورت صالح مشاہدہ شود سجادہ بر دوش تسبیح بر دست و طاقیہ چہار ترکی بر سر با انوار صفائی کہ در محاوری او را فرماید گوئے بود پارسا مخدرہ مستور در تنق عزت محتجب و بحجب استتار صلاح مستتر کارش نیست جز سجودے و تسبیحے یاد کردنی بود ے بر مصلا نشستنی ؎ نقابے چہ زروے بردارد

متجلی را در نظارہ اش جز آہ آہ نباشد در اینچنین محل شاید کہ محمد حسینی برین گفتار آید

اکنون بگوش جان بشنو کہ مقصود من در من است ؎

در میکدہ ساقی شوے در کش و باقی شو جوئے عراقی شو کو را ہمہ او دیدم

یک لحظہ صفائی ے بنگہ کن ہین عکس جمال روے یارے

بر لوح وجود نیست نقشے جز نسخہ صورت نگارے صورت نسخہ

گر در شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمین معاینہ شد نشان داد کہ

نہ درمیان الفاظ "نشستنی" و "نقابہ" کہ لفظ در نسخہائے منقول علیہا مشکوک است۔ ع ح

رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورت وضع ید یہ علی کتفی فوجدت بردہا فی قلبی فاملہ دیگر کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی صورت امرد شاب قطط علی مراتب دیدن ہمیں دو اند باقی طفیل این سوال لا الہ الا اللہ غیر اللہ غوث چرا گفت کہ دیدہ من پروردگار مرا چگونہ باشد جواب سلطان ۔ سید ۔ مخدوم ۔ پادشاہ فقیر ۔ درویش ۔ ولی ۔ غریب ۔ مولانا ۔ شیخ ۔ خواجہ ۔ این یازدہ خطاب خاصہ محی الدین اند آن سلطان از ہمہ پردہا ے خود آں حجاب ما سوی اللہ برگرفتہ است غوث را باخدا ہمچنیں دان وھو الآن مع اللہ کما کان فی الازل ا ے فی الکنز المخفی غوث سید الزمان است غوث بادشاہ عالم است آن درویش کامل الشیخ یحیی ویست است خواجہ کونین است سلطان جہان است پادشاہ ولایت است و از انفقر فخری غریب است محی الدین ولی اللہ است ایں ولی کہ الولی ھو الفانی فی اللہ والباقی باللہ والظاھر باسماء اللہ وبصفاتہ غوث در تخلقوا باخلاق اللہ متصف است ولیکن برا ے شرع اختفا و استتار ا ے میگوید دیدم من پروردگار را ۔ ا ے دوست عارفان خدا ے عزوجل را نمی بینند و خبر آں مریدان و اخوان را میر سانند بعضے در صورت امردان کہ صفت ماہرویان دارند زیرا کہ ایاکم والنظر علی الامارد فان لھم لونا کلون اللہ این تربیت پیران است با مریدان ۔ عارف کے است کہ در ہر ذرہ خدا را بیند یعنی محیط بیند و شناسد و کسیکہ در این جہان ندید در آں جہاں چگونہ بیند و شناسد مَنْ کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی ہمیں است ۔ بعضے عارفان ہر جزہ گویند کہ خدا یرا ے با کعبہ یرا جزا ے آن حق تعالی را زیارت کردم مرجبہ و دستار پوشانیدہ ہم جہان بایزید نشانے خوب داد آنجا کہ گفت دیدم کہ ہمہ حق حقیقت بود و ہم در دیر و کعبہ جز او ندیدم آ ے فلا یکون مع اللہ

غیر اللہ ازیں ہم بالا بگویم کہ بگوش جان بشنو عاشق در آئینہ شاہد خوبروے جمال اللہ نہ بیند ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در دیدن زینب زن زید فرمود کہ اللھم ثبت قلبی اللھم ثبت قلبی اللھم ثبت قلبی سہ بار گفت آن سرور عاشقان فرمود کہ آنچہ در شب معراج فی احسن صورۃ بدیدہ دیدم در آئینہ زینب ہم غمزہ و رو ازان نشان داد کہ اللھم ثبت قلبی یعنی ثبت دار دل مرا بدیدن زینب یعنی این جمال و کمال کہ درین خط نمود من عاشق و شیدا شدم این را از دل ما دور کن ولیکن لا یتجلی اللہ فی صورۃ مرتین بالازال الی لا بد دایم الحزن من الازل والیکا از اینجا او را در نکاح آورد اللہ تجمع بیننا وبینکم فتح الباب اکنون بشنو چون رئیس الطائفہ و سید القوم در خود او را دید فرمود کہ لیس فی جبتی سوی اللہ زیرا کہ ہمہ رنگ او شد رنگ خود را در جبہ خویش نیافت و دیدن غوث الاعظم بالاتر است زیرا کہ دیدہ نہان داشت و سر انجام رسانید در شرع ستتر ماند لیکن اینجا ہم قایل ہمواست چو من الشجرۃ اینجا من الغوث اشد زیرا کہ بی ینطق حق اینجا است چو الحق ینطق علی لسان عمر رض فرمود کہ اے غوث کسیکہ سوال کند مرا از رویت من بعد علم کہ العالم ھو الحق المتجلی فلا یکون مع اللہ غیر اللہ یعنی در علم الیقین آنچہ دانست نیست اندکہ چو ہموخود بدست بعد موت صوری یا معنوی چون ہو ہو نشنیدہ کہ تا از فی غیرت داشت لن ترانی شنید و کسیکہ گمان برد رویت مرا اینچنین علم او و معرفت رویت رب العالمین معلوم خواہد شد۔ ؎ معروف است

شب با تو غنودم و ندانستم کہ توئی روز بکنار تو بودم و ندانستم کہ توئی

۲۶- قال یا غوث الاعظم من رآنی ستتضح عن السوال ومن لم یرنی فلا یفعد سوال ھو محجوب بہ متقبل من وصف

یعنی در دل آئینہ رو کسے نکس پتو و بہ تنہا و زیر [illegible]

از سوال رَبِّ اَرِنِیْ و کسیکہ مراند یدور آئینہ روح خویش اگرچہ ارنی ارنی گوید سود نکند او دایم محجوب است بگفتار ارنی۔

۲۷۔ قال لی یاغوث الاعظم لاالفة ولانعمة فی الجنان بعد ظهوری فیها ولاوحشة ولاحرقة فی النیران بعد خطابی لاهلها

معناہ ظاہر یعنی رویت اللہ تعالیٰ جنت عاشقان است وقتیکہ درخود خدایرا بینند جنت والفت است چون فرمان شود کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ یعنی نہ بینی سوے کسیکہ ایں عکس پرتو در تو از و پیدا شدہ است لاجرم ہمچو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شبانروزے سہ بار رجوع کردے بسوے او می باید کرد والفت و نعمت وخوشی کہ در گفتن انا الحق و سبحانی بود رفت در انوفت از سر نو مسلمان باید شد مگر ایزید وقت مردن خدایرا عین وعیان بلا مثال و بے بیان دید از ورائے پردۂ خود تا نشان چنین داد کہ فالیوم لا فرعونی اقطع زناری واقول اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله اے دوست رویت المعشوق هو الجنت یعنی تا مادام کہ عاشق در خود معشوق را بیند بکسوت معشوق خود ہم شود جنت است چون در ذات عاشق مجرد عشق پیدا شود ایچنین عشقے کہ نہ صورت دارد نہ معنی زیرا کہ او تعالیٰ در صورت و معنی نگنجد و در ذات عاشق پنہانی ہم نماید آن روے معشوق تختے بود در زمین ذات عاشق اکنون بکمال گرفت شجرۂ صمدیت پیدا شد

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد — در سینۂ گدایان سلطان چہ کار دارد

صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر — کو با جمال جانان پنہان چہ کار دارد

اینجا عاشق غالب نماند بلکہ مجرد می شود اینجا روح عاشق مغلوب باشد و خدا غالب الفت کجا ماند کقوله تعالیٰ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ امر او روح است کقوله تعالیٰ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ قیامت و حشت و حرقت در نار جہنم بعد خطاب او تعالیٰ

خواہد شد برائے اہل آن دوزخ را یعنی دوزخیاں را در دوزخ انداز ند بعد ازاں ایشاں
خطاب شود کہ ہرچہ کردم من کردم و ہرچہ کنم من کنم اینک من در کشف و ظہور تجلی ام
چنانچہ در دنیا بودم آنرا بدانید ببینید و بشناسید و بعضے را قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا
تُكَلِّمُونِ حرقت و وحشت ہمہ یکبارگی رود ؎

زان لذت کلام جہنم شود نعیم کفار را خبر نبود ز آتش جحیم
لیکن ز سوز فرقت و شوق و فراق حق باشند در عذاب شدید دائم الیم

ہر آن کشتی گل لعل گردد و ہر یکے رنگ آمیزی کند لیکن از خاصہائے امت محمدیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب
فارا متی کنصیب ابراھیم من نار نمرود این از عظمت محمد است صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

۲۸۔ قال یا غوث الاعظم فقلت لبیک یا رب العرش
العظیم فقال لی قل لبیک یا رب الغوث انا اکرم من کل کریم
وانا ارحم من کل رحیم الکریم والرحیم معناہ ظہر یعنی اگر غوث
خلعت از صفت کریم و رحیم می پوشاند یعنی می نماید غوث را کہ کریم و رحیم صفت است
کہ اترا دادیم وقال انا اکرم وانا ارحم من کل رحیم یعنی ما اگرچہ صفت
کریم و رحیم میدہیم لیکن من از ایشاں اکرم و ارحم ہستم آنے [illegible] ایشاں
را عطائے اوست او قدیم بذات خود است وھو یمد ہؤلاء وایشاں
قائم بدو۔

۲۹۔ فقال یا غوث الاعظم ادن منی اکفہ لعوام
ترا فی فرمود اے غوث بنشیں نزدیک من و مخصوصان کہ خصلتہا ی عوام
بہ بینی مرا۔ فقلت یا رب کیف اذا ستحدث بین یدی من [illegible]

چگونہ چشم من نزدیک تو یعنی چگونہ کنم و چون باشم اے پرورش کنندہ روح من بصورت خویش کہ تا من در سریر سریر فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ پر با تو یکتا شدہ بچشم کہ النوم مع اللہ این باشد ؎

من مست مے عشقم کہ شمار نخواہم شد من خفتہ بمعشوقم بیدار نخواہم شد

این مراقبہ و تصور را مرشد ہم او دست تعالی ہمچو فرمود قال لی محمود الجسم عن اللذات و خمود النفس عن الشہوات و خمود القلب عن الخطرات و خمود الروح عن اللحظات و فناء ذاتك فی الذات معناہ ظاہر، و اشارت میکند غوث را کہ ہمچنین بنحب نزدیک من تا مرا بینی این چنین را فقیر اختیار میکند بغیر فقیر ایں راز سد ہمچو میفرماید:-

۳۰- قال لی یا غوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منکم صحبتی فعلیہ باختیار الفقر فاذا اختر فقرہم فلا ہما الا انا معناہ ظاہر۔ یعنی اے غوث بگو دل ترا و روح ترا اگر می خواہد ہمنشینی با من در سریر سریر فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ پر شاید شما را اختیار کنید فقر را یعنی احتراز کنید از عکس پرتو ما کہ در ذات تست و ذات خود را فدا کنید یعنی محتاج شوید بسوے من یعنی اگرچہ ہمرنگ ما شدہ اید اتحاد مرا یعنی یکتا شدن برائے من بجوئید با من محتاج شوید تا تو من توی ہمہ معشوق باشی ثم الفقر عن الفقر ازین ظاہر تر نمیگویم ش ہر چہ مقصود من است بگویم یعنی چون کامل تمام شود فقر از فقر آئینہ فقیر ازان صاف شود کہ ماند در آن فقیر گم شدہ یعنی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی صورت عاشق ہلاک شود یعنی مضمحل گردد و بجہ وجہ دیگر یعنی حقیقت عاشق از و در برہند تجلی عشق شود نہ عاشق ماند نہ معشوق ہمہ عشق ماند نہ صورت ماند نہ معنی ہُوَ الظَّاہِرُ ہُوَ الْبَاطِنُ

روے نماید کہ در آئینہ شود مکون عبشت کہ عیش الدر آئینہ ہا شود۔

۳۱۔ قال لی یاغوث الاعظم طوبی لك ان کنت رؤفا علی بریتی شطوبی لك ان کنت غفورا لبریتی معناہ ظاہر

۳۰۔ قال یاغوث الاعظم جعلت فی النفس طریق الزاھدین یعنی زاہدان را اشارہ میکند کہ گردانیدم من در نفس راہ ازاں زاہدان یعنی وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ راہے کہ بدان بخدا رسند در ذات خویش مینا باید رفت زاہد را ازین نفس تن مراد است و ازین تن تن اندرون مراد است کہ آن ہم صورت تست ان خلقت است ہمچو انسان لیکن انسان آن حقیقت نفس تست بشنوانَ فی جسد ابن ادم خلقاً من خلق اللہ تعالیٰ کھیئۃ الناس ولیس بالناس نفس او است نہ تن ظاہر تو کہ آنرا جسم گویند چنانچہ بالا رفت کہ جسم الانسان نفسہ ہمو علیحدہ بیان کردہ است من چہ کنم وگرنہ من فرقے نمی نہم میان جسم و نفس۔ وجعلت فی القلب طریق العارفین وگردانیدم در دل راہ عارفان یعنی دل عارف آئینہ ما است میان دو انگشتان ما عارفانرا راہ در دل گردانیدم یعنی عارف را در دل او خود خودرا نمودہ ام اذا نظر فیہ بتجلی دیدہ ازین دل شاہد عاشق مراد است زیرا کہ درمیان کسوت جلال و جمال اوست گاہے جلالیت خودرا در آئینہ ذات شاہد بنمایدگاہے تجلی جمال۔ ما ازیں دل روح تو مراد داریم کہ در جلال و جمال اوست ہم ازین جا است کہ قلب مومن عرش اللہ تعالیٰ و کذلک بیت اللہ و مرات اللہ و حرم اللہ۔ زینجا آن محمد رسول اللہ در جواب سلمانے کہ پرسیدہ بود یا رسول اللہ این اللہ فرمود کہ فی قلوب مومنین تو نفس خودرا ندانستہ دل او چہ دانی ؎

خبر از کاف کفر خود ندارے ۔۔۔ حقائق ہائے ایمان چہ دانی

وجعلت فی الروح طریق الموقنین یعنی گردانیدم در روح راہ موقنان

اسرار الٰہی یعنی روح واقفان محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس انتہائے ہمہ واقفان بمحمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا خلعت صورت محمد پوشی در حضرت صمد تراجائے ندہند یعنی نظر در آئینہ روح محمد بکن تا مرا بینی کہ احمد صورت احد است و معنی احمد احد است مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ و من رانی فقد رای اللہ - ایں واقفان دانند عارفان شناسد گشدگان دریابند نقش قالب میوہ صورت روح را چہ داند و او را چہ شناسد۔ ؎

تو نقشی نقشبندان را چہ دانی تو شکلی پیکر جانرا چہ دانی

احد احد نہ تن تن را داند و نہ جان جان را داند کہ چیست و کیست ؎

نہ جانرا خود خبر از جان کہ جان چیست نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

زاہد ملکوتی را گویند عارف جبروتی را گویند واقف لاہوتی را گویند اما مقصود من اینجا است بشنو و جعلت نفسی محل الاسرار یعنی گردانیدم من محل ذات من یا تخت برائے ذات من محل اذان اسرار محل اسرار یعنی محل اسرار من روح تست یعنی روح تو صورت من است و معنی روح تو منم در کسوت روح تو بتو ظاہر شدہ ام الانسان سری وانا سرہ ؎

سر ایست دریں صورت زیبا ش نہانی گر روے نماید بخدائی کند اقرار

سر ہمین است کہ او بتو ظاہر است و تو با و قایم۔

۳۳۔ قال یا غوث الاعظم قل لاصحابک اغتنموا بدعوت الفقراء فانہم عندی وانا عندہم معناہ ظاہر فاما ازیں [illegible] تو او را اولیا خوانی بسبب اند عوت ہم ایشانند کہ محبوب رب العالمین اند۔

۳۴۔ یا غوث الاعظم انا ماوی کل شی ومسکنہ ومنظرہ

وانّی المصیر معناہ ظاہر۔

۳۵- قال یاغوث الاعظم لاتنظر الی الجنۃ وما فیہا تر انی بلا واسطۃ پندے سید یا غوث را کہ تو ہم بر مذہب مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آے تا مرا بینی و در مقام وَدَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اے بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تو ہم از ان محمد ہستی یعنی در جلال و جمال نظر خود را زگا ہدار برائے ذات من منظر باش تا مرا بینی بے حجاب جلال و جمال ہذا ظاہر۔

۳۶- یاغوث الاعظم اھل الجنۃ مشغولون بالجنۃ واھل النار مشغولون بی اے غوث بہشتیان مشغول بہشت اند و باشند یعنی باحور و قصور و عسل و لبن و جز آن مشغول شوند و اہل نار مرا یاد کنند بنہایت شوار کی و فراق بہشت ازین مشغول یاد کردن است آئینہ خواہد شد لیکن در بہشت کسے است کہ در خود عکس پرتو خداوند عزوجل می بیند و با او مشغول باشد و ہمرنگ با او باشد پندارد کہ من ہمہ معشوق شدم لیکن کسے مشغول بصورت معشوق خود است لیکن از معشوق دور تر است مجنون ہم گرچہ میگوید انا لیلی لیکن آن لیلی دور است و او زخمی زندانی کشتہ است کہ او را می بیند بلا حجاب خود با او داخل شدن محتاج است برائے اتحاد او و ہمہ و نیاز عجز و انکسار و نیازمندی است الفقر فخری را ما خود ساختہ است و مشغول بدوست تعالی این در نیاز او و ناز این در فتار او و استغنا این در زمین ندست او در آسمان نعرہ زنان شاہد ہفتاد بار جان خود در بدے او در می بازد بلکہ در ہر زمان جاں گداز میشود و آن زمین ہر زمان میشود ؎

مرد در ہر زمانے جاں گداز ی ہمو زمان از زمین ہر زمان زادہ

این ہا خدا مشغول است اگرچہ در زندان فراق و در نار اشتیاق است۔

۳۷۔ یا غوث الاعظم اهل الجنة یتعوذون عن النعیم کما اهل النار یتعوذون عن الجحیم۔ یا غوث الاعظم من شغل بسوائی کان صاحبه فی النار یوم القیمة معناه ظاهر

ازین سوائے روح تست یا عکس پرتو اوست پس در قیامت ہم خداوندان را فراق از انجا واقع شد و ازین قیامت موت مراد است من مات فقد قام قیامته۔

۳۸۔ یا غوث الاعظم اهل القرب یستغیثون عن القرب کما اهل البعد یستغیثون عن البعد ہمچو بالارفت اہل قرب کسے است کہ ہمرنگ پرتو من شدہ است آن کس ازان عکس پرتو کہ میدارد ازان استغاثہ میجوید برائے وصال با من بلا حجاب خود ہمچوں اہل بعد آنکہ می بیند با من واصل شدن نمیتواند و استغاثہ از قالب و زندان دنیا میجوید برائے من تا کہ در جنت اتحاد در آید کہ ما فی الجنة احد الا الله این جنت خواص اشد کہ تو او را عشاق گوئی۔

۳۹۔ یا غوث الاعظم ما بعد عنی احد عن المعاصی وما قرب منی احد من الطاعات معناه ظاهر زیرا کہ ہر چہ ہست از عنایت من است نہ از کردن عمل صالح نزدیک من شود و نہ از کردن گناہ از من دور افتد یعنی بکردن طاعت در جنت در آرم نعیم باید لیکن منعم کجا و بکردن گناہ در دوزخ اندازم لیکن از من دور نیست جزائے کردار او مر او را ہم بسوزم مسلم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم نزدیک کہ شود از چہ شود و دور از کہ افتد و از چہ نشود و فتد کسے در بیچ ہماں در بیچ است خواہی دانست۔

۴۰۔ قال یا غوث الاعظم لو قرب منی احد کان

اهل المعاصی لانهم اصحاب العجز والندم قال یاغوث الاعظم ثم قال العجز منبع الانوار والعجب منبع الظلمة معناه ظاهر واز ین گناه گناه مراد است که خواهم گفت۔

۴۱- یاغوث الاعظم بشر المذنبین بالفضل والکرم وبشر المعجبین بالعدل والنقم یعنی بشارت دہ گنہ گاران امت محمد را کہ مومنان گناہگار اند بفضل من زیرا کہ هی امة مذنبة وانا رب غفور وبشارت دہ معجب را یعنی کافر را بعدل من وبه نقم من زیرا کہ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ وکذلك هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ اما مقصود اینجا است بگویم بشنو۔

۴۲- یاغوث الاعظم اهل الطاعات یذکرون النعیم واهل العصیان یذکرون الرحیم- قال یاغوث الاعظم انا اقرب الی العاصی بعد ما فرغ عن المعاصی وانا بعید عن المطیع بعد ما فرغ عن الطاعات هذا ظاهر یعنی اے غوث من نزدیک ام سوے گنہ گاران یعنی سوے عاشقان من۔ از عشق خدا ہیچ گناہے اکبر نیست کہ بندہ بر خدا عاشق شود زیرا کہ این عشق صغیر است لیکن برائے اینچنین گنہ گاران خدائے تعالیٰ قریب است آنکس بعد فراغ عن المعاصی یعنی بعد اتمام عشق یعنی چوں مراد خود بحکم آمنہ یا بحکم یرنگی وید مداز دیدن من فارغ شدند گویند ع

چوں ہمہ معشوق شد عاشق کیست

آں تند کہ بدیدار تو می بود شاد از عشق تو پرداخت خود نیست کنون

درین حال من نزدیک ترم سوے اینچنین گناہگاران ظاہر تر از انچہ بر میگمانند اگر این مقرب کند گناہ شود حسنات الابرار سیئات المقربین۔ از

مقرب جز عاشق مراد نیست زیرا کہ دایم او را میبینند بلکہ قریب ہمرنگ می باشد۔ اے
نموت من دور مراد مطیعان بعد از فارغ شدن از طاعت یعنی چون فرمانبرداری می کردند
بعد فارغ شدن زموت وقتہائے قیمت ایشان را در جنت الماوا اے فردوس در نعیم
در آرام ایشان بدان نعمت اے حور و قصور مشغول شوند من کجا ایشان کجا الجنۃ مسجن
العارفین ہم از نیجا است گرچہ بنمایم من در لامکان و در پردہ اے نورانی و جمالیت
و بصفت عظمت و کبریائی بنمایم۔ المعناہ الثانی۔ من نزدیک ام سوے گناہگاران یعنی کسیکہ
بعد وصول و ہمرنگ شدن اگر عبودیت را پیشتر دارد گناہے عظیم است ہمچو ابلیس یعنی
و بینہ حجاب الانانی فقدمت بالعبودیۃ ولیکن چنان است کہ بدیں گناہ نزدیکتر
است او تعالیٰ با این گناہگاران زیرا کہ گناہ این مفتاح خود است۔ المعناہ الثالث۔
چون فرمانبرداری معشوق عاشق نکند گناہ است یعنی خدا عاشق است و اولیا گناہگاران
مست محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق این گناہ بمنزلہ کرشمہ و ناز است کہ
عاشقان و اند ایں اولیا کہ در مقام معشوقیت آمدند و بودند بحکم صفت و ہم بکذات
بعین او بیند از نیجا ایشان را عاشقان نامند نشنیدہ کہ آن عاشق سرفراز با ناز ہمراز
گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسینی ازین معاملہ چہ نشان آورد کہ میان عاشق و معشوق و محب
و محبوب حالتے باشد کہ معشوق و محبوب جویان وصال بود عاشق ناز و کرشمہ کند و غنج و
دلال نماید و اعراض و انحراف فرماید ؎

ہجران خواہم صنما وصال نخواہم

المعناہ رابع۔ ذلک فرقہ عن یوسف یعنی ہمچو زلیخا میگوید کہ ہرچند یوسف من نمیکند
لیکن من نزدیکترم بوسف زیرا کہ من عاشقم او معشوق و معشوق در قید عاشق نیاید
و زلیخا چند سال بود در خدمت یوسف خود میکرد از سبب عشق او کذلک محمود
عزنوی چند سال غلام و مملوک دانست چون بر ایاز عاشق شد غلام ایاز گشت ایدوست

عشق او را بصفت غلام کرد و محمود عین غلام بود این ہر عشق است یا از نفت بیچ
و نیے در خدمت سلطان نمیدانم کہ مرا بر تخت بین شاہ آرزو خواہد زیر تخت می نشیند بگوئی
اے آنکس کہ عشق ذات ما از تو مراد یافتہ است و اے آنکہ وجود ما ... تو زیبائی یافتہ است
اے ما از تو و اے تو از ما اے دوست بچو ایاز محمود را یوسف زلیخا بچو الف
الف را دان بچو فرمود لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت الکونین
لولاک لما اظہرت الربوبیۃ وکذلک انا انت و انت انا وکذلک کلہم
یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد وکذلک قد بیت علی عادیت
یا محمد۔ المعنی: الخاص ان اللہ قریب الی العبد گناہ احمد عشق احمد مراد
آمد معنی وی آنکہ فاعبد من اطیع اذا فرغ من طاعات زان گناہگار احمد
مرسل مراد بود ازین مطیع ابلیس را مراد داریم زیرا کہ جواب فرمان ہمیں دو اند باقی در شمار
نمی آرند بچو منصور مغفور فرمود ما صحت الفتوت الا لمحمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم والا ابلیس لعنۃ اللہ علیہ یعنی ابلیس را ظاہر بچو من و ہمہ کس امر
کردہ اسجد لادم لیکن در باطن بچو معاذ یوسف کردگار بود فرمود لا تسجد
من خلقت طینا ولا تسجد لغیری بچارہ بر آن امر گردان نہاد و قہر و ملامت نگفتند
آن بیچارہ را ہمیں عجب آمد کہ ہر چہ فرمودہ کردم و مرا بر نہ چرا این چو منگر کہ بر من سکین کرا
خود خواند و خودم بیاند بیچارہ باشد طفل علمائے روزگار چہ پند ؎

عشق را بوحنیفہ درس نگفت　　شافعی را در و روایت نیست
بوالعجب سورہ ایست سورۂ عشق　　چار مصحف را و یک آیت نیست

۲۳۔ یا غوث الاعظم خلقت العوام فلم یطیقوا نورک فجعلت
بینی وبینہم حجاب ظلمۃ وخلقت الخواص فلم یطیقوا حجابک فجعلت
فجعلت الانوار بینی وبینہم حجابا معناہ کہ ... یعنی پیدا کردم من عوام

راپس نمیدانند طاقت نور زیبائی مرا پس گردانیدم میان من ومیان ایشان پردے
ظلمانی تاریکے یعنی هو الاخلاق الذمیمة بین العام وبین الله حجاب در شغل دائم
چنان مستغرق اند کہ سر برکشیدن نمی توانند کہ تا در پردہ اے نورانی ہم درآیند و این نیست
مگر اخلاق حمیدہ و پیدا کردم من خواص را و نمی دارند ایشان طاقت قرب من پس گردانیدم
روشنائی را میان من ومیان ایشان پردہ اے دوست اگر فرق میان عوام وخواص
کنم و نویسم مجلدات شود بارے بشنو عوام اہل شریعت اند وخواص اہل طریقت اند عوام
اہل طریقت اند وخواص اہل حقیقت اند وعوام اہل حقیقت اند وخواص اہل معرفت اند اما مقصود ما ازین بالاتر
است کہ عوام عاشقان اند وخواص آنانکہ در مقام معشوق اند زیرا کہ ہر کس او را می بیند
وعاشق شیدا شدہ اند اگرچہ نمی دانند ؎

میل خلق جملہ عالم تا ابد — گر نشناسد ورنہ جاذب سوئے تست
جز ترا چوں دوست تواند داشتن — دوستی دیگران بر بوئے تست

آینما تولوا فثم وجه الله ہر کرا دوستداری او را دوست داشتہ باشی وہر چہ بدو روے
آری بروآورده باشی ومقام معشوق ہمہ اولیا میدارند یکے از ایشان غوث اعظم
است کہ مقام معشوقیت میدارد اکنون ان وان آن غوث را خداوند تعالی از مقام
معشوقیت در مقام مجرد عشق آوردن میخواہد و برائے این پندے میدہد۔

۴۴۔ یا غوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منكم ان یصل الیّ علیه الخروج من كل شئ سوائی اے غوث بگو یاران خود را
یعنی دل تو و روح ترا و سر ترا اینکہ اگر واصل شدن بمن خواہید پس باید شما را کہ از
غیر من نہ و غیر صورت من اندرون آئید زیرا کہ ایشان مقید اند
ومن مطلق ہر کہ در قید شکل وصورت یک نمائم پس برائے آوردن در مقام مجرد عشق
میفرماید کہ از خود و از اخلاق خود بیرون آئی۔ بمن رسی بچودع فضلك فتعال یعنی از

قفس قالب خود بیرون آید" ابن رسی مگر غوث را از دار فنا بدار بقا میخواہد آوردن
برائے این پندے میدہد غوث را۔

۴۵۔ یاغوث اعظم اخرج عن عقبة الدنیا تصل بالآخرة
واخرج عن عقبة الآخرة تصل الیّ۔ یاغوث الاعظم اخرج
عن القلوب والارواح ثم اخرج عن الامر والحکم تصل الیّ معناہ
ظاہر یعنی از ناسوت وملکوت وجبروت واز بہشت واز دوزخ واز کفر واز اسلام
بیرون شو یعنی ہر کرا نام بجز اللہ است خروج کن یعنی چشم از ہمہ بدوز و بر مذہب مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی باش پیوستہ سوئے من یعنی ہمرنگ من شو یعنی تخلقوا باخلاق اے بسا
اتصفوا باوصافی میدانی کہ بعد ازین چہ معاملہ خواہد شد بزرگے را پرسیدند ما فعل اللہ
بک قال ادخلنی ربی جنة القدس یخاطبنی بذاتہ ویکاشفنی بصفاتہ۔

۴۶۔ یاغوث الاعظم ان لی عبادًا سوی الانبیاء والمرسلین
لا یطلع علی احوالہم احد من اہل الدنیا ولا احد من اہل
الآخرة ولا احد من اہل الجنة ولا احد من اہل النار ولا ملک
مقرب ولا نبی مرسل ولا رضوان وما خلقت الجنة ولا للنار حتی
ولا للثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا للقصور فطوبی لمن آمن
بہم وان لم یعرفہم۔ یاغوث الاعظم انت منہم وہم
اصحاب البقاء المتحرقون بنور اللقاء ومن علاماتہم فی الدنیا
اجسامہم محترقة من قلة الطعام والشراب وانفسہم محترقة نورہم
من الشہوات وقلوبہم محترقة عن الخطرات وارواحہم محترقة
عن الخطات وہم اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء
وصف ایشان خود بیان میکند و بغیر و ایشان ہیچ کس نمی شناسد و نہ صفت

ایشان و از شناخت ایشان قاصر و عاجزیم و برائے رویت لقائے ایشان مشتاق
ہستیم ایشان را باخدا ہمچنان دان ؎

با دوست یکے اند چوں جان در تن مردم گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند

ایشان ظاہر با سماء شدہ و صفاتہ اند و نشان ایشان خود ہمو فرمودہ من ازیں بالاتر چیزے گویم کہ عالم زیر و زبر شود۔

۴۳۔ قال یاغوث الاعظم اذا جاءک العطشان فی یوم شدید الحر وانت صاحب الماء البارد ولیس لک حاجۃ الماء فلو کنت تمنعہ فانت ابخل الابخلین فکیف امنعہم رحمتی وانا شہدت علی نفسی بانی ارحم الراحمین۔ ما آنچہ مقصود من ازیں است بگویم بگوش جان بشنو از من میدہ غوث را کہ چوں آیند بر تو تشنگان رویت من از انیکہ برائے رویت من تشنہ داشتہ اند روح را یعنی از دیدن انوار جلال و جمال و از کشف غیب دیدہ روح را بربستہ اند مراقبہ برائے من میکردہ اند و منتظر بہ لقائے من اند و در سجن فراق اند متصل شدن با من نتوانند اگر از غایت تشنگی بر تو آیند برائے شراب وصل مازیرا کہ انت صاحب الماء نباید و ازیں ما و البارد آب حیات شراب کلام اللہ است و رویت جمال تو ۔۔۔ چنین گردیدہ ام در طرفۃ العین طالب طالبان ساقی و فور وصل من زدان طالبان را یعنی تو ہم بچو او و علیہ الصلوٰۃ با شی یاد او و از ادبیت بی ادب شکن در خدمت و تراگرچہ حاجت وصال نیست زیرا کہ از فراق وصال تو باز داشتہ و معاملہ ترا آنچہ رسانیدہ ام کہ جز من ہمچکس ندانند پس اگر منع کنی طالب را از طلب من یعنی گر شراب وصل نہ دہی پس از تشنگی از تخیل آنچہ در تست طالبان را بمنع یعنی بحجاب عاشق صرف ۔۔۔ ہے انبارے نیاز ہم از گیسو دراز فرمودہ ع

تو ہم توجہ ارشاد کن تا ایشان ہم رنگ تو شوند بدانچہ درست ۱۱ در حق عاشقان فرمود
کہ کیف اصنع رحمتی یعنی چگونہ بازدارم من جمال خود را از عاشقان من زیرا کہ انا اشہد
شہدت علی نفسی بانی ارحم الرحمین و بدرستیکہ گواہی می دہم من بر ذات
من اینکہ من ارحم ہستم از رحمان ان را رحمان اولیاء اند مراد اند یعنی اولیاء من
بصفت رحم من متصف اند نعمت خود را خلعت خود را یعنی خود را بہ بجان خود می بخشند
ما از ایشان ارحم ہستیم یعنی انچہ ایشان کنند بطفیل من کنند و انچہ من کنم من کنم یعنی مریدان
از روح پیر نصیبے دریابند و عاشقان ما از ذات ما نصیبہا دریابند ایشان کجا و ما کجا از خود
بخود برائے خود یم ایشان بمن فائز برائے من از من انی ارحم الرحمین یعنی سَنُرِيهِمْ
اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ - اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ؎

یک ذرہ عنایت تو اے بندہ نواز بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز

۴۸- یا غوث الاعظم اهل المعاصی محجوبون بالمعاصی
واهل الطاعات بالطاعات ولی وراءهم قوم آخرون لیس
لهم غم المعاصی ولا همة الطاعات پس غوث برائے اتصال او می پرسد
کہ بکدام طریق بتو واصل شوم من و کدام پیوستن بہتر و نزدیکتر سوئے تست بجو پرسد
۴۹ فقلت یا رب ای الصلوة اقرب الیك قال الصلوة الی
لیس فیها سوای والمصلی غایب عنها میگوید کہ وصال آنگونہ
نباشد دران وصال جزمن یعنی میان عاشق و معشوق وصالیست کہ دران نہ بہشت
و نہ دوزخ یعنی نہ پردہ جمال باشد نہ پردہ جلال نہ پردہ صورت معشوق و نہ پردہ صورت
عاشق ہمہ عشق باشد العشق هو الذات زیرا کہ فلا یکون هو الا هو شیر شیر
ولا یبقی الا هو لا انا ولا سوای ایمان حسین منصور میگوید
؎ تو ہمہ ہا در ہمہ و سخنہا ے منقول عنہ ہمہ تست

۴۹۔ ثم قلت ای صوم افضل عندك یعنی کدام روزہ افضل است نزدیک تو یعنی برائے آن وصال مذکور مراقبہ باید یعنی انتظار کدام افضل است نزدیک تو فقال الصوم الغیبت عن رویت ما دون الله لرویت الله این ہم ظاہر است صوموا لرویته صوم الرویت را می پرسد کہ بدین لقائے تو روزہ میدارند کدام است برائے اینکہ افطار کنم بذات تو وافطروا لرویته و این ظاہر باشد صوموا لرویته وافطروا لرویته این در حق عارفانست و آں در حق عاشقان است فقال قال الصوم الذی لیس فیه سوای والصایم غایب فیه فرمود اللہ تعالیٰ روزہ آنرا گویند کہ نباشد دران روزہ سوائے من یعنی عکس پرتو من و صائم یعنی عاشق نائب شود در ظہور عشق من یعنی در ظہور ذات من زیرا کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ یعنی جاء العشق وزهق صورت المعشوق والعاشق زیرا کہ المعشوق هو الصفات والعاشق هو الاسماء یعنی مقام مجرد عشق از عالم اسما و صفات بلند است کہ در فہم مردمان نیاید زیرا کہ در وصف فراق و وصال نمیگنجد ؎

تعالی العشق عن فهم الرجال وعن وصف الفراق والوصال

۵۰۔ ثم قلت یارب ای عمل افضل عندك قال الاعمال التی لیس فیها غیری وسوای من الجنة والنار وصاحبها غایب عنها مخاوف ہر دو عالم یعنی عمل صالح مراد است و عمل صالح این است کہ برائے او جان خود را در بازد و از متی خود برخیزد و بر روی خلائق بشریت تبدیل کند و از خود پرہیز کند ؎

سر بدریں راہ اگر پیش نہی لب ببند ور کوے خرابات نگنجد سر و دستار

۵۱۔ ثم قلت یارب ای البکاء افضل عندك قال البکاء فضا [illegible] فرمود گریستہ [illegible] وسلم قلت ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الحزن والبکاء وبکاے اولیا ہم افضل است نزدیک او خشیۃ و آں انباہم قلوبہم یسمعوا اہل السموات والارض بعد بکا ایشان در صحت حال حقیقی آیند کہ آنہم نزدیک او افضل است ہمچو گفت۔

۵۲- ثم قلت یارب ای ضحک افضل عندک قال ضحک الباکین - پس پرسیدم کہ اے پروردگار من کدام خندہ افضل است نزدیک تو گفت خندہ گریہ کنندگان یعنی فرمود کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وگدایان امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچو در خوف وبکا بودند چون اجر آن گریہ جمال وکمال بین بینند کہ در ان ہیچ دوری باشد ونہ قصور نہ عسل ونہ تغیر مگر تجلی ربہ ضاحکۃ تجلی او در خندہ آمد از خندہ او در خندہ واین خندہ ایشان را بمنزلہ عبادات است مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازین خندہ نشان دادیا اباذر ضحکھم عبادۃ ومزاحھم تسبیح ونومھم صدقۃ ایشاں را خندہ از سرے است عظیم کہ در تحریر نیاید۔ بگویم کہ چوں حقیقت در مجاز جلوہ گری می نماید آمد ؎

حسن خود از بہر خود ایں آشکارہ کرد پیش چشم عاشقاں او را ثنا ہا کردہ

اللہ تعالیٰ برائے تماشا خود را بحسن خود عاشق خود نمود است نہ کس عاشق است یا معشوق خود است بر خود است

۵۳- ثم قلت یارب ای توبۃ افضل عندک فقال توبۃ المعصومین - ثم قلت یارب ای عصمۃ افضل عندک فقال عصمۃ التائبین معناہ صار اللہ تعالیٰ یتوب عن کل شئ سوی اللہ۔

۵۴- قل یاغوث الاعظم لیس لصاحب العلم عندی سبیل مع العلم الا بعد انکارہ لانہ ورث العلم عنک صار

ترجمہ وتشریح مقبول حضرت مخدوم است و نقل مقرر است

شیطانا۔ فرمود کہ اے فرید رسندۂ بزرگ نیست برائے صاحب دانائی خود را و عالم ظاہر بینان را نزدیک من راہے باعلم ظاہر کہ بزبان مقال میدارد مگر بعد از انکار و عالم ظاہر بینان را نزدیک من راہے باعلم ظاہر کہ بزبان مقال میدارد مگر بعد از انکار اے نسیانہ۔ انکہ گوید علم ندانی بخواں و اگر بدان چندان بدانی کہ ندانم یعنی عاشق معشوق حقیقی درسے است در صدف آن صدف در دریاے وحدت است و علم را بسا راہ بیش نیست پس عالم در قعر دریاے وحدت کے در رسد تا نزد صدف کسے شود در حقیقت ایشان را چگونہ داند۔ لانہ لو ترک العلم عنہ صار شیطانا یعنی ازیں نادانی علم لدنی حاصل میشود اگر آن علم را ترک دہد یعنی اگر علم لدنی کہ معلوم شود بران اگر کارے نکند شیطان گردد یعنی راندہ گردد و از جملہ راندگان۔ ہمچو علم ظاہر موسیٰ علیہ السلام را بود آن علم ہیچ فایدہ نداد چون آنرا فراموش کردہ خدمت خضر اختیار کردید کہ خضر بر علم لدنی عمل میکرد۔ موسیٰ را تحمل نشد در ہر سہ محل کہ مشہور است خضر فرمود اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا سرانجام فرمود ھٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ المعناہ الثانی از ان علم اول علم این مراد است کہ واحد العالم ہو الحق المتجلی ؎

ہمچو ان خرمن از انم کہ جہان خرمن از وست عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از وست

یعنی علم ہیچ سودے ندہد تا کہ در عین الیقین و حق الیقین نیایند العالمون محجوبون بعلمہم ہمیں باشد و اگر این علم را ترک دہد ہم شیطان گردد یعنی در بار فراق باشد این جا مرشد کامل باید تا این علم را پذیرفت کند یا شاید پرست کند یا بت پرست کند تا خدا پرست شود کفر زنار از نیچا روے نماید تا کہ شیطان محض گردد مشہور است کہ ابرو دوزخ گذر نکنی بہ بہشت نرسی و زہشت گذر نکنی بخدا نرسی عالم بخدا نرسد تا کہ عاشق نشود یعنی غیر عشق بخدا ہیچ کس نرسیدہ است۔

۵۵۔ قال الغوث الاعظم رایت الرب تعالیٰ فسألت یا رب ما معنی العشق فقال عش بی وقِ قلبك عن سوائی فرمود آن غوث کہ دیدم من پروردگار را کہ بلند است اندیشیدن فہم مردان پس سوال کردم من

چیست و چہ معنی دارد و عشق فرمود کہ اے غوث بزی بمن یعنی زندہ باش بمن و نگاہدار دل ترا
از غیر من۔ میدانی چہ میگویم چون خدائے تعالیٰ بندہ را دوست دارد خود بر بندۂ خویش عاشق
شود چنانچہ بغوث شدہ بود و غوث را مقام معشوقیت یعنی غوث را ہمرنگ خود و متصف
بذات خود کرد بعد بندہ را بر خود عاشق گرداند ہمچو غوث را درین حال کہ اول نمود و در عشق
خود شیدا کرد چنان مبتلا کرد کہ ہمہ را فراموش کرد علم ہمہ جہل گشت۔ غوث از عشق صغیر
خود می پرسد کہ پروردگار چہ معنی دارد یعنی چہ حال میدارد این عشق من کہ بر تو از ان مبتلا شدم
پس تربیت میکند اللہ تعالیٰ کہ عشق بے وقِ قلبك عن سوائ یعنی بشارت
میدہد کہ زی بمن و نگاہ داشتن دل خود را از غیر من خود را زندہ دان اللھم احیابك
این معنی وارد عشق و معلوم خواہد شد۔

۵۶۔ یاغوث الاعظم اذا عرفت ظاھر العشق فعلیك
بلقائك عن العشق لان العشق حجاب بین العاشق والمعشوق

یعنی اے غوث چونکہ شناختی و دیدی پیدا ذات مرا کہ در دل و در روح خویش تو عاشق
و مبتلا شدہ لیکن ازین ہم ترا شاید کہ فانی شوی زیرا کہ این عکس پرتو ے از ذات من
است این عکس پرتو پردہ است میان من و میان تو ازین پردہ خود گذاشتن را
پندے میدہد رب العالمین حضرت غوث را۔

۵۷۔ تعال یاغوث الاعظم اذا اردت توبة فعلیك باخراج
الھم عن النفس ثم باخراج خطرات عن القلب تصل الیّ
والا فانت من المتحیرین۔ یعنی اے غوث چون خواہی توبہ یعنی ازین
عکس پرتو پیدا شدہ است اگر ازین رجوع سوے من کردن میخواہی پس باید مرترا کہ
بیرون شوی از اندیشہ از ان ذات تو یعنی چون عاشق شدی و پنہاں داشتی عشق را
در خود و سر انجام رسانیدی ذات خویش را پس باید کہ بیاید در عشق من مردان تو

شہید باشد و ترا من شاہد شوم و لہذا قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من عشق و عف و کتم مات متحیلا و از خواطرات دل بیرون آئی یعنی دع نفسک متعلق واگزار پس ہستی تو یکے از سخن گفتگان غوث را میفرماید الا فامنت من المستظرین آئی کدام کس باندکہ در شما آید آرے والمخلصون فی خطر عظیم ؎

از خویش برون آئی در دوست در آئی تا گم نشوی گم شدہ خویش نیابی

۵۸۔ یا غوث الاعظم اذا اردت ان تدخل فی حرمی فلا تلتفت بالملک ولا بالملکوت ولا بالجبروت یعنی چون غوث اعظم را ہر چہ فرمان شدے بجامی آوردے اکنون ہاں وہاں در مقام اعلی علیین حرم ابید است آنجا غوث را آوردن میخواہد و برائے ایں میگوید کہ اے غوث چوں تو خواہی کہ داخل شوی در حرم من صوفی شو زیرا کہ الصوفی عرش اللہ تعالی فی الارض و صوفیان اولیا اویند زیر پیراہن اویند اولیای تحت قبائی لا یعرفہم غیری از ہمہ کس اولیا را مخفی و مستتر میدارد از جہت عشق خود زیر نیمہ پیراہن خود و بعضے صوفیان را ہمچنین میدارد الصوفی اطفال فی حجر الحق برائے آوردن در ین مقام غوث را پندے میدہد کہ الفت کن بملک و بملکوت و بجبروت زیرا کہ لان الملک شیطان العالم و بملکوت شیطان العارف و الجبروت شیطان الواقف فمن رضی بواحد منہا فہو عندی من المطرودین معناہ ظاہر از ینجا معلوم شد سالک چوں بہ ینجا رسد مجاہدہ اختیار باید کرد تا مشاہدہ شود۔

۵۹۔ کما قال لی یا غوث الاعظم المجاہدۃ بحر من بحار مشاہدۃ فعلیک باختیار المجاہدۃ لان المشاہدۃ بدون المجاہدۃ محال لان المجاہدۃ بدء المشاہدۃ یا غوث الاعظم من حرم عن مجاہدۃ فلا سبیل الی المشاہدۃ یا غوث الاعظم

من اختار المجاهدة بی لاغیری فله مشاهدة متی شاء او ابی
یاغوث الاعظم لابد للطالبین من المجاهدة کما لابد لهم
منی معناه ظاهر۔ وصف مجاہدہ خود فرمود من چہ گویم ہرچہ گویم مجاہدہ ازاں بلند تر
است زیرا کہ بغیر مجاہدہ مشاہدہ نیست و مجاہدہ کار خاصہ اولیا است چنانچہ مشہور است

۶۰۔ یاغوث الاعظم ان احب العبد الی الله العبد الذی
کان له والد وولد وقلبه فارغ منهما لو مات له الوالد فلیس
له الحزن بفوت الوالد ولو مات له الولد فلا یکون له هم فوت
الولد فاذا بلغ العبد هذه الدرجة فهو عندی بلا والد و
لا ولد ولم یکن له کفوا احد۔ یاغوث الاعظم من لم یذق
فناء الوالد بحبتی وفناء المولود بمودتی لم یجد لذت الوحدانیة
والفردانیة معناه ظاهر از والد مراد صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ولد صورت
معشوق چون ازیں ہر دو بگذرد لذت وحدانیت و فردانیت خداوند عزوجل را بچشد
و آنگہ داند کہ چہ باید کرد۔

۶۱۔ یاغوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الی قلبی حین
ما اختر قلبا حزینا فارغا عن سوائی معناه ظاهر فی حین اسکونه
فی روح اختیار کن حال را و زمان را کہ ناظر منتظر قلب من
لاجلی تو ہم وایم الحزن و مشاہدہ من پیش من۔

۶۲۔ فقلت یا رب ما علم العلم قال یاغوث الاعظم
علم العلم هو الجهل عن العلم پس پیدا کردہ ہر دو عالم گفت
ہر دو عالم پس فرمود کہ علم چیست گفت آن علم یعنی العلم الجہل
فی مجلس من لیس ما سوی الله

وھو الان کما کان فلا یکون مع اللہ غیر اللہ و این علم را نہایتے نیست پس تو نادان شو چندان بدان کہ بدانی کہ نمیدانم والسلام۔

۶۳۔ یا غوث الاعظم طوبی لعبد مال قلبہ الی المجاھدۃ وویل لعبد مال قلبہ الی الشھوات۔ اے غوث خوشی یعنی بشارت باد مر بندۂ را کہ میل کند دل آن بندہ سوے مجاہدات کہ مشاہدہ است و ویل چاہ دوزخ و فراق مر کسے را کہ میل کند دل آنکس سوے شہوات خود پرستی و ہوا پرستی زیرا کہ خود پرست نشود از میل دل ہمہ اعضا را میل شود زیرا کہ القلب رئیس الاعضاء ملک البدن است شنیدہ کہ ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا صلحت صلح سائر الجسد واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب و آن دل کہ بین الاصبعین من اصابع الرحمن آن دل را است کہ مرتبۂ عرش و بیت اللہ و حرم اللہ و مرات اللہ میدارد تو میدانی کہ کنندگان مجاہدہ ایشان را مشاہدہ روزی شدہ است۔ وچہ نشاندہ اند اول از اعلام اولیا کہ تو او را مجنون میخوانی بیان کنم گفت انا لیلی ولیلی انا و آن منصور مغفور مشہور فرمود ؎

واین وجہک مغفورا طوبی لی ۔۔۔ فی باطن القلب ام فی باطن العین

و آن خواجہ شبلی محبوب ازلی چنین فرمود کہ انا اقول وانا اسمع معی فی الدارین غیری و آن سید الطائفہ رئیس القوم بغایت صوم فرمود کہ لیس فی جبتی سوی اللہ و آن حسن خرقانی بیابانی گفت انا اقل من ربی بسبعین و آن سید العرفا امام الاولیا گفت لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا و آن محمد رسول اللہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منور اللہ فرمود کہ من رانی فقد رای اللہ و آن اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق منسوب جیشانی محمد حسینی فرمود کہ در چشم من در آیند و بہ بینند و بگویند۔ انچہ از کردن مجاہدہ [illegible]

بلست دریغ ندارم اگر عشق حقیقی نداری عاشق مجازی شو کہ عشق ہمیں حقیقت است حل
مجازی چہ کنی قصد از می کنی در اویان از جمال اللہ خوب نشان سید بندا گر نزا خوانی
نیست فرق جزانم ر محمد حسینی رار وزے چنیں اتفاق افتاد آبے طول و عرض او
ہشار اللہ تا چہ قدر باشد عمقش از مرزیاد و نیست ۔ جمعے می روند یکے در آن میان
من ہم ہستم یکے دخترے سالے پانزدہ او نیز میرفت تحفہ انیست کہ ما ہمہ تا کمر بہ تمام
آن دخترک را جا میست اگر از عکس پرتو او خلقت حور باشد حور را جز دعوی خدائی
نکند ؎

این جوہر قدسی ز کجا آمدہ رب کا وصاف الٰہی است در و جملہ مرتب
این معنی عیب است کہ گفتہ است مصور با روح حقیقی شدہ با جسم مرکب

رنگ رخسار و قد بالائے او از احسن صورت و از امرد شاب رمزے مینمرا ید میان
من و او مقدار یک فرسنگ باشد مرا بخود دعوت کرد چنانچہ شہے را بعروسی باحترام میبرند
در آن آب بقید یک فرسنگ مرا بدوے اتصال دادند ؎

ازاں خوشتر و زاں بہتر چہ باشد کہ گر میر سد یارے بیارے

شخصے از غیب الغیب شاہد شد جامہ بر من انداخت چنانچہ کسے مرکسے را پوشند در ایں حالت
خود را بہ [illegible] رہبدان حسن و بہبدان مطلق عین آن دخترک دیدم کہ او عاشق
من شدہ [illegible] و شدہ بہبدان میان از من و ازاں دخترک بہتر یعنی سر بہ
کرد و فرید [illegible] دعوی اتحاد من میگفتم کہ بیے پیر من
است او بہ پیر من بیے فرمیلند و بہبدو از ہر دو تبری مینماید و میگوید
نہ ازں تو ام نہ ازاں او من [illegible] خود بخود ام و آن دخترک بعد از انکہ میگوید
بیے ازاں من است من خود عین وی ام بعد و آں آب را بسر کرد و گفتم ہمہ منم و اللہ
اعلم چہ گفتہ کسے کہ بر تبا ہ محمد حسینی رود بخندہ شاہد شود بحرمت النبی و آلہ الامجاد علیہ الصلوٰۃ
[illegible] تمام شد رسالہ [illegible] تصنیف حضرت مخدومی [illegible] ماہ و سال
[illegible]

حکایتہ عن اللہ تعالیٰ من طلبنی وجدنی اے طلبنی بالمجاہدت وجدنی بالمشاہدت۔

۶۴۔ قال الغوث الاعظم رایت الرب تعالیٰ ثم سألت عن المعراج قال لی یا غوث المعراج مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی فرمود غوث کہ دیدم من پروردگار را کہ بلند است از رسیدن فہم مردمان ہمہ روزے در سعالہ محمد حسینی رب العالمین را ندانست و نشناخت پس بمراد خود نرسید باقی کدام کس اند کہ در شمار آیند بشنو کہ کہ عاشق سرفراز یار بمراز گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسینی رسیدہ بعلم لدنی علماے ربانی فرمود کہ روزے در وقت بہارے در بازارے میگذشتم عورتے مست در رستہ بازار نشستہ بزگ میفروخت شطارے چندے گرد برگرد او آن عورت سمن بر بے نظریفے ترکے تاجکے چابکے شوخے غمزہ بازے عشوہ سازے عشق نمائے یار پردازے شیوہ ناکے جالاکے خندۂ او اموات را زندہ میکند و قہقہہ او آزاد را بندہ میسازد ہمہ در پس ادا و آبے نیرو از دلبانش بنقاب توہین حکایت میکنند چشمانش از وَهُوَ يَرٰكُمْ لَا تَرَوْنَهٗ نشان میدہند رخانش از سبحات قدوسی وسبوحی تا بشے مینمود مدپستانش از ربوبیت برآمدہ نشانے میداد مد جبینش از بدر لاہوت رمزے مینمود و آن چند شطار کہ گرد برگرد آن پیرکار بودند ہر یکے از دو از روان من اهوى من هوى ان با زنی ماند و آن برک فروش ہر یکے رنگ میزی میکرد و ایشان را بجان سپاری میسپرد مرا سوے خود بخواند بخویشتن کرد من چون روم کہ من تخلفے نرشد و داعی او را مد مساعے در نفس و ناملے میرفت و ساعتے بآوازے نرمے لطیفے کہ دلہا را آن سو آہنگے در سے

خلاصہ: شد این بیت قصیدہ بخواند ؎

آنرا کہ ہمہ جہان بفرمان من است — سلطان منی و عشق تو سلطان من است
آنی کہ ہمہ جہان جان من است — آن منی تو جہان از آن من است

ترجمہ [illegible] سالغوث الاعظم

پس اے دوست برائے مشاہدہ مجاہدہ باید کرد تا طفیل شدے کالے آنجا
رسی وگرنہ تو کجا و این سخن از کجا این المحرومون عن حضرت رب العالمین
ثم سالت عن المعراج پس پرسیدم کہ معراج چیست فقال یا غوث
الاعظم المعراج هو الخروج عن کل شئ سوای یعنی معراج آنست
کہ خروج کنی از ہمہ چیزہائے من کہ از جملہ و از جہاتی من سوے من بیارد برسی
الی اللہ بل فنا فی دار السلام یعنی بخدا و ند عزوجل او بیارا سوے ذات
خویش کہ صفت دار السلام ہم وارد و السلام ھو اللہ نمیدانی آنجا کہ گفت السلام
علیک ایہا النبی یعنی ذات من مشتاق است بتو اے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم زیرا کہ منت نور نوری و سر سری

۶۵۔ ثم قال لی یا غوث الاعظم المحروم عن الصلوٰۃ من المعراج عنی
یا غوث الاعظم المحروم عن الصلوٰۃ ھو المحروم من المعراج
عنی ۔ یعنی اے غوث نیست وصال من کہ از نیست معرج مرد نزدیک
اے غوث کہ محروم است از وصال من یعنی و محروم از خمس و قلت نماز من محروم
است از حمال من یعنی او محروم است از معراج نزدیک من تمہ یا اللہ
معراج نمی ست و معرج نفصال نمی باشد گویند و الصلوٰۃ اتصال بحق سبحانہ و تعالیٰ
را گویند پس ثم تقدیم متصل را بر ۔ و نعم حقیقی حق سبحانہ و تعالیٰ
بوصل جنید ہم سکر المجا تنظر فی تصنیفہ ؎

متوق جاسق نا گرفتہ ام بہ ۔۔۔ واللہ کہ دامن خود رنگ نیست
زیرا کہ موسیٰ بجدا کس نہ ۔۔۔ پس فرق محب کجہاں کس نخشید
ہر ۔۔۔ ہمہ ۔۔۔ ۔۔۔ چہ راست ۔۔۔ ۔۔۔ عشق

مولوی نذر محمد خاں صاحب مولوی فاضل
صدر مدرس مدرسہ روضتین و مہتمم اعزازی
کتب خانہ روضتین نے
دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ: مہتمم صاحب اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف
قیمت فی نسخہ ۱ علاوہ محصول ڈاک

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

کتاب مستطاب

مکتوبات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص بحر لامتناہی
عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی
قدس اللہ سرہ العزیز

بہ حسن توجہ
جناب علی القاب نواب محمد امیر علی خان بہادر ادام اقبالہم بی اے، بی ٹی، ایس
صوبہ دار (کمشنر) صوبہ گلبرگہ شریف ناظم جاگیرات صدر نشین مجلس انتظامی کتبخانہ و مدرسۂ مذکور
و بہ تصحیح و اہتمام
مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے، بی ٹی
ناظم تعمیرات (وظیفہ یاب) سررشتۂ تعمیرات سرکار عالی

در مطبع آصفیہ بزیور طبع پیراستہ و از خطا و غلط پیراستہ شد
شوال المکرم سنہ ۱۳۶۲ ھ

بسعی و اہتمام کتبخانۂ مذکور بتوفیق اللہ تعالیٰ شایع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الذی خلق اللوح والقلم والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ الاکرم الذی یوتی جوامع الکلم وعلی الہ واصحابہ الطیبین
الطاہرین الذین انفجرت من ذواتھم القدسیہ عیون العلوم والحکم

حضرت سلطان العارفین مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز کے مکتوبات کا یہ مجموعہ بحمد اللہ طبع ہوا اور اہل ذوق کے استفادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ ان مکتوبات کے جامع مولانا رکن الدین ابوالفتح علاء قریشی فرزند ارجمند حضرت شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہما ہیں۔ امیر تیمور نے جب دہلی پر حملہ کیا اس واقعہ سے تقریباً ایک ماہ پیشتر حضرت مخدوم بندہ نواز نے ۱۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو دہلی چھوڑی اور ۲۲ ماہ مذکور کو گوالیر داخل ہوئے۔ شیخ علاء الدین گوالیری کو جو ۳۰ سال پیشتر مرید ہو چکے تھے۔ حضرت مخدوم نے اطلاع کر دی تھی (مکتوب سیزدہم صفحہ ۳۴)۔ یہ پہنچ کر انہیں کے مکان میں مقیم ہوئے اور ۱۷ جمادی الثانی ۸۰۱ھ کو وہاں سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل شیخ علاء الدین گوالیری کو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مخدوم کے مریدوں میں یہ پہلے بزرگ ہیں جنہیں خلافت دی گئی۔ اس وقت تک اپنے فرزندوں میں سے بھی کسی کو انھوں نے خلافت نہیں دی تھی۔ مولانا رکن الدین ابوالفتح قریشی اس وقت سے وہ سال پیشتر حضرت مخدوم سے بیعت کر چکے تھے۔ اور

چند سال کے بعد خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ حضرت علاءالدین گوالیر چھوڑ کر کالپی چلے آئے اور کے ہمراہ مولانا رکن الدین ابوالفتح بھی مع اہل و عیال کالپی آئے اور یہاں متوطن ہو گئے۔ ان دونوں بزرگوں کے مزار کالپی میں ہیں اور ان کو بجائے گوالیری کے کالپوی کہتے آئے ہیں۔

شیخ رکن الدین حضرت مخدوم کے زمانۂ حیات میں گلبرگہ آ چکے تھے۔ اون کے رحلت کے چند سال بعد پھر آئے اور چند سے قیام کر کے اور پیر کے مزار کی زیارت سے مشرف ہو کر بیدر گئے۔ بیدر اس وقت سلاطین بہمنیہ کا دارالسلطنت ہو چکا تھا۔ یہاں بھی چند قیام کر کے حجاز گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہو کر دلی واپس آئے۔ حضرت مخدوم کے مکاتیب جو اونھوں نے شیخ علاءالدین اور مولانا رکن الدین ابوالفتح کو لکھے تھے ان کے پاس موجود تھے۔ بیدر میں ایک دوست سے اور بھی بہت سے مکاتیب ان کو ملے اور زیادہ تر اونہیں کے اصرار پر حج سے واپس آنے کے بعد ۸۵۲ھ میں ان کو جمع کر کے کتاب کی شکل میں مرتب کیا۔

اس مجموعہ میں حضرت مخدوم کے چھیاسٹھ[۶۶] مکتوبات ہیں۔ ان میں ایک مکتوب (مکتوب نمبر ۳۹) سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کے نام اور ایک (مکتوب[۶۶]) حضرت مسعود بک چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ بقیہ سب مکاتیب مریدوں اور خلفا کو لکھے گئے تھے ان کے علاوہ مولانا رکن الدین ابوالفتح نے حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی کے سات مکتوب اور ان کے فرزند اصغر حضرت سید محمد اصغر حسینی کے چار مکتوب اور قاضی سراج الدین مرید حضرت مخدوم کا ایک مکتوب بھی شریک کیا ہے۔ ان میں دو مکتوب انہیں کے نام کے ہیں اور بقیہ دس مکتوب ان کے والد حضرت علاءالدین کالپوی کے نام کے ہیں۔ آخر کتاب میں تین خلافت ناموں کی نقلیں بھی شریک کر دی ہیں۔ ایک خلافت نامہ حضرت شیخ علاءالدین کو اور دوسرا

حضرت رکن الدین ابوالفتح کو دیا گیا تھا اور تیسرا عام خلافت نامہ جو حضرت مخدوم نے لکھوا کر محفوظ رکھا تھا جب کسی مرید کو خلافت دیتے اس کی نقل کروا کر اوروں کا نام لکھکر اسے بھی دیدیتے۔

حضرت مسعود بک جن کے نام کا ایک مکتوب اس مجموعہ میں ہے چشتیہ طریقہ میں نہایت ہی ممتاز بزرگ تھے۔ سلطان فیروز تغلق کے وہ قرابت دار تھے۔ امیری چھوڑ کر فقری اختیار کی اور شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام قدس سرہما کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت مسعود بک خواجہ بندہ نواز کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ کی سکونت پرانی دہلی میں تھی جو اب قصبہ مہرولی کے نام سے مشہور ہے اور حضرت مسعود بک اس کے قریب کے ایک قریہ میں رہتے تھے جس کا نام لاڈوسرائے ہے اور وہیں ان کا مزار ہے۔ حضرت سید محمد حنیف جو سید السادات کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا مزار بیدر سے ایک میل شمال مغرب جانب ہے۔ حضرت مسعود بک کے مرید اور خلیفہ تھے۔

حضرت مخدوم کی دوسری تمام تصنیفوں کی طرح ان مکتوبات کا مجموعہ بھی نہایت ہی کمیاب ہے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں ۱۲۱۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ (ص۔۔۔ تصوف فارسی) موجود ہے۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر کو رچور میں ایک نسخہ عاریت ملا تھا جس سے انھوں نے نقل لی تھی اور گلبرگہ شریف کے کتب خانہ روضتین میں داخل کر دیا تھا۔ مدتوں کے بعد مجھے کسی تیسرے نسخہ کا پتہ نہیں مل سکا۔ یہ دونوں نسخہ بہت غلط لکھے ہوئے ہیں برابر ہم ان کے باہم مقابلے سے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کی گئی۔ کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ میں صرف کتابت مکتوب ہیں۔ اس لئے دل سے پہلے مکتوبات کا کسی دوسری کتاب سے مقابلہ نہ ہو سکا۔ یہ نسخہ میں تینوں خلافت نامے

مندرج ہیں۔ ان کی تصحیح اس کتاب سے مقابلہ کرکے کی گئی۔ نہایت افسوس ہے کہ کسی تیسرے نسخہ کے نہ ملنے کے باعث خاطر خواہ تصحیح نہ ہو سکی اور جا بجا الفاظ اور جملے مشکوک رہ گئے۔ ایسے اکثر مقامات پر استفہام (؟) کی علامت لکھدی گئی ہے۔

شرح رسالۂ قشریہ اور جواہر العشاق کی طرح یہ کتاب بھی ہمارے محترم کرم فرما **جناب نواب محمد امیر علی خاں بہادر** دام اقبالہم صوبہ دار صوبۂ گلبرگہ و ناظم جاگیرات "روضتین" کی حسن توجہ اور اون کی سرپرستی میں بجانب کتب خانہ روضتین طبع ہوئی اور اہل ذوق کے استفادہ کے لئے شائع ہو رہی ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اون کو دارین میں جزائے خیر دے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز نہایت کثیر التصانیف بزرگ تھے اون کی تصنیفات کا زمانہ تقریباً سنہ ۷۰۰ھ اور سنہ ۸۲۵ھ کے درمیان کا ہے ان کی جلالت شان کے باوجود بہتری تصنیفیں زمانہ دراز سے مفقود ہیں اور نہایت جستجو اور تگ و دو کے بعد جو دستیاب ہو سکیں اون میں بھی اکثر کے دو نسخوں سے زیادہ کا کہیں پتہ نہیں ملا یہ برکت و سعادت خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقائے ولی نعمت ظل اللہ فی الارض سلطان العلوم

اعلیحضرت آصف جاہ سابع اعلی اللہ عزہم وادام اللہ ملکہم و دولتہم کے نہایت مبارک عہد ابد مدت کے لئے ہی مخصوص تھا کہ اب چھ سو سال کے بعد وہ کتابیں جو مفقود تھیں طبع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور اہل دل اور ارباب ذوق کے استفادہ کے لئے شائع ہوتی جا رہی ہیں۔ آقائے ولی نعمت اور شاہنشاہ گلگون بلند اقبال کی بارگاہ رب عزت مجیب الدعوات میں صمیم قلب سے نہایت عجز و الحاح کے ساتھ یہی دعا مانگتے ہیں جو حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ نے سلطان فیروز بہمنی کے لئے کی تھی (مکتوب ۲۹) حق سبحانہ و تعالیٰ شرف قبولیت سے

ممتاز فرمادے بحرمت النبی والہ الامجاد۔

اس کے بعد کے صفحوں میں مکتوبات کی فہرست دی گئی ہے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

خاکسار

سید عطا حسین

حیدرآباد دکن

۱۰ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

فہرست

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہٗ

نمبر شمار	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۱	بعضے مریدان و معتقدان	۳
۲	مولانا محمد معلم و بعضے یاران دیگر گجراتی	۸
۳	قاضی علم الدین بہڑوچی	۱۱
۴	قاضی علم الدین بہڑوچی	۱۷
۵	بعضے مریدان و معتقدان	۱۸
۶	بعضے مریدان	۱۹
۷	بعضے مریدان و معتقدان	۲۵
۸	مولانا نظام الدین محقق	۲۷
۹	شیخ علاء الدین کالپوی	۳۰
۱۰	شیخ علاء الدین	۳۱
۱۱	شیخ علاء الدین	۳۱
۱۲	شیخ علاء الدین پیش از خلافت	۳۲
۱۳	شیخ علاء الدین	۳۴
۱۴	شیخ علاء الدین	۳۴
۱۵	شیخ علاء الدین	۳۷

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہٗ

نمبر شمار	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۱۶	شیخ علاء الدین	۳۰
۱۷	شیخ علاء الدین	۳۹
۱۸	شیخ ابو الفتح	۴۰
۱۹	شیخ ابو الفتح	۴۱
۲۰	قاضی اسحٰق چہترہ و برادر قاضی سلیمان	۴۱
۲۱	قاضی اسحٰق و قاضی سلیمان	۴۲
۲۲	شیخ زادہ خوندمیر و برادر ...	۴۸
۲۳	شیخ زادہ خوندمیر بعد نقل مخدوم ...	۵۰
۲۴	امیر سلیمان کوتوال ایرج و ملک ... سلیمان و ... امیر سلیمان	۵۱
۲۵	قاضی برہان الدین ساوی ایرجی و ... و امیر سلیمان	۵۳
۲۶	خواجہ ابراہیم بہڑوچی	۵۶
۲۷	شیخ خوجن دولت آبادی	۵۸
۲۸	مولانا قطب بدر و یاران دیگر ساکنان گجرات	۶۰
۲۹	بعضے مریدان	۶۲
۳۰	بعضے مریدان و معتقدان	۶۳
۳۱	بعضے مریدان و معتقدان	۶۵
۳۲	بعضے مریدان و معتقدان	۶۷
۳۳	بعضے مریدان و معتقدان	۷۲

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہ

نمبر شمار	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۳۴	بعضے مریداں و معتقداں	۷۵
۳۵	بعضے مریداں و معتقداں	۷۶
۳۶	ملک محمد داود افغان پہاندری	۸۳
۳۷	قطب خاں	۸۴
۳۸	جلال خاں	۸۵
۳۹	سلطاں فیروز سلطان گلبرگہ	۸۶
۴۰	خواجہ یوسف بہائی	۸۶
۴۱	شیخ علاء الدین	۸۸
۴۲	شیخ علاء الدین	۸۹
۴۳	شیخ علاء الدین بعد نقل مخدوم زادۂ بزرگ	۹۰
۴۴	شیخ علاء الدین	۹۲
۴۵	ابو الفتح علاء کالپوی	۹۲
۴۶	ابو الفتح علاء	۹۳
۴۷	[illegible]	۹۴
۴۸	[illegible]	۹۴
۴۹	قاضی سیف الدین سامانہ	۹۵
۵۰	[illegible]	۹۵
۵۱	ملک عزیز الدین و ملک شہاب الدین سامانہ گلبرگہ	۹۷

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہ

نمبر شمار	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۵۲	قدر خاں	۹۹
۵۳	قاضی عماد الدین و شیخ زادہ و دیگر یاران گجرات	۱۰۰
۵۴	مولانا محمد سعد و سید علاء الدین و مولانا میرن شاہ و دیگر مریدان	
	بندگی مخدوم بندہ نواز	۱۰۳
۵۵	سید نصیر الدین	۱۰۴
۵۶	مولانا علاء الدین بڑودہ	۱۰۵
۵۷	سید علاء الدین بڑودہ	۱۰۶
۵۸	ملک شرف الملک و توابع کانپی	۱۰۷
۵۹	شیخ منور نبیرۂ شیخ الاسلام فرید الدین صاحب سجادہ اجودھن	۱۰۹
۶۰	شیخ سعد الدین نبیرۂ شیخ فرید الدین ساکن اجودھن	۱۱۲
۶۱	بعضے مریدان و معتقدان ساکنان چندیری و چھترہ و ایرج	۱۰۰
۶۲	صاحب بیت	۱۰۹
۶۳	قاضی برہان الدین	۱۰۱
۶۴	مولانا سلیمان	۱۰۳
۶۵	امیر پسر وہ	۱۰۳
۶۶	حضرت مسعود بیگ	۱۰

(ج) مکتوبات مخدوم زادگان منجانب مخدوم زادہ بزرگ

شمارہ	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۱	شیخ علاء الدین	۱۳۶
۲	شیخ علاء الدین	۱۳۷
۳	شیخ علاء الدین	۱۳۸
۴	شیخ علاء الدین	۱۳۹
۵	شیخ علاء الدین	۱۴۰
۶	شیخ علاء الدین	۱۴۱
۷	شیخ علاء الدین	۱۴۲

منجانب مخدوم زادہ خورد

۸	شیخ علاء الدین	۱۴۴
۹	شیخ علاء الدین	۱۴۶
۱۰	شیخ علاء الدین	۱۴۷
۱۱	شیخ ابو الفتح علاء	۱۴۷
۱۲	منجانب قاضی سراج الدین بجانب شیخ ابو الفتح علاء	۱۴۸
	خدمت نامہ شیخ علاء الدین	۱۵۰
	خدمت نامہ شیخ فتح علاؤ کالپوی	۱۵۱
	خدمت نامہ بہ یاران	۱۵۴

وَلَيْسَ لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

مکتوبات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان

غواص بحر لاتناہی عشق و عرفان قطب الاقطاب والاحباب

جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدرالدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنائے بے عدد مر خداوندے را کہ مراسلات کلام مجید و مکاتبات سور فرقان حمید
برذات حمیدہ ۔ و دست برگزیدہ خود وردت بست و سہ سال بنجا بنجا بفرستاد و در دل
محبان خود از ان خطے وافر دوقے متواتر نہاد و تحف صلوات و طرفہ تحیات بر روح مطہر
و قالب معطر آن عنوان صحیفہ سعادت و دیباچہ نسخہ ہدایت قدوہ اہل صفا حضرت
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و یاران و پیروان اولہ و فاتر علم و عرفان و موارد کشف و
ایقان بود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین ۔ اما بعد می گوید فقیر حقیر محب ارباب تصوف و
درویشی ابو العلی [illegible] متمنی سنۃ شان و وابستہ بین مریدان و مجاوران قطب العارفین
مقتدی اہل الیقین سر حلقہ عاشقان [illegible] سید محمد حسینی الملقب بگیسو دراز
محاذی بالصواب من اللہ الجواد بحق قطب الشیخ فرمودند پائے زادہ مت بر ما تہا چوں
فقیر بنیت زیارت [illegible] زیارت روضہ منورہ [illegible] اللہ شہ فاً و تعلیماً از محمد آباد
[illegible] و بحمد اللہ بخدمت شیخ [illegible] و بعد حصول سعادت دولت در دار الملک بیدر
[illegible] مکتوب حضرت شیخ ہم بر بین فقیر آوردند این
فقیر [illegible] موجب تقریر بجناب این فقیر و وان این فقیر خدمت شیخ علاء الدین
[illegible] و بعضے خلافت

نامہائے مخدوم و بعضے مکتوب مخدوم زادگان جمع کنند۔ طالبان
حق را در کار سلوک ممد و معین باشد۔ و بواطن ایشان موجب مزید
ذوق و شوق گردد و بعد ما جست از زیارت حرمین زادھما اللہ شرفا و تعظیما در سنہ اثنی و خمسین
و تمانمایہ ہم در ذیل آن مکتوبات دیگر الحاق کردہ شد حق تعالیٰ خوانندگان را و شنوندگان را
موجب مزید حال و حسن عاقبت در مآل گرداند و این فقیر را از آنچہ وطی این مکتوبات مندرج
است و مقصود حضرت شیخ ما ست بحظے کامل نصیب شاں فرمود۔ و اندیشہ و ملال را

مکتوب اول

بجانب بعضے مریدان و معتقدان

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال و الصلوات علی
رسولہ بالغدو و الآصال تسلیمات مبنیات بتحف تحیات بعث تقدیم کہ
زمرہ اسعد دین و ایمان و مواجب اہل سلام است اصحاب ارادت و ارباب سعادت
محقق دانند کہ امہات المہمات و اعظم المہمات با ہیچ حضرت و عنایت بحسن عاقبت است
الہم اختم امورنا بالحسنی و نجنا من الخزی یوم یبعثون و لا تخزنا یوم القیامۃ و بحق
الانبیا و اہل بیت الاصفیا و بجہ
حسن عاقبت و بحسب حال و مقام قدر روزگار و اشارہ عوام علما چون از تمسک بہ سنت
و اثر و اکثر اہل خانہ تا آخر الانفاس بدین اختصاص جان بر سنت و اتباع سنت و اقتفا
سپارند بہ وید عاقبت ایشان منتہی بہ خیر شود و سیہ نامہ ایشان آسودہ بہشت
بہ اجتماع کبار و اقران است ثبت الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن و
روزگار او باشد و آل و اصحاب او بتحیات طیبات و تسلیمات مبارکات بہ
این خصایر اگرفتہ ست بہ
رشد و بہ

مجنون عشق را وگرا مروز حالتست کا سلام دین لیلی و دیگر ضلالتست

دانستہ اند و نیکو تر شناختہ اند۔ مصرع

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است

ایشاں نگویند اگر محبوب بحسب حال مطلوب در باشد نہ بے دولت و زہے ذلت و زہے کرامت و زہے عزت ورنہ سر بر در با ہمہ درد و ذلت خواہند در بر باشند واگر روزگار قلب یار و یارے بر در رسد اما اینکہ نہ بر در باشند و نہ در بر معاذ اللہ بہ بلائے اسیر گشتہ بوند کہ بار آزار ہمارات سبع ارضین بسر بردن نتوانند و حامل آن نتوانند گشت رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ از جملہ خواہان ایشاں باشد گرد در دل ایشاں اندکے می گردد و مضطرم شود خویشتن را از جملہ کافراں و جہنمیاں داند سید الفقرا میدانی کرا مند عمر دراز ہمتے بلند جزا دہد خواست و جزیدہ نہ پرداخت شررے ازاں در برجے کشادہ کردند و فرجہ در آمد نیافت در دے فتحابی ندید با این ہمہ شہباز سر افراز با صد ہزار ناز و نیاز سر از آستانش برنداشتہ می گوید۔ بیت

من نہ آنم کہ دل از یار خویش برگیرم ؛ وگر ملول شوی دلبرا بے دگرگیرم

والتفات ما ئی بقبولی و وصولی ندارد بلکہ میگوید۔ بیت

کفر کافر را و دین دیندار را ؛ ذرۂ در دت دل عطار را

ایں جوانمرد بدرد و سوز آن ذرق و لذت دارد چہ دانم کہ واجد و اصل را ہست یا نے۔ بیت

ذرۂ درد ے بود در دل ترا ؛ بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا

آری عزیز طلب آن شے نیست کہ طالب ہرگز بزیاں افتد خسراں و خسارت زیاں مرحلہ نیست پیوستہ مذہب طالب تجارت رابح و فضلے راجح دارد ایں تجارتے

ہرچند زبان بشیر جنید سود مند تر گرد و گفتار دوستان است۔ رباعی۔

با دل گفتم مرا بیر بر در او — کو محتشمت دمن ندارد سر او
دل گفت کہ این حدیث بیہودہ مگو — یا در بر او کشند یا بر در او

ہیہات ہیہات با تو چہ گویم وصل و ہم و خیال ست درد و اندوہ و فراق و ثبوت الحال است لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کجا افتاد، اہم المقصود من عاقبت اہل درد و طلب آن ست کہ جان بجانان سپرند در حالتے کہ دریائے شوق در شورش و شور خویش باشد و او را بر خویش در غلطے و خوض انداختہ باشد و او دران حالت دست و پائے میزند و با اضطراب تمام دلش ہمیدان داد، جان را بسلامت از ہوائی و نوائی داشتہ بدست دوست سپارد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہمیں نعمت را خواستہ است و ہم بریں نعمت پرداختہ است و بحق حقیقت اہل تحقیق بر انواع و اصناف باشد مردے کہ ایشاں را کہ از ایشاں بہ پرسند از نیک و بد و دنیا و آخرت از دوزخ و بہشت از معراج و از عیان از لقا و استوا و از کشف رواح و اشباح از منکر و نکیر از تنعم و تحریم از تحقیق و تعلیم از تجلی و کشف و کرامت و زیادت و نقصان و درد و قبض و فوت و حصول و حرمان و وصول و از اطاعت و معصیت از عبادت و ضلالت سوال نیست۔ انچہ ایشاں چنیں فرمایند۔ ابیات

آنجا کہ منم نہ لاست نے جائے نعم — زیرا کہ بہ یکیست نہ فرد است نہ کم
بیزارم از وصال و از ہجراں ہمہ — بیگانہ ام ز وجود و لذات و الم
نے حال بماند و وقت نے ذوق متمم — نے ما نہ دمن نہ او ہمہ گشت عدم

نیز بزگوار فانی فِي الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ است اگر او را تو در شانے شیئے مبنی تحقیق و فنا این قدر بگفت من تقلید کنی کہ تو فنا نیست این شیخ فانی بحق معنی باقی است من الازل الی الابد ما سوی فی امان الله [illegible] است مرفوع

خوندکارست کار او بیرون ہر کار است اورا مادر و پدر نزاده است او یکے ازاں افراد است
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ حکایت ہم ازاں مجاز است
طائفہ طبیعہ نیچریں ہم باشند کہ در انواع تجلیات مبتلا اند تجلیات قہریت تجلیات جلال است
تجلیات لطف تجلیات جمال است ہر چہ بعزت و عظمت و ہیبت و کبریا و رفعت کشد
ایں را صفت جلال نامند و ہر چہ قیادت کرو بات شرعی کند و صورت خسیسہ چناں کہ
ستور و خر و غیر آں و موذیہ چناں کہ مار و کژدم و شیر و گرگ و غیر آں و ایں را نعت قہر نامند
اما لطف و جمال ہر چہ بالقا و ایصال راحت است و اثبات کرامت ایں را لطف نامند
و ہر چہ از ملاح و حسان باشد و از دلال غنج بود و از کرشمہ و ناز اشارت برو و غیر ان ایں را
تجلی جمال خوانند اگر چہ قہر و جلال انویں اند لطف و جمال انتاں تو اماں باشند تحقیق خود
ایں است جلال در جمال مندرج است و جمال در جلال مندمج حسن عاقبت ایں خود اینست
جز ایں نباشد کہ مختم بر تجلی جمال می باشد بہ سے کہ مقصود و مطلوب او بود امیر المومنین
حسن علیہ السلام در آخر وقت می گریست پرسیدند فرمود اقدام علی سیل لم اداہ
تجلی جدید است تا بکدام صفت باشد عظیم خوف است این آہ تجلیات اختیاری نیست
تا او چہ سازد و چہ بازد تا در کمین علم نفسی چہ چیز باشد ہم ازیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ تجلیات را
نہایتے نیست بر ہیچ یکے دوبارہ صورت ننمودہ است و کذلک دو کس را بیک صورت
دراں چنیں گرداب افتادہ از زبان شاعر نالہ می کند۔ بیت

ندانم بہ چہ گردد آخر ایں کار مرا دل والہ و معشوقہ خود کام

و سیمو می بیچارہ مسکینے است اورا گہے نمایند گہے ربایند گہے کشف گہے استتار گہے
مواجہت گہے استدبار گہے بخوانند گہے برانند گہے نوازند گہے گداز ندایں سوختہ اقروختہ ایں
ریختہ بختہ ایں دردمند مستمند ایں مسکیں مستکین ایں بیچارہ درماندہ ایں آمدہ ناخواندہ

اخوف الخائفین باشد ضرورت بیم آن دارد که در ہاویہ بستہ ماند و در باش غیرت بدور اندازد اللھم اعصمنا من الحور بعد الکور را خوف الخائفین باشد ہمہ روز و ہمہ شب در آہ و نیاح و بکاء و اضطراب گذارد و ہمیں غم دارد۔ بیت

تا چہ خواہد کرد بمن دور گیتی زین دو کار　　دست او در گردنم یا خون من در گردنش

حسن عاقبت این بزرگواراں باشد کہ در حالت آخر بنعت تجلی ذات و عیاں صفات باشد رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ و دیگر نعمت کہ برخواستہ از خویشتن است سیر آمدہ از جان و تن است استرسال نفس مع اللہ کردہ است بہر صفتے کہ بر وبر دارد طرفے دیگر لحظہ و لحظہ نیست دوزخ و ورخ دارد فَظَاهِرُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَبَاطِنُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ و بہشت بہ بہشت تو نسبت برد و ازیں ہست نیست ماندہ است و حسن عاقبت او اینست کہ ختم ایمان ہمہ بریں ایقان باشد استوار ایستادہ است او پدوزخے و بہشتے و نیفتادہ است شبلی گوید لو خیرنی بین الجنۃ والنار لاخترت النار لما فیہ من خلاف النفس جنید فرمود۔ ھذا کلام الاطفال لو خیرنی بین الجنۃ والنار ما اخترت شیئًا الا ما اختار اللہ تعالٰی ہاں ہاں ترا اندیشہ باید چیستی و کیستی کدامی و کجائی مآل تو بچہ کشد تو کدام قماشی و از کدام خیلی سیاں مرغانی و یا رجلی اما خوش وقت تو کہ بنعم نشستہ و افتادہ خواستہ و افروختہ روزگارت بسر بردی و بسیری۔ بیت

نہ نیک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس　　نہ نیک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

اکنوں باید دانست کدام عمل باشد کہ بداں امید بر حسن العاقبت شود یک عملے است کہ نازک ترین اعمال است و آسان ترین اکتساب و دفع خطرات کنی تا چناں کہ غیر خدائے تعالٰی و حضور او و شہود او و غیر او در دلت نباشد و نفس تو

ازیاوہ گردی پاک شدہ باشد حاصل نفسے پاکے دہد لے متوجہ بارہا این سخن گفتہ ام
وہی گویم این چنیں را نوزدہ سہم گویم کہ عاقبت بخیر شود یک سہم برائے تقدیر ازلی
واشتہ ام ورنہ او بہمہ وجوہ زدے بخلاق الحیات والممات آوردہ است آخرت وجود در منزل امن داخل شدہ است
اللھم احینا محبین لک وامتنا محبین لک واحشرنا فی زمرۃ
المحبین لک اللھم اللھم والسلام۔

مکتوب دوم

بجانب مولانا محمد معلم وبعضے یاران دیگر گجراتی

السلام علی من اتبع الھدیٰ وسلک مسلک التقیٰ و
سبل سبیل الرضا۔ صدق وتقلے طرق حق مقرر ومحقق دانند کہ
سبحانہ تعالیٰ خالق افعال العباد کما ھو خالق اعیانھم، باید دانست
سعید آن است کہ در مظہر او حسنات وخیرات آفریدہ وشقی اوست کہ در مشہد او منہیات
وسیئات فعلی ہذا مردم در خود بتامل نظرے کند ولیضع نفسہ وبرائے ہر یکے را امر ضدے
ومقرے ساختہ اند السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی
فی بطن امہ عبارت از علم نفسی اوست تعالیٰ بدانی آن کہ او نعم عاقبت می خورد
وبرائے آن راست وپائے میزند بتحقیق او نیک بخت از شکم مادر است چوں
باشد بنی اللہ از دوزخ وبہشت خبرے دہد واز دوزخیاں وبہشتیاں انبائے فرماید
وتوبیخ وغرم وخوشاں باشی در دوزخ چند عذاب است یکے عذاب حسی ست
کہ اہل دین علی العموم ازاں حکایت گفتند ودیگر عذاب تنہائی باقلق واضطراب — گفتہ اند
است ودیگر عذاب حرماں از شہود جمال رحماں ست ودیگر ہر یکے ہمیں دانند بآں
عذابے کہ من گرفتارم کسے دیگر نیست نعیم بہشت حسات چنانچہ گفتہ اند امنا وصدقنا

ودیگر آرام وقرار ودیگر شہود وحال جلیل الجبار علی الاثنات والساعات متجدداً ومتوالیاً بحسب مطالب ومرام ہاں وہاں ورین گفتار ترا طلبے ورغبے رہبے وہیزے حاصل شدیانہ اگر شد طلب اسباب حصول مقصود کجا اضطراب ودم سرد وچشم نم کو۔

بیت۔ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ٭ کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

مجنوں راگفتند اگر تو دربستر لیلی باشی ولیلی برمراد تو نباشد چگونہ گفت من برمراد لیلی باشم۔ **بیت**

اگر مراد تواے دوست نامرادی ماست ٭ مراد خویش دگر یار من نخواہم خواست

ہیچ میدانی کہ دریں سخن کدام دردمندی کشادہ است وکدام ساز وسوز درساختہ است چگونہ کار افتادۂ باید مبلائے گرفتار شدہ باید تا ازیں ریزہ چینان ن چیزے تواند چید لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادم یاراں عزیز ودوستان شفیق سلام دعا مطالعہ کنند ہمارہ متجسس متفحص احوال خود باشند باید کہ از مزید وفقدان خویش خبرے باشد غافل نباشید کن جاگر تعش بالخیر اگر مقصود بدامن نیست باید کہ دردِ طلب دامن گیر تو باشد وبقدر وسع وامکان بارعایت اسباب آن بود اگر اقدامے واقتحامے درمعرکہ مردماں نمی توانی کرد بارے نعرہ مردزن اگر بکائے نیست تپاکی باشد۔ **بیت**

گر یار نمی کند قبولت ٭ خود بستم زلف او بند

اگر کارت قلب افتاد ودر بہ قرار ندہند بردرنشیں۔ **مصرع**

بردر بنشینیم گر از خانہ برانند

بیچارہ بت پرست محبوب راگم کردہ والبتہ در وہم او وجدانش درمیان ن چیز محال صورتے ساختہ او را نامش نہادہ می پرستد ترا ایں باید کہ مقصود خود را ساعت فساعت زماناً فزماناً حاضر وشاہد تصور کنی وہم بدیں خیالات قربتے ومجلتے درمیان

نہی یعلم اللہ چنانچہ آں بت پرست ازاں صورت پرستی فیضے از معبود خود می یابد اگر
؟ فلتسألنهم مرا استوار نمیداری فلتسألنهم۔ کذلک این تصور حقیقت را فیضے از حقیقت
نصیبہ شود ازاں قسمت نصیبہ شود کہ حسین منصور انا الحق گفت و بایزید سبحانی ہر چند
ایں انا الحق حق نیست و سبحانی از جہاں انسانی ست ولیکن ازاں شمس و قمر و ازاں
شمع انور پرتوے بروے تافتہ است موسیٰ علیہ السلام رویت خواست گفتند
کوہ را ہمیں تجلی ما بروے شود اگر بر عکس عکس تجلی قرارت باشد چناں بود کہ ما را بہ بینی
اکنوں تو بداں کہ طلب موسیٰ علیہ السلام ضائع نرفتہ است لیشفی مائی محفوظ شد
چنانچہ بہ بیں ایں تصور و ایں ترتب تا کجا رسانیدہ ہیں کہ از اثر آں موسیٰ علیہ السلام چہ
خبر میدہد تُبْتُ إِلَيْكَ پس آں کہ عکس عکس مشاہدہ شد بضرورت رجوع
ہم بسوے او شد و از ہمہ چیز فارغ آمد پند بشنو و گوش دل اصغا کن خود را از حق دور
مدار ان لم تکن تراہ فانہ یراک او با تست می گوید نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
اگر تو ایں وہم و دوری را از خود بدر کنی و قرب حقیقی او را در تصور و تخیل خود قرارے دہی
عجب نباشد از انچہ بسی گفت قُبْتُ إِلَيْكَ ترا ہم فراغے سکونے قرارے باشد و
خود باشد کسب ہمیں است و بوصول ہمیں آیات دورائے ایں راہ فرجے و دورے دیگر نیست و اگر کسے
بسبب من الاسباب بدور سید چناں کہ گرسنہ را طعام داد و تشنہ را آب داد اگر
ازیں صنعت قبول افتاد و خوب ایں تصور و تخیل در دل او متمکن و مستقر شود پس آں
فائض بداں دولت گردد و در حدیث است خواندہ باشی کہ فردا امنا و صدقنا
با بہشتیاں گوید ہر تمنی و تشہی کہ در خاطر شما بود رسید ایشاں گویند بلی یا رب بل از بہ بینہ
خداوند تعالیٰ گوید با ایشاں ہیچ آرزوے دیگر دارید گویند لا نحن فی عیش و راحۃ
و خلود و صباحۃ اگہ خداوند تعالیٰ با آں غفلت آنہا پیام گوید نمی خواہید کہ مرا
بہ بینید گویند بلے یا رب باقی قصہ معلوم نظارہ شو ایں قدر طلب سخت در دل

ایشاں نہاد کہ ایشاں گفتند بلے یا رب پس آں بر ایشاں تجلی خود کرد ایں قدر لابد است معشوق عاشق را خواہاں است ولیکن غیرتش بریں میدارد کہ طلب از طرف عاشق باشد تحفہ سخنے است ایں علماء در مقالات اصول کلام نویسند کہ رویۃ اللہ فی المنام جائز مرد دانشمند استاد سخن را بر شاگرد فرمود و بحجت و دلیل اثبات کرد متعلم عقیدہ بر آن بربست و آنرا یقین دانست عجب کاریست نہ استاد را طلب در سر افتاد نہ ایں شاگرد را چنانچہ گفتند۔ اقل حیض سہ روز است و اکثر او دہ روز کے دانستند امکان او را ایمانے آرند فقط ہیچ شبے بدیں غم و بدیں طلب و بدیں آرزوے نخفتند دمے سردے و چشمے نمے و سینہ گرمے از ایشاں روے نہ نمود فعلی ہذا مردمانے کہ تقاضائے انکار کنند ہمبریں قیاس باشد۔ مولانا محمد معلم و خواجہ نصیر الدین عماد و مولانا شعیب و مولانا علاؤ الدین جہانگیر جہا بلکہ واصحاب دیگر تسلیمات مایلیق بحالہم از ما مطالعہ فرمایند والسلام۔

مکتوب سوم

بجانب قاضی علم الدین بہروچی

فرزند دینی قاضی علم الدین علے محمد یوسف حسینی مطالعہ کنند و مقرر خاطر گرداند بدانکہ چوں آئینہ دل صاف شود و زنگار طبیعت و ظلمت صفات بشریت از دل محو گردد قابل قبول انوار غیبی شود در بدایت حال آن انوار بیشتر مثال برق و لوامع و لوایح پدید آید چنداں کہ صفا زیادت می شود آن انوار بقوت تر و زیادت تر می گردد و بعد ازاں برق بر مثال چراغ و شمع و مشعلہ و آتش افروختہ شود و آں گاہ نورہاے علوی پیدا آید ابتدا بصورت ستارگاں بعد ازاں بر مثال ماہ بعد ازاں بر مثال خورشید پیدا گردد گاہ گاہے ہزار چند از خورشید در روشنائی و تابش زیادہ باشد پس بدانکہ ہر نور کہ صفت برق و لوامع دیدہ شود بیشتر از برکت وضو و نماز باشد

وانچه درصورت چراغ ومشعله ومانند این دیده شود آن نوریست که از ولایت
شیخ است ویا از نبوت حضرت صلی الله علیه وآله وسلم وآن چراغ ومشعله دل او بود
که بدان مقدار منور شده است واگر بصورت قندیل ومشکاة بیند هم ازین معنی باشد
که گفته شد واما آن چه درصورت علویات بیند چون ستاره وماهتاب وآفتاب انوار
انوار روحانیت بود که بر آسمان دل بقدر صفا ظاهر می گردد چون آینهٔ دل بقدر ستاره
صافی شود نور روح بقدر ستاره پدید آید وچون ماه بکمال بیند اگر تمام ماه بود بدانکه دل
تمام صافی شده است واگر نقصان دارد بقدر نقصان کدورت باقی است وچون
آینهٔ دل در صفا بکمال رسد قابل نور روح گردد بر مثال خورشید بیند چنانچه صفای دل
ترخورشید درخشان تر تا وقت بود که در روشنی هزار بار از خورشید تابان تر بود اگر ماه وخورشید
هر دو یکبار ببیند ماه دل بود که از عکس نور روح منور شده است وخورشید روح باشد
که دیده شود اما هنوز از پس حجاب طالع می شود تا خیال او را بر صورت خورشیدی بیند
والا نه نور روح بی شکل وبی صورت است وگاه بود که پرتو انوار صفات خداوند
عزوجل بر قضیه من تقرب إلیّ شبراً تقربت الیه ذراعاً استقبال کند
وازین حجاب روحانی ودلی عکس بر آئینهٔ اندازد بقدر صفای آن نماید اگر کسی گوید چگونه
تواں دانستن که پرتو صفات خداوند است جواب چنین گفته اند بچه از انوار صفات
حق مشاهدهٔ دل شود همان نور معرفت او گردد وتعریف خود هم خود کند وقتی چنان
پدید آید که بدان ذوق وامثال آنچه می بینم از حضرت هیچ یک نه از اغیار وایں معنی ذوقی
است که در عبارت دشوار آید وگفته اند انوار صفات جمال مشرق است نه محرق
وانوار صفات جلال محرق است نه مشرق عقل وفهم اینجا گداز دو گردنتواند گشت وگاه بود
صفای دل بکمال رسد سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ پدید آید اگر در
خود نگرد همه حق بیند واگر در موجودات نگرد نیز همه حق بیند انا الحق وسبحانی ازین اشارت نماید

چنانکہ آں بزرگ گفت ما نظرت فی شیئ الا ورأیت اللہ فیہ فریاد کناں بزبان حال آغاز کند۔ بیت

مرا بے من پدید آمد ہم از من ہر چہ ہستم ؛ کنوں در بیں ما ہیں معنی چنیں نے کیست چیزنم

آں نور حق تعالیٰ عکس بر نور روح انداز و مشاہدہ با ذوق آمیختہ بود چوں نور حق تعالیٰ بے حجاب روحی و دلی در شہود آید بے رنگے و بے کیفیتے و بیدے و بے شکلے و بے ضدے آشکارا کند تمسک و تمکین از لوازم او شود اینجا نہ طلوع ماند نہ غروب نہ یمین نہ یسار نہ فوقے نہ تحتے نہ مکاں نہ زماں نہ قرب نہ بعد نہ شب نہ روز ایں جا نہ عرش است نہ فرش نہ دنیا است نہ آخرت قلم را ایں جا سر شکست زباں را حرکت نماند عقل در چاہ عدم فرو رفت و فہم و علم در بادیۂ حیرت گم شدند اکنوں تو دریں حسرت می گداز کہ در مقام بُعد باشی و در حسرت نایافت بہتر ازاں کہ در مقام قرب باشی در عجب یافت کہ آں عجب مقدمۂ زوال است نباید کہ از دوری این مقام واز باہوئی ایں کار در خاطر آں برادر فتورے و نفورے رو نماید و راہ گریز پیش گیرد الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین برخواند و نہشتن و گفتن ایں خوف است زنہار نومیدی ہیچ حال ہیچ کس را جائز نیست ایں جا کار بے علت است۔ غلام را اگر چہ از حبش گیرند چہ زیاں دارد چوں خواجگاں نور نام نہند بسا کس بود کہ از حبش بت بر دارند و بطرفۃ العینے چناں برگیرند کہ ہنوز سجدگاہ در پیش بت کدہ گرم بود کہ او را از ہمہ ملک و ملک در گذرانیدہ باشند و در صفتے رسانند کہ اگر انس و جن و ملک ویرا باز طلبند نشاں نیابند سرگرداں شوند و گویند ایں چہ بود و چہ شد جواب دہند فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہر چہ خواست کرد چوں ویرا در ایں حضرت بازیست و علت را مدخل نہ باز گردید چوں و چرا در عالم انسانیت خرج کنید کہ ازاں جا برآمدہ است حق تعالیٰ آں برادر را طالب خویش گرداند قولہ تعالیٰ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی۔

حامل الامر صاحب دولت را نہایتے مرجع و منتہی حضرت تعالیٰ خواہد بود و مبداء
اول عہد اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بطینت روحانیت و ذرہ انسانیت او خمیر مایہ رشانہا دادہ
کہ انّ اللہ عزّ وجلّ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رشّ علیہم من نورہ بر آن ناطق
است و در جرعہ جام الست ذوقے بکام وے رسانیدہ اند کہ اثر آں ہرگز از کام
جان وے بیروں نہ رود و زندگی وے بداں ذوقست و قصد آں نور ہمیشہ بمرکز و
معدن خویش است و با این عالم الفت نگیرد و یکدم ترک آں شراب نتواند کرد
چنانچہ گفتہ اند۔ بیت

عشاق تو از ازل چو مست آمدہ اند ✤ سرمست زبادۂ الست آمدہ اند

پروانہ صفتاں جاں باز عشق کہ کمند جذبۂ الوہیت در گردن ایشاں دیدہ
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ افتادہ امروز چنداں بہ پر و بال گرد سراوقات جمال شمع جلال
پرواز کنند کہ بر تضیہ من تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً۔ استقبال
کنند کہ بدست جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین او را در کنار
وصال برکشند و گویند تا چندیں پر و بال در ہوائے ہویت ما طیراں توانی کرد ایں پر و بال
در آشیانۂ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا در باز تا بر سنت لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا پر و بالے
از شعاع انوار خویش ترا کرامت کنیم يَهْدِيْ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سر ایں معنی است
زینہار بذل نہ شوی کہ با وصف در وزیدنت افتادگاں را می طلبد مگر نشنیدہ و ہفت صد
ہزار سال کان مملکت سجادۂ طاعت در خانقاہ عصمت و صلاحیت تکیہ زدہ ستگاہ
عزت در کمر بستہ میگفتند کہ کا رما واریم ناگاہ باد لطف وزید آب و خاک را کہ زیر
اقدام افتادہ بود بر انگیخت و ندا در داد اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ملائکہ گفتند
ما را با فساد ایشاں طاقت نیست ندا آمد لَيْسَ فِي الْحُبِّ مُسَاوَمَةٌ مصرع

با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نۂ

آرے اگر بر در شما بفریسم رو کنید و اگر بدست شما بفروشیم نخرید اے جان برادر با
کہ در طلب محکم باشی کہ تر دامنی در ین راہ سخت شنیع است و با ہر کہ عداوت شد
از تر دامنی شد چہ باید کرد دوست دشمن خویش است و نیز بدانکہ ایں کار بر دستار
خواجگی کسے را راست نیاید آوردہ اند کہ آں عزیز ہم در آغاز صبح اربعین صباحا چوں
چشم بکشاد و نظر بر جمال عشق افتاد آں جنبش عشق بود کہ چوں در بہشت آمد در نگریست
بر نور آغاز کرد ایں قدم مسافرانہ ورونده کہ ما را است در بندر کاب نتواند بود و
ایں سر بر خمار عشق کہ ما را است بر تاج نتواند کشید ما را قد الفنی داده اند با الف بموافقت
باید ایستاد کہ ہیچ چیز ندارد علل را اسباب و حشم و خدم را آتش در باید زد مردانہ لبیک عاشقانہ
زد و بہشت بہشت را وداع کرد چوں بہ بہشت می رفت با تاج و خلعت بصفت
مقربان بود و چوں در راہ عاشقی و طلب آمد عورت پوشے نمی یافت ۔ بیت

دانی کہ چہ بود شرط خرابات نخست ❊ تاج و کمر و کلاہ در بازی چیست

ہر ذرہ از ذرات آدم ایں نعرہ عشق بر آوردہ ۔ بیت ۔

اے قبلہ حقیقی نمائے رخ کہ ما را ❊ بگرفت دل بکلی زیں قبلۂ مجازی

آرے آرے و زیر سایۂ درختان بہشت سبق عشق تکرار نتواں کرد خانہ در شارستان
ابتلا باید گرفت و در بیرستان بلا را ملازمت باید نمود تا تختہ الست موکل علی الابتلا
اوّلہ حیات و آخرہ ممات درست شود لان المحبت اولہ مکر و اخرہ قتل ازیں جا
است کہ گفتہ اند کہ بلا در محبت در باید چنانکہ نمک در دیگ سر ایں است کہ
گفت ۔ بیت

آسایش است رنج کشیدن بجوے آنکہ ❊ روزے طبیب بر سر بیمار بگذرد

ایں دانی چیست ہر آں صاحب ہمالے کہ بر عاشق خود ناز کند دادہ جمال خود
نداده باشد دادہ جمال حضرت پاک او آں ست کہ اگر فردا خطاب آید کہ ورنگر

تو گوئی دریغ باشد چناں جمال را از نظر چو منے کسے گفتہ است ۔ بیت

طاقتِ دیدنِ رخ تو کراست ❊ من مسکیں شنیدہ حیرانم

اے برادر آں روز کہ بساط محبت بگسترانیدند ہمہ مراد ہا را آتش در زدند ایں کہ آں سالک اول قدم آدم صفی صلوات اللہ علیہ سی صد سال خون جگر بر رخسار بارید و ایں کہ نوح برگزیدہ بترانہ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ بر جگر آوردہ و ایں کہ خلیل را حلہ خلت پوشانیدہ پس آں گاہ نمرود طاغی را بروے گماشتہ در منجنیق بلا نہادہ و ایں کہ یعقوب را ہشتاد سال در بیت الاحزاں سوختہ و ایں کہ یوسف بر سر چہار سو بازار مصر در صف بندگاں می پدید کردہ و بچند درم ناسرہ فروختہ و ایں کہ زکریا را پاہ دو پارہ کردہ و ایں کہ ایوب را سالہا در مرض سرطان سرگرداں کردہ و ایں کہ موسیٰ سوختہ اصرفنی گویاں گشتہ او ہمہ سزائست کہ سوختہ گفتہ است رباعی

بترحم نظرے جانبِ ما خواہی کرد ❊ لیکن آن نازکہ درتست کجا خواہی کرد
حسن را قاعدہ جور است بتامی دانم ❊ باکہ کردی کہ بسعود وفا خواہی کرد

بیت

مرا یار نیست در خاطر اگر گویم کدام است او ❊ جہانے مبتلا گردد بلائے خاص و عام است او

ن اے برادر جانی اے برادر روحانی ست و مقصودی مرد باید تا گوید یا جاں بدہم یا بمقصود بے ایں است مقصود بے رسم دگویم بہ بانگ بلند ۔ بیت

یا بدست آریم سرے یا در اندازیم سر ❊ یا بکامِ دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

ایں گوہر شب چراغ است و غرضش ایں است کہ در میان موج دریاے خونخوار است آں گوہر صد ہزار طالب دارد کہ برائے او جاں فدا می کنند و نگونسار ن در آید در قعر دریا فرو می روند تا بوے از و بیابند اما نباید کہ غافل وار کسے بیاید کہ صد ہزار ماہیاں بحر جلال در طلب تر دامنے می گردند کہ لقمہ کنند تا کسے نداند کہ چہ شد و کجا رفت ۔

رباعی

باول گفتم مرا مبر بر در او ٭ کو پادشہ است و من ندارم سر او
دل گفت برو حدیث بیہودہ مگو ٭ یا در ببر او کشند یا بر در او

چوں قدمے بغفلت کسے نہد کہ دریں راہ نہد نہنگ یعنی قعر دریاے جلال کہ دربان ایں درگاہ است بر فور آغاز کند و گوید مرا نمی شناسی من آنم کہ اہل آسمان اول آداب تسبیح از من آموختند و اہل آسمان دوم آداب تہلیل از من دانستند و اہل آسمان دیگر ہمچنیں مسند تدریس تا بر فرق گنبد اخضر انہادہ بودند ہمہ دولتہا در باختیم تا طراز لعنت بر پیشانی ما کشیدند و بر سر کوے شرع محمدی بعد ایں بنشاندند اکنوں یا تاج اخلاص بیارہ یا بفتراک ما می ساز تو مرد دینی و ایں یعنی بر اے ہر دو تے از جاے خویش نجنبد و سر فرود نیارد و تکبر عظیم دارد و تا صدیقے در مملکت پدید نیاید و عیارے پاکبازے دریں راہ قدم نہ نہد او از جاے نجنبد والسلام۔

مکتوب چہارم

بجانب قاضی علم الدین

فرزند دینی مولانا علم الدین دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و بداند بارے دوست دریاب آں کہ روزگار قلب باز دہد دریاب آنکہ نہ دریابد و نہ بر در ہر دم بہواے خویش ابتر ہیہات ہیہات۔ بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

اگر ترا چیزے پیش می آید بر من می نویس و انکہ نمی آید روا باشد کہ خوش خوری و خوش خسپی والسلام

مکتوب پنجم
بجانب بعضے مریدان و معتقدان
در شعر

سلام علیکم چو در خاطری ✤ گر از چشم دوری بدل حاضری
یا غائب العین حاضر بدل ✤ سلام علیکم ایا غائب حاضری
یا قرۃ العینی یا صفوۃ الجوانی ✤ من بے تو سخت نرام بے ما بگو تو چونی

گلخن تابے عاشق جمال پادشاہے شد پادشاہ را ازاں علم داد و مدحام او در گذرگہ پادشاہ بود ہر بار کہ او گذشتے عزت و عظمت پادشاہی را علمے بر آوردے روزے چنیں اتفاق افتاد کہ پادشاہ کرشمۂ معشوقی را با علم دولت پیوند داد و بود نظارۂ عاشق می بایست گلخن تاب حاضر نبود ناوکے از شست پادشاہ جدا شدہ بود دہدف نیافت خالی رفت وزیر زیرک بفراست دریافت کہ او خجل شد روے بزمین آورد و گفت شاہ را گداے باید و تیر کرشمہ را ہدفے شاید اندیشہ را پیشہ ساز بداں کہ من چہ نبشتم - بر سر گرد آبے بودم صیادے می گذشت دید سکے چندے بزمین آں گرداب می گردند ماہی گیر با خود گفت دیر باز است کہ دریں حوض دامے نینداختہ ام می نماید کہ ماہیاں بسیار شدہ اند سمک نظارہ کردند با خود اندیشہ کردند کہ ایں صورت صواب نمی نماید عجب نباشد کہ ما را بدام خود کشد ماہیاں سہ صنف بودہ اند بعضے حازم حکما گویند الحذر سوء الظن قیامت بوعدہ تا ایل صادق اثبات یافتہ است پیش ازاں کہ وقوع باشد دنیا کہ عروسے بیوفا است فریبندۂ لاابقا است اعراض اند و تو جہ بحق الحقیقۃ پیشۂ مرد عاقل و شیوۂ علماست قرض بود زہادت را کہ یار باوفا است و ہمنشیں با صفا اختیار باید کرد و روے بخدا آورد و ایں رباعی را

سہ در ہر دو نسخہ عبارت بے ربط ہمچنیں است غالباً بعد از "سوء الظن" و قبل "قیامت بوعدہ" عبارتے در کتابت نیامدہ است

مثنی وثلاث ورباع ساخت۔ رباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ؛ وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبرازدو کوں وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

فقدنا ہدایا بندہمت اومت والسلام۔

مکتوب ششم

بجانب بعضے مریدان

در مقالات سادات اثبات یافتہ است بشعر

اَلعَقلُ عَقِیلَۃُ الرِّجَالِ ؛ وَالعِشقُ مُذِلُّ العُقَالِ
اَلعَقلُ یَقُولُ لَا تُخَاطِر وَالعِشقُ یَقُولُ لَا تُبَالِ

عشق سہ حرف است وہر سہ صحیح است علت را مساغ فرجہ نیست عشاق را مردم احمق دیوانہ خوانند دیوانہ چہ باشد انچہ دیوانہ حرکات وسکنات کند حرکات و سکنات او بداں نسبت دارد مرد شاعر نسبت اضافات در یک گرہ بند و خسارد را از اضافات بلالہ و شمع و چراغ نسبت دہد باقیات برخواں عشق بکدام ساز در بافت کہ گوے فکرت را بچوگان فہم در صحرا ستوی الاطراف انداز قصہ چہ نویسم سخن دراز می شود شنیدہ باشی لیلی مرد و در پردۂ عزت استتار سے گرفت مجنوں ہماں کہ محبوب است چنت راجنت ساخت تیر وہم بر دلش رسید میان درگاہ استوی قیلولہ خوش کرد ہاں وہاں تا تو پنداری کہ جزاو چونے ہست نظارہ و اندیشہ را پیشہ ساز تحقیقت بنظارہ شو شنیدہ باشی پادشاہے پیالہ ابتلاع حصرا وے چہ رہنمونی نمود القصہ بطولہا در دیواں رومی کہ بند شو می راز خود بریدہ نظارہ کن۔ شعر

ن جنسیت
ن چیست

تا چند ولا بایں وآں آویزی ؛ آنگاہ شوی مرد کہ زیہا خیزی

تجمل چرا نمیکنی خانہ خراب ✤ خود کامہ چرا نمیشوی چون تبریزی

یوم الحشر مردم مستانہ خوش نمایند از ہیبت آں روز ضابطہ عقل را بہوا اسپرد
وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ یاد طالب
جمال ازلی دراں حالت در تحسس و تفحص باشند بحق حقیقت معلوم شدہ است کہ او تعالیٰ
بفضل خویش تجلی جمال کند گرفتار مبتلا در آں خیال باشد نظرے پس آں غلیظ بیت

قیامتم چو بدیواں حشر پیش آرند ✤ میان آنہمہ تشویش در تومی نگرم

من بگوش ہوش شنیدہ ام طالبے با مطلوب خویش بصد نالہ و زاری و عجز می گفت
الٰہی ذاتے کہ در تحت عزت و کبریا مستتر است یک نظرے بلطف خویش بمن ارزانی
فرما پس آں ہفت طبق دوزخ را بر تن زار من گمار اللہم من ایں رباعی از خواجہ خود
شنیدم۔ رباعی

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ ✤ وردے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنہار بدست دل دیوانہ دہم ✤ تا از در تو در دکند دریوزہ

کرتے ہفتے و ہشتے ایں مصراع را مکرر کردہ است ایضاً۔ مصرع

تا از در تو در دکند دریوزہ

ایں جملہ از لوازم و لواحق عازم اما عازم دید کہ ماہی گیر دام را ساخت می کند با خود
گفت اگر از عازم کہ حزم کار است غافل شدم تدبیر را کہ زیل تدبیر باشد فرو داشت
نشاید خود را مردہ صفت ساخت تناں شدہ بر روے آب رواں شد صیاد گفت
ماہی می رود بر وکو عجب نباشد کہ گندہ شدہ باشد شخصے مویزات را در میضاب[1] سبز و آب
بلغوم ریختہ بشتاں آمیختہ شباشکلے بود شہوت نفسانی کہ خراب انسانی را باشد

[1] میضاب بمعنی طرف آب کہ در وضو کردن بکار آید یعنے بدہنا۔ لوٹا ۔ ۲۲

اسیر خود ساخته از خانه بدر آمد عورتے را کفن پیچیده در جناره داشته بود زندگے و کافورے بر و مالیده آں خمار تمکار تحقیق گماں برد کہ عروس را جلوه داده اند سلیم تشبیه تسلیم کرده غلطیده باوے کہ کمیزے خورده باوے ست از دستے مستے دست انچه بحقیقت کار بود بر آں عروس جلوه کرد۔ بیت

ہاں اے دل دیوانه بخرام کہ ما نیز ۔ کاندر خم و پیمانه تنہا ہمہ اوییم

ایں حکایتہا ہمہ گویند موضوع است ماہی و زاغ و بوم و غیر آں اما تحقیق نظر کنند ہیچ یکے از خیض احدیت خارج نه اند در معرفت حیوانات می نویسد موشے از جملہ موشاں کہ میاں ایشاں پادشاہست میرود بالاے بلندی می نشیند موشاں ہمہ بیروں می آیند تو تے کہ ایشاں دارندی چرند اگر مزاحمے دیا خصمے می بینند خبر می کند ایشاں در سوراخ میروند و اگر موش پیر و بزرگ می شود موشاں می گویند پیر شد رائی نمانند جمع می شوند او را می کشند جواں را می نشانند زنهار کن اگر ایشاں را از فیضے نصیبے نباشد ایں ہمہ نسبت با نساں دارد کجا حصول وصول شد اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی مذہبہ خواستہ است در تفسیر کشاف می نویسد ہر چه ہست ضار و نافع خویش را می داند بعضے اقاعی از عمانات بعید بلکہ ابعد بطبیعت کور می شوند از اں باویہ کوہستاں در عمانات می آیند در باغات در می شوند در کشت زار باغ بعضے والاں بزرگ را چشمہاے خویش می مالند و می سایند چشمہاے کور بوده بینا می شود انچه من مشاہدہ کرده ام اگر بنویسم دراز تر شود ایں قدر حسب العاقل باشد و آں ماہی غافل کہ حزم نداشت در ہر طرفے خزید البتہ گرفتار شد

اے دوستاں شفیق و اے برادراں عزیز ایاکم عن فجات الاجل و غفلۃ التقاعد بسیاراں دیدم کہ خفتہ ماندہ اند طیفور را از نور حضور و از ترتیب شکور نصیبے تامے در جذبہ و جو

سہ این تمام عبارت ہر دو نسخہ ہمچنیں بے ربط مرقوم است ۔ ع ح ۔

داشته بود ناگهاں در قیص را کشاده دید التماس پیوست اللھم ارحمنی واغفرلی
از حضرت عزت تقدس وتعالی بلا صوت بگوش ارادت استماعی شد کہ اِذْهَبْ
فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وقت انبساط وانفساح او یافت گفت الٰہی ہمہ را بیامرزی
فرمان آمد آمرزیدم قدم عبودیت را در مقام فضول نہاد گفت ابلیس را بیامرز
نکبتے بروہانش زد ندا آمد آتشی است تاب آتش تواند آورد تو خاکی غم خود بخور۔ رباعی

عیاراں را زخار پاکش مفرش — عیار نۂ پاے ازیں راہ بکش
تا در نہ زنی بہر چہ داری آتش — ہرگز نہ شود حقیقت عیش تو خوش

نوعاً اخر چند سالکے عارفے وچند سالکے ہا لکے بسیار دیں اسلام را زیاں کار آمدند
چناں کہ فرید عطار وجلال رومی ومحی الدین ابن اعرابی سخنے مزخرف وبذاتہ محرف
اصطحاب الفصول والابواب التزام وانتظام داشتم نیافتم ہیچ منتجی را کہ نماز بجماعت
کہ سنت موکدہ است وہیچ مستحبے را باہتمام تمام بود بہشت ہشت دوزخ ہفت
ہشت ہفت وہفت طاق آرام وقرار در اتباع سید الابرار والاحرار باشد واضطرار
واہتزاز در انحصار دوزخی است در دعرفان القریب وتعبیر باشد ایشاں بنالند ازاں
ورد برگرد فرمان آید معتقد ومعتمد شما ایں ست آرے صدقتم فی مقالتکم و
عقالتکم لیس الا ناگن فیکون آں ہشت برائے اتباع ہفتے وقربے
است ہر کہ ازیں بدور است۔ بیت

دوست آمد وگفت گرمہ ہیطلبی — پس ہر چہ نہ آں منم چرا میطلبی

فافہموا ایہا الاخوان واغتنموا ایہا الاقران از گفتار آن بزرگواراں۔
طالباں نماز ندمجاہدت وریاضت ومواجب دینداری برباد ہوا شد شرایعے را
کہ رسول اللہ بچند مشقت بذل جہود خود کردہ ایں بزرگواراں بکلمات طامات از دست

سہ ۔ اہتزاز بمعنی ہلاکی ۔ ع ح ۔

دیداری پاک تراشیدند حجاب کردند۔ اللھم الھمنا رشدنا وارزقنا اتباع حبیبك ونبیك وصفیك برحمتك یا ارحم الراحمین

ہمچنیں گویند کہ عشق را از عشقیہ گرفتہ اند عشقیہ گیاہیست کہ او نرمی و تری دارد کہ بر ہر درختے کہ بپیچد بر رو و برگ و گل و بار او تمام بریزد ولیکن او تر و باشد بیت

عشق آمد و خانہ کرد تاراج ۔۔۔ ما نیز نہیم دل بتاراج

در ہر نماز دیگرے مجنوں بر آں رفتارے کہ عاشق در کوے معشوق کشد آمدے سنگے زیر غرفۂ لیلی بود بر آں آمدے غلطیدے افتادہ بر آں در غرفہ لیلی نظر کردے رقیباں لیلی گفتند کہ منع او بضرب دستم و بہیچ وجہتے ندارد حرکتے کنیم کہ سکون او بریں سنگ مانع آید خیلے ہیزم آوردند بر آں سنگ سوختند جاروب زدند پاک کردند باز نماز دگر آں دیوانہ فرزانہ از خویش بیگانہ باد رد و غم آشنا شدہ بداں رفتار آمد بر آں سنگ کہ ہمہ آتش بود شست و غلطید آں سوختہ سوخت دودے خواست رقیباں لیلی دویدند گفتند اے دیوانہ سوختی گفت ازیں کہ تن سوخت دافروخت چہ غم دست بر دل نہاد و گفت ایں سوختہ است ازاں سرو قدلالہ رخ پستہ لب جز ایں بار حاصل نیست شما مردماں عاقل ہوشمند شنیدہ باشید۔ بیت

حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ۔۔۔ سوختم و سوختم و سوختم

خداوند سبحانہ و تعالیٰ صفت دوستاں خویش باو او و پیغمبر کہ صفتے و روے کہ خبر آں نیز فرو گفتہ اند می کرد کہ بس بار بلاہا بر دل ایشاں نہادم ایشاں بر مثال جرعۂ ں خود کہ شیریں تر از شکر و نبات باشد می خوردند و می آشامیدند و ایشاں را بداں افتخار و از خار روزگار بود دل داو او شوریدہ بر آمد بصفت سطاحی از رہ گفتار پندار سخنے گفت یک بلاے بر من ہم از در اے سرا دقات عزت نداخواست تو آں

طاقت آن نداری کہ زخم پیکان ما توانی کشید۔ بیت

ہلہ ہوشدار دریں شہر دو سہ طرارند ❊ کہ بدبیر کلہ از سر ش بردارند

داؤدؑ در بیت المقدس نشستہ زبور را مطالعہ می کرد کبکے آمد بمثیل بر صورت زر خالص و نوکش از مروارید از دیدن او استعجال کرد خواست بگیرد ش تا بازیچۂ بچگاں باشد دست را فرازید تا بگیرد ش او جست بارے پیشتر شد و داؤدؑ دست دراز کرد و تمثل بر زبان مسجد نشست داؤدؑ بر سر دو زانو ایستاد او بر زبان دیگر رفت داؤدؑ پس او شدہ از زر و بلنے بنزدیکے بر سطح بام شد آں ماہ پیکر آں سرو قد پستہ لب آں بادام چشم سایہ داؤدؑ بر صحن او کہ السلطان ظل اللہ افتاد زن او را بچشم غلطاں احساس کرد سر بجنبانید تمام اندام را بوے پوشید چنانچہ پیراہنے بتار زر کشیدہ باشند آں نظارہ داؤدؑ شد و جد اماں داد عشق بساماں پابند شد داؤدؑ دلے بباد دادہ و حالے بحالے سپردہ۔ بیت

عشق بازی نہ کار ہر پسریست ❊ عشق بازندہ مرد پختہ سریست

اے پسر کار عشق بازی نیست ❊ زانکہ ایں رہ رہ مجازی نیست

داؤدؑ صورت حال را ہر وے ندید الا آں کہ او را بابند ہلاکت باید سپرد۔

بیت

چناں تنگست راہ عشق بازی ❊ کہ جز معشوق تنہا می نگنجد

اتحاد یکہ صوفیاں گفتہ اند نہ ایں است کہ دو وجود یکے شود لاحول ولا قوۃ الا باللہ سالک ہالک گردد کل شئ ھالک الا وجھہ وہمیات و خولیات بمقام خویش قرار گیرد جز یک وجود وجودے نماند الا وجھہ الآیۃ محمد حسینی خویش را ہم خوش کردہ است چہ باشد وجودے دیگر داشت ایں دم بعین العیاں بازگشت صوفی در قبالہ گواہی خود می نبشت نوشت ہیچ بن ہیچ پن

ہیچ ہیچ شد قصہ مولانا جمال الدین ساوجی و فخر برین مرتبت باقی قصہ داؤد پیغمبر علیہ السلام
بنشستن حشمت انبیا اجازت نمی دہد داؤد جاں سپاری نکرد از بزرگ نوازی اور یا چو نہ
رنگے گیرد نود و نہ میش رمۂ داؤد شد یکے را یکے یکے با نود و نہ ضم کنند جملہ صد شود
ضد الکل یجتمعان ولا یرتفعان ہر آئینہ زلت شد نوبت توبہ است

بیت

کافر نشوی عشق خریدار تو نیست ❊ مرتد نشوی طعنہ زن کار تو نیست

نعت عشق این ست۔ رباعی

عشق آمد و خانہ خالی کرد ❊ برداشتہ تیغ لا ابالی
من از عشق تو خوں خوردن گرفتم ❊ تو دیرے زی کہ من مردن گرفتم

ای احمق ورق حکایت و شکایت را در ہیچ مردن چہ باشد بمیر عمر ابد یابی ہاں
گوش دار از زبان مجنوں مقالات است۔ شعر

فانا من ھوی لیلے وحبی ❊ زیادتھا فانی لا انوب

بیت

یارب تو مرا بروے لیلی ❊ ہر لحظہ بدہ زیادہ میلے

مکتوب ہفتم

بجانب بعضے از مریدان و معتقدان

از مقالات محققان است ذکر اللسان لقلقۃ و ذکر القلب للہ للہ
این را ذکر خفی گویند ذکر بدل می گردانند با ضروبے کہ اورا است ایں را ذکر خفی نامند
و ایں را دو طریق است یکے رعایت بظاہر می کنند و ذکر بدل می گویند و دیگر رعایت
بظاہر ندارند اما بس دل آں ضروب را رعایت می کنند و ایں نوع اثرے

عظیمے دارد۔ وگویند الذاکر بالروح مشاهد ۃ یعنے ذکر کنندہ و ذاکر حاضر باشد
بحضور او و ذکر گوید ایں ذکر روح باشد روح او را می بیند و ذکر او ذکر می گوید تا ہمیں شود
وجود او ذکر روح است وذکر السر معائنۃ میاں معائنہ و مشاہدہ چہ تفرقہ
ن شئے کنند شبے را گاہ صباح بیندہ ہماں شبے وقت ضحی بیند اندیشہ کن دریں دید و
آں دید چند تفاوت است بوقت صبح خسوف من اللیل باقی ست اما وقت
ضحی با سم ضحی ضحوتے دارد کہ خفائے نمی ماند و دیگر مشاہدہ یکتمل گہے صورت استمرار
آرد و گہے باشد پیش او حجابے تنگ باشد و گہے باشد کشادہ تر و ایں ہمیں ہم احتمال
دارد کہ عکس باشد چنانچہ عکس آفتاب در آب یا در آئینہ ایں را نیز مشاہدہ نامند
اما صورت ضحی ازیں برآۃ دارد کہ آں معائنہ است کشف حقیقت است استاد
ابو القاسم فرمودہ ست انوار الملکات تتضمنہ بتجلی الصفات و انوار المشاہدات
بظہور الذات میاں تجلی و ظہور تفاوتے تام ہست در صورت مجاز مشاہدہ کردہ باشی
معشوقہ بہ بام برآید و عاشق در صحن خانہ یا بر سر کوئے نظارہ کند ایں را نیز مشاہدہ خوانند
اما معائنہ نیست چند تفاوت است از دور دیدن و ہمزانو بودن و در یک بستر
غلطیدن و ہر یکے خود را بہ دیگرے سپردن و ہر یکے بدیگرے راز خود و سر نہانی را
کشادہ کند چند تفاوت است۔ و ذکر آنگہ معائنہ باشد مفاعلۃ است شرکت تقاضا
کند چہ غایبہ ذاکر و مذکور غائب شود و مذکور در ذاکر و اللہ اعلم بحقیقتہا آں کہ لا یتغایر
باللہ ولا فی صفاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث اکوان است غیبوبت او چہ
معنی دارد و آنکہ با صلہ فانی الوجود و فانی الصفت است غیبوبت او را چہ اعتبار و ذاکر
ن صفت غائبہ کونہ غایب شود و صفت فنا بود گویند محو آصلاً و رأسا و قطعاً و خیالاً و اثراً و اثراً
معدوم بحقیقت شدہ و غیبوبت مذکور ہماں کہ است و ابو القاسم بداں اشارت کرد۔
ثم انوار الصمدیت فعند ذالک اذ لا قبل ولا بعد ولا وقت ولا وجد ولا

فصل ولا وصل کلا بل ھو اللہ الواحد القھار اینجا صورت نمود۔ بیت

تو او نشوی و لیکن از جہد کنی ❊ جائے برسی کز تو تو ئی برخیزد

تو او نشوی مگر شود معلومت ❊ آں روز کہ تو نبودۂ او بودی

ہیچ میدانی کہ چہ می گوید لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، بیان این ہمہ کردہ است سکوت بر ورد انیست انقطاع کلام بر و جائز نہ ازلا و ابداً و قایل بریں فافہم و اغتنم۔ تو می دانی کہ من چہ می گویم اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ او بہمہ اشیا محیط و اشیا محاط ہیہات ہیہات العلم کلہ بل نقطۃ و تلک النقطۃ لا یتجزّی ایں نقطہ را موہوم نام نہ خود را بدرک کن وجود کونین را از سر بسر آنی، اے عزیز باد تندیست ایں آتش تحقیق ہمہ وجودات را سوختہ است آبروے عارف ہم ہوائے ایں اشیا است لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کجا ارتفاع مثالے گویم تشنگی دیگر است و تشنگ خوردن دیگر و اطلاع بر مبدا و معاد او بودن دیگر و شنگ بودن دیگر اللھم الھمنا رشدا و جنبنا عما ترضی و اعصمنا عن الزیغ و الزلل و الخطل اللھم و السلام ن المخلل

مکتوب ہشتم

بجانب مولانا نظام الدین محقق

باید دانست ان اللہ یحب تعالی اخیم و دیگرہ سفسافہا

آرے بیت

دنیا آن قدر ندارد کہ بر و رشک برند ❊ با وجود عدمش را نخم بیہودہ خورند ن این قند

جاہ و دولت و مال و کثرت بلمعۂ برق و سایۂ سحاب باندک نمایند آید رود برآید فرد شود اے فرزند بداں باوہم و خیال بامیدۃ الد و تناسل چہ عشق بازیم کہ ہرگز

بکجۂ وصال زسیم در شورستاں بہوائے زمستان چہ کشت زار سازیم کہ ازاں برخوردار نگردیم
بر روے آب معما چہ اشکال نویسیم کہ ہرگز جمال صواب نظارہ نکنیم چو بکے خشک را
چہ مرکب خود سازیم کہ برآں بیشتر و پیشتر نرویم و نپوئیم جز خود ماندہ و بدرن دوست دیا
نہ ایستیم و منزل و قرار را حساس نکنیم مہیات فہیات اے یار ستودہ ذات وائے
دوست حمیدہ صفات۔ بیت

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست ✤ بام سوراخ و ابر طوفاں بار
ہلہ ہوشدار کہ در شہر دوسہ طرارند ✤ کہ بتدبیر کلہ از سر شہ بردارند

حاصل کلام مقصود المرام ایں است روزے دوسہ کہ ما را عمر دہ دادہ اند و
نفسے چند کہ بعاریت سپردہ اند غنیمت شمریم البتہ باید کہ بطاعت و عبادت
خداوند تعالیٰ دیادا و ساعۃً فساعۃً زماناً فزماناً دل و جاں را مالا مال داریم و جز بدیں
دل را ندہیم اما آدیم کار ایں جہاں را بداں جہاں سپریم رسم و عادتے کہ میاں مردم
آمدہ بعاریت دادہ باشیم پس چوں پاکی نفس و توجہ بحق بحقہا و شرطہا مقدم من قبل کل
شئی باشد میتواں و میسر است کہ در دنیا باشد و کارہا بتمام و کمال استوارتر سازند و با
ایں ہمہ چو دل بخدا بود و نفس بہ پاکی آراستہ باشد البتہ بفوز درجات و نیک مثوبات
مظفر و مرفہ گردانند ہاں و ہاں نخواہیم ترا یک نفسے بغفلت رود یک ساعے ترا بغیر طلب
ن وافر من اغتنم الخمس قبل فوت الخمس و ادرک الصبر قبل غروب الشمس و افرض الیوم و الغد
قبل صیرورتہما۔ بیت

نصیحت ہمیں است جاں برادر ✤ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی

ہر چہ کنی برائے خدا و برائے دیدار خدا کنی چوں ایں چنیں باشی تو خدا داں باشی
دار جو کہ تو بریں مانی و چنیں باشی مقصود دو دیدار حق خود را رسانی۔ رباعی

چہ بکونین می شوی مغرور ✤ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

صورت خوب تو زنسخۂ اوست ٭ باز خوان و ببیں مقابلہ کن

الحق علی الحق باش و لقد وجود را بہر طرف ضایع مپاش انچہ می گفتم نصیحت عالم ست خاص باید تا ازیں انتفاعے گیرد۔ ہذا باب عرضداشت آن فرزند شایستہ بالتماس حصول پیوندکہ اعلیٰ ترین مراتب اہل دین است مولانا نظام الدین رسانید بعز اجازت مقرون کردیم طاقیہ نجبت ملبوس خاصہ برائے انفرزند کہ از خدا می خواہم او را دلے خداشناس و نفسے حق پرست باشد فرستادہ شد وکیل از طرف خویش مولانا نظام الدین مذکور را کردہ ام دست او را بوکالت نایب دست من داند و زبان او را نایب زبان من داند و ایں تلقین کہ نبشتم از زبان من بشنود او را جز واسطہ مجرد نداند مولانا را بصدر نشاند و سر جا بجانب او سر بزمین نہد و آں جانب من داند دست بر دست او نہد و دست او را دست من داند زبان او را زبان من داند و ازو ایں بشنود کہ او گوید عہد کردی با ایں ضعیف و با خواجۂ ایں ضعیف و با خواجۂ خواجۂ من و با مشایخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین چشم نگہداری و زبان نگہداری و بر جادۂ شرع باشی ہمچنیں قبول کردی تو بگو قبول کردم او بگوید الحمد للہ و مقراض بستاند و از ہر دو جانب سر اندکے موے قصر کند در حالت قصر کردن موے تکبیر گوید طاقیہ من بنیابت دست من بر سر تو نہد و در حالت پوشانیدن طاقیہ تکبیر گوید و بگوید بر دوگانہ بگذار و بعد از فراغ دوگانہ چنانچہ پیش ہر آیند ہمچنیں پیش او آید۔ شکرانہ ایں اگر بتواند رساند رساند والا ہماں جا در راہ خدا خرچ کند و چوں او گوید عہد کردی با ایں ضعیف از ان ضعیف می باید ترا مرا بدانی و باقی کلام ہمہ بریں محمول است بعد ازیں فرمایش ما از زبان او بنیابت ما گیرکہ او گوید پنج وقت نماز بجماعت بگذاری و جمعہ و غسل جمعہ فوت نہ کنی البتہ البتہ مگر بعذر شرع و غیر آں و بعد از ہر نماز شام شش رکعت نماز بگذاری بسہ سلام در ہر رکعتے بعد از فاتحہ سہ گاں با اخلاص بخوانی و بعد ازاں

یک دوگانہ دیگر بگذاری برائے نگہداشت ایماں ہر کہ بریں دوگانہ ملازمت کند حق تعالیٰ اورا از جہاں با ایمان برد و در ہر رکعتے بعد از فاتحہ ہفت بار اخلاص یک بار قل اعوذ برب الفلق و یک بار قل اعوذ برب الناس بخواند چوں سلام نماز دادہ باشد سر بسجدہ نہد سہ بار بگوید یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ مُثَبِّتِی عَلَی الْاِیْمَانِ و بعد از ہر نماز خفتن یک دوگانہ دیگر بگذارد و در ہر رکعتے بعد از فاتحہ دہ گاں اخلاص بخواند چوں سلام نماز دادہ باشد ہفتاد بار بگوئی یَا وَهَّابُ چنانچہ بائے مشد دار سینہ برآید و ہر ماہے سہ روز روزہ بداری سیزدہم چہاردہم پانزدہم ایام بیض اگر بعذر ضیافت یا سفر و یا گرمی ہوا نوعے خوردہ شود صوم نفل را قضا نیست امّا بجائے آں روزہ دیگر بداری تا ثواب کم نگردد و نفس بر ترک روزہ عادت نگیرد

و فقیر را چوں رحمت خدا واسع است۔ از جہت چندے دیگر از مسلماناں فقیر مولانا نظام الدین مذکور التماس ہیوند کردآں نیز قبول کردیم تو آ ہر یکے طاقیہ بدست مولانا فرستادیم ہمچریں طریق باشند بایشاں ہم بگوید۔

مکتوب نہم

بجانب شیخ علاء الدین کالپوی خلیفہ حضرت مخدوم بعد خلافت دادن

فرزند دینی قاضی علاء الدین کالپوی دعائے محمد حسینی از قصبہ چندیری مطالعہ کند

قال اللہ تعالیٰ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کار عظیم و مہمۂ جسیم

ن اہل بحوالۂ حق مستقیم شدا ما دعوئی حقوق آں کہ اصل نبوت ازاں گرانبار است شرط کار است وَهُوَ النَّصِيحَةُ لِلْخَلْقِ وَالْمَضِيُّ عَلَى الْخَلْقِ وَادْكَانِ

و تخاف امرہا وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ آنرا کہ بخواند نہ بخواندند و آنرا کہ براندند براند نشکستگی و بیچارگی را زیادت کند و بدانچہ براہ کردہ شدہ است مستغرق باشد

واز ہر چیزے کہ زیاں کار ست چناں بریدہ باشد کہ رحمت حق از شیطاں۔
مقصود داریم از چندیری در صباح ہمایوں و مطلع میموں بہ ہولت قرار کوچ کنیم۔
واللہ المجیر وھو المبلغ۔

مکتوب دہم
بجانب شیخ علاء الدین

برادر دینی مولانا علاء الدین دنرزندان او دعاے محمد حسینی مطالعہ کنند محقق دانند کہ مقصود از خلقت کونین و آفرینش نوعین جز عبادت و بندگی خداے نبودہ است ہر مجلتے و ہر معاشرتے و دوستے و معاملتے کہ باشد اگر در آں غرض دینی حاصل ست و آں برائے خداے راست خود بخ بخ والا فالانقطاع۔ شنیدہ شدہ است کہ آں عزیز دائم متوجہ ایں حضرت است کار مقرباں است و عظیم دولت است الحمد للہ علی ذالک کہ یکے را تقرب می دانی و آنگاہ بدو توجہ می کنی و ایں مایۂ جملہ سعادت ہا است۔ فعلیک بھذا اعاظ البریۃ اجمعین والسلام

مکتوب یازدہم
بجانب شیخ علاء الدین

فرزند صالح دیار دولہ مولانا علاء الدین کالپوی۔ دعاے محمد حسینی مطالعہ کردہ

بر آں کار یکہ براہ شدایست باید کہ بشرط بسر برد اول شروط بذل الروح فادونھا این ست کہ بذل و ایثار کنند ترین حال صوفی باشد و اقل من کل قلیل بذل مال باشد ہر چیز بہ دستش افتد و ہم آں نبرد کہ اگر امروز بتمام خرج شود فردا چہ توان کرد و چہ روزگار تواں بردو ایں اندیشہ را از دل بدر کند و پیشۂ توکل علی اللہ شیوۂ کار خود سازد و دیگر بر معانی بسیار۔ بذل اشتمال نماید۔ ما بر اقل من قلیل اشارت کردیم

وجاہت دنیا وآمدوشد خلق ونمود ارخود وصورت کارے ساختن کہ مردم برآں نظر کنند ومعتقد باشند چیزے نیست تو بوقت خود باش ہرچہ پیش تو آید آں را پس انداز فارغ بخدائے خود مشغول باید بود وغم خود باید خورد وغم آیندہ وروندہ ومعتقد وغیرہ درخزائہ دل خود جائے نباید داد چوں باید بود دست از غم وجود خود شستہ ؎

فارغ چہ بود زخود گذشتیم ❊ او را نہ غمے نہ غمگارے

شیخوخت پایہ بلندے است خدائے تعالیٰ شیخی را گماشت تا در گلوئے ما انداخت وایم اللہ آں را بلائے می بینم کہ انشاء اللہ تعالیٰ سر بسر راسا براس خلاصے ونجاتے بود ایں کارمی باید کرد ودر بند قبول ورد آں نباید بود ہرچہ آید آید ترا براہ راست می باید رفت زمین چاہ وراستا نظر کردں شرط کار نیست ۔

رباعی

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو ❊ وز دور زمان ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبر ارو کون ❊ وز سود وزیاں ہرچہ شود گو شو گو

مکتوب دوازدہم

بجانب شیخ علاء الدین پیش از خلافت

فرزند دینی مولانا علاء الدین دعائے محمد حسینی مطالعہ کند امور مشکور است ؎

فضل اللہ لا ینحصر ولا ینقطع انچہ فرمودہ ایم دست ازاں داشتن میسرت نباشد بثبات قدم ایستادہ ماندنست آں گاہ برپائے خود باشد آں عزیز از صحبت بسیاری دور است اگرچہ عقیدت سیرت مستحکم ترا ست اما نور حضور از بسیاری شرور بدور دارد وتدبیر ایں است ہرچہ فرمودہ ایم آں در معاملت رود بتوجہ دل متعلق باشد اینچنیں اگر بعد المشرقین والمغربین بود ہمزانوش تواں خواند کلیتے اصلے ترا فرمودیم اما ہیچ نے

باشد کہ بداں مستعد گردد و ازو جوئد کہ آں عزیز بشیئے نامی ازیں ہا متصور گردد بدانکہ اقل ازیں نوع اکثر سایر اعمال است اوراد و اذکار دقتاً فوقتاً شہراً فشہراً مواسماً فمواسماً باید در عمل باشد۔ بیت

نصیحت ہمیں است جاں برادر ٭ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی

مقابل اہل حال است ان من فات وقته فقد فات ربه وقتے رباعی گفتہ بودم۔ رباعی

نامرد مباد ہیچ نرد ے ٭ بیدرد مباد ہیچ مرد ے

بے درد مباد ہیچ وقتے ٭ بے وقت مباد ہیچ درد ے

ہجوم اشتغال روزگار دامن گیر ہر روندہ است اما طالب خدائے را اگر خارے در پا خلد از دویدن و پوئیدن خود البتہ نہ ایستد ہر چہ شود گو شو گو طالب خدائے را مرد خدائے پرست را ایں رباعی استاد ور د ہر وقت و ہر ساعت اوست۔ رباعی۔

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ٭ وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو

مشغول بحق باش مبر از دو کوں ٭ وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

آں عزیز در مکتوب چنیں باز نمود کہ بعضے مردم کالپور ان ایں سو عقیدت ان کالپی پیوندی را خواہاں اند ایں طرف متوجہ و مستعلق اند ہر کہ آں عزیز صادق بشرط عقیدت داند عرضداشتے از جہت او بانشان و روشے بنویسد تا ازیں سو طاقہ برائے او زمام زد شود و آں عزیز بوکالت و نیابت ایشاں را تلقین کند و طاقیہ پوشاند صورت ہمیں است و ورائے ایں معنی دیگر متصور نیست۔ آرند گاں صحیفہ سادات از آں ماند برادران اند بر نصیر سالار بگوید کہ چہ دنبال فرزندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرفتہ ترا دنیا و دیں خوش نمی باید۔ والسلام۔

مکتوب سیزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

مولانا علاء الدین نصیر دعاے محمد حسینی مطالعہ کند اتفاق تقدیر چنیں افتاد کہ
ما از شہر بحالتے بیروں شدیم کہ از تحریر و تقریر متجاوز است بشاہرہ تواں دانست
مقصد ما طرف کالپور ان است راہہا سخت بے طریق گفتند ہیچ سبیلے گذشتن میسر ن کالپی
نیست الغرض آں فرزند عزیز چنیں کند البتہ فرید خاں را با استقبال تا حدزمین پور انڑاں
بیارد و ختران و مادران ایشاں را چنداں خوف نکند بہ امن و اطمینان تا کالپور ن کالپی
بیایند بہ اشرف افلح نیز بگوید بداں چہ او راست دہد اقدام کند سبحان اللہ العزیز
عجب روزگارے کہ من بہ مردماں منت کنم کہ من بر شما می آیم شما معاونت کنید
یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ یَقْلِبُ ظَہْرَ الْبَطْنِ باز با اہتمام گفتہ می شود جاے درنگے و
تامل نیست وقت بر ما تنگ است جاے درنگ و مقام نیست بضرورت
بسبب تعلق و مزاحمت ملک محمد علی یک دو مقام شدہ آں مصلحت ما نیست
میباید بطریق الانوع و قاصد ما را دریابند با فرید خاں بیاید ملاقات کند دریں باب
تقصیر نکند فی الحال وزماں دریں کار شود۔ **بیت**

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی ✤ باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

مکتوب چہاردہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی مولانا علاء نصیر دعاے محمد حسینی مطالعہ کند خداوند تعالیٰ فرمود
لِکُلِّ قَوْمٍ ہَادٍ اگر ہدایت ہر قوم در کتابت آریم ذیل دو ذنب آنرا سر انتہا پیدا

نباشد تو دست در دامن مقصود زن بقدم عزیمت بپائے الیست ہادی صوفیہ
سپس آں کہ دولت دریافت مرشد شدہ بود ذکر و مراقبہ است تخلیہ و تحلیہ است
لا الٰہ تخلیہ است الا اللہ تحلیہ نفی خواطر در حالت مراقبہ و اجتماع ہم تخلیہ و تحلیہ مرتب اند
ہاں وہاں پیروی ایں ہادی میسرت ہست فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ہر آئینہ
اثرہا بینی و ثمرات و نتائج معرفت ازیں باغ ہر چند بر ترچینی برخوردار تر گردی ہیچ
دینے را سلوک بے ایں وصفت نیست کہ من قبل تنبیق یافتہ است روئے مقصود
کسے بدید مگر کسیکہ عروس حضور خود را بر دل طالب صادق جلوہ فرمود و نیست
آں معشوقہ را دلالہ در ہنمونے و نیست آں مرغ را پرے و بالے مگر طلب بشدت
ہمم و حضور بکمال با تزکیۂ نفس و حضور بکمال را اگر تخلیہ و تحلیہ نام نہی میشاید طالب را
چند وصف لازمۂ حال اوست و اگر نشد طالب با او نبود الکلام فی تحقیق الطلب و
انما الشئ یعرف بعلامتہ تقلیل صحبت ہر آئینہ از عاشقاں پرس عاشق
را بے معشوق و انچہ نسبت بدو دارد و بے آں کہ موصل و ممد اوست صحبت باشد
لا و اللہ۔ بیت

دوست آمد و گفت مر کرا میطلبی ❊ پس ہر چہ نہ آں منم چرا میطلبی

گفتار یارے ازاں ما است۔ بیت

با غم تو الفت و ہم خانگی ❊ از دگراں وحشت و بیگانگی

تقلیل طعام و شراب ہم ازیں قبیل غذائے عاشق محنت و بلا است
غذائے عاشق یا معشوقہ است کما افادہ ام القصہ بسیط لہا قلت کلام ہمہ بر مقام
انتظام گرفتہ است عشق و حب گنگی و کری و کوری او جز دوست نمی بیند جز ذکر
دوست نشنود جز نام دوست نگوید بلکہ چناں بخیال او مستغرق باشد کہ مساغ
گفت و شنود درست بر بستہ بود کہ آں منزل گم شدگاں و مقام بیخودان است

ایں رباعی از مردماں شنیدہ باشی۔ رباعی

ابجد عشقت چو بیاموختم ❊ پیرہن محنت و غم دوختم
حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ❊ سوختم و سوختم و سوختم

اکنوں تو خود را بخود ندہی از خود و از خویش و خویشاوندان بدر باشی درزاویہ تصوف آں کہ معتقد و متبوع میسر آید و البتہ لحظۂ طرف بنظر خلق ورد و قبول ایشاں روشن نہ بیند ورنہ از دیدن دیدار دیدہ مطموس و منطمس ماندہ نعوذ باللہ منہا برائے آں عزیز را طاقیہ خاص اتفاق شد بشرطیکہ آمدہ است برسر می دارد شکرت بجامی آرد و شکرانہ وارد برائے مرمانے را کہ التماس طاقیہ پوست ارسال شد چنانکہ آں کہ عزیز برآمدہ است ہماں طریقت را مسلوک دارد و اگر کسے از میانِ ایشاں لایق آں بود کہ وردے لابدی فرمایند آں قدر مصلحت افتد فرماید آں ہم از ما بود و آنانکہ سلامی و ردشے فرستادند بنام ہریکے طاقیہ نامزد است توچناں کہ میدانی پوشانی دیگر گوییم ختم مکتوب بخیریت عافیت کنیم وقت را غنیمت شمری باید کہ جز بفضلے و فریضتے مصروف نہ شود و میدانی یا نے ان من فات وقته فقد فات ربه اگر وقت خوش است غنیمت میداں کاں را چو نماز ہا قضا نتواں کرد۔ جنید بسفر حج بود جوانے را در زمین موحش خارستاں گیتاں باہمہ وحشت و تردد و پریشانی دید جنید تفتیش حالش کرد گفت وقتے داشتم اینجا گم کردم بکدام قوت خیزم و بکدام مسکنت طریق را پیشتر کنم لیکن در آں حالت کہ ترا در طواف وقتے باشد اگر از ما یاد آید خاطرے و نظرے کنی جنید را اتفاق یاد آمد نظر را لحظۂ آں سوگماشت دعاے در کار او از زانی داشت جنید باز گشت او را بوقت او دید گفت اکنوں خیز عاشق صادق صوفی صاحب وقت مرد اہل دل مرد صاحب دل خوش جوابے جنید را فرمود مقامے را کہ وقت گم کردم

من نتوانستم گذاشت در آں مقام کہ وقت باز یافتم چوں بتوانم گذاشت
فعلیك علیك ان تغتنم وقتك ولا تضرب الا فی حضرۃ ن تصرف
ربك والسلام مولانا تاج الدین نیک مردے سکین و پیر ہنجارست ں پہ
چند روزے بر ما بسکنت بود چوں اتفاق آمدن باشد مولانا مذکور را نگذارد
برابر آرد بر و شفقت بسیار کند کہ مشقت راہ دیدہ است۔

مکتوب پانزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی مولانا علاء الدین دعاے محمد حسینی مطالعہ کند آرندگان صحیفہ
سادات کالپورن ما را دوستاں و برادراں اند فرماں دہیہ انعام تمام کنانیدہ ن کالپی
آوردہ اند و از جہت پروانہ من متکفل شدہ ام کہ ہر کہ بعد ازیں از یں طرف قصد
کند بدست او فرستادہ شود انشاء اللہ تعالیٰ میباید کہ آں عزیز در کار ایشاں
سعی جمیل نماید و دراں کوشد کہ کار بر حسب مطلوب ایشاں شود منت آں بر ما
باشد خدا جزا دہاد۔ والسلام۔

مکتوب شانزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی علاء الدین دعاے محمد حسینی مطالعہ کند اتفاق ارباب حقیقت
است کہ اہم مطالب محبت خدا دیدست سبحانہ و ہر چہ جز اینست قسمے بہزل و
ہزو آرد چہ داغ لا اعتباری بر ناصیۂ وجود اوست ہر چند روشن ترمی نماید بیت

دوش دیوانۂ چہ خوش می گفت ؛ ہر کہ را عشق نیست ایمان نیست

ومعلوم است کہ محب را کار جز التزام بر در محبوب نباشد جز توجہ آنسوے کار
دیگر ندارد اگر ظاہر ہر چند اورا دو ابواب بر و باقی حسنات ست من وفق وفق
لجمیع الخیرات ومن رُدّ رد عن طریق المبرّات وقت تقسیمت شمر و کار خدائے
را سبحانہ وتعالیٰ بر ہمہ کارہا مقدم دار و دو ہمہ ساعت کہ از کار خدا محروم ماندی از خدا محروم ماندی آں کہ
از خدائے محروم ماند بدبخت تر از وے دیگرے نبود ازیں سخن گذشت نباشد جز
فاسق ظالم را وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ
دو نفر را التماس طاقیہ کردی ہر چند کہ ایں جانب را آں سیرت نیست کہ طاقیہ
ہر طرفے را براں سازد اما ملتمس آں فرزند نخواستم کہ اشارت بدست رد افتد
واللّٰہ ولی القبول وھو یجیب السائل وہ طاقیہ برائے آں دو عزیز فرستادہ شد
دست خود را بنیابت دست من گیرد و ایشاں را بعزیمتے درست و عزیمتے صحیح پیش
دارد و دست بدیشاں دہد ہر کہ اہتمام بیشتر دارد او را مقدم تر کند تلقین کند دست بردست
دے نہد گوید عہد کردی بایں ضعیف و ایں نیابت زبان من باشد و بر خواجۂ ایں
ضعیف و بر خواجۂ خواجۂ من و بامشائخ طبقات رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کہ نیشم نگہداری
بزبان نگہداری بر جادۂ شرع ہستی پس ایں گفتار گوید ہمچنیں قبول کردی او گوید قبول
کردم تو بگو الحمد للّٰہ رب العلمین مقراض بدست گیرد و سخت از اطراف راست
چند موے از نزدیک بناگوش بستاں و چند دیگر بطرف چپا باید بہ برید و بوقت
بریدن موے و پوشانیدن کلاہ کلمۂ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر چہار تکبیر تا باللّٰہ العظیم
مرتب گوید پس آں او بخیزد دو گانہ شکر بگذارد و پیش تو خوردہ بیارد باید کہ خرقۂ آں
برجل باشد پس آں شش رکعت نماز بسہ سلام بعد از ہر نماز شام در
ہر رکعت بعد فاتحہ سہ گاں بار اخلاص بخواند و یک دو گانہ دیگر
حفظ الایماں در ہر رکعتے بعد فاتحہ اخلاص ہفت بار و دیگاں بار معوذتین بخوانند

اتی

پس سر بسجده نهد سه بار در سجده گوید یا حیّ یا قیوم ثبتنی علی الایمان و دوگانهٔ بعد نماز خفتن بگذارد در هر رکعتی بعد فاتحه ده بار اخلاص و بعد سلام هفتاد بار یا وهّاب گوید و اگر ایشان باهمت باشد روزهٔ ایام بیض نیز فرمایند و هم ایشان را در کار دین اگر رغبت بیشتر بود آهسته آهسته ازاد و راد خواجه نیز بر آن مزید کند فذلک بیان.

بیت

نصیحت همین ست جان برادر ❊ که اوقات ضایع مکن تا توانی

دگر نه ایم الله ضایع باشی و ضایع مانی ـ رباعی

نامرد مباد هیچ مردے ❊ بے درد مباد هیچ مردے

بے درد مباد هیچ وقتے ❊ بے وقت مباد هیچ دردے

درکودکی خوانده بودیم اختتم فواتحک فرجمامتمناه فلاتحتاله

مولانا معروف خطاط حافظ و فرزندان او را ازاد و عا رسانند ایشان ایمان مانند.

والسلام

مکتوب هفدهم

هم بجانب شیخ علاء الدین کالپوی

فرزند دینی ابوالفتح علاء کالپوی دعاے محمد یوسف حسینی مطالعه کنان شنیده شده است بخیر صحیح که آن عزیز البته منقطع می باشد دو امر شغلے دارد و هم روز بتنهائی میگذارد الحمد لله مطلوب این ضعیف همین است که پیوستگان ما این چنین باشند و وقتے خدمت شیخ نظام الدین محمد بدایونی قدس سره العزیز شیخ فرید الدین قدس سره العزیز را در وقتے دیده و در خیر دی کرده در پانش افتاده بقدیر الله آن موافق شیخ بوده کیستی تو گفت بنده نظام غریب بداونی نبیرهٔ شیخ بود که او فرمود بخواه چه بخواهی شیخ خود دانست کرد که خواجه می خواهم هر جائی نشوم گفت نظام بخواهی شد اما مجاهده شرط راه است

شیخ آمد این قصه بر اصحاب گفت و گفت شما چه فرمائید کدام مجاهده اختیار
کنم اصحاب باتفاق فرمودند که مجاهدهٔ شیخ الاسلام فرید الدین صوم دوام است
خدمت شیخ کبیر نیز صوم دوام اختیار کرده شنیده ام که آن عزیز در مجاهده در ریاضت میباشد
فلتزمه حتی آخر النفس نکوحی کنی نکوتر میکنی همه بر تو لازمست کن عرق چینے که ملبوس من
است که آن لباس خاصه است بهر کس نمی دهم مگر بیاران مخصوص برائے آن عزیز
ارسال شده بپوشند و طاقیه ملبوس با آن عرقچین نیز بپوشد بعد تجدید وضو گاه نگذارد
سر برهنه نهد آنچه مطلوب و مراد از خدا بخواهد امیدوار باشد که بدامنت بدهند و
خورده پیش و اگر آن بمن تواند رسانید بهتر و اگر نه بهر دریشے که بدهند من رسیده باشد
و چند نفرے که چیزے روشن فرستاده بودند خواجه بدّه و ملک کالو مولانا سکندر و مولانا
اعلم برائے هر یکے طاقیه ارسال شده است یکان یکان بر سر نهاده ام طاقیه فرستاده ام
ن بدّه و مولانا ابو الفتح بداند آن عرقچین را از بر خود کشیده برائے تو فرستاده ام خواجه برمی
بداند که طاقیه ملبوس مخصوص برائے تو فرستاده ام و نام تو بر ان طاقیه نبشته
شده است مولانا ابو الفتح با همه مریدان این قدر بگوید هر مرید یکه از پیر دوری باشد
اما بفرمان اوست و آنچه فرموده است بر ان است و در رضائے پیر است و متوجه
پیر است او محقق داند که او همانوئے پیر است والعیاذ باالله نه بر شرط رضائے پیر و نه
بر فرمان پیر میباشد محقق است که میان او و میان پیر از مشرق تا بمغرب دوری است
والعیاذ بالله والسلام

مکتوب بیست و سوم
هم بجانب فقیر ابو الفتح

فرزند دینی مولانا ابو الفتح دعائے محمد یوسف حسینی مطالعه کند آرندهٔ صحیفهٔ مولانا
فخر الدین صوفی از هندوستان برما آمد و پیوند ما کرده یکے از متعلقان این جانب است

ازان ماست باز طرف خانہ می رود عیال و اطفال آں جانب البتہ او را رعایتے و اعانتے کند چنانچہ او با خرچ و خوشی در خانۂ خود برود منت آں ایں جانب متوجہ باشد طاقیہ برائے آں عزیز ارسال شد آں را بشرط بپوشد برادران خود را و عزیزان دیگر را از ما دعا برساند والسلام

مکتوب نوزدہم

بجانب فقیر ابو الفتح علاء

فرزند دینی مولانا ابو الفتح علاء کالپوی دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند آرندۂ این صحیفہ سید قوام الدین از قصبۂ اچونی برما از دور دست آمدہ بود ن را جولی پیوند کردہ باز طرف خانہ می رود و خواہر برائے کار خیر دارد بدانچہ دست دہد از یاراں و آشنایاں درین محل خیر بدہانند منت آں ایں جانب متوجہ باشد احیاناً مکتوب او می رسد و آیندگان ذکر خیر او میکنند۔ والحمد للہ علی ذلک والسلام

مکتوب بستم

بجانب قاضی اسحٰق چہترہ و برادر قاضی سلیمان

الحمد للہ علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والاصال والتسلیمات السنیۃ والتحیات الرضیۃ علی الاخوۃ الصفیۃ والرفعۃ الزکیۃ مستقیم و مستدیم باد اما بعد نزد اہل تحقیق مقرر و محقق است کہ بہترین کارہا و شریف ترین روزگارہا طلب خداوند تعالیٰ است و وجدان و عرفان او ست ہر چند کل موجودات از معرفت او خالی نباشد اما انسان عرفانے خاص دارد کما یطلع علیہ احد الا القلیل من الاقل وھو المخصوص

بالانبیاء والرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم ومن اتبعہم
بالمہل والاجل وازضرورت معرفت ودوام خیال حضور معشوق باخود بعینہ
بعین چشمش مسر وربعد از توجہ تام التزام برورا ودرکار او تصفیہ وتزکیۂ اخلاق ازلوازم
وضروریات است درخیال دل عاشق نباشد جز تصور صورت معشوق بزبان نرود
جز نام معشوق حکایت نبرد جز از وفا وجفا واز لطف وکرم وصفا وعطاے او
یتحمل کہ گہے از غلبۂ وقت سخن از ناز وکرشمہ واز رخسار وسمہ ہم باشد اگرچہ
از دائرہ غیریت خارجی است امابکار محبت ہم بگردد مرکز می گردد آرے
العشق جنونٌ والجنون فنونٌ وملازمت درکوے وکوچۂ معشوق بہر بہانہ کہ
باشد البتہ یک گذرے درکوے او بود بلکہ باید کہ این خستہ ہمچو خسے دررہ آں کو
وکوچہ افتادہ بود والبتہ بسبب عزیمتے کہ او دارد از استعمال عزایم خالی نبود جادوے
کند افسونے خواند ملیتۂ سوزد وطلسمے پردازد واز وجہ مقصود ش اینست مگر
ازورے فتح بابے شود والبتہ باکساں آں درود رگاہ مصاحبتے وملازمتے باشد
بایشاں درسازد ودراں کوشد کہ باایشاں آشنائی خاص پیدا آرد وچہ ببذل نفس و
مال وچہ ببذل جاہ وجلال کمینۂ بندۂ آں درگاہ راکمترین غلاماں وکمترین
چاکراں باشد آرے اگر کارے سرزد ہم از ایشاں بود باین ہم خود را آراستہ دارد
لعلہ لایستقدر ولایستنکف بل یحتمل برغب ویطلب ہاں وہاں
تامل شافی واندیشہ کافی دریں بیان کن طالب باید کہ ہموارہ درمراقبہ وذکر و
فکر وتلاوت گذراند درہر حالتے کہ باشد بسبب آں حالت اورا فکرے وذکرے
ہست واز امیدے وبیمے خالی نباشد امیدوار دگرروزے روے مقصود
ومقصد بیند بتر سد محبوب عظیم القدر است نباید کہ دربارش حرماں برجان
طالباں او افتد وایشاں را از بر در واز درپیادہ گرداند کہ گہے از جمال وبہاو

از جلال و کمال او بوہم و خیال خویش کہ نشانی دہد۔ طالب را اگر جوئی جز در مسجد و گورستان کہنہ و بادیہ و گوشہ و کنج نیابی و با مشائخ اہل ارشاد و عرفاے امجاد صحبت و ملازمت باشد خود کار جز ایشاں نسازد و طالب ہرگز روے مراد نہ بیند تا ہمبرش نبود بقدر وسعت و مکنت بذل خویش بکند عز و شرف و جاہ و مال را در حضرت ایشاں در بازد۔ بیت

تا در نہ زنی بہر چہ داری آتش ❊ ہرگز نہ شود حقیقت عیش تو خوش

با ایں ہمہ کہ گفتم مہم ترین کار ہا آراستگی مرد باشد تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا بالصفاتہ نقد وقت او بود تا متصف بصفات او نباشد قابل نباشد کہ مشاہدۂ ذات تواند کرد اندیشہ کن بر عاشق در مجاز چہ صفت در تحریر رفت و تقریر من کدام بیان را اثبات کردہ آمد یا یاران عزیز را انسے بنفس ذلیل گشتہ است۔

بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار افسوس ❊ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

دلہا بریں راضی شدہ کہ خوار بزیند و مردار بمیرند و شرمسار بخیزند۔

بیت

در چہ کارید در چہ مصلحتید ❊ اے فرومانگان بے مقدار

در جہاں شاہدے و ما فارغ ❊ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

جاں مرد از سینۂ تو نمی خیزد و در دل تو نمی نشیند۔ بیت

بعد ازیں چنگ من و دامن دوست ❊ پس ازیں گوش من و حلقۂ یار

اے یار عزیز و برادر شفیق دست در دامن طلب زن و استوار قدم بایست ولیکن تا رہبر را پس رو نباشی روے رہ کار نہ بینی و نشان منزل نیابی خواجۂ من فرمودہ است کہ بے پیر ہر کہ در رہ سلوک شد بمثال او مثال رسن تاب بود

ہرچہ پیشتر تا بدپیشتر رود طالب ہمہ وقت رعایت او را دود طائف بکند اشراقے و چاشتے و تہجدے و اوابینے و فی زوالے و اوقات مرجوہ شام و صبح و غیر آں نگاہدارد و این بجاے سحر و جاوہے اوست بلے لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ہمہ درہا را می کوبد تا از کدام باب فتح فتوح روح و روح تجلی کند بلکہ تحقیق اینست تا آں ہمہ رعایت در کار نباشد سر انجام روزگار نشود اللّٰھمّ وفقنا لما تحبّ و ترضیٰ این ہمہ اسباب ظاہرہ و مواہب باطنہ بشرط شدت طلب و غلبۂ محبت است پیش از ہمہ کارہا ایں مقدم تر است اے یار فہیم و اے دوست ذہین بدال رہے کہ من دعوۃ کردم ایں تجارتے است ہرچند دریں بازرگانی زیانے بیشتر خورند سود بیشتر باشد آں کدام جوانمرد برخوردار است و از کدام پشت و شکم زادہ است کہ زیان ایں راہ خورد است و انکہ سودمند است۔ بیت

در وصف نیاید کہ چہ شیریں دہنے است آں
ایں نیست کہ در از لب و دندان منے است آں

آں نظارۂ شوخے خہ خہ مردماں بر آب رواں معمائی نویسند آرے روے صواب روشن تر نخواہند دید باوہم خیال و امید توالد و تناسل را عشق بازی میکنند اینک اینک ببیں کہ بکعبۂ وصال نخواہند رسید در شورستاں بامید و فا رسیدن کشت زار می سازند عنقریب برخوردار خوانند شد دینہ را نخواہند امروز دریابند بر لے آں می یابند آرے آرے نہ نخواہند امر ممکن است بسہل و آسانی ظافر و فایز خواہند گشت۔ الحاصل اگر ترا لقدے ازیں عالم بدست آمدہ است بیا بیا کہ نیکبخت ازلی و ابدی ورنہ مرد واے واے ہزار واے بر آں بیچارہ کہ ازیں دولت محروم است زنہار دست از

دامن طلب نگسلی لحظہ نگفتی و جزایں ہرچہ ترا باشد ہزل باشد ہذیان باشد
نزاع باشد خالی بے مغز باشد ہیچ پیاز باشد اے مولانا الحق تا مسحوق نگردی بر
مثال سحقے کہ مرد کیمیا گر زیبق را کند در سلایہ انداز و چناں بدستہ سا یدکہ ہیچش
از وے نماند ایشاں آں را بجسم نامند وایم اللہ اگر تا سعادت محبت و کبریت
احمر معرفت دست نہ دہد مس وجود تو زر نگردد و تا ہوا را در دہاں ہویت نہند
چند انش بسانید بکوبند چنانچہ طبیب چند دارو یکے میسازد طبیعتے دیگر شود ہچناں
باید شد۔ بیت۔

تو اوفشوی ولیک ارجہد کنی ❊ جائے برسی کز تو توئی برخیزد

اگر من زندہ باشم آں سو آمدنی ام۔ بیت

دست از دامنم نمیدارد ❊ خاک شیراز و آب رکناباد

اما آں عزیز را اگر مطلوب تحقیقے و تلقینے و تعلیمے ہست بہر طریق کہ باشد ایں ہمہ
بیاید با العجل والعجل الوحا الوحا الیل حبلی والساعۃ جبلی الاحوال سجال و
الایام دوال و رجاء الحیوۃ ظل سحاب نزائل و برق سریع الزوال

بیت

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

و مولانا سلیماں بسلام مخصوص باشد آنچہ او را فرمودہ ایم ملازمت شرط
آں کار است بقوت شرط قوت مشروط باشد سید مسعود قاضی منہاج الدین
و قاضی عماد الدین و باقی خلق جہتہ از ما ہر یک را سلام رسانند آنچہ در تقریر و
تحریر آمد نیکخت باشد بکار برد۔ بیت

نصیحت کردیم بتوساں اگر آزادہ بستاں ❊ وگر گوئی کہ نستانم غلام تست بتوساں

مکتوب بست و یکم

بجانب قاضی اسحٰق و قاضی سلیمان

فرزند دینی قاضی اسحٰق دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند اہم مطالب داعز
مقاصد معرفت خداوند است تعالیٰ وطلیعۂ محبت مقدمۂ معرفت صورت
نہ بندد محبت بر دو قسم باشد عامہ وخاصہ محبت عامہ عبارت از امتثال وامر بو
محبت خاصہ کاسمہ خاصہ است وہب صرف است لطف محض است و
ایں را علامتے واشارتے نمودار شدہ است تزکیۂ دوام وتوجہ تام نشان محبان
خاص است تزکیۂ نفس باتفاق عبارت از چہار قاف است قلت الطعام
وقلت المنام وقلت الکلام وقلت المصاحبۃ مع الانام چوں بریں چہار قا
وقوف شود ارجو کہ تزکیۂ نفس دست دہد شرط کار است استقامت فَاسْتَقِمْ
كَمَا أُمِرْتَ ہمیں مصلحت تعلیم امت شدہ است توجہ تام بے تلقین پیر ومرشد
میسر نشود اگر مرشد مستر شد را توجہ حضور صورت خود فرماید درین چند مصلحت باشد
نخستیں مصالح جمع ہمت ابتداءً اغیب را تصور حضور مشکل باشد مربی معلومے
مشخصے را باحسن الہیأت واجمل الاشکال والصور تصور کند زود تر سے میسر آید
چوں دل بجمع ہم اعتناق گیرد از انجا تواں پیشتر آسان وسہل تر ترقی کند بتصور حضور
رعایتے رود وعنقریب بمراقبہ تواند شد۔ دیگر پیر ہموارہ در مشاہدہ ومحضر الہیأت
است چوں دل مرید ہموارہ بتصور حضور پیر بود وقتے چنیں اتفاق افتد کہ بین القلبین
محاذاتے درستے شود انچہ پیر بصد ریاضت ومجاہدہ حاصل روزگار خویش کردہ
است مرید را باہمہ ہوا ہا دگرفتاریہا نقد وقت او باشد۔ ھذا فضل عظیم و
کمال جسیم مثالش چنیں بود کہ عکس آفتاب در آب صاف کہ محاذی آفتاب بود

برآید و بر دیوار یکه محاذی آب افتاده است عکس عکس بر صفحه آن جدار پیدا آید
انچه همه عمر پیر بهمه محنت و رنج حاصل داشت طالب را هم باول قدم بدست
افتد سخنے دیگر است اینجا که آن در حریم کتابت نگنجد و در ضیق گفتار در نیاید طالب
چون ادراک آن دولت کند هم خود دریابد اما ابتدا او در فهم او نیاید بنبشتن آن
زیان کار او بود اما تلقین پیر بمکاتبه مراسله چندان سود مند نباشد اگرچه از
نفع مائی خالی نباشد حکایت از عسل دیگر باشد اما عسل در کام یکے کردن بدست
خود آن دیگر بود۔ آورندهٔ مصنف مولانا علاء الدین گوالیری را بهر جزء براه کرده ام او مرد
صادق است البته خیانتے و ظلمتے روا نخواهد داشت تلقینے که او کند هم از زبان
من بوده باشد اما اگر او من بغیر واسطه میسر شدے کارے بودے والموفق هو الله
والداعی هو النبی علیه الله السلام۔ و انچه آن عزیز از احوال خود نبشته است نیکو چیزے
است صوفیان اینچنین گویند هذه خویلات تربی بها اطفال هذه الطریقه
این واقعه بشارت میدهد که اگر آن عزیز مداومت در کار کند و همه روز و شب
درین کار بسر برد امید باشد از الهیات هم نصیبه گیرد و هذا بشارت عظمی و کرامت
کبری۔ تراهما ره در کار بایه بود انتظار فتح باب امید باید داشت و انچه آن عزیز
التماس ملحق کرده است نیکو اتفاقے ست در زمرهٔ دوستان خدا در آمدن
و خود را بلباس ایشان نمودن دلیل قبول ایشان و وصولی نعمت خاصه باشد۔ دست
مولانا علاء الدین نائب دست من است زبان او نائب زبان من طاقیه
از سر خود براں عزیز فرستاده ام آن را در پیش دارند مولانا علاء الدین مذکور او را تلقین
کند انچه در اول بیعت من تلقین کرده بودم مولانا اسحق بداں وضعے و هیئتے که از من
قبول کرده بود همچناں قبول کند مولانا مذکور بر سر توکلا علی الله دتوودگانهٔ بگذاری و
خورده که شرط کار است پیش مولانا بیارد بنهد انچه مولانا دران وقت فرمایند

بدل قبول باید کرد و اگر تلقین ذکرے و مراقبہ مقصود باشد ہم مولانا تلقین خواہد کرد ۔
آں ہم فرمایش من باشد باایں ہمہ مثل عمل محقق و مثمل است اگر انچہ پسین کارے
کہ جہانے سرگردانست بحضرت پیر رسد دولتے و اثرے دیگر دہد کہ چشم دل بدال
ہر چند مبنا است بینا تر و روشن تر گردد۔ حدیث ۔ فرزند دینی مولانا سلیمان دعا
محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و محقق داند انچہ براں عزیز بنشستن مطلوب بود آں جملہ در
فرمایش مولانا اسحٰق مکتوب شدہ است دوم بار بنشستن حاجت نہ باشد و انچہ تو وقتے
بنشستہ بودی نیکوست امیدوار بشارتے است اما دل براں بستن باز ماندن از
مقصود باشد مطلوب ما عزتے دارد کہ بہر زہ در کتابت نتواں آورد آہ تا بندہ
با خدائے یکے نگردد چنانچہ جز خدائے را نہ بیند و نداند و نشناسد نتواں گفت
بچیزے بجائے رسید و ایں کارے بس عزیز و اعز الاشیاء است ترا امیدواری
شدہ است والسلام ۔

مکتوب بست و دوم

بجانب شیخ زادہ خوندمیر و برادران او

فرزند دینی خواجہ صدر الدین خوندمیر و دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند
نماز گذاردن و روزہ داشتن و حسنات و مبرات دیگر کار ہر بیوہ زنے است
مشغولی طالبان خدائے را کارے علیحدہ باشد این جنبہ بدرقہ پیر نتواں اشارت
کردن خود رسیدن بدان دولت چہ صورت نقش را نتواں کرد واسطی اگرچہ
بغیر واسطہ ہمہ وسایط از میاں برگرفت فرمود الہام راجعۃ الی الذات دون
النعوت والصفات اما آں دل کجا کہ فہمش کند و آں دیدہ کو کہ جمال این کلام را
تواند دید یہ کہ نتیجہ ایں درخت باشد آں را محبت خاصہ نامند ایں جا عقل را

بے گم است ولہا درکتم عدم است جاں ہا درحیرت وہیجان است کجا افتادہ ام
چہ می گویم لاحول ولاقوۃ الا باللہ وفرزندم خوندمیر را شنیدہ ام بیشتر احوال
درعبادت وطاعت می گذارند احسنت احسن اللہ جزاک اما این قدر بدانکہ
ہمہ عبادت ہا وطاعت ہا بے حضور اعتبارے ندارد وحضور آں چہ پیر توجہ فرماید
کار ہماں باشد اگر بمکاتبہ ومراسلہ بسندہ نکند۔ مولانا علاء الدین کوالیری یارے
عزیز است ازیں جنس چیزے نامزد وقت او کردہ ایم اگر ہم ازو چیزے بیاموزیم
وکارے باشد بارے عاری نباشی واگر اصطحاب با میسر شدے زہے
دولت کہ امیدواری بیش بودے رسول اللہ فرمودہ است (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
من صلی رکعتین ولم یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ قبل
ولم یحدث رہ اطلاق بگیرد وچہ بحضور محقق است ہیچ عبادتے را عزتے نیست
بے حضور دل وحضور دل امرے ممکن ومیسر اگر بفرمان پیر کارے کند وانچہ مردماں
گویند حضور امرے محال است محال نیست اما عسرتے دارد اعجوبہ کارے ست
آنچنیں مستحیلے متعسرے بواسطۂ پیر سہلے واسہلے گردد ممکن باشد ولیکن قریب
الحصول۔ مصرع۔ ان الحضور

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی

حدیث۔ فرزندم امیر چندن دعاے محمد حسینی مطالعہ کند خبر است ان چندن
کہ میر چندن کارہا گزیدہ کند آنچنیں روا نباشد امیدوارم کہ تو آں کہنی کہ چشم ان چندن
دل دوستانت روشن تر گردد کارے خوند پیر کند تو چرا ہماں نہ کنی با تو نیز استعداد ؟ میر
آں مرکب است والدۂ خوندمیر را دعا خواند بیشتر احوال در عبادت وطاعت
گذارند عورتے کہ کار مرداں کند او مرد است بصورت عورت واگر مردے
کار عورتاں کند یعنے ہوا پرست باشد او عورتیست بصورت مرد بلکہ بدتر از اں۔

حدیث ۔ امید بدعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند از ان برادر عزیز متوقع است
کہ ہمارہ در عبادت گذارند و با اقارب و عشایر زندگانی کہ باید ہمہاں کند ما را
و شما را ازین جہاں جز عمل نیک بردن چیزے صورتے ندارد۔ والسلام

مکتوب بست و سوم

نیز بجانب شیخ زادہ خوندمیر بعد نقل مخدوم زادۂ بزرگ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ۔ مجازی امور برحسب ارادت خالق الخیر
والشر در جاریست تو بارضا باش یا بسخط ہیچ وجہے صورت تحول و تبدل نباشد
انچہ او تعالی خواستہ است روبنماید فرمان از طرف مرید قادر بریں مجلد صادر است کہ
تیغ بر فرق زنیم تو دم مزن جگرت بدریم تو آہ مکن دلت را پارہ پارہ کنیم تو از ژنگ
در پیشانی منگن آرے از غور رحیم و از مغفور کریم ہمیں متوقع و منتظر آمدہ گرفتار
ایں چہ گفتار است کن علی رسالک والزم علی حدمتک بندہ را جز بر آستان
بندگی سر نہادن چہ چارہ باشد۔ بیت

چہ چارہ باشد بیچارگاں در دِ ترا ❊ جز انکہ بر سر خاک در تو خوں بازند

انکہ چکنم انکہ چکنم ۔ نظم

ن چہ گویم

برگذر زیں سرائے غر و فریب ❊ در شکن زیں رباط مردم خوار
تلبث کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار
زشت بردار ازیں بہرائے کہ ہست ❊ بام سوراخ و ابر طوفاں بار
ہر کہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ داں نہ ماندہ سوار
رہ رہا کردۂ از انی گم ❊ عزم دانستۂ از انی خوار
دولت آں را مداں کہ داوندت ❊ پیش ابنائے جنس استظہار

تا ترا دولت است یار شہ ✤ در جہانِ خدا ے دولت بار
چوں ترا از تو پاک بستانند ✤ دولت آں دولتست و کار آنکار

خوند میر بداند طاقیہ ملبوس و چند گز جامہ کہ بر سر پیچیدہ میباشد برائے ترا ارسال افتادہ آں را بشرط بپوشد و رعایتے کہ دران باب آمدہ است نگہدارد۔ والسلام

مکتوب بست و چہارم

بجانب امیر سلیمان کوتوال ایرج و ملک تاج سلیمان و مولانا بدر سلیمان

فرزند دینی سلیمان شہاب دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند کدام دولت عالی تر و کدام نعمت شریف تر ازین کہ تو با خدائے خویش بفراغت بے مزاحمت آیندہ و روندہ دوست و دشمن و آشنا و بیگانہ مستغرق باشی اے بیچارہ تو قدر فراغت چہ شناسی شنیدہ باشی۔ بیت

بفراغ دل زمانے نظرے بخوبروئے ✤ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہا بموئے

ترا با صحبت مردماں چہ کار ترا با تعلم چہ نسبت انچہ لابدی دین است وضو و نمازے و بدانچہ ہر نفسے مردم بداں محتاج است بکفایت رسیدہ باقی وقت غرق بیاد خدا باش آں روزے کہ بر تو کسے نیاید و تو روئے کسے نہ بینی و کسے روئے تو نہ بیند بدانکہ ترا معراجست کہ ہم نشیناں حضرت و مقرباں صمدیت ازاں مسرتہا برند۔ رباعی

دل در تگ پو نشد نکوشد کہ نشد ✤ چیز بر تو فرو نشد نکوشد کہ نشد
گفتی کہ بر نج از نکوشد کارت ✤ دیدی کہ نکو نشد نکوشد کہ نشد

ن بر نجم

مردماں بر نقش حمام بامید وصال خیال بازی سیکنند ہرگز بتوالد و تناسل نرسند و در شورستاں کشت می سازند ہرگز برنخواہند خورد و بر آب روان تمنا

می نویسند ہرگز بر معنی مراد آشنا نخواہند گشت تا بد کار عشق می بازند و وفا را چشم داشتہ اند لحظہ ازاں روے نخواہند دید۔ ہیہات ہیہات فہیہات۔ **نظم**

برگذر زیں سرائے غر و فریب ❊ درشکن زیں رباط مردم خوار
کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار
لن خرابہ رخت بردار ازیں سرائے گہت ❊ بام سوراخ و بار طوفاں بار
ہر کہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ واں و ماندہ سوار
رہ رہا کردۂ ازانی گم ❊ عزندانستۂ ازانی خوار
دولت آں را مداں کہ دانذت ❊ پیش ابنائے جنس استظہار
تا ترا دولت است یارۂ ❊ در جہان خدائے دولت یار
چوں ترا از تو یاک لبتاند ❊ دولت آں دولتست کار آں کار

آں ساعتے کہ خطرۂ غیر از خدا در دل تو بود خود را مشرک و بت پرست دانی۔

ملک تاج سلیمان خاں زادہ را سلام و دعاے من برسانی و بگوئی شنیدہ ام بعد ہفتہ رو بے چپیدہ در مسجدی آئی و ہجوم مردم و نبال تو مبارکت باد۔

بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ❊ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

والدۂ خود را دعاے من برسانی و بگوئی بداں چہ فرمودہ ایم ملازمت بکن و پسر خویش را دعا کن الٰہی فرزند ما را بخود مستغرق دارد و دل او را از خطرۂ غیر حق باز آرد۔ مولانا بدر الدین سلیمان دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و اشراق و چاشت تہجد و اوابین و فی زوال ملازمت کند و امید فضل من اللہ باشد۔

والسلام

مکتوب بست پنجم

بجانب قاضی برہان الدین ساوی ایرجی و سید حسن و امیر سلیمان

تقدیم تسلیم۔ از رسوم تعظیم احرار است۔ برادر دینی مولانا برہان الدین ساوی دعاے محمد یوسف حسینی بشرط محبت و اعتقاد مطالعہ کند کلمۂ چند کہ از لمحۂ ذوق عاطل نباشد و نکاتے چند کہ پیرایہ تحقیق عاری نہ زبان وقت املا کرد بضرورت در صحبت اے کتابت افتاد و ہر چند کہ پے شکستہ دوم بریدہ است از جولانی و محالی خالی نیست بحقیقت تواں دانست کہ محبت بر سہ قسمت منقسم می شود محبت عامہ کہ علماے تفسیر و احادیث و استادان فقہ بریں متفق اند کہ محبت با خدا عبارت از امتثال امور باشد آرے عقل ہمیں فرماید و نفس ہمیں فہم بر و بریں استشہاد قول رابعۂ عدویہ و انشاد شعر انست وارد۔ ؎ شعر

تعصی الہ و انت تظہر حبہ ÷ ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ ÷ ان المحب لمن یحب مطیع

و محبت خاصہ این نیز بر سہ حصہ نصیبہ می شود محبت افعال و محبت صفات و محبت ذات محبت افعال نظارۂ ضایع شود کہ چہ اعجوبہ است وحدوثات است و چہ حسان و ملاح است کہ مصنوعات اند و مفید ہر آئینۂ صانع نباشد مگر چنیں و چنیں کسے بدیں درستی و راستی نشود تا وحدہ لا شریک لہ نعت لازمی او نبود بضرورت میل بشری و طبع انسانی بمحبت او مبتلاے او گردد۔ بیت

ہمہ اظہار و انوار آفریدند ÷ نمودار رخ یار آفریدند

و دیگر محبت صفات کل جمیل من جمال اللہ ان اللہ جمیل یحب الجمال اللہ نور السموات و الارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح رہنماے این محبت

کرده است ورہ بری رہ رواں نمودہ است بسیار مجانین عقلا دریں سلسلہ گرفتار
ماندہ اند وازیں قید خلاص ایشاں نشدہ آنکہ ورائے ایں حجب و استار می باز دو
ن کوئی در پردہ خالقی و مخلوقی می نماید چہ گفتنی تمثل و تشکل کردہ است بانعت لطف و جمال
وصفت رحمت و کرم بدیں صورت نمودہ است۔ اللھم الھمنا رشدنا
واھدنا الی سواء السبیل پس کبار رادریں بادیہ رہ افتادہ است بسیار
روندگاں رادریں رہ بلا ناپیدا کردہ اند اباحت و الحاد زندقہ و انحراف یکے از شعب
این طریق است ازیں بلا جز بنایت پیر نجاتے نباشد الکلام طویل والطبیعۃ
عنہ ملول غرض را باشیم۔ سوم محبت اخص خواص است آں محبت ذات مطہر
و مقدس عن کل عیب و نقص باشد این در گفتار و کردار مردم ابرار و اخیار نیست
دربیان مقفل زبان عقل مسلسل و مخلل است لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت
علی نفسک اشارتے ازیں جملہ نمودہ است العجز عن المعرفۃ معرفۃ رمزے
ہم ازیں حکایت ست ھذا باب۔ مصرع

ترا حکمن چنیں دولت تو از بے دولتی غافل

ہیچ میدانی کہ بچہ می رود ہیہات نیہات پے روئی خدعۂ غول مکن کہ در تیہ
ضلال افتی در شورستان کشت مساز کہ برخوردار نگردی بر روے آب روان
معما منویس کہ وجہ صواب نہ بینی بر نقش حمام بامید توالد و تناسل عشق مباز کہ ہرگز بکعبۂ
وصال نرسی۔ وہم و خیال وطن اصلے مشمر کہ بجسابے بحقیقت راہ نیابی بر رہ گذر سیل
غرقہ برمساز کہ نظارہ بر میل عیوق نشود جام صبوح را در غرقاب نوح میفداز کہ جز
آذر کلہ الغرق مشاہدہ نباشد الغرض کہ مسیرت ہست کہ یک نفسے بر سر ہوسے
رسی زہے کہ توئی ورنہ۔ رباعی

ورچہ کاریدہ و درچہ مصلحتید ✻ ای فرومانگاں نہ مقدار

درجہاں شاہدے و مافارغ ٭ درقدح جرعۂ و ماہشیار

آہ دریغ باشد کہ ازیں جہاں ہدرشوی و نقدے درذیل خفتہ تو برستہ نبود۔ بلکہ صد ہزار دریغ۔ بآں ماند کہ یکے راسودائے تجارت درسر افتاد سرمایہ گم کرد۔ غم درنج میخور دزہے مرد عزیز حمیٰ عاقل ہوشمند کہ اوست۔ غزل

برگذر زیں سرائے غرو فریب ٭ درشکن زیں رباط مردم خوار
کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ٭ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار
رخت برداز ازیں سرائے کہ ہست ٭ بام سوراخ ابر طوفاں بار
رہ رہا کردۂ ازانی گم ٭ عزندانستۂ ازانی خوار
ہرکہ ازچوب مرکبے سازد ٭ مرکب آسودہ واں و ماندہ سوار
دولت آں را مداں کہ دانندت ٭ پیش ازابنائے جنس استظہار
تا ترا دولت ست یار نۂ ٭ درجہانِ خدائے دولت بار
چوں ترا از تو پاک بستانند ٭ دولت آں دولتست کاراں کار

باللہ وابیم اللہ ترا روزگارے درپیش افتد کہ ازہمہ کارہا و کردارہائے خویش پشیماں باشی زینہار ہزار زینہار غافل مباش بے غم منشیں یعنے ترا با خدا چون چہ زیاں باشد اگر درسلوک این راہ ترا زیانے نماید فردا چنگ تو در دامن من زند بامی چہ بگونیں می شود مغرور ٭ ہردو عالم بدو مبادلہ کن
صورت خوب تو نسخۂ اوست ٭ باز خوان و ببیں مقابلہ کن

عجب ترا این سود از یانے کرد کہ شیئے مائی وہمی خیالی رفتنی زائلے وفانی بدہی با خدائے باشی مقابلہ آں خدائے ترا باشد آہ صد ہزار دریغ۔ بیت

نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ
نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس

بیا بیا در آور آہنوز وقت باقی است ترسم کہ روزے پیش افتد ترا کہ
البتہ از پنجۂ ہستی پس آئی و رہا زاست درباں بیکار است ملک معزول است
رہ گذرے عام کردہ اند مسکین تو محروم ماندۂ ارچو کہ مسلمانان البتہ رہ خود گیرند
ن خیورہ واہر مقصود باز نمانند۔ حدیث۔ سید حسن اللہ امورہ وحسن اللہ خورہ ولملک سلیمان
واصحاب دیگر کہ سکنۂ آں ولایت اند از ما تسلیمات وتحیات بسبب اتفاق
واعتقاد مطالبت کنند چند سخن بر مولانا برہان الدین مبرہن ومحقق شدہ است
اگرچہ مخاطب مولانا است اما مقصود ما بر عامۂ مومناں بسیار است کہ بزرگے
را مخاطب سازند وہر کہ ہم سنگ وہم رنگ اوست بدلالت کلام او نیز
داخل باشد وآں کہ خود را بذیل آں بزرگاں بر بندد او نیز نصیبۂ از قسمت
ایشاں بگیرد۔ واللہ اعلم

مکتوب بست وششم

بجانب خواجہ ابراہیم بہروچی

خواجہ ابراہیم سلام مدعائے محمد یوسف حسینی استماع کند ہر کہ تنہا
باشد وتقلیل اکل ومشارب کند بخاصیت این عمل نورے ونارے وصفائے
پیش آید ہر چہ خواب بیند درست باشد وہر چہ در خطرۂ او بگذرد موافق
تقدیر بود این عمل موجب آنست کہ مردم ہر جنس محب ومعتقد گردند این
نوع در طریقت اہل طلب عزتے ندارد ومقصود در اعراض کل وراء است وآں
را جز بصحبت پیر ومرشد نتواں دانست وبجز ارشاد پیر مشفق نتواں بداں جا
رسید اگر آں عزیز را مقصدے کہ اعظم المقاصد است وہمتش بر آں آوردہ کہ
نوعے بداں تواں رسید جز بملازمت صحبت واطاعت وانقیاد شیخ میسر نیاید

ہاں وہاں بیت

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

الوقت عزیز والعمر قصیر والخصلۃ من الجنون ہیچ معلومت ہست کہ از چہ چیز فارغ و غافلی و نمیدانی۔ بیت

در جہاں شاہدے و ما غافل ❊ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

باشد کہ آخر العمر ہم ایں دولت ترا دست دہد۔ بیت

بعد ازیں دست ما و دامن یار ❊ پس ازیں گوش ما و حلقۂ یار

زیادہ چہ نویسم خود گفتہ اند اگر دانا کس است یک حرف بس است طاقیہ کہ ملبوس ایں ضعیف است بسبب التماس آں عزیز بدست آرندۂ صحیفہ ارسال شدہ تجدید وضو کند طاقیہ را پیش دارد دست بر طاقیہ نہد و در دل خویش ایں نقش منقش کند کہ پیر حاضر است و من دست بدست پیر نہادہ بیعت میکنم و عہد کردم با خدائے خویش و با پیر و با پیر پیر و با مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ چشم نگہدارم و زبان نگہدارم بر جادۂ شرع باشم ہمچنین قبول کردم و طاقیہ بپوشد بعد ازاں برخیزد و دوگانہ بگذارد و بگوید نویت ان اصلی للہ تعالے رکعتین و راعی عما سوی اللہ نیت کند و چوں دوگانہ گذاردہ باشد باید ہا نجا کہ طاقیہ پوشیدہ بود سر بر زمین آرد و بر نیکہ پیر آنجا حاضر است و خوردہ ہا پیش دارد و ہر فقیرے کہ آں خوردہ دہد بسیار رسیدہ باشد این خیال بازی کہ گفتم اگر صفائے تقاضائے بدا حاصل شدہ باشد پیر را بمشاہدہ بیند بعینہ و عینہ تفاوتے نبود و مصلائے کہ بر آں نماز گذارہ ام بر آں عزیز ارسال شدہ است باید کہ فرائض و نوافل تو ہم بر آں ادا شود و اما ایں قدر بدال و ایں بیت ورد حال خود ساز۔ بیت

تا ورنہ زنی بہر چہ داری آتش ؎ ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

و باید کہ اشراق و چاشت و تہجد و اوابین و ذکر زوال و تمام اوراد شیخ در عمل باشد این خود وظیفۂ ہمہ اطفال است کہ ہنوز دراں مرتبہ نرسیدہ امد کہ ایشاں را طعام بچشانند ہزار بار درود و ہزار بار اخلاص ہر شب بعد از نماز خفتن و سیپارۂ کلام اللہ ہر روز داخل اوراد و وظیفہ است و پنج سورۃ بعد ہر پنج فرایض یگاں سورۃ والسلام۔

مکتوب بست و ہفتم

بجانب شیخ خوجن دولت آبادی

برادر دینی مولانا خوجن دعاے محمد حسینی مطالعہ کند حکایتے از اختیار الدین شامی بذکر شنیدہ ام جوانے را با کنیزک تاجر دل بستگی شد تاجر بحکم غیرت از اختلاط ہیزنی جس کرد جوان مبتلا کہ تیر عشق شگاف دلش را دوخت بود صاحب فراش شد مادر و پدر او ہر دو ستنے کہ از ان اوست تجسس و تفحص حال او مبالغتے کردند طبیب از محل او دلیل مادۂ مرضے از معدہ او نکرد و حکیم از تفرس خویش اشکشافے ندید و مردمے کہ از تسخیر جنے و دیوے و شیطانے ادعاے کند دیوانہ وش استقامت بر حالتے نکردند ہمہ باتفاق گفتند کہ در ظاہر و باطن او موجبے برائے این حالت نیست و این حالت او جز این معلوم نمی شود سینہ گرمے آہے سردے رنجے زردے لبے خشکے چشمے ترے گفتند امرے خارجی را تفحص باید کرد مادرش بدلداری نشستہ او را دلداری دادن لا ورکرد سخناں نرم و تر باو گفت کہ تو ناؤہ منی از کودکی تر ابر آوردہ ام داشتہ ام شستہ ام چناں کہ مادراں با فرزندان کنند ہر خراشے کہ در سینۂ تست با من بگوے تا تدبیر و مرہم آں ریش کنم جواں دل یافت

حدیث حادثۂ دل خویش و قصۂ غصۂ جان برما در فروخواند ما درش گفت سہل کاریست
ایں خود کارش تا جراست بہائیش زیادت تر بہم او ابتو رسانم بپیام اشتر اکر دند بہر
بہائے کہ او راضی شود و المبتہ غیرت دامن گیر او شد از مبایعت ممتنع شد آں
کنیزک نیز بمرض دق افتاد و الغرض بعد چند روز راضی بہ بیع شد خلق و اقارب جوان
بنظارہ جمع آمدند امروز آں کنیزک می آید ایں جوان با او چہ معاملہ کند گرد تخت آں
جواں نکبت مجتمع شدند فجاءۃ بغتۃً یکے گفت آں فلانہ آمد جوان چشم باز کشاد و ن مجتمع
بہر دو دست اشارت کرد بحضار مجلس بدور باش اشارت کرد کہ از اں اشارت این
عبارت تواں کرد کہ خلوا السبیل و طریقی حتی اری جمال وجہ حبیبی بمجردے کہ
نظرش بر طلعت آں کوکب دری افتاد ہر دو دست را بر سم اعتناق کشادہ داشت
ہر کس او را گرفتند بر سینہ اش داشتند او ہر دو دست گرد آورد و بر سینہ کشید
سینہ بسینہ سود ساعتے گذشت معشوقہ را از سینہ اش بر گرفتند آں جواں مبتلا
جاں بجاناں سپردہ بود اکنوں ہیچ اندیشہ می آید آں کہ در سرش طلب تجلی خالق
کل جمیل و ہی باشد کمترین ازیں بود سہیات فہیات۔ بیت

داری سر ما و گر نہ دور از برما ❊ ما دست بشیم تو ندارد سر ما

ما کہ دست علی العموم بیدہم این در حساب کار ما نیست ما مبعوث برائے
ارشاد طلابیم صیاد دام بر اے صید مرغ زیرک فرازیدہ است و ریں میاں
عصفورے و صعوۂ و اشال ایشاں در دام او می افتند او را در ریا نے نیست بلکہ
از نفع ہائے خالی نیست اما مقصود او ہماں مرغ زیرک است۔ بیت

چہ بچونین ہا شوی خرسند ❊ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

آں کہ جاہ مانع تست آں جاہ را در چاہ افگن آں اعتبار را من گیر تست
اعتبار بغبار سپار۔ بیت

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

اے عاقل غافل عقیلہ از قدم وقیقہ بگسل چگویم ترا مگر حرماں زماں تو شدہ است یا ہجراں نصیب جاں تو آمدہ است آخر الزماں است اگر در مشرق ومغرب وجنوب وشمال مرشد را جویاں باشی نیابی درہا بستہ اند شرزک درے کشادہ ماندہ است اگر توانی بجہد جہید اکید بداں در آو اگر نہ روزے باشد دست آویزے وپاگریزے نیابی بر در گرداب لابد منہ ولا سبیل الیہ غرقہ مانی انچہ حق کردار بود اصدار یافت والبانی امالک وعلیک السلام دستارچۂ کہ دست مال مابود وگاہ گاہے تنشیف آب وضو ہم کردہ شدہ برائے آں عزیز ارسال افتاد فرزندم مولانا عبد الرحیم سلام ودعا خواند برائے او طاقیہ ملبوس فرستادہ شد او شرایط پوشیدن طاقیہ میداند ہمچناں بپوشد۔ والسلام

مکتوب بست و ہشتم

بجانب مولانا قطب بدر و یاران دیگر ساکنان گجرات

فرزند دینی قطب بدر و عاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند مصرع

عاقل نہ رہ ستہ الھی بلاہی

ہر چہ جز کار خدا ے ویاد خدا ے باشد ہمہ ملاہی بود بلکہ مناہی چہ گمان می بری ہر چہ ترا از خدا ے باز دارد مناہی باشد یا نہ۔ بیت

چہ بکونین می شوی مغرور ❊ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

ہیہات فہیہات در آب روان معماے منویس کہ معنی روے صواب ترا رخ ننماید پیروی حنظل غول مکن کہ بقیہ ضلال ہلاک شوی در شورستان کشت مساز

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اردو

مرتبہ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

فرخندہ بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر

زیر برکات عہد عثمانی من جانب کمیٹی کتب خانہ زردختین منورتین

و کمیٹی اشاعت تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نواز ج گلبرگہ شریف

مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد دکن

إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اردو

مرتبۂ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

(فرخندہ بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر)

از برکاتِ عہد عثمانی منجانب کمیٹی کتب خانہ روضتین منورتین و کمیٹی اشاعت تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نواز روضتین گلبرگہ شریف

مطبوعہ

انتظامی پریس حیدرآباد دکن

عرض مترجم

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات جو کمیٹی نشر و اشاعت تصنیفات حضرت خواجہ صاحبؒ کے حسن سعی سے ۱۳۹۲ھ میں جناب صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف کی سرپرستی میں طبع ہوئے تھے ان کا یہ خلاصہ ہے جو مترجم نے اردو زبان میں پیش کیا ہے اسے خلاصہ اس لئے کہا ہے کہ مکتوبات میں جس قدر تعلیم کا جزو تھا صرف وہی لیا ہے اور دوسری خانگی باتیں ترک کر دی ہیں اور جو تشریح اوراد و وظائف وبیعت غائبانہ اور حضرت کے تبرکات مثلاً طاقیہ و ملبوس مبارک کے پہننے کے آداب وغیرہ ہیں وہ صرف ایک بار درج کی ہیں اور تکرار جو متعدد مکتوبات میں متعدد بار آئی ہے اسے چھوڑ دیا ہے اور بجائے لفظی ترجمے کے مکتوب کے مفہوم کو قابل فہم اردو زبان میں حتی المقدور صحیح ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ناظرین کرام اس میں کوئی غلطی پائیں تو اصل سے مقابلہ کر کے درست کر لیں اور اس کا ذمہ دار مترجم یا مطبع کو سمجھ کر عفو سے کام لیں ؎

برگ سبز است تحفہ درویش　　چہ کند بے نوا ہمیں دارد

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

تہدیہ

یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ العزیز کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والوں کی خدمت میں ہدیۃً پیش ہے تاکہ پڑھیں اور حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے فوائد سے فیض حاصل کر کے اس نعمت بے غایت میں سے اپنا حصہ لیں۔

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

عرض حال

منجانب کتب خانۂ غثیین گلبرگہ شریف (درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہٗ)

یہ کتاب "فوائد" نامی خلاصہ ترجمہ ہے حضرت سیدنا قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہٗ کے مکتوبات مبارکہ کا۔

حضرات اکابر کے ملفوظات گرامی کو جو اہمیت حاصل ہے اُن سے زیادہ اہمیت مکتوبات کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ مکتوبات میں تمام تعلیمات کا لب لباب اور خلاصہ منظم طریقہ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ العزیز کی یادگاروں کو تازہ کرنے اور آپ کی تعلیمات مقدسہ کو زندہ کرنے کے لئے ایک نہایت ہی مفید ترین کتاب ہے۔

یہ ترجمہ اور خلاصہ مکتوبات اس قدر بہترین طریقہ سے جناب مترجم نے ترتیب دیا ہے کہ گویا یہ ایک مستقل تصنیف کی ہی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت شگفتہ زبان میں گویا کہ اردو کی ایک بے نظیر تصنیف کا اضافہ ہے جس کے لئے ہم لوگ جس قدر بھی مسرت کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ ہمارے محترم اور فاضل مترجم عالیجناب نواب معشوق یار جنگ بہادر مدظلہم العالی کی ہستی نہ صرف حیدرآباد دکن بلکہ ہندوستان کی ادبی و علمی دنیا میں کوئی غیر معروف ہستی نہیں ہے۔ آپ نے ہی الرحیق المختوم جیسی بے نظیر کتاب کا نہایت سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور آپ نے ہی تمام بزرگان دین کے حالات کو جمع کرکے منصۂ شہود پر پیش کیا ہے۔ ہم موصوف کی اس علمی و مذہبی خدمت پر دلی جذبات تشکر گزاری پیش کرتے ہوئے مقبولیت اور جزائے خیر کی دل سے دعا کرتے ہیں۔

نواب صاحب موصوف کا مدعا یہ تھا کہ یہ کتاب اگر طبع ہو تو کتب خانۂ

روضتین کے موازنہ پر اس کا بار نہ پڑے۔ چنانچہ نواب صاحب موصوف کی نیک نیتی اور حسن توجہ ہی کی بنا پر عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر با لقابہ نے اپنی اقتداری رقم میں سے ازراہ علم دوستی واشاعت تصانیف عالیہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی رقم کثیر کتب خانہ روضتین کو مرحمت فرمائی اور چنانچہ اسی عطیہ گرامی کے ہی ایک حصہ سے کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کے مشورہ اور عالیجناب نواب سید حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف وصدر نشین مجلس کتب خانہ روضتین کی دلچسپی کے تحت یہ کتاب سراپا فوائد ہی فوائد شائع کرنے کی عزت حاصل کی جارہی ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اس حکومت ابد مدت کو زیر سایۂ عطوفت پناہ فلک دستگاہ اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور اس کو فیوض علمی کو زیادہ سے زیادہ مفید ونافع بنائے۔ آمین۔ اور ہمارے نواب سر صدر اعظم بہادر با لقابہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ صاحب معزنے ایک نہایت ہی بہترین منفعت بخش سلسلہ کے احیا میں حصہ لے کر ارکان کمیٹی کو ممنونیت کا موقعہ مرحمت فرمایا ہے اس طرح ان جمیع معاونین کرام کا بھی شکر گذار ہوں جو اس کار خیر میں کسی نہ کسی حیثیت سے حصہ لے کر اس بارگاہ معلّٰی کے ادارہ جات علمیہ سے تعاون فرمارہے ہیں فقط ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ

فجزاھم اللہ عنھم احسن الجزاء

محمد حامد صدیقی چشتی قادری

معتمد اعزازی دار العلوم وکتب خانہ

روضتین گلبرگہ شریف

فہرست مضامین

فائدہ	مضمون	صفحہ
۱	حسن خاتمہ کے بیان میں	۱
۲	غم عاقبت و دیدار الٰہی کے بیان میں	۶
۳ و ۴	انوار غلبہ طلب و محبت الٰہی کے بیان میں	۹
۵	غفلت سے بچنے کے بیان میں	۱۶
۶	عقل و عشق و اتباع شریعت و سنت نبوی صلعم کے بیان میں	۱۷
۷	ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں	۲۴
۸	چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیت نمائیانہ کے بیان میں	۲۶
۹	یاد محبوب اور وقت کی معموری کے بیان میں	۲۹
۱۰	مجاہدہ و ریاضت و تعمیل حکم پیر کے بیان میں	۳۲
۱۱	عشق و وصل و ذکر و قرب کے بیان میں	۳۳
۱۲	معرفت الٰہی کے بیان میں	۳۷
۱۳	محبت الٰہی و حضوری دل و رضا بقضاء کے بیان میں	۳۹
۱۴	فراغت دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں	۴۱
۱۵	محبت الٰہی کے بیان میں	۴۲
۱۶	ضرورت صحبت و ارشاد پیر و محبت الٰہی کے بیان میں	۴۴
۱۷	ترک ماسوائے اللہ اور حصول قرب الٰہی کے بیان میں	۴۶
۱۸	محبت الٰہی کے بیان میں	۴۸

۱۹	معرفت ومحبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر	۵۱
۲۰	ترک سوائے نفس میں	۵۵
۲۱	سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیان میں	۵۵
۲۲	صراط مستقیم پر چلنے اور فراغ دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیانمیں	۶۲
۲۳	عمل کرنے اور مشغول بخدا رہنے کے بیان میں	۶۴
۲۴	مواہب الٰہی اور مشغولی اوقات کے بیان میں	۶۶
۲۵	محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں	۶۸
۲۶	دربیان سلوک و خدمت سلطان و متعلقان	۷۱
۲۷	قضائے الٰہی و رضا بقضا کے بیانمیں	۷۲
۲۸	تحریص بر محبت الٰہی و مشاغل مردان و زنان	۷۳
۲۹	محبت الٰہی و قدر وقت و اشتغال بہ اوراد کے بیان میں .	۷۵
۳۰	اتباع سنت نبوی و پیروی پیر و طلب ورد کے بیان میں . .	۷۸
۳۱	محبت الٰہی و اتباع نبوی (صلعم) کے بیان میں	۸۱
۳۲	تزکیہ و مخالفت نفس و توجہ تام کے بیان میں . . .	۸۶
۳۳	نبوت و ولایت کے بیان میں	۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فائدہ (۱)

حُسن خاتمہ کے بیان میں

حُسن عاقبت و خاتمہ بالخیر ہونا تمام مہموں میں اہم تر مہم اور تمام مرادوں میں عزیز ترین مراد ہے۔ جس شخص کا جو حال و مقام ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کے خاتمہ کا اچھا ہونا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً عام علماء اگر شرک سے محفوظ اور کفر جلی کے دائرہ سے باہر رہیں اور اسی حال پر ان کا آخری سانس ٹوٹے تو کہا جائے گا کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہوا اور جنت کی امید بندھ گئی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان کا ورد ہوگا۔ الٰہی بحق حضرت خاتم الانبیاء و اہل بیت اصفیاء ہمارے ہر کام کا انجام بخیر کر۔

مگر اہل طلب و ارادت کا بہترین حال یہ ہے کہ ہر روز اور ہر رات دریائے شوق و جیں مارتا رہے اور ورد طلب بڑھتا رہے اور ہر سانس عشق و محبت کے سوز و اندوہ میں نکلے جیسی کہ ان کی طلب ہے اگر محبوب پہلو میں آ بلاتوقف نصیب، اور اگر یہ دولت نصیب نہ ہوئی اور دریا ہی پر عمر گذر گئی تو بھی زہے

آخوذ از مکتوب نمبر (۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض مریدوں اور معتقدوں کے نام تحریر فرمایا گیا تھا۔

دولت۔ لیکن اگر نہ یہ نصیب ہوا اور نہ وہ تو معاذ اللہ ایسی بلائے عظیم کو آسمان و زمین بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ ان اہل طلب کے درد دل میں ذری سی کمی بھی ہو جاتی ہے تو اپنے تئیں کافر اور جہنمی سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً ایک بندۂ خدا ہے عمر دراز ملی۔ ہمت بلند عطا ہوئی۔ سوائے خدائے عزوجل کے جو اس کا مطلوب حقیقی ہے نہ کسی شئے کی خواہش رکھتا اور نہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن عالم قرب و قدس کا دروازہ اس کے لئے ذرا سا بھی نہ کھلا اور فتح باب کی صورت ہی نہ دکھی۔ بایں ہمہ ہزاران نیاز و سرافگندی سے یار کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہے اور نہیں اٹھاتا۔ نہ قبول کی طرف التفات کرتا ہے اور نہ وصول کی طرف۔ یہ شخص سید الفقرا اور جوانمردوں کا جوانمرد ہے اپنے سوز و ذوق میں اُسے وہ لذت آرہی ہے کہ نہ معلوم واجد و اصل کو بھی نصیب ہے یا نہیں۔ اے عزیز یہ شئے ایسی نہیں ہے جس کی طلب میں کوئی نقصان یا خسارہ ہو۔ نقصان و خسارہ کا تو سامان ہی اٹھ گیا اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ ایسی تجارت میں جتنا زیاں بیشتر ہے اسی قدر فائدہ بڑھ چڑھ کر ہے ؎ با دل گفتم مرا میبر بہ دیدار او ہ کو مختشم است و من ندارم سر او دل گفت کہ ایں حدیث بیہودہ مگو ؎ یا در بر او کشند یا بر دار او ؎ ایسے حال کے مقام میں وصل وہم و خیال ہے اور درد انتظار و فراق نقد حال۔ ایسے شخص کا خاتمہ بالخیر ہونا یہ ہے کہ اس وقت دم ٹوٹے جب کہ دریائے شوق و شورش جوش و شور میں ہو اور اپنے بارگاہ قدس و وصال کے دروازے ہی پر عشق کے اس موج در موج سمندر میں اسے غوطہ دیں اور اسی حالت میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا وہ اس جہاں سے رخصت ہو جائے۔ یہ ہوا تو بس اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن کو تو نے نعمتیں عطا فرمائیں۔

اہل تحقیق کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ دنیا و آخرت اور نہ دوزخ و بہشت۔ نہ کشف و کرامت۔ نہ زیادتی و نقصان اور نہ رد و قبول کسی کی خبر نہیں ہوتی ؎ آنجا کہ منم نہ لاست نے جائے نعم و زیرا کہ ہمہ یکے است افزونست نہ کم ۔ ایسا شخص فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے اور ازل و ابد دونوں جگہ اللہ جل شانہ کے امان میں ہے لا تبقی ولا تذر اس کی صفت قرار پاتی ہے پھر ان اہل تحقیق میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو تجلیات قہر و جلال اور تجلیات لطف و جمال میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ تجلی جلال یہ ہے کہ بندہ مالک حقیقی کے عزت و عظمت، ہیبت و کبریائی کی آنچ میں تپتا رہے۔ تجلیات قہر وہ ہیں جنہیں اگر صورت دی جائے تو مکروہات شرعی ستور و خر۔ مار و گزدم۔ شیر و گرگ کی صورت میں نظر آئیں انہیں نعت قہر کہتے ہیں۔ تجلی جمال ان سب اشیاء میں پائی جاتی ہے جو ملیح و خوبصورت ہوں ناز و کرشمے۔ غنج و دلال ان کی رگ رگ میں ہوں اور تجلیات لطف لقائے یار و ایصال راحت اور اثبات کرامت میں پرتو افگن ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت قہر و جلال بھائی بھائی اور لطف و جمال بہنیں ہیں جلال جمال میں مندرج ہے اور جمال جلال میں مندمج ہے ایسے خدا پرست کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ تجلی جمال پر سانس ٹوٹے۔ ان تجلیات کو اختیاری نہ سمجھنا حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کا جب آخر وقت آیا تو روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے مالک کے روبرو جا رہا ہوں جسے کبھی نہیں دیکھا۔ اس بارگاہ معلیٰ سے ہر وقت نئی تجلی ہوتی رہتی

ہے اور بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ معلوم بندہ کے آخری وقت وہ کس صفت پر متجلی ہوا اور اس کی علم نفسی میں کیا ہے کسی کو معلوم نہیں۔ ان تجلیات کی نہ نہایت ہے نہ تکرار اور نہ دو شخصوں پر ایک سی تجلّی ہوتی ہے ؎ نہ دانم چیز گردد آخر ایں کار ؎ مرا دل والہ و معشوقہ خود کام ؎

تیسرا بیچارہ و مسکین وہ ہے جسے کبھی ایک جھلک سی دکھا دیتے ہیں اور کبھی مدہوش کر دیتے ہیں۔ کبھی پردہ اٹھا دیتے ہیں اور کبھی پردہ گرا دیتے ہیں۔ کبھی سامنے بلا لیتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ کبھی باریابی عطا فرماتے ہیں اور کبھی دور باش کہتے ہیں۔ کبھی نوازتے ہیں اور کبھی گداز تے ہیں۔ یہ مسکین سوختہ افروختہ۔ ریختہ بختہ۔ دردمند۔ مستمند عاجز و مسکین بیچارہ درماندہ خوف و ہیبت سے لرزتا رہتا ہے۔ ڈرتا رہتا ہے کہ دروازہ بند کا بند رہے اور کہیں غیرت میں آکر محبوب دور باش نہ کہہ دے شب و روز اسی خوف میں رہتا اور آہ و بکا کرتا رہتا ہے ؎

"چہ خواہد کرد بر من دور گیتی زین دگا دستا و در گردنم یا خون من در گردنش

ایسے بزرگوار کی حسن عاقبت اس میں ہے کہ آخری دم تجلی ذات وعیاں وصفات پر نکلے ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شئ قدیر۔

ان کے علاوہ ایک اور شخص ہے جو اپنے آپ سے بیزار جان و تن سے سیر ہے۔ بس ایک اللہ جل شانہٗ سے لو لگائے بیٹھا ہے کہ جس صفت پر چاہیں اسے رکھیں نہ کسی طرف نگاہ ڈالتا ہے اور نہ رُخ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کے دو رُخ ہیں۔ ایک ظاہر جس کے اندر رحمت ہے اور ایک باطن ہے جس کے سامنے عذاب ہے۔ ہشت بہشت اس کے سامنے نیست

ہیں نہ دوزخ کے پھیر میں وہ ہے اور نہ جنّت کے۔ ایسے شخص کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ اسی ایقان پہ وہ آخر دم تک جمار ہے۔

اب آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ کیا شئے ہیں؟ کس صفت سے تعلق رکھتے ہیں اور کس قماش کے ہیں؟ اور کس جماعت میں آپ کا شمار ہے؟ آپ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ ایسی بیغم بیٹھے ہوئے ہیں کہ گویا فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے ؎

نہ یک نفس کہ ہر دم ہزار بار فسوس　　نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

ان تمام حالات و مقامات کو سننے اور سمجھنے کے بعد یہ سوال کیوں نہیں کرتے کہ آخر کونسا عمل کیا جائے۔ جو حُسن عاقبت کی امید ہو۔ یاد رکھو کہ بس ایک عمل ہی جو گو نازک ترین اعمال ہے مگر بہت آسانی سے اکتساب کیا جا سکتا ہے یعنی خطرات کو دفع کرو اور یہاں تک توجہ میں استغراق حاصل کرو کہ سوائے خدائے عزّوجل اور اس کے حضور و شہود کے تمہارے دل میں غیر کے لئے گنجائش نہ رہے اور نفس کو یا وہ گردی سے پاک و صاف کرو۔ مختصر یہ کہ ایک نفس پاک اور دل متوجہ پیدا کرو۔ جس کسی کو یہ نعمت نصیب ہوگی اسی بیس میں سے انیس درجہ حُسن عاقبت کی امید رکھنا چاہیئے اور ایک درجہ جو چھوڑ دیا گیا وہ تقدیر ازلی کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ جب کہ تمہارا منھ سب طرف سے ہٹ کر خالق حیات و ممات کی طرف ہو گیا ہے اور اس کی منزل امن و اماں میں تم نے اپنا رخت وجود رکھ دیا ہے تو پھر بس امید ہی امید رکھنا چاہیئے نا امیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

فائدہ (۲)[1]

غم عاقبت و دیدار الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ جس طرح اپنے بندوں کی ذات کا خالق ہے۔ اسی طرح ان کی افعال کا بھی خالق ہے اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ یعنی سعید اور شقی دونو ماں کے پیٹ ہی سے سعید و شقی پیدا ہوتے ہیں تو یہ اللہ جل شانہ کے علم نفسی کے طرف اشارہ کرتا ہے رہا واقعہ نفس الامری وہ یہ ہے کہ جو سعید ہے وہ غم عاقبت رکھتا ہے اور اس سے حسنات و مبرات ہی ظاہر ہوتے ہیں اور جو شقی ہے وہ انجام سے غافل ہے اور اس سے منہیات و سیئات سرزد ہوتے ہیں۔ پس ذرا گریبان میں منہ ڈالکر اپنے تئیں دیکھو اور اپنے افعال پر نظر کرو کہ وہ کس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ و بہشت اور اہل دوزخ و اہل بہشت سب کی توضیح فرمادی اور تم بے غم و خرم بیٹھے ہو۔ یاد رکھو کہ عذاب کے چند قسمیں ہیں ایک عذاب حسی ہے جسے سب کوئی جانتے ہیں مگر ایک عذاب تنہائی و قلق و اضطراب ہے۔ دوسرا شہود جمال رحمٰن سے محروم رہنے کا عذاب ہے اسی طرح نعیم بہشت ہیں۔ وہاں آرام و قرار ہے وہاں رب جل و علیٰ کے جمال جہاں آرا کا ہر ساعت ایک نیا شہود بھی ہے یہ توضیح سنکر تمہیں رغبت طلب تو ہوتی ہے مگر حصول مقصد کے اسباب کہاں ہیں۔ اضطراب کہاں چشم نمناک کہاں۔

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا محمد سلم و بعضے یاران دیگر گجرات۔

آہ سرد کہاں! ہائے۔ اس کلام میں دردمندی اور سوز و ساز کے طرف ایما فرمایا گیا ہے مگر ایسا شخص چاہیے جو کار افتادہ اور گرفتار بلا ہو تاکہ اُس کلام سے کچھ ریزہ چینی کر سکے۔

ہمیشہ اپنے احوال کا تجسّس و تفحص کرتے رہو اور اپنے مزید نفع و نقصان سے غافل نہ رہو اگر مقصود سے دامن خالی ہے تو خیر ورد طلب ہی سے دامن پُر کر لو اگر جوانمردوں کی طرح معرکہ میں حملہ آور نہیں ہو سکتے تو خیر مردوں کی طرح نعرہ ہی مارو۔ اگر گریہ نہیں آتا ہے تو خیر رونے والوں کی سی صورت ہی بناؤ۔ گر یار نمی کند قبولت ؎ خود را بہ ستم بہ زلف او بند۔ اگر کار برعکس ہے تو بھی ہمت نہ ہارو اُسی کے دروازے پر ڈھئی دے کر بیٹھ جاؤ۔ بت پرست کو نہیں دیکھتے کہ بیچارے کا محبوب گم ہو گیا ہے مگر ایک پتھر سے صورتِ محبوب تراش کر اپنی وہم میں محبوب ہی کو حاضر و شاہد تصور کر رہا ہے تم بھی کیوں نہیں ایک وجدان پیدا کرتے اور اپنے محبوب کو حاضر و ناظر جانتے جس طرح سے بُت پرست پتھر کی مورت سے فیضیاب ہو رہا ہے تم بھی ضرور بالضرور اپنے تصورِ یار سے مستفید ہو گے۔ درحقیقت اس تصوّر سے بھی ایک فیض پہنچتا ہے جو عالم حقیقت ہی سے نازل ہوتا ہے۔ حسین منصورؒ نے انا الحق کہا اور بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ نہ وہ حق تعالیٰ تھے اور نہ ذات سبحانی لیکن آفتاب و ماہتاب حقیقت اور شمع انوار الوہیت کا ایک پرتو پڑا تھا جو ایسے کلمات بولنے لگے۔ اسی طرح کا ایک پرتو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی پڑا تھا جب کہ کوہ طور پر تجلّی ہوئی اور حضرت موسیٰ کی نظر اس پر پڑی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے فخر موسی صعقا۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تبت

الیک گوا سے دیکھا نہیں اور عکس ہی عکس کے مشاہدہ پر ہوش میں نہ رہے مگر رجوع اسی طرف کیا اور ہر شئے کو دل سے دور کر کے اسی کے ہو رہے

یاد رکھو کہ اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو کیا ہوا وہ تو تمہیں دیکھتا ہے ان لم تکن تراہ فانہ یراک، اگر تمہارا بھی وہم دوری دور ہو جائے اور قرب حقیقی کا تصور جم جائے تو عجب نہیں کہ تم بھی اپنے دل کو ماسوی سے خالی کر کے اوسی کے ہو رہو اور تبت الیک کے مصداق بن جاؤ۔ کسب یہی ہے اور راہ وصول یہی ہے۔ یہی سنت اللہ ہے جو عام راستہ ہے اگرچہ اس کے علاوہ ایک موہبت کا بھی راستہ ہے۔ مثلاً تم نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا، پیاسے کو پانی پلایا۔ تمہارا یہ عمل قبول فرما لیا گیا اور بارگاہ وہاب العطایا سے بلا کسب ایک نعمت نصیب ہو گئی تو بھی یہی تصور و تخیل دل میں مستحضر و متمکن کیا جائے گا اور اس سے فیض پہنچیگا۔

قیامت میں جب اہل جنت داخل جنت ہو چکیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ اور بھی کوئی آرزو ہے۔ وہ کہیں گے جس قدر ہم چاہتے تھے اس سے بہت زیادہ مل گیا۔ اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ نہیں ابھی ایک تمام نعمتوں کی نعمت باقی ہے یعنی میرا دیدار۔ یاد رکھو کہ معشوق خود عاشق کا خواہاں ہوتا ہے۔ مگر اس کی غیرت یہ چاہتی ہے طلب عاشق ہی کے طرف سے ہو۔

یہ مسلمہ ہے کہ بندہ اللہ جل شانہ کو خواب میں دیکھ سکتا ہے۔ رویۃ اللہ فی المنام جائزۃ سب علماء پڑھتے اور جائز سمجھتے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ مسائل جنس نفاس کی تحقیقات میں وہ اپنا بڑا وقت صرف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں مگر رویت محبوب کا ارادہ

کبھی انہیں بے قرار نہیں کرتا اور اس آرزو میں سوتے وقت کبھی آنکھ نہیں ہوتے نہ آہ سرد ان کے منہ سے نکلتی ہے اور نہ ایک آنسو ان کی آنکھ سے ٹپکتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

فائدہ (۳ و ۴)

انوار غیبی طلب و محبت الٰہی کے بیان میں

جب آئینۂ دل طبیعت کے زنگ اور بشریت کی ظلمت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں انوار غیبی کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ شروع شروع میں یہ انوار تجلّی کی چمک کی طرح آتے جاتے ہیں پھر جتنی جتنی قلب میں صفائی بڑھتی جاتی ہے ان میں قوت آتی جاتی ہے[1] اس کے بعد چراغ شمع اور آگ کے شعلوں کی طرح یہ چمک نظر آتی ہے ۔ یہ سب ارضی انوار ہوتے ہیں جن کے بعد ستاروں چاند اور سورج کی چمک کی طرح کچھ انوار نظر آتے ہیں ۔ یہ علوی انوار ہوتے ہیں ۔ ان میں کبھی کبھی ایسی روشنی ہوتی ہے کہ ہزاروں چاند اور سورجوں کی روشنی ان کے آگے ماند ہوتی ہے ۔

جو نور کہ بجلی کی چمک کی طرح ہوتا ہے وہ اکثر و بیشتر وضو اور نماز کی برکت سے ظاہر ہوتا ہے اور جو چراغ و مشعل کے نور کے مانند ہوتا ہے ۔ وہ یا تو ولایت، شیخ یا نبوت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رونما ہوتا ہے ۔ قندیل یا مشکوٰۃ کی طرح جو نظر آئے تو وہ بھی یہی نور ہے لیکن

---

[1] ماخوذ از مکتوبات (۳ دوم) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو قاضی علم الدین بہروچی کے نام لکھا

جو نور کہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کے طرح ہوتا ہے وہ روحانیت کا نور ہے جس قدر دل میں صفائی ہوتی ہے اسی قدر اس نور میں تابش ہوتی ہے۔ اگر ماہ تمام نظر آئے تو سمجھنا کہ آئینہ دل صاف ہو گیا۔ جتنی چاند میں کمی ہوگی اسی قدر صفائی قلب میں کمی ہوگی اور اگر سورج نظر آئے تو سمجھنا کہ یہ روح کے نور کا عکس ہے اور اگر دونوں ایک ساتھ نظر آئیں تو گویا قلب و روح دونوں منور ہیں لیکن نور روح ابھی تک حجاب میں ہے۔ صورت خورشیدی ایک حجاب کی دلیل ہے ورنہ نور روح بے شکل و بے صورت ہے۔

کبھی کبھی صفاتِ خداوندی کے انوار بھی ان حجابات روحانی اور قلبی کے آڑ میں لمحہ افگن ہوتے ہیں۔ یہ انوار خود بتاتے ہیں کہ کس عالم کے ہیں۔ جان میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور یہی ذوق ان کی معرفت کے طرف رہنمائی کرتا ہے۔ الفاظ میں یہ شئے ادا نہیں ہو سکتی صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ صفاتِ جمالی کے انوار منور کر دیتے ہیں اور صفات جلالی کے انوار میں سوزش ہوتی ہے یہ محرق ہوتے ہیں نہ کہ مشرق اگر تمہیں یہ انوار کچھ نظر نہ آئیں تو بھی روا ہے مزے کرو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب دل پورے طور پر مصفا ہو جاتا ہے تو بمقتضائے سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم اگر آدمی خود اپنے اندر نظر ڈالتا ہے تو اسے سب حق ہی حق نظر آتا ہے اور اگر باہر نظر ڈالتا ہے تو بھی سب حق ہی حق نظر آتا ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ کا نور مبارک روح کے نور پر عکس افگن ہوتا ہے اور مشاہدہ بھی ذوق کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جب بغیر حجابِ قلبی و حجاب کے نور حق تعالیٰ مشہود ہوتا ہے تو بے رنگی و بے کیفیتی۔ بے حدی۔ بے مثلی۔ بے ضدی نمایاں ہوتی ہے۔ تمسک و

تمکین کا لوازمہ ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں طلوع ہے نہ غروب نہ یمین و نہ یسار نہ فوق و نہ تحت۔ نہ مکان نہ زماں نہ قرب و نہ بُعد۔ نہ شب و نہ روز نہ عرش و نہ فرش اور نہ دنیا و نہ آخرت۔ یہاں پہنچکر قلم ٹوٹ جاتا ہے۔ زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ عقل خبط اور فہم و علم گم ہو جاتے ہیں۔ دیکھو عُجب و خود بینی سے بھاگتے رہنا۔ مقام بُعد میں رہ کر حسرت نا یافت میں گھلنا بہتر ہے مگر مقام قُرب میں پہنچکر عُجب یافت میں مبتلا ہونا بہتر نہیں۔ اس لئے کہ عُجب مقدسہ زوال ہے خبردار اس مقام کی دوری اور ہونا کی سے خاطر میں کوئی فتور و نفور پیدا نہ ہونے پائے کہ تم چھوڑ چھاڑ کر راہ فرار اختیار کرو۔ یہ خوف صرف لکھنے اور کہنے میں آتا ہے درحقیقت مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

نومیدی کسی حال میں جائز نہیں۔ یہاں کار بے علّت ہے۔ بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنہیں بت کے سامنے سے اُٹھا کر طرفۃ العین میں حتیٰ کہ بت کے سامنے سجدہ گاہ ابھی گرم ہی تھی کہ تمام ملک و فلک سے انہیں اتنا آگے پہنچا دیا ہے کہ جن و انس و ملک انہیں لوٹانا چاہیں تو کچھ نہ کر سکیں اور حیران رہ جائیں اور کہیں ان کا نشان بھی نہ پائیں اور کہیں کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ کارساز حقیقی فعال لما یرید ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ کوئی اس سے جواب طلب کرنے والا نہیں۔ اس بارگاہ میں نہ چوں و چرا کی گنجایش ہے اور نہ سبب و علّت کو دخل ہے۔

اے برادر حق تعالیٰ تمہیں اپنا طلبگار بنائے۔ وہی صاحب دولتوں کی منتہا اور مرجع ہے شروع ہی میں الست بربکم کا تم سے عہد لے کر اس ہی نے تمہاری طینت و روحانیت اور ذرہ انسانیت پر اپنے نور

کی بارش فرمائی اور جرعہ جام الست پلا کر تمہیں ایسا مزہ چکھا دیا کہ وہ کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اسی مزے میں تمہاری حیات ہے۔ وہ نور مبارک ہمیشہ اپنے مرکز اور معدن کے طرف رجوع ہوا کرتا ہے اور اس عالم سے الفت نہیں رکھتا ہے

عشاق تو از ازل چو مست آمدہ اند　　سرمست زبادہ الست آمدہ اند

پروانہ صفت عشاق بڑے جانباز ہوا کرتے ہیں۔ روز الست ہی ان کی گردن میں جذبہ الوہیت کی کمند ڈالدی گئی ہے اور اب تو پر و بال لاکر سراد قات جمال اور شمع جلال کے گرد اگرد اتنی پرواز کرتے نظر آتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذرعاً ایک جذبۂ حق نے جس کی شان یہ ہے کہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین انہیں کنار وصل تک پہنچا دیا ہے اور یہ آواز آرہی ہے کہ تو کب تک ہماری ہوائی ہویت میں ان پر و بال سے طیرانی کرتا رہے گا۔ اب آشیانہ والذین جاھدوا فینا میں قرار لے تاکہ سنت لنھدینھم سبلنا کے مطابق اپنے انوار کے شعاع سے ہم ایسے پر و بال کرامت فرمائیں کہ سرّ یھدی اللہ لنورہ من یشاء تجھ پر کھل جائے۔

اے بردار زینہار بد دل نہ ہونا کیونکہ ہوائے لطف چل رہی ہے اور وہ افتادہ لوگوں ہی کے تلاش میں رہتی ہے۔ تم نے کیا یہ نہیں سنا کہ سات سو ہزار برس ملکت سجادہ و اطاعت کے سالکوں اور خانقاہ عصمت و صلاحیت کے تکیہ نشینوں نے شکستہ غربت سے کمر کو سہارا دیکر یہ کہنا شروع کیا تھا کہ "کارما داریم" ہم نے خدمت کی ہے کہ "[illegible] لطف

چلنے لگی اور آب وخاک کے ڈھیر کو جو قدموں تلے پڑا ہوا تھا اٹھا کر کھڑا کر دیا اور ندا دی کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ملائکہ نے عرض کیا ہمیں اس کے فتنہ وفساد جھیلنے کی طاقت نہیں ارشاد ہوا لیس فی الحب مشاورۃ ہمیں اس سے الفت ومحبت ہے اور الفت ومحبت میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ع با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نۂ ۔تمہارے دروازے پر بھیجیں تو تم رد کر دینا ہمارے ہاتھ فروخت کریں تو تم مت خریدنا ۔

اے جان برادر طلب میں محکم ومستقل رہو ۔اس راہ میں اپنے گناہوں پر نظر ڈالنا اور مایوس ہونا نہایت بُرا کام ہے مگر ان میں مبتلا ہونا بھی سخت شنیع ہے جس کسی سے عداوت ہوئی ہے تر دامنی سی ہوئی ہے ۔یہ بھی سمجھ لو کہ دستار خواجگی سر پر رکھ کر یہ کام کسی سے نہیں ہو سکتا خود اپنے باپ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو چلہ کی ابھی صبح ہی ہوئی تھی کہ آنکھ کھلتے ہی اور جمال عشق پر نظر پڑتی ہے ۔یہ نگاہ عشق جنت میں بھی انہیں آرام لینے نہیں دیتی ۔کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قدم جو مسافرانہ اور سالکانہ ہے پیشی میں رہ کر گرفتار بندش نہیں رہ سکتا اور عشق ومحبت کا یہ سرپُرخمار جو ہمیں ملا ہے وہ تاج کا بار نہیں اُٹھا سکتا ۔ہمیں الف کے مانند قد عطا ہوا ہے اسی طرح ہمیں آزاد رہنا چاہیئے ۔علل واسباب اور حشم وخدم کو آگ میں جھونک دینا چاہیئے ۔یہ کہکر ایک عاشقانہ نعرہ مارتے ہیں اور لبیک کہہ کر بہشت کو وداع کرتے ہیں جب تک جنت میں رہے تاج برسر وخلعت دربر مقربان بارگاہ کی طرح رہے ۔جب وہاں سے نکل کر عشق ومعاشقی کے راہ اختیار کی تو ستر حورت کے لئے بھی درخت کے پتوں کے سوا کچھ نہ ملا مگر آدم کے ذرہ ذرہ سے یہ نعرۂ عشق بلند تھا ۔

اے قبلۂ حقیقی بنائے رُخ کہ مارا بگرفت دل بگلی زیں قبلہ مجازی

ہاں بہشت کے درختوں کے زیرِ سایہ عشق کے سبق کے تکرار نہیں کی جا سکتی اس کے لئے شارستان ابتلا میں گھر بنانا چاہیے اور دبیرستان بلا میں عمر بسر کرنی چاہیے۔ محبت میں بلا ایسی ہی ہے جیسے کہ دیگ میں نمک۔ بغیر اس کے مزہ ہی نہیں معلوم ہوتا۔

جو صاحب جمال کہ اپنے عشق پہ ناز کرتا ہے وہ داد جمال نہیں دیتا داد جمال دینا تو یہ ہے کہ کل جب یہ خطاب آئے کہ ہماری طرف نظر کرو تو یہ کہے کہ ایسے جمال مبارک پر مجھ جیسے کا نظر ڈالنا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہاں میری نظر کہاں یہ جمال جہاں آرا!!

اے برادر جس روز کہ بساط محبت بچھائے اسی روز تمام مرادوں کو آگ لگا دے۔ سالک اول حضرت آدم صفی صلوات علیہ نے سو برس خون جگر منہ پر ملا۔ حضرت نوح جیسے برگزیدہ بارگاہ کے جگر پہ یہ تیر لگا کہ انہ لیس من اھلک خلیل اللہ جیسے پیغمبر پر جسے خلعت خلت عطا ہوا تھا نمرود طاغی کو مسلط فرمایا گیا۔ یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازاروں میں چار سو پھرا کر غلاموں کے صف میں کھڑا کر کے چند کھوٹے درہموں پر بیچ ڈالا۔ زکریا کو آرہ سے دو پارہ کیا۔ ایوب کو سالہا مرض سرطان میں مبتلا رکھا۔ حضرت موسیٰ جیسے کلیم اللہ کو لن ترانی کا چرکا لگایا۔ یہ سب کچھ عشق و عاشقی میں سزاوار ہے اور ہوا کرتا ہے ؎

حسن را قاعدہ جور است بتا می دانم باکہ کردی کہ بہ مسعود وفا خواہی کرد

اے برادر یہی مقصود ہونا چاہیے۔ مرد کو چاہیے کہ یہ کہے یا جان جائے یا مقصود ہاتھ آئے ؎

یا بدست آریم سرے یا در اندازیم سر یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

یہ مقصود گوہر شب چراغ ہے اور اس کی قیمت اسی لئے زیادہ ہے کہ
دریائے خونخوار کے موجوں میں یہ موتی ملتا ہے۔ اس گوہر نایاب کے
لاکھوں طالب ہوتے ہیں جو اس کے لئے جان فدا کرتے اور قعر دریا میں سر
کے بل جاتے ہیں کہ اس کی کہیں سے مہک اور خوشبو ہی مل جائے۔ یہ نہیں
ہو سکتا کہ کوئی شخص غافل وار یہاں قدم رکھے۔ صدہزار بحر جلال کی مچھلیاں
منہ کھولے منتظر ہیں کہ اگر کوئی غفلت و نردامنی کرے تو اسے نگل لیں تاکہ
اس کے آنے جانے کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے۔ کوئی غافل جب اس سمندر میں
نردامن رہ کر قدم رکھتا ہے تو وہ لعین نہنگ قعر دریائے جلال جو اس
بارگاہ کا دربان ہے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا
تو مجھے شاید نہیں جانتا۔ میں وہ ہوں کہ آسمان اول کے سکان مجھ سے تسبیح
کے ادب سیکھتے تھے اور آسمان دوم کے سکان تہلیل کے آداب مجھ سے
حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح تمام دیگر آسمانوں والے میرے لئے مسند
درس تدریس بچھاتے تھے لیکن ان سب دولتوں پر میں نے لات ماری
اور لعنت کا قشقہ پیشانی پر کھینچکر شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی میں
آبیٹھا کہ کسی نردامن کو یہاں دھنسنے نہ دوں اب تو اگر جانا چاہتا ہے تو
اخلاص کا تاج سر پر رکھ اور چلا جا ورنہ میرے شکار بند میں تیری جگہ ہے
اے برادر یہ لعین کسی اپنے غیر سے کم ہمت کمینہ خصلت کے لئے
اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کرتا۔ بڑا غرور اور ٹھسّے والا ہے۔ جب تک کہ
کوئی صدیق اس مملکت میں قدم نہیں رکھتا اور کوئی کھرا پاکباز ادھر نہیں
آتا یہ لعین اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرتا۔

فائدہ (۵)

غفلت سے بچنے کے بیان میں

ایک گلخن تاب بادشاہ کے جمال جہاں آرا پر عاشق تھا۔ بادشاہ کو بھی اس کا علم تھا۔ ایک روز اس کی طرف سے بادشاہ کا گزر ہوا۔ عشق کی خلش اندر چھیڑ کر رہی تھی۔ بادشاہ نے باوصف علم دولت و سلطنت گلخن تاب کو دیکھنے کے لئے اس کے مکان پر نظر ڈالی مگر وہ حاضر نہ تھا۔ بہ نظر جب خالی گئی تو بادشاہ خجالت سے عرق عرق ہو گیا۔ پس اے غافل دعوئ عشق مت کر یا تو اُسی کا ہو رہ۔ حاضر باش بن اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل مت ہو یا پھر لاف زنی نہ کر۔ مرد حازم بن اور احتیاط برت تو نہیں جانتا کہ ایک صیاد ایک تالاب پر سے گزر رہا تھا۔ وہاں اسے کچھ مچھلیاں نظر آئیں۔ اس نے کہا آؤ انکا شکار کریں۔ کچھ مچھلیاں جو محتاط تھیں تاڑ گئیں اور پہلے ہی سے بھاگ گئیں جو غافل تھیں وہ جال میں پھنس گئیں۔ حزم سے اُنہیں کو فائدہ ہوا جنہوں نے غفلت نہیں کی تھی۔ پس بندہ کو بھی چاہیئے کہ غفلت کو راہ نہ دے ورنہ دشمن کے پھندے میں پھنس جائے گا اور ہلاک ہو گا۔ یاد رکھو مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور کھوٹا کھرا۔ غافل و حازم سب ظاہر ہو جائیں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ آئے خدائے عزوجل نے دنیا کو دار الامتحان بنایا ہے۔ یہ دنیا عروس ہو فا

تا خوذ از مکتوب نمبر (۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو بعض مریدوں کے نام =

اور فریبندہ لابقا ہے۔ مرد عاقل و حازم کا شیوہ یہ ہے کہ اس طرف منہمک نہ ہو اور حق الحقیقۃ ہی کی طرف نظر رکھے اور زہد اختیار کرے۔ زہد ہی یار باوفا اور ہمنشیں باصفا ہے پس اگر بندہ حزم و زہد اختیار کرے گا اور اپنے خالق سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوگا تو بس کامیاب ہوگا۔ فقد فاز فوزاً عظیما اور اگر اس کے برعکس ہے تو پھر اس کی ہلاکی و گرفتاری لازمی ہے اعاذنا اللہ منہا

فائدہ (۶)

عقل و عشق و اتباع شریعت و سنت و نبوی صلعم کے بیان میں

عقل مردوں کے لئے ایک بیش قدر چیز ہے مگر عشق وہ شئے ہے جو بڑے بڑے قلعے اور پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آناً فاناً میں فتح کر دیتی ہے۔ عقل کہا کرتی ہے کہ خطرہ میں مت پڑو مگر عشق کہتا ہے کہ تم پرواہی نہ کرو۔

یہ عشق ہے اور یہ عقل۔ جن کی صفتیں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بیان فرما رہے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کا بھی یہی قول رہا ہے عشق ایک سہ حرفی لفظ ہے جس میں کوئی حرف علت نہیں۔ پس عشق جیسا ظاہر لفظ میں ہے ویسا ہی باطنی معنی میں علت سے خالی ہے۔ عشق کو علت سے کیا تعلق جیسے کہ دیوانہ کو اس کی دیوانی حرکتوں سے پہچانتے ہیں اور شاعر کو اس کی ترکیبوں اور اشعاروں سے اسی طرح عاشق کو اس کے احوال سے

ناظر ذاکر کتوب بنام خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو چھٹے مرید ہوں کے نام ہے ۱۲

شناخت کرتے ہیں۔ مجنوں سے کسی نے کہدیا کہ لیلیٰ مرگئی۔ بوجہ جنسیت عشق اس کے دل پہ ایک تیر تو لگا مگر وہ لیلیٰ کے دروازہ پر آکر لیٹ گیا گویا کہ قبلولہ کررہا ہے۔ اس کی لیلیٰ نہیں مری تھی اس کے فکر اور اندیشہ میں وہ اسی کے پاس موجود تھی۔ اسی طرح تم بھی فکر و اندیشہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو درحقیقت تمہیں بھی ایسا ہی نظارہ نصیب ہوگا۔ تا چند دلا بہ این و آں آویزی انگاہ کہ مرد شوی نہ ہنجا خیزی۔ یعنی اے دل تو کب تک این و آن میں مبتلا رہے گا جب اس سے دست بردار ہو کر صرف اسی کے واسطے الگ کھڑا ہوجائے گا تو اس وقت تو مرد ہوگا۔ قیامت میں جب حشر کا میدان ہوگا تو عشاق مستانہ وار خوش خوش نظر آئیں گے عقل کا اس وقت کہیں ٹھکانہ نہ ہوگا۔ جمال ازلی کا طالب اپنے محبوب کے طلب میں ادھر اُدھر تلاش میں ہوگا کہ ناگاہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تجلی جمال فرمائے گا۔ اس گرفتار و مبتلائے عشق پر جس خیال میں کہ وہ ہوگا اسی کے مطابق جمال کے تجلی ہوگی پھر اس کی حالت ہوجائے گی جو ہوجائے گی۔ میں نے ایک طالب عاشق کو اپنے کانوں یہ نالہ و زاری کرتے سنا ہے کہ الٰہی اوس ذات مقدس کو جو کہ عزت و کبریائی کے پردوں میں مستتر ہے اپنے لطف و کرم سے مجھے ایک نظر دکھا دے پھر اس کے بعد دوزخ کے ساتوں طبقوں کو مجھ پر جھونک دینا کچھ پروا نہیں۔ میں نے اپنے حضرت[1] پیر و مرشد کو یہ رباعی بار بار پڑھتے سنا ہے ؎ صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ ؛ وردے سازم زدرد تو ہر روزہ

زنہیل بدست دل دیوانہ دہم ؛ تا از در تو در دکند دریوزہ

یعنی ماسوائے اللہ سے دل کو پاک و صاف کرکے اور ایک فیروزی رنگ کا خرقہ پہن کر فقیروں کی صورت بنا کر روز تیری عشق و محبت کا راگ گاتا رہوں

[1] حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز

اور اس دیوانے دل کے ہاتھ میں ایک جھولی دیدوں کہ تیرے دروازے پر دُہائی دے کر عشق و محبت کی بھیک مانگتا رہے۔

اب عقل کی شگوفہ کاری دیکھو۔ حزم و احتیاط اس کا جزو ہے۔ اس حزم نے مچھلیوں کو جو حازم نہیں کیا فائدہ پہنچایا۔ ماہی گیر اپنا جال ٹھیک کر رہا تھا کہ حازم مچھلیاں تاڑ گئیں اور مردہ صفت بن گئیں۔ صیاد نے گندہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ پس تدبیر کو جو تقدیر کے ساتھ ہم رشتہ ہے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے رہا اگر کوئی شخص بے خود ہوا اور ایک طرح کا نشہ اس پہ سوار ہو تو اس پر کوئی جواب دہی نہیں۔ حتیٰ کہ ایک مثال ہے کہ ایک شخص تھا جو مویز کی شراب تیار کر کے بہت سی پی گیا۔ جب نشہ غالب ہوا تو اسی ترنگ میں ایک مردہ عورت کو سمجھا کہ اس کی عروس ہے۔ یہ سب مستی و بے خودی کی کیفیتیں ہیں مگر وہ دیوانہ جو اپنے سے بے گانہ اور محبوب سے یگانہ ہے اس کی شان اور ہے ؎ ہاں اے دل دیوانہ بخرام کہ بمیخانہ ؛ کاندر خم و پیمانہ تہا ہمہ دیدم کہا جائے گا کہ یہ سب حکایتیں بے اصل اور موضوع ہیں ہاں ہوں گے مگر جو معنی ان میں ہیں انہیں دیکھنا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی فرد بھی اس عالم میں جناب باری تعالیٰ کے فیض احدیت سے خارج نہیں۔ ہر مخلوق اپنے نفع اور ضرر پہنچانے والے کو جانتے پہچانتے ہی اور سب اس آیت پاک کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ **اعطی کل شی خلقه ثم هدی** ایک حکایت ہے کہ چوہوں میں ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ موٹا تازہ تمام چوہے دور دور جا کر چرتے ہیں لیکن یہ ایک معزز مقام پر رہتا ہے اور سب اس کے سامنے دانہ چارہ پیش کرتے ہیں اور جب یہ بڈھا بیکار ہو جاتا ہے تو مار ڈالتے ہیں۔ یہ ایک نظام ہے۔ آخر یہ کہاں سے آیا؟ یہ

اسی فیض احدیت کا نتیجہ ہے یعنی اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی
اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اندھا۔ آبادی سے بہت
دور رہتا ہے۔ جنگل سے بستی کے اندر بعض باغوں میں آتا ہے اور وہاں
کی بعض اشیاء پھول پتی سے آنکھیں ملتا ہے اس سے اس کی آنکھیں روشن
ہو جاتی ہیں۔ یہ کس نے اسے سکھلایا کہ تیرے لئے یہ شئے نافع ہے۔ یہ سب
اسی فیض باری تسمہ کے شگوفہ کاریاں ہے۔ ان مچھلیوں نے جو حازم نہ تھیں
ماہی گیر کو دیکھ کر ادھر اُدھر بھاگنا شروع کیا اور ماہی گیر نے جب جال ڈالا
تو اسمیں آگئیں اور پھنسکر ہلاک ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنے ضرر کو دیکھ لیا
تھا مگر چونکہ عقل سے کام نہ لیا اور حزم نہ رہا اس لئے ہلاک ہوئیں۔ یہ تدبیر
کو تقدیر سے ہم رشتہ نہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان کہانیوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے
اے دوستو اے بھائیو وقت کے یکایک آجانے اور تقدیر کے دفعتہ
ظاہر ہو جانے سے غافل نہ رہو ایاکم عن فجاءۃ الاجل وبغتۃ
التقدیر میں نے بہت دیکھا ہے کہ لوگ غفلت میں سوتے کے سوتے
رہ گئے ہیں اور تقدیر کا لکھا یکایک ان کے سامنے آگیا ہے۔ اب ایک
حکایت اور سنو۔ طیفور شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نور حضور اور اللہ جل
شانہ کے شان بندہ نوازی اور تربیت شکر گذاری سے کافی حصہ ملا تھا
ایک بار اُن پر فیض قدسی کا دروازہ کھلا تو التماس کیا اللھما رحمنی
واغفرلی۔ الٰہی مجھ پر رحم کر اور بخش دے۔ حضرت عزت تقدس و تعالیٰ
سے ندائے بے صوت آئی کہ اذھب فقد غفرت لک جا ہم نے
تجھے بخش دیا۔ طیفور کے لئے یہ فرحت و انبساط کا وقت تھا اور اُدھر در
فیض و بخشش وا تھا دعا کی الٰہی سب کو بخش دے۔ ارشاد ہوا "بخش دیا"

اب بے باکی دکھلاتے ہیں اور عبودیت کے مقام سے قدم اٹھا کر مقام فضول ہیں قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابلیس کو بھی بخش دے۔ اس پر ڈانٹ پڑی کہ وہ آتشی ہے۔ آتش کی تاب لا سکتا ہے تو خاکی ہے۔ اپنا غم کھا دیکھو فضولیات میں پڑنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تم اس سے بچتے رہو۔ میں نے چند سالکان عارف اور فنا فی اللہ کو دیکھا ہے کہ ان کے بعض کلمات سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ مثلاً مولانا فرید الدین عطارؒ۔ مولانا جلال الدین رومیؒ اور شیخ محی الدین ابن العربی وغیرہ ان سے بعض مسائل میں ایسے کلمات قلم سے نکل گئے ہیں جن سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے یعنی عوام ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور بہک جاتے ہیں۔ اے عزیز اب سچے طالب نظر نہیں آتے اور مجاہدہ و ریاضت اور مواجب دینداری باقی نہ رہی۔ زمانہ خراب ہے حقیقت کو جاننے والے نہیں رہے۔ اتحاد جس کا صوفی ذکر کیا کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ دو وجود ایک ہو جائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا یہ کہ سالک ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔ بمصداق کل شی ھالك الا وجھہ۔ محمد حسینی بھی اسی خیال میں تھا مگر جب حقیقت ظاہر ہوئی تو پردہ اٹھ گیا شریعت غرا کو جسے صاحب شریعت نے علیہ الصلوۃ والسلام اتنی محنت و مشقت سے رائج کیا تھا ایسے کلمات سے خلل نہ کرنا چاہیئے یہ مناسب نہیں اللّٰھم اھدنا رشدنا وارزقنا اتباع حبیبك ونبیك وصفیك برحمتك یا ارحم الرحمین اتباع شریعت ہی میں سلامتی ہے ہاں مگر عشق یہ ایک دوسری ہی شئے ہے ؎ عشق آمد وخانہ کرد تاراج؛ انیز نہیم دل بہ تاراج۔ مجنوں ہر نماز عصر کے وقت مستانہ و والہانہ جو عاشقوں کی رفتار ہے کوئی لیلیٰ میں آتا اور جہاں لیلیٰ رہتی تھی اس کی کھڑکی کے

نیچے جاکر ایک پتھر پر لیٹ رہتا۔ لیلیٰ کی بھی نظر اس پر پڑتی۔ رقیبوں کو
بُرا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مار پیٹ سے یہ شخص نہ مانے گا آؤ پتھر کے
نیچے آگ جلائیں اور اُسے خوب گرم کریں جب مجنوں لیٹے گا تو اُسے حال
معلوم ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اُدھر وہ دیوانہ فرزانہ۔ از خویش بیگانہ
اپنے وقت پر آیا۔ پتھر پر جو ہم تن آگ ہو گیا تھا بیٹھا اور لیٹا اور جل بھن
گیا اور بدن سے دھواں نکلنے لگا۔ رقیب دوڑے کہ ارے دیوانے تو
جل گیا۔ اس نے کہا تن جل گیا تو کیا ہوا دل عرصہ ہوا کہ جل بھن چکا ہے
اس سرو قد لالہ رُخ۔ پستہ لب سے اس کے سوا اور کیا حاصل ؎

حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست　　سوختم و سوختم و سوختم

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے اپنے دوستوں
کی تعریف کی کہ ہم نے بارہا ان کے دل پر بلائیں نازل فرمائیں مگر وہ ان
سب کو اس طرح پی گئے جیسے مصری کے گھونٹ اور ان بلاؤں پر فخر و
ابتہاج کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں بھی ایک جوش
آیا اور عرض کیا کہ ایک بلا مجھ پر بھی نازل فرما۔ بارگاہ عزت کے پردے
سے ندا آئی کہ تمہیں اس کی طاقت نہیں کہ ہمارے بیکان کے زخم کو سہ سکو
مگر حضرت داؤد علیہ السلام نے استدعا کی چنانچہ درخواست قبول ہوئی
اور ایک امتحان میں ڈالے گئے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک روز وہ بیت المقدس
میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا جس کا جسم زر خالص
کا اور چونچ مروارید کی تھی پاس نظر آئی آپ نے جلدی سے اس کی طرف
ہاتھ بڑھایا کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے ایک کھلونا ہاتھ آئے گا۔ مگر چڑیا
اُچک کر آگے گئی۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو وہ زینہ پر پہنچ گئی حضرت داؤد

اٹھے اور اس کی طرف چلے وہ اور اُچکتی ہوئی بالاخانہ پر پہنچی۔ آپ بھی پیچھے پیچھے گئے وہاں کوٹھے پر ایک مکان کا منظر نظر آیا کہ صحن بام پر ایک عورت ماہ پیکر۔ سرو قد۔ پستہ لب۔ بادام چشم نہا رہی ہے۔ غیر مرد کو دیکھ کر اس نے سر کو جنبش دی اور بالوں کا جوڑا کھلکر سارے جسم پر آگیا اور لمبے لمبے گھنے بالوں سے تمام بدن چھپ گیا۔ حضرت داؤدؑ کے دل پر عشق کا ایک تیر لگا اور آہ سرد کھینچکر بیٹھ گئے۔ یہ زن اوریا تھی جسے آپ نے جہاد پر بھیجا چنانچہ میدان جنگ میں وہ مارا گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کرلی اسی قصّہ کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت داؤد کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے ایک کہتا تھا کہ اس کے پاس ننیانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے پھر بھی اس نے میری ایک بھیڑ چھین لی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے تنبیہ ہوئی اور بارگاہ الٰہی میں توبہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ فَخَرَّ سَاجِدًا وَّ اَنَابَ۔

یہ ہیں عشق کے کارستانیاں ؎

عشق آمد و خانہ کرد خالی　　برداشتہ تیغ لا و بالی

کسی کا شعر ہے ؎

من از عشق تو خون خوردن گرفتم　　تو دیری زی کہ من مردن گرفتم

یعنی تیرے عشق میں خون جگر کھانے لگا ہوں خدا تیری عمر دراز کرے میں نے اب جان ہی دیدینے کا قصد کر لیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ یہ شعر لکھکر فرماتے ہیں کہ اے احمق یہ کہاں کی شکایت و حکایت نکالی۔ مرنا چاہتا ہے تو مرجا۔ ابدی عمر نصیب ہوگی۔ قیس عامری کی یہ دعا یاد کر۔

یارب تو مرا بردے لبا، ہر لحظہ بدہ زیادہ مسلی = اللھم زد فزد

فائدہ (۷)

ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں

زبان سے ذکر کرو تو وہ تعلقہ کہلاتا ہے۔ اور دل سے ذکر کرو تو وہ سوے دل کے ذکر کو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اس میں دل ہی دل میں ذکر کر کے دل پہ ضرب لگاتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک میں ظاہر کی رعایت کرتے ہیں یعنی گو ذکر دل ہی دل میں ہوتا ہے مگر ظاہر میں بھی جسم کو کچھ حرکت دی جاتی ہے اور دوسرے میں ظاہر کی بالکل رعایت نہیں کرتے یعنی ظاہر جسم کو کوئی حرکت نہیں دیتے صرف حس کے ساتھ دل پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس میں بہت اثر ہے۔ پھر ایک ذکر روحی ہوتا ہے جسے مشاہدہ کہتے ہیں یعنی ذکر کرتے وقت ذاکر سمجھتا ہے وہ حضوری میں ہے اور سامنے بیٹھ کر ذکر کر رہا ہے۔ اسے ذکر روحی اس لئے کہتے ہیں کہ روح اسے دیکھتی ہے اور اس ذکر کے ساتھ خود بھی ذکر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ذکر ہے وہ ذکر سر کہلاتا ہے۔ جسے معائنہ کہتے ہیں معائنہ اور مشاہدہ میں فرق ہے۔ مثلاً ایک شئے کو صبح تڑکے دیکھو۔ پھر اسی کو دوپہر کو دیکھو۔ ان دونوں اوقات کے دیکھنے میں بہت فرق ہوگا۔ صبح کے وقت جھٹ پٹا سا ہوتا اور کچھ اندھیرا باقی رہتا ہے لیکن دوپہر کو سورج کی روشنی ایسی جگمگاتی رہتی ہے کہ کوئی شئے چھپی نہیں رہتی۔ مشاہدہ

(مکتوب نمبر ۱۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بیعت مریدوں اور معتقدوں کے نام ہے ۱۲

بعض اوقات صاف نہیں ہوتا کبھی اس میں ہلکا سا حجاب ہوتا ہے اور کبھی واضح تر اور کشادہ تر مشاہدہ ہوتا ہے نیز ایسا بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ آفتاب کا عکس پانی یا آئینہ میں۔ لیکن دوپہر کو جس طرح صاف ایک شئے نظر آتی ہے اسے معائنہ کہتے ہیں اس میں کوئی حجاب یا دھندلاپن نہیں ہوتا اسی کو کشف حقیقت کہتے ہیں امام ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اَنْوَارُ الْمُکَاشَفَہِ بِتَجَلِّیِ الصِّفَاتِ وَاَنْوَارُ الْمُشَاھَدَۃِ بِظُھُوْرِ الذَّاتِ یعنی مکاشفہ کے انوار کا خزانہ صفات ربانی کی تجلی ہے اور مشاہدہ کے انوار کا قیام ظہور ذات سے ہے تجلی اور ظہور میں بہت فرق ہے۔ مثلاً معشوقہ لب بام آتی ہے اور عاشق صحن خانہ یا کہیں گلی میں ہوتا ہے اور نظارہ کرتا ہے اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ لیکن ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ عاشق معشوقہ سے ہم زانو یا ہم بستر ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے دل کے باتیں کرتے ہوتے ہیں یہ معائنہ ہے اور ظہور ذات۔

ذکر خفی میں مغائبت ہوتی ہے یعنی ذاکر مذکور میں گم ہو جاتا ہے مگر مذکور کی شان یہ ہے کہ کسی شئے کے واقع ہونے سے نہ اس کی ذات میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ صفات میں۔ پس اوس سے اور گم ہونے سے کیا تعلق۔ ہاں ذاکر جو وجود و صفات دونوں اعتبار سے فانی ہے وہ بیشک باقی نہیں رہتا اور گم ہو جاتا ہے اور انوار صمدیت اسے گھیر لیتے ہیں اس کے بعد نہ قرب رہتا ہے اور نہ بُعد اور نہ گم ہونا اور نہ ملنا اور نہ فصل و نہ وصل ؎

تو او نہ نشوی ولیکن ارجہد کنی　　جا ے برسی کز تو توئی برخیزد

کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا فرماتا ہے لمن الملک الیوم آج کس کی حکومت ہے پھر خود ہی جواب دیتا ہے للہ الواحد القہار یعنی اللہ کی جو یکہ و تنہا اور ہر شئے پر غالب اور چھایا ہوا ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ میں کیا

کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی وہ آسمان و زمین اور ہر شئے کا اجالا اور ہر شئے پر محیط ہے۔ پھر جب وہی سب پر چھا گیا تو کونین کا وجود کہاں رہا کونین اس میں فنا اور گم ہو گئے مگر شکر کا نام اور صفات سننا اور بات ہے اور شکر کھانا اور بات ہے پھر شکر کی حقیقت اور اس کے مبدا اور معاد پر آگاہ ہونا دوسری بات ہے اور پھر خود شکر ہو جانا کچھ اور ہی بات ہے خدائے پاک ہمیں تمہیں سیدھے راستے پر رکھے اور جن باتوں کو وہ پسند نہیں کرتا ان سے بچائے اور کجروی اور لغزش اور خطا سے اپنی پناہ میں رکھے۔

فائدہ (۸)

چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیعتِ غائبانہ کے بیان میں

حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْھِمَمِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَھَا یعنی اللہ جل شانہ بلند ہمتوں اور اونچے ارادوں کو پسند فرماتا ہے اور حقیر اور پست ہمتوں اور رذیل ارادوں کو پسند نہیں کرتا دنیا کے جاہ و دولت اور مال و ملک اک بجلی کی چمک اور بادل کے چلتے پھرتے سایہ کی طرح ہے۔ بجلی کبھی چمکی کبھی ڈوبی۔ کبھی آئی۔ کبھی گئی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسی وہمی چیز سے کیا دل لگایا جائے کھاری مٹی میں کیا بویا جائے۔ پانی پر کیا نقش جمایا جائے اس میں نہ بھلائی کی امید ہے اور نہ کامیابی کی ایک سوکھی لکڑی کا گھوڑا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا نظام الدین محقق رح

عہ رسائل الوصول مصنفہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی میں یہ حدیث موجود ہے مگر یحب الہمم کی جگہ اللہ موزہ ہے

بنانا ہے جس کا نہ قدم اٹھ سکتا ہے اور نہ اس سے منزل طے ہو سکتی ہے۔ آخر کار عاجز ہو کر بے دست و پا بیٹھ جانا پڑتا ہے مگر اس عاجزی اور منزل طے نہ کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ افسوس صد افسوس بھلے آدمی ؎

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست　　بام سوراخ و ابر طوفاں بار

بادل گہرا چھایا ہوا ہے اور مکان کے چھت میں سوراخ پڑے ہوئے ہیں اس گھر سے جلد اپنا بوریہ بدھنا سنبھالو۔ مقصود یہ ہے کہ اس زندگی کو چند روزہ مگر بہت غنیمت سمجھو اور جو سانس چل رہی ہے اسے بڑی نعمت جانو اور خدائے عزوجل کے جو طاعت و عبادت کر سکتے ہو کرو اور اس کی یاد سے ہر وقت اپنے دل و جان کو مالا مال رکھو اور اس کے سوائے اور کسی طرف دل نہ لگاؤ اور اس جہاں کے کام کو اُس جہاں کے سپرد کر دو۔ پس اگر ایک ایسا نفس جو نامرضیات سے پاک و صاف ہے اور ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے تمام شرطوں کے ساتھ جیسا کہ حق ہے تمہیں نصیب ہو جائے تو شکر کرو۔ پھر گو تم دنیا میں رہو گے مگر سارے کام ٹھیک ہوتے رہیں گے جب دل میں خدائے عزوجل کی لو لگ گئی اور نفس میں پاکی آ گئی تو ضرور بالضرور درجات میں ترقی اور مرفہ الحالی شروع ہو جائے گی خبردار خبردار ایک سانس بھی غفلت میں نہ نکلے۔ ؎

نصیحت ہمین است جان برادر　　کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے بھائی جہاں تک ہو اوقات ضائع نہ کرو جو کچھ کرو خدا کے لئے اور خدا کے دیدار کے لئے کرو خدا داں ہو جاؤ گے۔

اس فرزند شاشتہ کے لئے جس کی درخواست حصول بیعت تم نے بھیجی تھی اپنی پہنی ہوئی ایک ٹوپی بھیجتا ہوں۔ خدا داد سے دل خدا شناس اور نفس حق پرست دے۔ تمہیں اپنی طرف سے وکیل کرتا ہوں اس سے

کہنا کہ مولانا نظام الدین کے ہاتھ کو ہمارا ہاتھ سمجھے اور ان کی زبان کو ہماری زبان اور جو تلقین کہ لکھتا ہوں اسے سمجھے گویا کہ میری زبان سے سُنی ہے اس سے کہنا کہ مولانا کو صدر میں بٹھانا اور ان کی طرف منھ کرکے تین جگہ زمین پر سر رکھنا اور سمجھنا کہ تمہارا منھ ہماری طرف ہے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور سمجھنا کہ ہمارا ہاتھ ہے اور ان کی زبان کو ہماری زبان سمجھنا اور ان کی اس بول کو منا کہ تم نے عہد کیا اس ضعیف سے۔ اس ضعیف کے پیر سے اور پیر کے پیر سے اور تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آنکھ کی اور زبان کی نگہبانی کرنا اور جادہ شریعت پر رہنا اور جب مولانا پوچھیں کہ تم نے قبول کیا تو کہنا ہاں قبول کیا۔ پھر وہ کہیں گے الحمد للہ اور قینچی لے کر سر کے دونوں طرف سے تھوڑے تھوڑے بال کاٹ دیں گے اور تکبیر کہتے جائیں گے اور اپنے ہاتھ سے میرے نائب بن کر جو ٹوپی میں نے بھیجی ہے تمہارے سر سر پہ رکھ دیں گے اور اس وقت بھی تکبیر کہتے جائیں گے پھر دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے ہدایت کریں گے۔ جب نماز پڑھ چکنا تو ان کے سامنے اس طرح آنا جس طرح پیر کے سامنے آتے ہیں اور کچھ نذر پیش کرنا جو اگر ہو سکے تو ہمارے پاس بھیجدینا ورنہ وہیں راہ خدا میں خرچ کر دینا۔ جب مولانا نظام الدین یہ کہیں کہ تم نے اس ضعیف سے عہد کیا تو ضعیف سے یہ سمجھنا کہ وہ خود "ہم" ہیں۔ اسی طرح ہر قول کو سمجھنا۔ پھر ہمارے اس ارشاد کو جو وہ نیابتاً اپنی زبان سے کہیں گے ہمارا سمجھنا۔ یعنی پانچ وقت نماز باجماعت گذارنا۔ جمعہ کی نماز اور غسل کو ناغہ نہ کرنا۔ ہاں اگر کوئی شرعی عذر مانع ہو تو مضائقہ نہیں۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے چھ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا۔ اس نماز کے بعد

دو رکعت اور سلامتی ایمان کے لئے پڑھنا اور اسے ہمیشہ اس طرح پڑھتے رہنا کہ ہر رکعت میں سات سات بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ دونوں سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کریں اور تین مرتبہ یہ دعا مانگیں یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان یعنے اے وہ ذات جو زندہ و پائندہ ہے ہمارے قدم ایمان پر جمائے رکھ پھر عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور پڑھیں جس کے ہر رکعت میں دس دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا ہوگا اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ یا وہاب کہنا ہوگا۔ اس طرح پر کہ "ھ" جس پر تشدید ہے سینے کے اندر سے نکل رہی ہے اور ہر ماہ میں چاند کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کو جو ایام بیض کہلاتے ہیں روزہ رکھنا ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو اسی ماہ میں پھر رکھ کر پورا کر لیں اور سفر و حضر کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔

فائدہ (۹)

یاد محبوب اور وقت کی معمولی کیسے بیان میں

اللہ جل شانہ فرماتا ہے انی جاعلک للناس اماماً میں تمہیں (دیبوں) کا پیشوا بناؤں گا۔ اے فرزند یہ کار عظیم تمہیں دیا گیا ہے اس کے حق کی ادائی ضروری ہے انبیاء بھی اس کے بوجھ تلے دبے جاتے تھے شرط کار یہ ہے کہ خلق خدا کی خیر خواہی اور نصیحت ہر وقت پیش نظر رہے اس کی جفا اور قفا پر صبر کرے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت کی

ماخوذ از مکتوبات ذیل از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا علاء الدین گولیاری ثم کالپوری۔ مطبوعہ مکتوبات (۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶)

پروانہ کرے۔ شکستگی اور بیچارگی کو اوڑھنا بچھونا بنائے بلکہ اور بڑھاتا رہے اور جس شئے میں نقصان وزیاں کا رتبہ اس سے دور بھاگے۔ جن و انس کو پیدا کرنے سے مقصود صرف عبادت اور بندگی ہے۔ محبت کی بات ہو یا معاشرت کی۔ دوستی کی بات ہو یا معاملہ کی اگر وہ خدائے عزوجل کے لئے ہے تو کیا کہنا۔ یہ کام جو تم نے اپنے سر لیا ہے اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ بندہ بذل و ایثار سے کام لے۔ اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ کرے اور دوسرے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر ترجیح دے اور اگر کل کے لئے کچھ نہ بچے تو کوئی اندیشہ نہ کرے۔ پھر ظاہر کے ساتھ اتنا نہیں بلکہ معانی کے ساتھ بہت زیادہ دل کو مشغول رکھے۔ دنیا کی وجاہت اور خلق خدا کے آمد و شد کے لئے صورت بنانا کہ لوگ اسے دیکھیں اور ہجوم کریں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے بالکل اس طرف خیال نہ کرے اور جو کچھ پیش آئے آئے صرف اپنے کام میں یکطرفہ ہو کر مشغول رہے ؎ فارغ چہ بود ز خود گذشتیم ؛ مارا نہ غمے نہ غمگسارے ۔

بہر حال جو سامنے آئے آئے تم اس طرف متوجہ بالکل نہ ہو نہ دائیں طرف دیکھو اور نہ بائیں طرف۔ سیدھے منہ اٹھائے صراط مستقیم پر چلے جاؤ ؎ در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ؛ وز دو رزاں ہر چہ شود گو شو گو مشغول بحق باش و بہر از دو کون ؛ وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

اے فرزند ہم نے جو بتایا ہے اسی پر قائم رہنا اور قدم پیچھے نہ ہٹانا اگرچہ تم ہم سے بہت دور ہو اور گو صحبت اور نور حضور سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں دور اور دفع ہوتی رہتی ہیں تاہم لابد ایک تدبیر ہے کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اسے کرتے رہو اور تمام معاملات میں اسی تعلیم پر

پر عمل ہو۔ سرسری طور پر نہیں بلکہ توجہ دل کے ساتھ تو گو مشرق و مغرب کا فاصلہ درمیان میں کیوں نہ ہو۔ ہمارے ہم زانو کہے جاؤ گے یہ ایک کلیہ اور اصل اصول ہے اپنے اوقات کو اوراد و اذکار سے معمور رکھو اور تمام اعمال و اذکار میں اس کلیہ پر عامل رہو ؎

نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

من فات وقته فقد فات ربه جس نے اپنے وقت کو کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔ دنیا کے اشغال ہر سالک راہ کے مزاحم ہوا کرتے ہیں لیکن طالب خدا کو چاہیئے کہ اگر پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی دوڑنے سے باز نہ رہے۔

یاد رکھو کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یہ ہادی مرشد ہے۔ مرشد کا جب دامن تھاما تو اس سے چپٹ جاؤ ذکر و مراقبہ تخلیہ و تجلیہ جو کچھ وہ بتائے اس پر عمل کرو لا الہ تخلیہ ہے اور الا اللہ تجلیہ ہے مراقبہ کی حالت ہو یا اجتماع کی دونوں صورتوں میں دل میں آنے جانے والی باتوں کو روکو اور نہ آنے دو اور جو خدشات اور توہمات ان باتوں سے پیدا ہوں ان سے انکار کرو اور دفع کرو اس سے تجلیہ و تخلیہ حاصل ہوگا اگر ایک ہادی کی پیروی تمہیں میسر ہو گئی تو یہ بڑی نعمت ہے اس کے بڑے اثر دیکھو گے۔ اس باغ سے جتنے معرفت کے پھل تمہیں نصیب ہوں گے اتنی ہی نعمت زیادہ ہوگی۔ کسی دین میں ان دو صفتوں کے بغیر سلوک طے نہیں ہو سکتا سوائے اس طلب کے جو عزم و ہمت کی شدت کے ساتھ ہو اور بجز اس تزکیہ نفس کے جو کمال حضوری کے ساتھ ہو اس معشوقہ تک لے جانے والا اور کوئی نہیں۔ اگر حضوری بکمال کو تم

تخلیہ و تجلیہ کا نام دو تو بھی جائز ہے۔ لوگوں سے صحبت کم رکھنا اور کم کھانا پینا لازمہ حال ہے۔ عاشقوں سے پوچھو کہ معشوق کے بغیر ان کا کیا حال ہوتا ہے محنت و بلا اور معشوقہ کی یاد عاشق کی غذا ہے اگر مواجہہ یار ہے تو تجلیات حسن کی بجلیوں سے اضطراب ہے اور اگر درمیان میں پردہ آگیا ہے تو عدم حضوری سے بیقراری ہے کھانا پینا کہاں۔ خواب و خور کہاں غیر یار سے صحبت کہاں ؎

با غم تو الفت و ہم خانگی　　از دگراں وحشت و بیگانگی

عاشق صادق نہ سوائے دوست کے اور کسی کو دیکھتا ہے اور نہ سوائے اسی کے ذکر کے اور کچھ پسند کرتا ہے۔ اس کے منہ سے جب نکلتا ہے تو دوست ہی کا نام نکلتا ہے اسی کے خیال میں مستغرق ہے اور کچھ گفت ہے اور نہ شنید۔ یہ منزل گم شدہ اور بیخود لوگوں کی ہے نہ کچھ اپنا خیال کرو اور نہ رشتہ داروں کا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی خلق کے رد و قبول پر نظر مت ڈالو ورنہ دیدار دوست سے محروم ہو جاؤ گے نعوذ باللہ منہا اور اسے ضائع ہونے مت دینا اور نوافل و فرائض میں مشغول رہنا لِاَنَّ مَنْ فَاتَ وَقْتَهُ فَقَدْ فَاتَ رَبَّهُ اس لئے کہ جس نے اب وقت کو ہاتھ سے کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔

فائدہ (۱۰)

مجاہدہ و ریاضت و تعمیل حکم پیر کے بیان میں

ہمارا یہی مطلوب و مقصود ہے کہ جو لوگ ہم سے تعلق پیدا کریں وہ

ماخوذ از مکتوبات ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب شیخ ابو الفتح علاء [illegible]

ماسوی اللہ سے منقطع ہوکر اپنا وقت تنہائی میں گذاریں اور مدام شغل میں بسر کریں۔ خواجہ نظام الدین احمد بدایونی نے اپنے پیر و مرشد سے ایک مرتبہ استدعا کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ پھر جائی نہ بنوں۔ شیخؒ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا مگر مجاہدہ شرط ہے۔ پس آپ نے بتقلید شیخ صوم دوام اختیار کیا۔ پس تم بھی مجاہدہ اور ریاضت کو آخر وقت تک لازم کرلو۔ سب سے کہدو کہ جو مرید کہ فاصلہ کے لحاظ سے پیر سے دور ہے مگر اس کے فرمان پر قائم۔ اور جو اسے حکم دیا گیا ہے اس پر عامل ہے اور رضائے پیر کا خواہاں اور ہر وقت یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہے وہ دور نہیں بلکہ قریب ہے اور ہم زانوئے پیر ہے اور جو اپنے شیخ کے فرمان پر نہیں چلتا تو عیاذاً باللہ گو اس کا مکان بہت قریب ہو مگر وہ اتنا دور ہے جتنا مشرق سے مغرب۔

فائدہ (۱۱)

عشق و وصول و ذکر و قرب کے بیان میں

اس دنیا میں سب سے بہتر کام طلب خدائے عزوجل اور اس کا وجدان و عرفان ہے۔ گو کل موجودات کیا حجر کیا شجر کیا فرشتہ کیا جن کوئی اس کی معرفت سے خالی نہیں لیکن انسان کو ایک خاص عرفان و وجدان نصیب ہوا ہے جس سے بہت ہی کم مخلوق آگاہ ہے۔ یہ عرفان خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیروؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب قاضی اسحٰق و قاضی سلیمان

معرفت کے لئے یہ ضرور ہے کہ یہ خیال بطور دوام جگہ کرلے کہ وہ معشوق کی خدمت میں حاضر اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب یہ توجہ بطور تام حاصل ہوجائے گی تو طالب یا تو اس کے دروازہ پر پڑا رہے گا یا اس کے کام میں رہے گا۔ اس کے لئے لازم ہے کہ ماسوا اللہ سے دل کو پاک وصاف کرکے اخلاق کی درستی اور تزکیہ کی کوشش کرے دل میں سوائے اس کے اور کسی کا خیال نہ آئے۔ تصور میں بس اسی کی صورت اور زبان پہ بس اسی کا ذکر رہے جب بات کرے تو اسی کے لطف و کرم کی اسی کے وفا و جفا کی۔ اُسی کے بخشش و عطا کی۔ اس میں کبھی یہ ہوگا کہ غلبہ حال میں معشوق کے ناز و کرشمہ و لب و رخسار کی باتیں بھی منہ سے نکلنے لگیں گی مگر یہ سب پرکار محبت کی گردشیں ہونگی۔ معشوق کے کوچہ میں جس بہانہ سے ہو آتا رہے۔ بلکہ مسکین و عاجز و خستہ وار اس کی گلی میں ایک تنکہ کی طرح پڑا رہے طرح طرح کی تدبیریں کرے طرح طرح کی ٹوٹے ٹوٹکے کرے کہ کسی طرح حصول مقصد نصیب ہو۔ کوئی ایک دروازہ کھل جائے۔ اسی کوشش میں اُس کے دروازے اور درگاہ کے بیٹھنے والوں اور اس بارگاہ کے رہنے والوں سے ملاقات اور دوستی پیدا کرے تاکہ معشوق تک رسائی کا سامان ہو بلکہ یہاں تک کوشش کرے کہ آشنائی خاص حاصل ہوجائے اس کوشش میں خواہ جان صرف کرنی پڑے خواہ مال۔ خواہ جاہ کام آئے خواہ عزت و جلال۔ اس درگاہ کے کمترین بندوں کا کمترین غلام بن جائے انہیں لوگوں سے کام نکلا کرتا ہے اس لئے انہیں سے موافقت پیدا کرنا ضرور ہوتا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ ذکر و مراقبہ اور فکر و تلاوت میں مشغول رہے

جس حال میں رہے اسی کی مناسبت سے فکر و ذکر کرے اور امید و بیم میں رہے یعنے یہ امید رکھے کہ ایک دن مقصود ضرور حاصل ہوگا اور معشوق و مطلوب کے حضور تک پہنچ جائے گا۔ لیکن ڈرتا بھی رہے کہ محبوب مرتبہ والا ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بے ادبی سے دھتکار دیا جائے اور آغوش سے ہٹا کر دروازہ کے باہر اور در سے ہٹا کر یا وہ گرد نہ کر دیا جائے۔ کبھی اس کے بہاؤ جمال میں وارفتہ اور کبھی اس کے کمال و جمال میں مضطرب و آشفتہ رہے۔ طالب یا تو مسجد یا گورستان میں یا جنگل و ویرانے میں رہتا ہے یا ان مشائخ اہل ارشاد اور عارفان امجاد کی خدمت میں رہتا ہے جن کی ملازمت کے بغیر کام نہیں چل سکتا یعنی جب تک کوئی اس کی رہبری نہ کریگا وہ ہرگز مراد کو نہ پہنچے گا۔ پس اے بھائی جو کچھ پاس ہے سب ان پر سے تصدق کر دو اور جو عزت و شرف حاصل ہے سب ان پر نثار کر دو اس لئے کہ سب سے اہم کام اخلاق کی زینت و آراستگی ہے **تخلقوا باخلاق اللہ وتصفوا بصفاتہ** اللہ جل شانہ کی سی اخلاق سیکھو اور اسی کی سی صفت اختیار کرو جب تک کہ اس کی صفتوں سے متصف نہ ہوگے اس کی ذات کا مشاہدہ نہیں نصیب ہوسکتا۔ افسوس کہ یاروں نے نفس ذلیل سے انس پیدا کر لیا ہے اور اللہ کی طرف سے فارغ و بے غم ہیں ؎

درچہ کاری و درچہ مصلحت اندیشی ۔۔۔ اے فرومانگان بے مقدار
درجہاں شاہدے و ما فارغ ۔۔۔ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

اے جوانمرد یہ آگ کیوں تیرے سینے سے نہیں بھڑکتی اور تیرے دل میں کیوں نہیں جگہ کرتی ہائے یہ کیا ہوگیا ہے۔ اے یار عزیز و برادر شفیق طلب کرو طلب اور اس راہ میں جما کر قدم رکھو لیکن جب تک کوئی

رہبر نہ ہوگا اور اس کی پیروی نہ کروگے راہ مقصود دکھائی نہ دے گی اور
منزل کا نشان نہ ملے گا۔ میرے خواجہ[1] فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بغیر پیر کے
جلدی سلوک طے کرنا چاہے گا اس کی مثال اس رسی بٹنے والے کی طرح
ہے جو جس قدر آگے بٹے گا اسی قدر پیچھے کھلتا جائیگا اور سب سے پیچھے
چلے گا۔ طالب کو لازم ہے کہ ہر وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہے
اشراق و چاشت تہجد و اوابین کی نمازیں فی زوال (سایہ ڈھلنے کے وقت)
کی نماز اوقات مرجوہ (یعنے جب قبولیت کی امید ہے اس وقت) کی نماز شام
کے وقت ہو یا صبح کے وقت انہیں برابر پڑھتا رہے۔ یہی سب سہارے
ہاں کے ٹوٹے ٹوٹکے ہیں۔ ایک دروازہ سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے
اندر داخل ہو۔ ہر دروازے کو کھٹکھٹاؤ پھر دیکھو کہ کس دروازہ سے فتوح
روح ہوتی اور عروس روح تجلی فرماتی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ جب تک
یہ سب کام نہ کرتے رہو گے کامیابی کا منہ نہ دیکھو گے اور یہ سب ظاہری
اسباب یا باطنی نعمتیں اس وقت تک نصیب نہ ہوں گی جب تک کہ طلب
میں شدت اور محبت میں غلبہ نہ ہو۔ یہ شئے سب پر مقدم ہے جس راہ
پر کہ میں بلا رہا ہوں اس میں ایسی تجارت ہے کہ جتنا زیادہ نقصان ہوگا
اتنا ہی فائدہ زیادہ ہوگا۔ وہ کون خوش نصیب جوانمرد اور کس بایاں
کا جایا ہے جو اس راہ میں نقصان برداشت کرنے اور نفع کمانے پر آمادہ
ہے۔ لوگ آب رواں پر نقش کا ڑھنا اور اس سے عشق بازی کرنا چاہتے
ہیں۔ سبحان اللہ اس طرح کبھی کعبہ وصال تک نہیں پہنچ سکتے۔ شور زمین
ہی کاشت کرتے اور فضا ہی دیکھا کرتے جب [illegible]
کوئی نقد شئے نمہار ــــ اتنا لگ گئی ہے تو زہے بخت ورنہ [illegible]

[1] حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز۔

محرومی اُس بیچارے پر صد ہزار افسوس ہے جو محروم رہا۔ خبردار طلب کا دامن
مت چھوڑنا اور اِدھر اُدھر نظر مت ڈالنا۔ اس نعمت کے سوا جو کچھ ہے
وہ ہزل و ہذیان ہے جس طرح کیمیا گر پارے کو کھرل میں ڈالکر گھوٹتا ہے
تم بھی جب تک اس طرح گھونٹے اور رگڑے نہ جاؤ گے کام نہ بنے گا۔ پس
اس راہ میں بھسم ہو جاؤ واللہ جب تک کہ محبت کی چنگاری اور معرفت الٰہی
کے سرخ گندھک تمہیں نہ ملے گی تمہارے وجود کا تانبا کبھی سونا نہیں بن سکتا
نصیحت کرد بکتوسؔاں اگر آزادہ یستاں وگر گوئی کہ نستانم غلام نست بکتوساں

فائدہ (۱۲)

معرفت الٰہی کے بیان میں

وہ شئے جس کی طلب سب سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور وہ مقصود
مراد جو سب سے زیادہ پیاری اور اہم شئے ہے وہ معرفت الٰہی ہے۔
نعمت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ محبت نہ ہو۔ محبت
کی دو قسمیں ہیں ایک عام اور دوسری خاص۔ جب پہلی جلوہ گر ہوتی ہے
تو بندہ امتثال اوامر یعنے بجا آوری احکام کی طرف دل لگاتا ہے اور
دوسری یعنی خاص قسم جیسا کہ اس کا نام ہے ویسے ہی اس کی حقیقت
ہے یہ شئے لطف محض اور اللہ تعالیٰ کی [illegible]

۱؎ بکتوساں ایک نزکو شاعر کا نام ہے ۱۲

۲؎ یہ فائدہ مکتوب نمبر (۲) [illegible]

نہیں ہوسکتی - اس کی علامت تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے جسے یہ دو نعمتیں نصیب ہوئیں تو سمجھو اُسے محبت کی نعمت بھی عطا ہوئی ۔

۱ تزکیہ نفس کم کھانے - کم سونے - کم بات چیت کرنے اور کم ملنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے - استقامت شرطِ کار ہے مگر توجہ تام بغیر پیر و مرشد کی تلقین کے میسر نہیں ہوتی اگر پیر و مرشد اپنی صورت کے تصور اور حضوری کے لئے کہے تو اس میں مصلحتیں ہوتی ہیں - آدمی بن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کرسکتا ہے - شیخ کی صورت اس کی دیکھی بھالی ہوتی ہے - اس کا تصور ممکن ہے اور جلد یہ بات حاصل ہوجاتی ہے - اس طرح جب دل جمعی پیدا ہوئی تو مرید آسانی سے آگے ترقی کرسکتا ہے تصور حضور میں جو بات پیدا ہوتی ہے وہ گو مراقبہ کرنے پر بھی حاصل ہوتی ہے لیکن پیر و مرشد کی حضوری میں ہر وقت اپنے تئیں تصور کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتفاق سے کبھی کبھی دونوں کے قلب ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجایا کرتے ہیں اور محاذات ٹھیک بیٹھ جاتا ہے پھر پیر کے قلب سے مرید کو براہ قلب فیض پہنچتا ہے وہ بھی ایسا فیض کہ جو کچھ پیر نے ستور یاضتوں میں حاصل کیا تھا وہ مرید [illegible] اس کے گو آگوں کسی کے بہ آسانی حاصل ہوجاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ [illegible] کا عکس اُس پانی میں پڑ رہا ہے جو اس کے محاذی [illegible] اس پانی کے سامنے ایک دیوار ہے اس پر بھی یہ عکس پانی پر سے چمک کر پڑ رہا ہے جسے عکس کا عکس کہنا چاہیئے - یہی حال مرید کے قلب پر عکس پڑنے کا ہے جو کچھ پیر نے ساری عمر میں طرح طرح کی محنت و مشقت [illegible] کیا تھا طالب کو پہلے ہی قدم میں حاصل ہوجاتا ہے [illegible] سیان نہیں

ہوسکتی۔ طالب کو جب اس کا ادراک ہوتا ہے تو پہلے پہل اس کی سمجھ میں نہیں آتا مگر تلقین پیر جس قدر بالمشافہ مفید و موثر ہوتی ہے۔ غائبانہ طور پہ خط و کتابت سے اتنی مفید و موثر نہیں ہوتی۔ گو اس کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ شہد ایسا ہوتا ہے اس کا مزہ ایسا ہوتا ہے اور بات ہے اور پیر کا اس کے چند قطرے منھ میں ڈال دینا اور بات ہے۔ پیر و مرشد کے حضور میں یہ کام بنتا ہے اور جو دولت اور اثر فیض ہوتا ہے وہ اور ہی بات ہے۔ دل کی آنکھ اگر بینا ہے تو بینا تر ہو جاتی ہے۔ اس کام میں مداومت کی بہت ضرورت ہے فتح باب کا انتظار کرنا اور امید رکھنا چاہیئے تا وقتیکہ بندہ خدا کے ساتھ ایک نہ ہو جائے یعنے جدہر دیکھے خدا ہی کو دیکھے۔ جانے پہچانے تو صرف اسی کو جانے پہچانے نہ اس کے سوا اور کوئی نظر آئے اور نہ سوائے اس کے کسی اور کی واقفیت و شناخت باقی رہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں۔ امید وار رحمت داتا بہت سخی ہے۔

فائدہ (۱۳)

محبتِ الٰہی و حضوری دل و رضا بالقضا کے بیان میں

نماز پڑھنا روزے رکھنا۔ خیر خیرات کرنا یہ کام تو بیوہ بڑھیا بھی کر لیا کرتی ہے۔ طالبان خدا کے کام اور ہیں جو بغیر پیر کی مدد کے نہیں ہو سکتے اس درخت کا پھل محبت الٰہی ہے۔ یہاں عقل گم اور دل رفتہ عدم ادراک حیرت و ہیجان میں ہے۔

یاد رکھو کہ بغیر حضوری قلب کوئی عبادت عبادت نہیں اور کوئی طاعت طاعت نہیں اور حضوری قلب صرف پیر کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اس کے لئے سامنے رہنے کی ضرورت ہے۔ غائبانہ خط و کتابت سے کام لینا کافی نہیں۔ ہاں اگر پیر کے حکم پر عمل کیا جائے تو حضوری دل بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ لوگ اسے محال کہتے ہیں مگر یہ کوئی محال شئے نہیں۔ مشکل بے شک ہے۔ مگر عجب بات ہے کہ ایسی مشکل شئے پیر کے واسطے سے سہل بلکہ سہل ترین۔ ممکن اور قریب الحصول ہو جاتی ہے۔

یہ مردوں کے کام ہیں۔ اگر عورتیں بھی انہیں کریں تو وہ بھی مردوں میں شمار ہونگی اور اگر مرد پست ہمتی کریں اور عورتوں کے سے کام کریں اور ہوائے نفس کی غلامی میں گرفتار رہیں تو وہ مرد عورت ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

زندگی ہمیشہ عبادت الٰہی میں گزارنا چاہیئے اور اگر دور و نزدیک کے عزیز رشتہ دار ہوں تو ان کا حق ادا کرنا اور جیسے کہ چاہیئے اچھی زندگی بسر کرنا اور اس جہاں سے صرف نیک عمل لے جانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

سن لو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ وہ خالق خیر و شر ہے جیسا وہ کرے اس پر راضی رہو اور ہرگز ہرگز ناخوشی کا اظہار نہ کرو تمہارے غم و غصے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور وہی ظاہر ہوگا جو اللہ شانہ کی مرضی ہے ارادہ اسی کا ارادہ ہے علم اسی کا علم ہے وہ قادر مطلق ہے۔ اگر کہے کہ ہم سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں تو دم مت مارو سر جھکا دو اگر کہے کہ جگر کو پارہ پارہ کرتے ہیں تو خبردار آہ تک مت نکالو اگر وہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو پیشانی پر شکن تک مت لاؤ۔ مگر ہاں وہ غفور رحیم ہے

بڑا عفو فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے اس سے ہمیں مغفرت و رحمت عفو و کرم ہی کی توقع ہے بندہ کو سوائے اس کے آستانہ پر سر رکھ دینے کے اور کوئی چارہ نہیں ؎ چہ چارہ باشد بیچارگان و دردترا ؎ جز آں کہ بر سر خاک در تو خوں بارند = یہی مردوں کے کام ہیں

فائدہ (۱۴)

فراغت دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں

اس سے بڑھ کر کونسی دولت ہو سکتی ہے کہ تم فراغت کے ساتھ آنے جانے والوں دوست دشمن۔ آشنا و بیگانہ سب کی مزاحمت سے محفوظ اپنے خدا کی یاد میں مستغرق رہو ؎

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ خود روے بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمرے دبوے

تمہیں لوگوں کی صحبت سے کیا کام۔ تعلیم و تعلم سے کیا نسبت۔ وضو و نماز اور جو کچھ لازمات دین ہیں انھیں کافی جانتے ہو اب خدائے عزوجل کی یاد میں مستغرق رہو جس روز کوئی تمہارے پاس نہ آئے نہ تم کسی کا منہ دیکھو اور نہ کوئی تمہارا منہ دیکھے۔ اس روز تمہارا گویا معراج ہے جو لوگ حمام کی تصویروں سے امید وصال اور کھاری مٹی سے کھیتی کاٹنے کی توقع رکھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے [illegible] سے [illegible] کر کے امید وفا رکھنا [illegible] جس لمحہ تمہارے دل میں غیر خدا کا خطرہ آئے [illegible]

[illegible] از مکتوب نمبر (۲۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب [illegible]

وبت پرست کہو۔

فائدہ (۱۵)

محبتِ الٰہی کے بیان میں

محبت تین قسم کی ہے۔ ایک محبت عامہ ہے۔ تمام علمائے تفسیر و احادیث اور استادان فقہ متفق ہیں کہ خدائے عزوجل کی محبت سے مراد اس کے احکام کی فرمانبرداری ہے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے۔ نفس بھی یہی جانتا اور سمجھتا ہے۔ چنانچہ رابعہ عدویہ کہتی ہیں ؎

تعصی الہ وانت تظہر حبہ　　ہذا العمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ　　ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتے ہو اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے اس سے محبت ہے یہ عجیب بات ہے۔ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ضرور اس کی فرمانبرداری کرتے۔ اس لئے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہمیشہ اطاعت کیا کرتا ہے۔

دوسری قسم محبت خاصہ ہے۔ اس کی بھی تین حصے ہیں۔ محبت افعال محبت صفات اور محبت ذات۔ محبت افعال میں صانع کے مصنوعات کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت ان مصنوعات ہی کی محبت میں بندہ مبتلا ہو کر نہ رہ جائے۔

دوسری محبت صفات ہے۔ جتنے حسین و جمیل ہیں وہ سب جمال

تا آخر از مکتوب نمبر (۲۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی برہان الدین سماوی ایرجی و سید حسین و امیر سلیمان رح

الٰہی ۔ سے اکتساب جمال کرتے ہیں۔ خود اللہ جل شانہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے ۔ اللہ نور السموات والارض ۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا اُجالا ہے ۔ اس کے نور کی مثال چراغ کی سی ہے (آخر آیت تک پڑھ جاؤ) یہ آیت ہے اور وہ حدیث و اقوال ہیں اور محبت صفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی زنجیر میں بہت سے مجذوب و سالک گرفتار رہ گئے ہیں اور قید سے خلاصی نصیب نہ ہوئی ۔ ذات جو اس پردہ کے پیچھے ہے اس کی طرف نظر نہ گئی اور جس ذات نے نعت لطف و جمال اور صفت رحمت و کرم کی صورت میں جلوہ فرمایا ہے ادھر نگاہ نہ اٹھی ۔ بہت سے بڑے بڑے لوگوں کو اس میدان میں رہ جانا اور بہت سے راہ چلنے والوں کو یہیں گرفتار بلا ہونا پڑا ہے اور ملحد و زندیق ہو گئے ہیں۔ اس گھاٹی سے جان بچا لینا سوائے پیر کی عنایات کے ممکن نہیں۔ محبت ذات اسی کی عنایت و توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور بس ۔

تیسری قسم محبت اخص الخواص ہے وہ ذات مقدس و مطہر کی محبت ہے ۔ ابرار و احرار کی زبان و فعل سے اس کا بیان نہیں ہو سکتا ۔ یہاں بیان کا دروازہ بند اور عقل کی زبان پر گرہ لگی ہوئی ہے اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی اے بار الٰہا تیری تعریف کا احصی ہم نہیں کر سکتے تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کر کے فرمایا ہے اسے ایک اشارہ سمجھو العجز عن المعرفۃ معرفۃ (یعنی معرفت الٰہی سے اپنی عاجزی اور بیچارگی کو جاننا بھی ایک معرفت ہے) جو ایک رمز ہے اس پر غور کرو۔ خبردار دھوکہ دینے والوں کے دھوکے میں مت آنا اور ان کی پیروی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور یہ نعمت نہیں نصیب ہو سکیگی ع

"تراممکن چنیں دولت تواز بے دولتی غافل" ۔ مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہوس نفس کے پھندہ میں نہ پڑنا کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس جہاں سے چلے جاؤ اور اس دولت نقد میں سے کچھ بھی تمہارے حصہ میں نہ آئے ۔ ایک وقت ایسا آئیگا کہ اپنے تمام کئے پر پشیمان ہونا پڑے گا ۔ پس غافل اور بے غم مت بیٹھو ۔ آخر تمہیں خدا کے ساتھ رہنے میں کیا نقصان ہے اگر کسی بے حقیقت خیالی و فانی شے کو دے کر اس نعمت کو خرید لو اور ایک ذلیل شئے کے بدلے خدا تمہارے ہاتھ آئے تو کیا یہ کوئی نقصان و زیاں کی بات ہے ۔ چلے آؤ چلے آؤ ابھی وقت باقی ہے ۔ دروازہ کھلا ہوا ہے دربان مزاحم کا رنہیں اور راہ گذر عام ہے تم ہی کیوں محروم رہو امید ہے کہ سب مسلمان اپنے اپنے راستہ پر ہولیں گے اور مقصود سے محروم نہ رہیں گے ۔

فائدہ[1] (۱۶)

ضرورت صحبت و ارشاد پیر و محبت الٰہی کے بیان میں

جو کوئی تنہائی میں زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں کمی کرے اس میں نور اور صفائی قلب پیدا ہو جائیگی ۔ جو خواب دیکھے گا صحیح اترے گا جو بات اس کے دل میں آئے گی تقدیر کے موافق ہوگی ۔ اس عمل سے ہر قسم کے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور معتقد ہو جائیں گے مگر اہل طریقت کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔ مقصود جو ہے اس سے بہت دور ہے

---

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر (۲۶ و ۲۷) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنام خواجہ ابراہیم رحمہ و جواب شیخ خوجن دولت آبادی

اور وہ بجز پیر کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مشفق پیر کے ارشاد کی بہت ضرورت ہے اس کے بغیر اس مقصد تک جو سب سے زیادہ بڑا۔ سب سے زیادہ اہم ہے پہنچنا دشوار ہے پس پیر کی ملازمت صحبت و اطاعت اختیار کرو۔ وقت بہت قیمتی ہے اور عمر تھوڑی رہ گئی ہے اور غفلت جو طاری ہے ایک جنونی کیفیت رکھتی ہے۔ جانتے بھی ہو یہ غفلت کس چیز سے ہے۔

در جہاں شاہدے و با غافل در قدح جرعہ و با ہشیار

کوشش کرو۔ گو عمر اخیر ہے مگر ممکن ہے اب بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے

ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہو گیا۔ اس غم میں گھلتے گھلتے وہ بیمار پڑ گیا سب طرح کے دارو درمن، ٹوٹکے کئے گئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ماں نے پوچھا۔ پوت تو میرا گوشت و پوست میرے جگر کا ٹکڑا ہے بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب حال بیان کر دیا۔ ماں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ سوداگر کے یہاں پیام بھیجا کہ لونڈی کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے انکار کیا۔ ادھر اس کنیزک کی حالت بھی خراب تھی اپنے آپ گھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ اسے دق ہو گئی۔ سوداگر نے یہ دیکھ کر سودا کر لیا اور کنیزک اس گھر میں آئی۔ نوجوان کے اعزا سب آ گئے اور بتدریج اسے محبوبہ کے آنے کی خبر دینی شروع کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہو جائے غرض جب وہ سامنے آئی تو لڑکے نے سب کو ہٹا دیا کہ راستہ خالی کر دو تاکہ میں اس جمال جہاں آرا پر ایک نظر ڈال سکوں۔ جس وقت نوجوان کی نظر اس کوکب دری پر پڑی دونوں ہاتھ نچھاور ہونے کے لئے پھیلا دیئے لوگوں نے لڑکی کو سینہ پر ڈال دیا۔ دونوں کا سینہ سے سینہ ملا اور ٹھنڈا

جان بحق تسلیم ہوگیا - یہ عشق کی ایک کمترین تجلی تھی - پس اُس تجلّی اور نعمت کا کیا پوچھنا جو جمال وجمیل دونوں کی خالق کی تجلی ہو - جب اس بھید کے طلب سر پر سوار ہوگی تو کیا حال ہوگا - اب سنو کہ ہم جو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور مرید کر لیتے ہیں تو اس لئے کہ ہم اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں کہ اس بھید سے لوگوں کو آشنا کریں - ہماری مثال ایک شکاری کی سی ہے جس نے جال بچھا دیا ہے اور مرغ زیرک کا انتظار ہے اس اثنا میں چھوٹی موٹی چڑیاں بھی جال میں آجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں -

اگر چاہ تمہارے لئے مانع ہے تو اسے کوئیں میں ڈالو اور اگر کوئی اور شئے دامن گیر ہے تو اس پر بھی مٹی ڈالو اور آؤ ادھر آؤ ؎

چہ یکونین می شوی مغرور ہر دو عالم بدو منبا دلہ کن

فائدہ (۱۷)

ترک ماسوی اللہ اور حصول قرب الٰہی کے بیان میں

خدا کی یاد اور اس کے کام کے سوا جو کچھ بھی ہے سب خرافات ہے لہو ولعب ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے - کیا جو شئے خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ ممنوع نہ کہی جائے گی ؟ ایسے باتوں میں خبردار مت پڑنا - کہیں آب رواں پر کوئی نقش بنایا جا سکتا ہے - شور زمین میں کھیتی کرنے سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ؟ اندھیرے راستے میں آفتاب عالمتاب کا انتظار

۱؎ خوذ از مکتوبات نمبر (۲۸ و ۲۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا قطب الدین دیگر ساکنان گجرات و بعضے دیگر مریدین ۱۲

مت کر دیب کو دل سے دور رکھو اور صرف خدا کو اس میں جگہ دو ۔ پیر سے مدد لو اور این وآن میں دل مت اٹکاؤ ۔ اس میں شک نہیں کہ تدبیر معاش لابدی شئے ہے مگر اس میں اتنا انہماک نہ چاہیئے کہ بندہ خدا کو بھول جائے اور اس کی یاد میں غفلت کرنے لگے۔ استغفر اللہ۔

جو شئے کہ خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ حرام ہے اس میں کبھی برکت نہیں ہوتی ۔ اس تھوڑے کو بہت سمجھنا خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ کہاں میں اور کہاں یہ کام ۔ ہر شخص میں خدائے وہاب نے اس کی استعداد وقابلیت رکھی ہے۔ جو میں کہتا ہوں اور جو پیروں نے کہا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو تو سہی ۔ ایسا جہاں نظر آئے گا کہ کبھی نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی وہم کا ادھر سے گذر ہوا ہوگا ۔ ہماری بھی عجب حالت ہے ہر شخص سے چاہتے ہیں کہ ادھر آئے ۔ ہاتھوں میں شراب محبت الٰہی کا خم لئے کھڑے ہیں ۔ شراب جوش مار رہی ہے اور راہ گیروں کے لئے سبیل رکھی ہوئی ہے ایک شخص اس میں سے قدح بھر کر صدا لگا رہا ہے حیّ علی الراح والریحان ۔ یہ لو رحمت و رزق الٰہی کے پیالے پیو لیکن لوگوں کی یہ بے پروائی ہے کہ کوئی ادھر رُخ ہی نہیں کرتا اور ہماری صدا پر لبیک ہی نہیں کہتا ۔ کب تک آخر اس اندھیری کوٹھری میں رہنا ہے آخر ایک دن سب سامان اٹھا کر صحرائے عدم میں بستر لگائیں گے ۔ بیگانوں سے خلاصی حاصل کرنے کی خوشی منائیں گے اور اپنے نشان کا علم میدان میں ہوتی ہیں نصب کریں گے اور اطراف عالم کو آراستہ پیراستہ کریں گے اور جہاں اپنا ملجا وماوا اور جائے قرار ہے وہاں گھر بنائیں گے ۔ اپنے وقت کے خود مالک وسلطان ہوں گے ۔ کچھ روحانی اشیاء روحانی عالم کے

باشندوں کو تحفہ دیں گے اور پھر اس سے آگے اور اونچے اڑیں گے۔ حتیٰ کہ ایک کے ساتھ ایک ہو جائیں گے یہاں تک کہ اپنا نشان بھی باقی نہ رہے گا خود ہی اپنی باتیں۔ خود اپنے سے۔ اپنے ہی حال کی اپنے ہی نفس سے کریں گے والسلام۔

فائدہ (۱۸)

محبت الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ کا ہر حال میں شکر ہے آرام میں بھی تکلیف میں بھی۔ نرمی میں بھی گرمی میں بھی اور سب تعریفیں ہر حال میں اسی کے لئے ہیں پھر درود نامحدود اس ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو تمام انبیاء کے سردار اور آپ کے اصحاب و اولاد و عترت پر۔

تمام اہل تحقیق کے سامنے یہ مسلمہ ہے کہ تمام کاموں میں سب سے بڑا کام اور تمام مقصدوں میں سب سے اہم مقصد محبت اللہ جل و علیٰ ہے۔ محبت کے اسلوب کے اسباب موجبات طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عقلمند آدمی یہ سوچتا ہے کہ جب کہ ہر شئے فنا ہونے والی ہے تو عمر کو کس کام صرف کرنا چاہئے۔ سب سے بہتر اور عمدہ شئے عبادت الٰہی ہے مگر اسے بھی فنا ہے۔ آج ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بہترین طریقہ پر تمام شرائط پورے پورے ادا کر کے پڑھتا ہے۔ کل قیامت کے روز اسے اس نیکی کا پھل ملے گا۔ لیکن نماز کہاں ہوگی؟ صرف و ربط خیال میں جنت انعام [illegible] اپنی فنائیت تا مراد ہے مترجم۔

واکرام کی جگہ ہے مشقت و تکلیف کی جگہ نہیں - وہاں یہ ریاضتیں کہاں اور اگر کوئی
پڑ بھگے تو جہاں اور بہت سی لذیذ و مرغوب اشیاء وہاں ہونگی لذت لینے کے لئے
وہاں ایک یہ شئے بھی ہوگی یعنی ملذات میں اس کا بھی شمار ہوگا مگر نماز نہ ہوگی جب
اس کا یہ حال ہوگا تو اس جہاں کے اور اشیاء یعنی مال وجاہ و قوت و عیش تمتع
کا کیا ذکر لیکن محبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو دوام ہے وہ رہے گی وہ ازلی و ابدی
ہے - جب محبوب خود ازلی و ابدی ہے تو اس کی دوستی بھی ایسی ہوے پس
جس کو قلب سلیم عطا ہوا ہے وہ سب کو پس پشت ڈالکر صرف محبت الٰہی کی طرف
رُخ کرتا ہے - حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ حکمت و ہمت کا یہی تقاضا ہے کہ سوائے اللہ
جل شانہ کے اور کسی کی طلب میں عمر عزیز صرف نہ کیجائے - ہاں ایسا ہی ہے
مگر میری بھی بات سن لو طالب جس میں محبت کا مادہ بھر دیا گیا ہے اور عاشق
جو سوز و گداز عشق میں مبتلا ہے وہ دوسری ہی شئے ہے وہ اس سب کے
پرے ہے اس کا بافن اس ذات قدسی و سبوحی کی طلب میں منہمک ہے
جو تمام وجودات کے پرے اور جملہ نسبت و اضافات کے ورے ہے ناصح
مشفق یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اے حیض والی کے نیچے کہاں مٹی کا ڈھیر اور
کہاں سب کا پالن ہار - کہاں میلا کچیلا اور کہاں تمام جہانوں کا پروردگار اور اس
کی باتیں - تیری ہستی ہی کیا ہے اپنی جگہ پہ قائم رہ اور حظ بندگی کو درست کر
اور امیدوار رہ کہ کل تجھے بھی نجات مل جائے گی اور جنت میں رہنے کو جگہ ملیگی
یہ غریب بھی سوچتا ہے کہ ہاں یہ لوگ نصیحت تو ٹھیک کر رہے ہیں - محبت
میں یک گونہ خست چاہیے - مجھ میں اور اس میں کیا نسبت اس حظ سے ہاتھ
باز رکھ اور بس نماز روزہ و تلاوت و غیرہ میں مشغول رہ - یہ سب بجا - لیکن
دل کی حالت اور ہی تغزلی ہے وہ اپنے [illegible]

نہ چھوٹنا چاہتا ہے ؎

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ چیست ایں بت پرست کہ نہ مسلمان نمی شود

محمد حسینی اپنے دل میں کہتا ہے۔ کیا خوب۔ یہ گرفتار بلا تو میں ہی ہوں ؎

محمد را نہ حال او چہ پرسی گرفتارم گرفتارم گرفتار

ایک بھنور میں پڑا ہوا ہوں۔ نہ کوئی شئے ہے جسے ہاتھ سے پکڑوں اور نہ اتنی سکت ہے کہ کہیں بھاگ جاؤں۔ بس ایک شیخ کا دامن ہے جو کہ ہاتھ میں ہے۔ اس وقت تک یہی حال ہے۔ قد دوہرا ہو گیا ہے مگر دل ویسا ہی دلدادہ و شیفتہ ہے ؎

ندانم برچہ گردد آخر ایں کار مرا دل دادہ و معشوقہ خود کام

بس اے برادر میری بات مانو کہ محبت الٰہی سبھی کچھ ہے اور پوری پوری محبت اسی وقت ہوتی ہے جب کہ پہلے معرفت حاصل ہو چکی ہو۔ جو کچھ تیرے پاس ہے کچھ نہ رہیگا اگر کچھ عقل ہے تو عمر ضائع مت کر۔ کچھ وقت یاد الٰہی اور خدا کے کام میں بھی صرف کر۔ زن و فرزند اور مال و اسباب اور عیش و روزگار کی فکر کب تک۔ ایک شخص ایک حسین و جمیل عورت کی طرف گھور رہا تھا۔ عورت نے بیزار ہو کر پوچھا میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے اور کیوں گھور رہا ہے اس نے کہا میں تیرا عاشق ہوں۔ عورت نے کہا دیکھو یہ پیچھے میری بہن ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا۔ عورت نے سر پر ایک دھول رسید کی اور جھڑکی دی کہ اے مردک دعوئ عشق کرتا ہے اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ سے بھی کوئی خوبتر ہے۔ ذرا سوچ تو سہی کہ جس روز تمہیں قبر میں لٹائیں گے اس وقت سوائے اس ذات واحد کے جو احد و صمد و وتر و فرد ہے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہوگا؟ کوئی نہیں۔ پس اے جوانمرد کچھ اس ذات کے

ساتھ بھی مشغول رہ جس کے سوا اور کوئی شے تیرے ساتھ نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن آخری الفاظ کو یاد کر کہ الرفیق الاعلیٰ۔ اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو خیر کم سے کم جادۂ شریعت پہ قائم رہ زمانہ اخیر ہے اولیا اللہ گم ہو گئے ہیں اور طالبان حق بہت کم ہیں۔ تمام گناہوں سے توبہ کرو اُس پہ قائم رہو۔ ظاہری عبادت پر قائم رہنا ہی توبہ پر قائم رہنا ہے۔ والسلام

فائدہ (۱۹)

معرفت و محبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر

اس عالم کو عالم مجاز کہتے ہیں اور مجاز کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ عالم محل جواز حقیقت ہے۔ عالم حقیقت سے ایک علاقہ خاص رکھتا ہے اور اسی کے بموجب اس کا وجود بھی ہے۔ مشہور ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنی یہ عالم مجاز عالم حقیقت تک پہنچنے کا ایک پل ہے۔ اسی پل پر سے گذر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ پھر اس عالم میں لذتیں ہیں جمال ہے اور کمال کی صورت ہے آدمی ان رکاوٹوں سے نذر کے۔ اور انکی طرف سے بے پروا ہو کر چلا جائے تو امکان ہے کہ عالم حقیقت سے کچھ اسے مل جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مجاز یعنی [illegible]

ہے - سراب کو پانی سمجھنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے لیکن ہاں ہمہ بے ثباتی
اس جہاں میں سب سے افضل شئے کہتے ہیں کہ عبادت الٰہی اور علم ہے
علم کے مراتب اعلیٰ ہیں - علم میں بھی افتاء و اجتہاد سب سے اعظم شے ہے مگر
یہاں سے گذر جانے کے بعد نہ عبادت رہتی ہے اور نہ علم - صرف اس کا
اثر اور ثواب رہ جاتا ہے جس کے بدلے جنّت ملتی ہے - پس یہ افضل شئے
بھی فانی اور زائل شدنی ہوئی - اس شئے کے بعد تعبد کا مرتبہ ہے - اس میں
صلوٰۃ یعنی نماز سب سے بہتر ہے - اگر کوئی پوری پوری شرائط سے اسے
ادا کرے تو خدائے عزوجل اس کے اخلاص کے بموجب قبول فرماتا اور
ثواب عطا فرماتا ہے - حُور و قصور جنت کا ملنا اور دوزخ سے نجات اس کا
ثمرہ ہے - لیکن مرنے کے بعد پھر نماز نماز نہیں رہتی اس لئے کہ دوسرا عالم
جس میں بندہ منتقل ہوتا ہے انعام و آرام کی جگہ ہے نہ کہ مشقت و تکلیف
کی - پس جب یہ چیزیں سب کی سب سایہ کی طرح زائل ہو جانے والی ہیں تو پھر
کس چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ایسی جسے ثبات و قیام نصیب ہو - ایسی جو
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے جب تک تم اس عالم میں رہو تمہارے ساتھ
اس عالم میں رہے اور جب تم اس عالم سے جاؤ تو بھی وہ ساتھ ہی ساتھ
وہاں رہے - جب تک قبر میں رہو وہ بھی تمہارے ساتھ قبر میں رہے اور جب
قیامت میں اٹھو تو وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھے - یہ چیز بس معرفت و محبت
خدائے جل و علی ہے محمد حسینی کا کہنا مانو اور ان دو چیزوں کے واسطے تمام
دوسری چیزوں سے دست بردار ہو جاؤ - انہیں نہ زوال ہے نہ فنا - اگر ان
دونوں میں سے کچھ بھی تمہیں یہاں ملگیا تو بس تم اللہ کے ساتھ رہکر غنی اور
تمام ماسوا سے مستغنی ہو گئے - جتنے نبی اور ولی یہاں سے گئے سب اس لحاظ

سے پشیمان گئے ہیں کہ افسوس ہم نے اس دنیا کی قدر نہ جانی۔ ذات پاک و خرقہ شیخ کی قسم اس جہاں میں ایسی نقد نعمت ہے کہ اگر محرموں کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو اپنے جگر خون کر دیں اور اپنے تئیں خائب و خاسر جانیں۔ ہمت و ہمت تو یہ کہتی ہے کہ میں پردہ اٹھا دوں اور حقیقت کھول کر رکھ دوں لیکن واسطہ تقدیر الٰہی بیچ میں آ جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ نصیحت کرو خیر خواہی کرو۔ علم سکھاؤ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جو کوئی اس راہ میں آئے گا اور تمام شروط کے ساتھ طلب و سلوک میں قدم اٹھائے گا اس کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ہم ان پردوں کو اٹھاتے جائیں گے ورنہ ہماری مہر لگی ہوئی ہے اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ ختم اللہ علی قلوبھم اس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافروں کے دلوں پر جو غیر خدا کو عبادت میں شریک کرتے ہیں۔ مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ اسی حال پر وہ مرتے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ بعض مومنوں پر مہر لگا دی گئی ہے کہ وہ اس اعتقاد پر جم گئے ہیں کہ اس جہاں میں الٰہیات سے کچھ ہمیں نصیب نہیں ہو سکتا اسی عقیدہ پر رہتے ہیں اور اسی پر لوگوں کو بلاتے ہیں اور اسے للہ فی اللہ تصور کرتے ہیں۔ ان علمائے ظاہر و خود بیں فقیہوں پر افسوس ہے

اے دوستو اے عزیزو۔ خدائے عزوجل کے کرم سے تمہارے پاس سب چیزیں ہیں۔ ہاتھ پاؤں، زن و فرزند سب ہی کچھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ سب کچھ تو ہے، ایک شئی نہ ہونہ سہی۔ خدا کے لئے ذرا استاد ابو القاسم قشیری کی یہ بات سنو وہ کہتے ہیں کہ آیت فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ کیا وہ شخص جس کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار

کی بھیجی ہوئی روشنی پر چلتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں) جب نازل ہوئی تو صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرح صدر کے معنی پوچھے جس کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو بندہ مومن کے قلب میں ڈالدیا جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ اس نور کی علامات کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا التجافی عن دار الغرور وانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ یعنی اس دھوکہ کے گھر سے اعراض کرنا اور اس میں دل نہ لگانا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے کے پہلے اس کے لئے تیاری کر لینا۔ اس قدر لکھ کر استاد ابوالقاسم توضیح فرماتے ہیں کہ وہ نور جو بارگاہ حق جل تعالیٰ سے آتا ہے وہ نور لوائح ہے جو علم کے تاروں سے چاندنی چھٹکاتا ہے پھر نور طوالع ہے جو اسرار کے فہم میں آنے کے بعد دل کو منور کرتا ہے اور ادراک و فہم کے ساتھ پرتو افگن ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور لوامع ہے جو ایقان کی زیادتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر نور مکاشفہ ہے جو تجلی صفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور مشاہدہ ہے جو ذات کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔ پس اے مرد ناداں تو کیوں غافل سو رہا ہے راستہ بھٹک کر اس پر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں برسر راہ ہوں استغفر اللہ اگر یہ نعمت نصیب ہو جائے تو ہے قسمت بڑی نعمت ہے ورنہ اس کام میں اگر سر بھی جاتا ہے تو کچھ پروا نہیں [illegible] شخص کا ایک مقصد و مطلب ہوتا ہے [illegible] خدائے عزوجل سے تو ہے کا [illegible]

اس قدر بس کافی ہے۔ والسلام

فائدہ (۲۰)

ترک ہوائے نفس میں

کوئی شخص خدائے عزوجل کا راستہ اس وقت تک طے نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ اپنی ہستی و خواہشات میں گرفتار رہا ہے۔ جب ان سے نجات حاصل کی تب وصال محبوب کی راہ ملی ہے۔ جو شخص اس مقصد سے کسی ایک کام میں مستغرق رہا وہی ایک اعتبار سے اپنی خواہشات ہستی سے چند قدم پیچھے ہٹا ہے۔ اور اس راہ میں چند قدم آگے بڑھا ہے۔ مگر ایک شخص ہے کہ اکثر اوقات بہترین احوال میں صرف کرتا ہے۔ اس کے حق میں اصطلاح صوفیہ کے بموجب ہوائے نفس سے باہر آنا اس وقت تک نہ کہا جائیگا جب تک کہ وہمی نہیں بلکہ حقیقی طور پر اس گرفتاری سے باہر نہ نکل آئے اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ کسی رہبر کی پیروی اس نے نہ کی ہو اور اس کے حکم پر نہ چلا ہو۔ میرے خواجہ[1] فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو بار پیدا نہیں ہوا وہ ہرگز آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت میں باریاب نہیں ہو سکتا۔ یہ دو ولادتیں درحقیقت یہ ہیں۔ ایک طبعی۔ دوسرے حقیقی۔ طبعی وہ ہے جو انسان کی

---

[1] خواجہ از مکتوب (۳۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانب بعض مریدان چندیری دکالپی۔ [2] حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی رح۔

عادت جاریہ ہے۔ اور حقیقی وہ ہے جس کو اس طرح سمجھو یعنی انسان بوجہ اس کے کہ وہ بھی ایک حیوان ہے اور حیوانیت کے جذبات مثلاً غضب و غصہ و شہوات نفسانی وغیرہ وغیرہ جو جانوروں کے صفات ہیں اس میں بھی پیدا کئے گئے ہیں اسکے لئے انکو روکنا۔ حد اعتدال میں رکھنا اور نفس کے لئے انہیں ترک مطلق کر کے خدا کے لئے حسب ضرورت کام میں لانا ان صفات حیوانی سے باہر آنا ہے۔ یہی ولادت حقیقی ہے۔ جب یہ ولادت نصیب ہوتی ہے تب خدائے جل و علیٰ کا وہ لطف جو اخص خواص کے ساتھ مخصوص ہے اس پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔

تمہیں جو حسن عطا کیا گیا ہے اس میں ایک حسن صورت ہے اور ایک حسن معنی۔ حسن صورت کو تم جانتے ہی ہو مگر حسن معنی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ حسن صورت سے قطع نظر ملکوتی صفات بھی تم میں نہ ہوں جتنی حیوانی صفتیں ہیں وہ سب زائل ہو گئی ہوں اور ملکوتی صفات باقی رہ گئی ہوں جب تک چھلکا دور نہیں کیا جاتا مغز نہیں ہاتھ آتا۔ صفات حیوانی پوست کے مانند ہیں اور صفات ملکوتی مغز کے مانند اس لئے حیوانیت کو دور کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہر چیز کے خلاصہ کو ملکوت کہتے ہیں کہ **ملکوت کل شئی باطنہ** یعنی ہر شئے کا باطن اس کا ملکوت کہلاتا ہے۔ ولادت معنوی سے اسے ملکوت کی راہ ملتی ہے یعنی جب تک کہ آدمی خسیس اور رذیل خواہشات کو ترک کر کے صفات حسنہ نہیں پیدا کرتا آسمانوں اور زمینوں کے خلاصہ تک جان کا باطن اور سر سے رسائی نہیں ہوتی حدیث شریف میں ہے کہ **لولا الشیاطین یھومون یرمون حول قلب بنی آدم لنظروا**

الی ملکوت السمٰوت یعنی اگر شیاطین انسان کے قلب میں خطرات اور رکیک ارادے نہ ڈالتے رہتے تو وہ آسمانوں کے خلاصہ اور باطن کو دیکھ سکتا۔ خطرات وہواجس نفسانی خواہشات اور حیوانی آرزوؤں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان خواہشات اور آرزوؤں کے آدمی پیچھے نہ پڑے تو شیطان و نفس کی پیروی سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آسمانوں کا باطن اسے نظر آسکتا ہے اور اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم (یعنی اے ایمان والو اپنے نفس سے آگاہ و خبردار رہو) کے یہی معنی ہیں۔ بہرحال نہ تم سے باہر کوئی کام ہے اور نہ تمہارے سوا کوئی دوسرا یار ہے۔ تم اپنے آپ کو کسب کرو۔ اور ہر شئے کو اپنے ہی ساتھ اور اپنے ہی اندر تلاش کرو۔ شرط طلب تمہیں اوپر بتادی گئی ہے یعنی ہوائے نفسانی سے نجات حاصل کرنا اور مرادات نفسانی کو ترک کرنا جب تک کہ یہ شرط جو مطلوب ہے پوری نہ ہوگی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیوانوں اور انسانوں میں یہی فرق ہے۔ انسانیت میں خدادانی۔ خداشناسی۔ خداپرستی اور خدابینی ہونی چاہیئے۔ ورنہ وہ دوپاؤں کا ایک جانور کہا جائے گا۔ انسان کو احسن تقویم سے نسبت اس لئے دی گئی ہے کہ اسے عبادت و معرفت خاص حاصل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اب تم بتاؤ کہ کس کام میں عمر بسر کر رہے ہو۔ چاہو تو خوار جیو مردار مرو اور شرمسار رہو۔ آخر اپنے تئیں کیوں نقصان میں رکھتے ہو اچھا پانی چھوڑ کر گدلا پانی پی رہے ہو۔ قبول وجدان کے بعد اب محرومی اور خسران میں پڑ گئے ہو۔ ع ترا ممکن چنیں دولت تو از بدبختی غافل

اس قدر عمر بیکار گذر گئی۔ نفس کی خدمت جو کرتے رہے اس سے کیا نقد نصیب ہوا۔ آج سب کچھ تمہارے لئے ممکن اور قریب الوصول ہے کل یہ بات نہ ہوگی۔ جس قدر ہو سکے تمہیں خدائے عزوجل کے ساتھ مشغول رہنا چاہیے مگر تم ہو کہ اس نعمت سے محرومی پر قانع ہو۔ کیا اچھا ہو کہ ایک رذیل و شنیع چیز کو چھوڑ کر لطیف و شریف چیز اختیار کر لو۔ تجارت میں بس نفع ہی نفع ہے۔

فائدہ (۲۱)

سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیان میں

سلوک کی بنیاد تخلیہ و تجلیہ پر ہے۔ تخلیہ سے مراد ہے۔ اللہ جل شانہ کے سوا اور سب طرف سے دل کو ہٹا لینا اور تجلیہ سے مراد ہے نفس کا تزکیہ اور جلا۔ توجہ تام کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہونے اور نفس کو طرح طرح کی عبادتوں میں مشغول رکھنے سے جلائے باطن حاصل ہوتی ہے جس نے یہ دو نعمتیں پالیں اسے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئیں خدائے عزوجل تک جو لوگ پہنچے ہیں وہ ہوائے نفس کے خلاف عمل کرنے۔ اللہ کی یاد میں راتوں کو جاگنے۔ دن میں روزے رکھنے اور کھانے پینے میں کمی کرنے اور دوام متوجہ رہنے سے اس مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ اس نعمت کے حصول کے لئے پیر کی توجہ کی ضرورت ہے ہم سے جو پیر نے فرمایا ہم اس پر چلے اور ان کی اقتدا کی برکت سے فضل

الٰہی ہمارے شامل حال ہو اور تمام مرادیں مل گئیں - یہ ایک کلیہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں جزئیات کو اسی پر تطبیق دے لو - جہاں ہوائے نفس ہو اسے ترک کر دو جہاں کوئی آرزو ہو اسے نظر سے دور کر دو - دیکھو تو پھر کیا کیا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں -

تخلیہ میں جہاں اعراض عما سوی اللہ شرط ہے اس سے مراد تمام مال و منال جاہ و جلال عز و کمال - فر و وقار - ہوا و ہوا - افتقار و غنا وغیرہ ان میں سب آ گیا وہ ایک کلیہ ہے اس کی تفصیل ہر شخص خود سمجھ لیا کرتا ہے اسی طرح تحلیہ بھی ایک کلی کلمہ ہے جس میں تہذیب اخلاق - اعتدال غضب و غصہ شہوت و اکل و شرب سب آ گیا - غصہ اگر آئے تو دینی امر میں جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لڑائی میں شان ہوتی تھی - اعتدال شہوت سے اگر یہ نیت ہو کہ نکاح سے دفع تعلق و تشویش کیا جائے یا ولد صالح کی توقع کی جائے تو اس کا رنگ بھی بدل جاتا ہے اور برائی سے نیکی کی طرف آ جاتا ہے - کھانے پینے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ صرف اس قدر کھائے جو کہ جسم کو قائم رکھے اور صحت و تندرستی کے لئے ضروری ہو اور قلب میں اضطراب نہ پیدا ہو - سونے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ تمام رات میں ایک ربع سوئے - ایک ربع نماز و تلاوت و اوراد کے لئے رکھے - باقی حصہ ذکر و مراقبہ میں گذارے - اعتدال اس حد تک رکھے جس قدر کہ اس کی ہمت و طاقت ہو - اعتدال حرص سے مراد ہے صرف اس قدر رعایت کرنا کہ طاعت و عبادت سے جی نہ گھبرا جائے خاموش رہنا اور زیادہ باتیں نہ کرنا بہتر ہے - اپنے اس حال کو دوسروں سے کہنا نہ پھرے - کلام اتنا کرے جس قدر کہ ضرورت بشری کے لئے لازمی

عصا کر دو سے مراد ہیں سیخ چلی کی سی تمنائیں جنکی نار و بھی خواہشات پر ہو اور ہوا و ہوس انکی بنیاد ہو ۱۲

ہو۔تلاوتِ کلام مجید و اوراد وظائف میں مشغول رہنے سے خود بخود گپ شپ میں کمی ہو جاتی ہے۔ لتبدی اللہ نصیحت کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر ان حکایتوں سے جو دل اپنے خیال میں رٹتا رہتا ہے۔ دل کو نشاط اور لذت معلوم ہو تو تحقیق جانو کہ حق تمہارا یار ہے اور اس کے علم نفسی میں جس میں تحویل و تغییر نہیں تم سعید ہو اور اگر اہمال و سستی۔ تضییع اوقات پر رضامندی و قناعت اور عبادتوں سے محرومی ہے تو بس سمجھو کہ نقصان و گمراہی و شقاوت ہے۔ خدائے عزوجل اس سے پناہ میں رکھے۔ بہرحال جس عبادت میں کہ دل کو متوجہ اور خوش پاؤ اور دل میں گرہ نہ پڑے اسے کرتے رہو۔ پیر کی توجہ کے ساتھ۔ اوراد وظائف کی پابندی کے ساتھ رات دن آگے پیچھے یاد حق میں لگے رہو اور بندگان الٰہی کے ساتھ لطف و مہربانی۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور عام و خاص سب کے ساتھ احسان کرنا۔ چھوٹے بڑے عظیم و حقیر۔ بعید و قریب۔ غلام و کنیز۔ سب کے جفا سہنا اور بدلہ نہ لینا۔ انکی ایذا دہی پر صبر کرنا اصلی کام ہے ؎

نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے عزیز خواجہ ہو یا سلطان۔ گدا ہو یا بادشاہ۔ غلام ہو یا آقا۔ عالم ہو یا جاہل۔ فقیہہ ہو یا صوفی اگر یہ دو صفتیں یعنی تخلیہ و تجلیہ تم میں ہیں تو دونوں جہان کی نیک بختی تمہارے نصیب میں ہے۔ نفس کو منہیات شرع سے پاک رکھنا۔ اور دل کو یاد حق تعالیٰ میں مشغول رکھنا یہی تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے۔ یاد رکھو پیر کی یاد بھی ضروری ہے جو یاد حق میں معین ہوتی ہے بلکہ بغیر یاد پیر کے یاد حق حاصل ہی نہیں ہوتی کیونکہ یاد پیر ایک سیڑھی ہے جو مقصود یعنی یاد حق تک پہنچاتی ہے۔ جس شخص میں ان

دو صفتوں میں سے کوئی صفت نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔
یہ پانچ صورتیں یاد کر لو یعنی سورۂ یٰسین۔ سورۂ نوح۔ سورۂ فتح سورۂ واقعہ اور سورۂ ملک روز پڑھ لیا کرو اور بستر خواب پر جانے کے قبل پانسو مرتبہ یہ درود شریف اللھم صل علی محمد عبدك و رسولك ونبیك وحبیبك وعلی آلہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد پلنگ پر قدم رکھو۔ تجدید بیعت جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے کر لیا کرو اور اس کی بڑی قدر کرو اور ایک لمحہ کے لئے بھی یاد پیر سے خالی نہ رہو اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں پیر کی یاد مقدم رکھو۔ یہی سب کچھ ہے۔ باقی سب ہیچ کار ہے۔
یہ چند سطریں جو میں نے لکھی ہیں اچھی طرح پڑھو۔ جو کوئی اپنی وسعت و ہمت کے مطابق ہمارے کہے پر عمل کرتا رہے گا۔ وہ یقیناً محروم نہ رہیگا خبردار نا امید مت ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا یہ بدگمانی اچھی نہیں۔ سوائے کفار کے اور کوئی رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہوتا۔ پیر کا دامن تھامو۔ ہر کام میں اسے پیشوا بناؤ جو حکم دے اس پر عمل کرو جہاں لے جائے جاؤ۔ چند ہی مدت میں ملکوت و جبروت و لاہوت سب کے مالک ہو جاؤ گے۔ اگر فرض کرو کہ تم میں اس حد تک قابلیت نہیں ہے بارے فائدے سے خالی نہ رہو گے۔ اگر ہمارے کہنے پر عمل کرو گے تو کچھ کمی نہ ہو گی اور بالآخر مقصود تک پہنچ جاؤ گے تم کیوں دور دور بھٹکتے پھرتے ہو اور اپنی مفروضہ محرومی پر راضی ہو گئے ہو۔

افسوس کہ ہاتھ میں جام ہے اور تو ہوشیار ہے معشوقہ تیرے

ساتھ ہے اور تو بھولا ہوا ہے۔ اے برادر اس راہ میں کوئی نقصان نہیں جس نے اس میں زبان اٹھایا اس نے بھی تمام منافقوں پر صد ہزار شرف و بزرگی حاصل کی۔ اے نادان تجھے کیا اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ہمنشین خلیل اللہ اور ہم کاسہ کلیم اللہ اور ہم زانوے روح اللہ اور قدم بہ قدم حبیب اللہ ہو۔ اے عزیز خم جوش مار رہا ہے اور یہ راستہ چلنے والوں کے لئے رہگذر پر سبیل لگادی گئی ہے اور ساقی غیب ہاتھ میں قدح لے کر بلند آواز سے صدا دے رہا ہے کہ **حی علی الروح والریحان حی علی الذوق والوجدان** لوگو آؤ اور رحمت و رزق الٰہی اور ذوق الٰہی اور ذوق و وجدان لامتناہی کے پیالے پیو۔ مگر حیرت ہے کہ راہ چلنے والے اُدھر رُخ ہی نہیں کرتے اور اپنی جہاں پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔

فائدہ (۲۲)

صراط مستقیم پر چلنے اور فراغ دل سے یاد الٰہی کرنے بیان میں

اے عزیز ایک شخص سر راہ کھڑا ہوا ہے تاکہ راستہ بتائے۔ ایک راستہ دائیں طرف جاتا ہے اور دوسرا بائیں طرف لوگ ہیں کہ جوق در جوق بائیں طرف چلے جارہے ہیں۔ یہ مرد فریاد کر رہا ہے۔ اے غافلو جس راستہ پر تم جارہے ہو یہ خراب و خطرناک ہے جو اس طرف سے گیا ہے سلامتی کے ساتھ کبھی منزل پر نہیں پہنچا اور درمیان

ماخوذ از مکتوبات نمبر (۳۶، ۳۷، ۳۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب ملک داؤد خاں افغان۔ قطب خاں و جمال خاں۔

ہی میں ہلاک ہو گیا اور خواری و زاری کے ساتھ جان دی ہے۔ یہ دوسرا راستہ جو دائیں طرف ہے امن و امان، راحت و فراغت کا راستہ ہے اس میں سلامتی اور نفع ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس شخص کو سچا تو سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں اور اسی بائیں طرف والے راستہ پر جو خطرناک ہے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بیچارہ راستہ بتانے والا تنہا کھڑا سمجھا رہا ہے مگر کوئی اس کے کہنے پر عمل نہیں کرتا۔

اے میرے دوستو ذرا سوچو تو سہی کہ ان دونوں میں سے تم کس جماعت میں ہو۔ بائیں طرف جانے والے ایمان رکھتے ہیں۔ جزائے عمل کے قائل ہیں بعث و نشر پر انہیں اقرار ہے لیکن پھر بھی دوزخ جا رہے ہیں جہاں نشانہ ملامت بنیں گے اور بُعد مطلوب اور ذلت و خواری میں گرفتار ہوں گے۔ شاید یہ سب سوچکر سیدھے راستہ پر آجائیں اور ہوا پرستی سے باز آکر خدا پرستی بالآخر اختیار کریں۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے کہ اُس روز اپنے کئے پر سب پشیمان ہونگے مگر اس سے کچھ اُس وقت حاصل نہ ہوگا۔

پانچ باتوں کو پانچ باتوں کے قبل غنیمت سمجھو۔ ان میں سے ایک فراغت بھی ہے جو آج نصیب ہے۔ کل ممکن ہے کہ نہ رہے۔ کوئی بنی و ولی نہیں ہے جو موت کے وقت پشیمان نہ رہا ہو کہ ہائے ہم نے اس زندگی کو غنیمت نہ سمجھا اور اس کی قدر نہ جانی۔

جس حال میں ہو رہو۔ جہاں ہو وہیں رہو مگر اک پاک نفس کے

مہ یعنی جوانی کو بڑھاپے کے قبل۔ تندرستی کو بیماری کے قبل۔ تونگری کو محتاجی کے قبل فراغت کو مشغولی کے قبل اور زندگی کو موت کے قبل غنیمت جانو۔

ساتھ یا بخدائے عزوجل میں مشغول رہو اگر یہ بات تمہیں نصیب ہو جائے تو سمجھ لو کہ تمام سعادت مندیاں اور نیک بختیاں تمہیں مل گئیں ۔ حق سبحانہ تعالیٰ ایسی سعادت جس کا مبدا، وہی ہو اور منتہیٰ بھی وہی ہمیں تمہیں نصیب کرے۔ والسلام

فائدہ (۲۳)

عمل کرنے اور مشغول بخدا رہنے کے بیان میں

تقدیر الٰہی کا قلم جاری ہے اور قضاے الٰہی کی زبان گویا ہے کہ سعید وہی ہے جو ماں کے پیٹ سے سعید پیدا ہوا اور شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے شقی پیدا ہوا۔ یعنی بچہ ابھی شکم مادر ہی میں تھا کہ قضاء و قدر نے لکھ دیا یہ شقی ہے اور یہ سعید السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ بطن ام کے دو معنی لئے گئے ہیں ایک ماں کا پیٹ دوسرے ام الکتاب جس سے مراد ہے اللہ جل شانہ کا علم نفسی ۔ اول الذکر معنی لئے جائیں تو یہ حدیث تائید کرتی ہے اکتب الاجل والرزق وابنہ شقی وسعید یعنی فرشتہ کو یہ فرمان ہوا کہ بندہ کی عمر۔ رزق نیک بختی اور بدبختی سب لکھ اور اگر ام الکتاب مراد ہے تو یہ آیت ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ام الکتاب سے یہاں مراد علم نفسی ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور اللہ جل شانہ جس شئے کو محو فرماتا یا قائم رکھتا ہے اسے علم نفسی کے موجب رکھتا ہے غرض کہ جب صحابہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ عمل کرنے سے اب کیا فائدہ ہمارا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب خواجہ محمد یوسف

انجام تو لکھا ہی جا چکا ہے اسی پر بس بھروسہ رکھیں آپ نے فرمایا نہیں عمل کرو۔ کسی کو نہیں معلوم۔ وہ شقی پیدا ہوا ہے یا سعید۔ صرف عمل ہی سے ایک اشارہ ملتا ہے جس انجام پر بندہ پیدا کیا گیا ہے اسی کے مطابق اس سے عمل ہوں گے یعنی اگر سعید پیدا ہوا ہے تو اعمال سعادت کی اسے توفیق ہوگی بس عمل صالح ایک طور پر اس نتیجہ کے لئے ایک دلیل بن گیا کہ بندہ نیک بخت ہے اور اللہ جل شانہ کے علم نفسی میں اس کے لئے بڑا درجہ رکھا گیا ہے۔ لہذا عمل صالح کی ریس ہم سب کو کرنا چاہیئے اور نفس کے ان تشویشات شیطانی میں نہ پڑنا چاہیئے کہ اگر خدا نیک عمل کی توفیق دیگا تو کریں گے ورنہ نہیں۔ یہ حق ہے کہ نیک کام توفیق الٰہی سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ اگر تم اپنے دل میں ایک عزم مستقل اور مضبوط ارادہ پاؤ اور اس طرف اہتمام کے ساتھ قصد بھی ہو اور دل بھی راغب اور خوش ہو کہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور اعمال حسنہ میں جس قدر ہو سکے کوشش کی جائے تو یہ حالت بتلائے گی کہ تم کو توفیق نیک حاصل ہوئی اور تمہاری تقدیر کا لکھا کیا ہے اگر اس تحقیق کا اعتبار نہ کروگے اور دل میں وہم اور شک لاؤ گے تو کبھی حقیقت کا راستہ نہیں مل سکتا۔ اپنے وجود کو طوفان نوح میں مت غرق کرو۔ اگر ہو سکتا ہے تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو کتنا افسوس ہوگا کہ اس جہاں سے تم چلے جاؤ اور تمہیں کوئی نقد نعمت نہ ملے یہ تو ایسا ہی ہے کہ سر میں تجارت کا سودا ہے اور سرمایہ گم ہو گیا ہے۔ سرمایہ کے فراہمی کے تو کوشش نہیں کی جاتی اور تجارت نہ کر سکنے کا غم ہے اے برادر غافل اور یہ تم مت سمجھو۔ آخر خدائے عزوجل کے ساتھ کچھ مشغول رہنے میں کوئی نقصان ہے اگر اس سے

نقصان ہو تو قیامت میں میرا دامن پکڑنا۔ آؤ۔ اب بھی آجاؤ وقت باقی ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دربان بیکار اور معزول ہے۔ کوئی روکٹوک کرنے والا نہیں۔ رہ گذر کو عام بنا دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ تو ہی بس محروم ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور مقصد حاصل کرلیں گے۔

فائدہ (۲۴)

مواہب الٰہی اور مشغولی وقت کے بیانمیں

یاد رکھو کہ مواہب وعطایا کسب اور کمائی کے نتیجے ہوتے ہیں اگرچہ کمائی بھی ایک قسم کا عطیہ اور وہبی شے ہے لیکن ظاہر صورت کو دیکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ کسب عمل کرو اور جو کچھ حاصل ہو اُسے فضل اور نعمت الٰہی سمجھو جو خود دراصل ایک وہبی شے ہے۔ صاف بات ہے کہ جو کوئی صابون استعمال کر کے کپڑے دھوئیگا اوسی کے کپڑے صاف ہوں گے۔ خدائے عزوجل نے باوجود اپنے ہاتھ میں ہر طرح کی قدرت رکھنے کے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے عطا وہی کرتا ہے لیکن سبب کو ایک ذریعہ بنا دیا ہے کہ لوگ اسے اختیار کریں اور بیکار اور اپاہج نہ بن جائیں۔ طرح طرح کی نیکیاں کرنے اور عبادت الٰہی کی جو مختلف صورتیں ہیں انہیں اختیار کرنے سے تصفیہ دل ہوتا ہے اگر یہ نعمت

---

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر (۴۱-۴۲-۴۳-۴۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجواب مولانا علاء الدین گوالیری ثم کالپوری روانہ فرمائے۔

تمہیں حاصل ہو جائے اور جملہ افکار و تعلقات و انہماک قلبی سب اللہ جل شانہ ہی کی طرف ہو جائیں تو کیا کہنا ایسے شخص کو گویا سب سعادتیں حاصل ہو گئیں

ہر ساعت کسی نہ کسی شئے کا پیش خیمہ ہوتی ہے **کل یوم ھو فی شان** - ہر شخص کی جد و کوشش اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے پس تمہاری آرزو و تمنا تمہارے لئے باعث تضیع اوقات ہے وقت ضائع مت کرو جس نے اپنا وقت کھویا اس نے اپنے آپ کو کھویا۔ تمہارے پاس نیچے اور آنے جانے والے دوست احباب راہ حق میں کسی طرح مزاحم نہ ہونے چاہئیں کہیں تم اللہ جل شانہ کے مشغولی چھوڑ کر ان کے ساتھ مشغول و منہمک نہ ہو جاؤ دن کا کام دن ہی میں کر لو۔ رات کا انتظار مت کرنا اور رات کا کام رات ہی میں کر لو دن کا انتظار مت کرنا اور غیب سے جو ظہور میں آئے اس میں تشویش کو راہ ہرگز نہ دینا مگر یہ کہ اپنا وقت ضائع مت کرو۔ آنے جانے والوں۔ لانے۔ لے جانے والوں کو خدا کے سپرد کر دو اور اپنا وقت برباد کرنے سے بچو ؎

نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضائع کمن تا توانی

جو کچھ اس عالم سے رونما ہوا سے پس پشت ڈال دو اور اپنے تئیں ایک تنکے سے زیادہ وزنی مت سمجھو اور خدا کے سامنے اپنے کو خوار و زار و گسستہ و شکستہ تصور کرتے رہو۔

یاد رکھو کہ خلق اللہ سے دل کو پوری طرح ہٹا لینا اور رب البرایا سے دل لگانا تمام نعمتوں کا سرمایہ ہے اور اس کے فائدے بے اندازہ ہیں جب تک عمر وفا کرے اسی حال میں رہو اور آنکھ کے گوشے سے بھی ماسوی اللہ کی طرف نظر نہ کرنا۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا

یشرك بعبادة ربه احدا۔

قاعدہ (۲۵)

محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں

حج بیت اللہ کرنے والوں کے لئے اس میں شک نہیں کہ بڑے درجے اور بڑا ثواب ہے مگر زانو پہ سر رکھ کر دل کو رب بیت کے سپرد کرنا ایک ایسے بڑے شرف و فضل کی چیز ہے کہ مدارج اس کے سامنے کچھ نہیں ۔ یہ دل بیت المعمور ہے۔ یہ دل ظلمت و نور کے خالق کا گھر ہے ۔ یہ دل ہر سرور کا سرور ہے۔ یہ دل اپنے سے مہجور اور ذات واحد سے متحد و محفوظ ہے۔ اے اللہ اپنے بندوں کو تو ہی اپنا راستہ دکھا اور معرفت ذات و صفات سے کچھ حصہ عطا فرما۔

مرید جس قدر پیر کے حضور میں رہے گا اسی قدر زیادہ اس پر علوم الٰہی کا شوق و ولولہ پیدا ہوگا اور عشق الٰہی کا اثر مکشوف و روشن ہوگا مجھ سے کوئی پوچھے کہ نیک بخت کون ہے تو میں کہوں گا وہ شخص جسے پیر جیسے نعمت نصیب ہوئی اور پیر کی محبت اس کے دل میں ڈالی گئی ۔

اس طائفہ صوفیہ کے بعض مرید عشق کو ذات اور عاشق و معشوق کو اقتضائے ذات سمجھتے ہیں ایسا کہ خواہ عشق چاہے یا نہ چاہے ۔ عاشق و معشوق دونوں اس سے دوچار ہوتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک عشق

اخوذ از مکتوبات (۴۵۔۴۹۔۵۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا ابوالفتح علاء کالپوی و قاضی سیف الدین و مولانا نظام الدین مکتوبات (۴۶۔۴۷۔۴۸) کا مضمون دیگر مکتوبات میں آگیا ہے اس لئے انہیں ترک کردیا گیا ۱۲۔

کو موجب بالذات کہتے ہیں۔ بہرحال عشق ایک ایسا بادشاہ ہے جس نے سوائے ایک شکستہ خانماں خراب دل کے اور کہیں رہنا پسند نہ کیا جہاں کوئی گرا پڑا۔ جلا بھنا۔ ٹوٹا پھوٹا اور سارا گھر لوٹا ملے گا وہیں اس سلطان عالم بے عیب کا مسکن ملے گا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا یعنے بادشاہ جب کسی قصبہ و قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب ویران کر دیتے ہیں یعنے جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ اس کے بڑے لوگوں کو گرا کر خوار و ذلیل کر دیتے ہیں چنانچہ نفس ذلیل جسے کوئی عزت نہ تھی اور خوار ترین خلیفہ ہے دیکھو کہ اسے کیا خلعت نصیب ہوتا ہے اور کس لباس سے آراستہ ہو کر ذلیل کے درجہ سے عروج کر کے وہ خلیل بنجاتا ہے اور اَنَا مَنْ اَھْوٰی وَ مَنْ اَھْوٰی انا کا نعرہ مارتا ہے اور انا الحق کہنے لگتا ہے اور اُدھر سے یہ حکم ہوتا ہے کہ عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ یعنے تم پر اپنے نفس کا حق ہے۔ یہ بھی عجیب بھید ہے۔

مگر یہ نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک کہ توجہ تام و تزکیہ نفس کی دولت ہاتھ نہ آئے۔ توجہ تام یعنے دل سے تمام خطرات فنا ہو جائیں اور وجود ذات کے سامنے حضوری اور جو مطلوب و مقصود ہے اس کا شہود تصور میں ہو یا حقیقت میں متحقق ہو جائے۔ تزکیہ نفس یعنے جہاں تک ہو سکے نفس کو نامرضیات سے پاک و صاف کرو۔ اسے جتنا زیادہ صاف کرو گے اتنا ہی زیادہ لطیف ہوتا جائے گا۔ اگر یہ دو نعمتیں تمہارے دامن سے باندھ دی گئیں تو سمجھ لو کہ ہر قسم کی سعادت تمہیں مل گئی اور عین حقیقت کا عکس دل پر جلوہ فرمانے لگا ع ترا ممکن چنیں دولت تو از بیدولتی غافل

عالم لاہوت کے عکس نے دل پر جو عالم ناسوت سے تعلق رکھتا ہے تجلی
فرمائی اور اس عکس کا عکس نفس پر پڑا۔ نفس شوخیاں کرنے لگا۔ اور
جَعَلُوا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً کا مصداق نظر آیا یعنی روح تمام عزت و
جلالت اور ملاح و شنار کے باوجود جو اس کے حق میں ہے جب سلطان
عشق کے زد میں آئی تو کس قدر ذلیل و خوار ہوگی ؎

تا ظن نہ بری کہ ہست این رشتہ دو تو یکیست زاصل و فرع بنگر تو نکو

یہ گمان نہ کرنا کہ ایک ڈوری کے یہ دو دھاگے ہیں نہیں بلکہ اگر خوب غور سے
دیکھو گے تو اصل و فرع دونوں لحاظ سے سب تمہیں ایک ہی دھاگہ نظر
آئے گا۔ اے بھائیو سچ کہتا ہوں کہ ہر چند کہ اپنے آپ کو بھنور سے نکالکر
دریا کے کنارے لا ڈالتا ہوں مگر دریا طلاطم میں ہے اس کی ہر موج جو ہمکو
سے ٹکر کھاتی ہے تپانچہ مار کر پھر غرقاب میں ڈالدیتی ہے۔ دعا کرو
تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك
انت الوهاب۔ پروردگار ہدایت دینے کے بعد اب ہمارے دلوں کو ڈانوا
ڈول مت کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما تو درحقیقت بڑا
بخشش و عطا فرمانے والا ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ میں نے کہا وہی اصل کار
ہے جو کچھ تمہارے آگے آئے اس سے گذر جاؤ اور کوئی توجہ نہ کرو۔
مقصود اس کے ہٹ پرے ہے

فائدہ (۲۶)

دربیان سلوک و خدمت سلطان و متعلقان

یہ وہ راہ ہے کہ جب تک روح اس قالب سے متعلق ہے ایک ماہ کیا ایک سال بلکہ ہزار سال میں بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتے اگر میں نے یا تم نے ضعف و سستی کے ساتھ تھوڑی دیر کچھ کام کر لیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس راہ میں جان عزیز فدا کرنی چاہیے۔ بہرحال جس کام میں ہو لگے رہو کوئی حرج نہیں لیکن خدائے عزوجل کے ساتھ ہر وقت مشغول اور اپنے مقصود کے دُھن میں رہو ؎

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش

تمہیں بادشاہ کی نوکری۔ باپ کی خدمت اور متعلقین کے حقوق ادا کرنے ہیں اگر تمہارا دل خدا اور پیر کی طرف متوجہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں جو کچھ ہو کرو مگر ہاں خلاف شرع مت کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہاری ترقی ہوتی رہے گی۔ البتہ جو کام میں نے کرنے کے لئے کہا ہے اس میں فرق نہ آئے۔ ملک اور بادشاہ کی خدمت یا باپ اور متعلقین کے حقوق کی رعایت۔ زن و فرزند کی خبر گیری۔ یہ سب کچھ ہی پھر بھی مقصود و مطلوب ضرور حاصل ہوگا۔ ہاں جلدی مت کرو۔ یہ راہ جلدی

ماخوذ از مکتوب (۱۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب ملک عزیز الدین و ملک شہاب الدین ساکنان گلبرگہ ۱۲

طے کرنیکی نہیں ہے۔ بتدریج آہستہ آہستہ قطع ہوا کرتی ہے ؎

اندک اندک علم گردد انگبی گویا شود قطرہ قطرہ جمع گردد انگبی دریا شود

ابتدائے کار میں میں نے بھی اپنے شیخ قدس سرہ العزیز سے عرض کیا تھا کہ اگر فرمان ہو تو پڑھنا لکھنا سب چھوڑ دوں اور فرمان شیخ کی تعمیل میں پوری طور پر لگ جاؤں۔ فرمایا نہیں۔ اس کی اجازت نہیں دی مگر ان کے حکم کے تعمیل کی برکت سے آخر کار وہی ہو کر رہا اور ہم اس راہ میں انجام کار غرق ہی ہو گئے۔ اس سنت و سیرت کے سوا تمہارے لئے بھی اور کوئی راستہ نہیں۔

فائدہ (۲۷)

قضائے الٰہی و رضا بہ قضا کے بیان میں

ایک حدیث قدسی ہے کہ ما ترددت فی امر کتردد فی قبض روح عبدی المومن یکرہ موتہ وانا اکرہ مساءتہ لاکن جری التقدیر علی ذلک ولا بد لہ۔ جتنا میں اپنے بندۂ مومن کی روح کے قبض ہونے میں متردد رہا کسی میں نہ رہا وہ موت کو پسند نہیں کرتا ہے اور میں اس کی دشواری و ناخوشی نہیں پسند کرتا لیکن تقدیر یہی ہے اور اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل شانہ بھی اپنی حکمت بالغہ سے بعض ایسے کام کرتا ہے جنہیں پسند نہیں فرماتا۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ کفر و معصیت

---

(۱) ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ (ترجمہ) میں نے جو کچھ بیان کیا ہے نہایت اعظم قدر خال)

تخلف واردات اسی قسم کے دیگر مکروہات وجود میں آتی ہیں اور یہ سب قضا و قدر الٰہی سے اس لئے کہ علم الٰہی میں یہ ہے کہ یہ سب ظہور میں آئیں لیکن باوجود ان کے خالق ہونے کے اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا دنیا میں کفر و معصیت زیادہ ہے اور اطاعت و ایمان کم۔ طاعت سے وہ خوش ہوتا ہے اور معصیت سے ناخوش مگر پھر بھی انھیں خلق فرماتا ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بڑی حکمت ہے جب وہ ایسے امور بھی جو اسے ناپسند ہیں اور جن میں اس کی رضا نہیں اپنی حکمت کے تقاضے سے خلق فرماتا ہے تو پھر ہم اور تم کہاں رہے جو یہ خام طمع کریں کہ جو کچھ ہمارے نزدیک اچھا ہے وہی اللہ جل شانہٗ ہمیشہ کرتا رہے جس میں ہماری رضا ہے وہی وجود میں آئے اور جس سے ہم کراہت کرتے اور ناپسند کرتے ہیں وہ ظہور میں نہ آئے۔ یہ ایک تمنائے محال اور فاسد گمان ہے اپنی کھوٹی پونجی جب وہ خود نہیں پسند کرتا تو دوسرے کی رضاجوئی کیا کرے گا پس جو رضائے الٰہی ہو اس پر سر رکھ دینا چاہیئے۔ نفع ہو یا ضرر۔ خیر ہو یا شر۔ عقلمند آدمی ہوشیار اور صاحب فکر ہوتا ہے۔ اُسے نامرضیات کے ظہور میں آنے سے رنج و الم کرنا نہ چاہیئے اور سوائے صبر و خاموشی اور رضا بہ قضا کے اور کچھ دل میں لانا نہ چاہیئے۔

فائدہ (۲۸)

تحریص بر محبت الٰہی و مشاغل مردان و زنان

جاننا چاہیئے کہ سب سے زیادہ اہم مطلب اور سب سے بڑا مقصد

اخوذ از مکتوب نمبر (۵۳۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی علم الدین شہزادہ و دیگر یاران گجرات ۱۲

محبت خداوند عزوجل سے ہے۔ عقلمند آدمی جس شئے میں قیام نہیں دیکھتا اور جس شئے میں طلوع و زوال ہے یعنی بقا نہیں اس پر کبھی نگاہ بھی نہیں ڈالتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے احباب کس کام میں لگے ہوئے اور کس فکر میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھو کہ جس شئے میں ثبات نہیں اس سے دل کو اٹکانا مناسب نہیں۔ یہ دنیا ایک ایسی معشوقہ ہے جس میں کوئی مہر و وفا نہیں۔ اور نخرے کرنے اور ٹھنکنے کے سوا اس کا کوئی اور کام نہیں۔ اس کا عاشق کبھی بامراد نہیں ہوتا۔

بر گذر زیں سرائے غرو فریب　　در شکن زیں رباط مردم خوار
کالبد کاندرو نخواہی ماند　　سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

اے عزیز محبت الٰہی ایک گلزار ہے اگر ہو سکے تو اس میں سے کچھ پھول چن لو۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں موت نہ آجائے اور اس گلزار کی خوشبو سے تمہارا دماغ خالی رہے۔ سو کیا رہے ہو اٹھو بیدار ہو کچھ کام کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھی بیکار رہو جاں جہاں تک ہو سکے اس جہاں فانی سے کچھ حاصل کر لو جو عاقبت میں توشہ کا کام دے اور قیامت میں مراحم ربانی کا باعث ہو۔

مردوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ پانچ وقت جماعت سے نماز ادا کریں جمعہ کا غسل بلا عذر شرعی ناغہ نہ کریں اور مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے ادا ہونے کی چھ رکعتیں پڑھ لیا کریں جن میں سے ہر ایک میں تین تین بار قل ھو اللہ پڑھیں پھر دو رکعت نفل حفظ ایمان کے لئے پڑھیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سات بار سورۃ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین پڑھکر سلام پھیریں پھر سجدہ میں سر رکھکر تین بار یہ دعا مانگیں **یا حی یا قیوم برحمتک**

علی الایمان ۔جب عشار کی نماز پڑھ چکیں تو دو رکعتیں اور پڑھیں۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس دس بار سورۂ اخلاص پڑھیں۔ جب سلام پھیریں تو ستر بار یا وھاب (صہ پر زور دیکر پڑھیں) ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھا کریں اگر اس قدر بھی کوئی نہ کر سکے تو پھر صوفیوں کے مسلک میں قدم ہی نہ رکھے عقلمند آدمی کا یار یا تو اس کی بغل میں ہوتا ہے یا در یار پر اس کا سر ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ بیگانہ ہے۔

عورتوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ بلا عذر کے نماز ناغہ نہ کریں اور جو کچھ مردوں کو کرنے کے لئے کہا ہے یہ بھی کریں مگر ہزل و ہذیان کے کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور یا تو یا وھاب کا معمول رکھیں ورنہ استغفر اللہ کا جس کے شوہر ہو اُسے شوہر کی رضامندی حاصل کرنا ضرور ہے لونڈیوں باندیوں کو کام خراب کرنے یا چوری وغیرہ کرنے پر کوئی رنج و ایذا نہ دی جائے یاد رکھو کہ جو کوئی ہمارے کہنے پر عمل نہ کریگا وہ ہمارا نہیں۔

فائدہ (۲۹)

محبت الٰہی و قدر وقت و اشتغال بہ اوراد و ادعیہ

عمر کی چند سانسیں جو باقی رہ گئی ہیں انھیں غنیمت سمجھو اور غیر حق سے جو آنی و فانی ہے دل کو ہٹا لو اور لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دو ؎

دانی کہ یار چہ گفتہ است امروز کہ ہر کہ جز یار ست از و دیدہ بدوز

ماخوذ از مکتوبات (۵۵-۵۶-۵۷-۵۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا سید نصیر الدین و مولانا علم الدین و سید علاء الدین۔

لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو بیدار ہوں گے - ہمیں تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے اور اس کی طرف سے منھ پھیرنے اور غیر متعلق چیزوں میں وقت ضائع کرنے سے بچائے -

یہ تو بتاؤ کہ کبھی تم پر الٰہیت کی چوٹ بھی پڑی ہے - کبھی تمہارے دل پر آفتاب احدیت کے جمال کا بھی سایہ پڑا ہے یا نہیں - اگر یہ دولت نصیب ہوئی ہے تو بڑی نیک بختی سمجھو اور ہمیں بھی اشارتاً کچھ لکھو تاکہ اس کی حقیقت معلوم ہو سکے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ایسا بھی ہوا کرتا ہے - آرام سے سوؤ - کھاؤ پیو اور بے غم رہو لیکن اگر تمہارے مطلوب میں شہود ہی داخل نہیں اور تمہیں کوئی درد طلب بھی نہیں تو افسوس ہے اور اگر درد طلب ہے تو آہ سحرگاہی کہاں گئی - ٹھنڈی سانسیں کہاں ہیں اور آنسو بھری آنکھ کہاں اور دل کی بیقراری کہاں ہے - دلبر سے یا تو وصل نصیب ہو جائے یا اس کے دروازے پر سر دھرا رہے - لیکن اگر بندہ ہوائے نفس میں گرفتار رہے تو افسوس صد ہزار افسوس ؎

چہ بکوشی ای شوی مضطر ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

کیا یہ سودا اچھا نہیں معلوم ہوتا - ہارے اگر صاف پانی پینے کو نہیں ملتا تو گدلا ہی لے کر پیاس بجھا لو - بہرحال وقت کی بہت قدر کرو ؎

نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

جو کوئی صرف کھانے پینے اور سونے کا ہو رہا وہ مقصود سے محروم رہا - ایک آدمی کسی عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہو رہی تھی - ایک مرتبہ اس عورت نے کہلا بھیجا کہ شب کے وقت فلاں روز تمہاری طرف سے گذر رونگی راہ میں میرا انتظار کرنا - غریب عاشق رات بھر نہ سویا لیکن بدبختی دیکھو ٹھیک

جس وقت محبوبہ اُدھر سے گذری اس جوان کو نیند آگئی - وا ویلا وا مصیبتا
دردا کہ آہ گرم زبیاریم بہ سوخت تنہا نہ آہ گرم کہ دنیائے سرد ہم

اس شب کی صبح کو حضرت ابوسعید ابوالخیر رح وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا کہ حضور عشق و محبت کی علامت کیا ہے - فرمایا کہ جب دریائے محبت جوش میں آئے اس وقت پوچھنا - غرض کہ محبت کی گفتگو شروع ہوئی اور شیخ علیہ الرحمۃ کو جوش آیا تو سائل نے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ عاشق کو معشوق کے بغیر خواب و خور حرام ہو جائے - جتنی مقدار خواب و خور میں گذاریگا اسی قدر محروم رہے گا - کل رات کا اس جوان کا واقعہ ہی دیکھو کہ اس نے تمام شب انتظار میں گذاری مگر جب محبوبہ کی سواری گذری تو اس وقت ذرا دیر کے لئے آنکھ جھپک گئی اور معشوقہ نکل گئی - اس کی محرومی دیکھو - جوان نے جو یہ سنا تو بے قرار ہو کر اٹھا پھر گرا اور جان نکل گئی - تمہاری غفلت کی تو یہ حالت ہے اور اس پر بڑی امیدیں باندھتے ہو - پانی پر معما تو لیسی سے کہیں کام چلتا ہے اس راہ میں تو جان دے دینا چاہیئے ؎

اندریں راہ اگر چہ آں نہ کنی دست و پائے بزن زباں نکنی
بلکہ جاں جاے دہ زباں نہ کنی

الغرض یہ دنیا بے ثبات ہے اسے کوئی بقا نہیں - اگر ہو سکتا ہے تو کچھ نقد بنا کر گرہ میں باندھ لو تاکہ اس زادِ راہ کے مدد سے بارگاہِ معلی تک پہنچ سکو -

مختصر یہ کہ دونوں جہاں کی سعادت ان دو چیزوں میں ہے یہ نقد وقت ہیں انھیں حاصل کرو یعنی (۱) پاکی نفس اور (۲) توجہ دل بحضرت حق

جسے یہ نعمتیں نصیب ہوئیں اسے اس بارگاہ معلی تک پہنچنے کے لئے زاد راہ مل گیا۔ پس تمہیں لازم ہے کہ (الف) ایسے کام کرو جن سے اللہ اور رسول خوش ہوں (ب) ہمیشہ بندگانِ خدا کے ساتھ نیک معاملہ رکھو اور نیکی کرتے رہو (ج) ان پر احسان و اکرام کرنا اپنا پیشہ بنالو اور (د) جو وظایف و اوراد کہ ہم نے بتلائے ہیں انھیں کرتے رہو اور (ھ) خبردار بیماری ہو یا صحت۔ سفر ہو یا حضر اپنے کام میں کمی نہ کرنا۔ گو ان مکتوب میں مخاطب تم ہو مگر جو کوئی بھی مطالعہ کرے اور سمجھے ہمارا خطاب اسی سے ہے۔ والسلام۔

فائدہ[1] (۳۰)

اتباع سنت نبوی و پیروی پیر و طلب دعا کے بیان میں

اگر انسان نے بشری خواہشات اور حظوظ سے تجاوز نہیں کیا اور حیوانی غذا کی حد سے باہر نہیں نکلا تو اس میں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں۔ صورت شکل کے امتیاز سے کوئی حقیقی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جو حظوظ تمہارے لئے ہیں اور جو نفس امارہ حکم کر رہا ہے ان کے سامنے سر تسلیم مت خم کرو ورنہ حال اور مآل دونوں میں محروم ہی محروم رہو گے اور سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جب حال میں گدھے اور بیلوں کی خصلت سے تمہارا کام مطابق ہوا تو پھر مآل

[1] ماخوذ از مکتوبات، نمبر (۵۹۔ ۶۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب شیخ منور و شیخ سعد الدین نبیرگان حضرت فرید الدین گنجشکر ۱۲

میں ایسے ہی انجام کے سوا اور کیا نصیب ہوگا لیکن اللہ جل شانہ کی فضل
وعنایت سے اگر صفات سبوحی و قدوسی کے جانب، تم مائل ہوئے تو اسی
نوع کی صفائی اور نزاہت نصیب ہوگی۔

ہر شخص کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ جتنا زیادہ کہ میں
خود اپنے تئیں جانتا ہوں دوسرا مجھے نہیں جان سکتا۔ ذرا ہم سوچیں تو سہی
کہ کیا جمع پونجی ہمارے پاس ہے۔ سودائے خام کی کونسی دیگ ہم پکا
رہے ہیں۔ کہیں وہم وخیال سے تو ہم عشق بازی نہیں کر رہے ہیں۔
بیت اللہ ہمارا مقر دنا وہ ہے لیکن کہیں ہم نے گھورے پر تو مسجد
نہیں بنائی۔ کہیں کھاری زمین میں تو ہم نے بیج نہیں ڈالے۔ یہ سب سوچنے
اور نفس سے محاسبہ کرنے کے باتیں ہیں۔ توقع ہے کہ نفس کو پاک تر اور
دل کو جو متوجہ بخدا ہوا ہے اپنے آپ سے نزدیکتر رکھو گے۔ خدا کرے
تمہیں وہ قربت نصیب ہو کہ فرمایا انا من اھوی ومن اھوی انا (یعنے معشوق
وعاشق دونوں بس ایک ہی ہیں) تمہاری زبان سے نکلنے لگے۔

مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کس خیال میں ہو اپنے متعلق کس گمان
وخوش فہمی میں مبتلا ہوا اور کس شے پر قرار ملا ہے تمہیں اس کی کوئی
فکر ہی نہیں کہ کہیں یہ خوش فہمیاں مکر تو نہ ہوں۔

صاحب بصیرت۔ روشن دل اور دیدہ ور ہی لوگ جانتے ہیں کہ
قل انما انا بشر مثلکم (میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں) میں
کون سی حقیقت پنہاں ہے۔ امتیاز کی صورتیں اور ہوتی ہیں اور
اشتراک کے کچھ اور۔ شیخ فریدالدینؒ کچھ اور ہی تھے اور دوسرے صوفیہ
کچھ اور۔ ایک صورت ہے کہ ظاہر میں نظر آتی ہے اور وہی باطن میں

کچھ اور ہوتا ہے۔ تمام انسانی شکلیں ایک ہی سے دکھائی دیتی ہیں
ہزار آدمی آدمی ایک سا نہیں ہوتا۔ باطنی شکلیں بہت مختلف ہوتی ہیں۔ بہرحال
یہ یاد رکھئے کہ پیر کا دل مرید کے دل کا آئینہ ہوتا ہے اور مرید کا دل پیر
کے دل کا آئینہ۔ پیر اپنے دل میں مرید کو دیکھتا ہے۔ چنانچہ ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ (جن لوگوں نے تم سے بیعت
کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی) بھی اسی بھید کا ایک شوشہ ہے
توجہ باطنی کے لئے اس ظاہری صورت کا سامنے موجود رہنا ضروری
نہیں ہے۔ تم ہی دیکھو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ
کئے ہوئے کتنی صدیاں گذر گئیں۔ اب ہمہ کیا کیا کام ہو گئے اور وجود
کے اس بار کو کس منزل تک پہنچا کر اتارا گیا۔ آستانہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم سا آستانہ کم نبیوں کو نصیب ہوا ہوگا۔ یعنی آپ کی
اتباع کے فضل و شرف نے کہاں سے کہاں تک امت کو پہنچا دیا۔ پھر
مہمان کریم کی خاطر اس کے طفیلیوں کو بھی درجہ اختصاص بخشا گیا ہے
طفیلی ایسے نہیں تھے جو کھانے پینے میں نسبت اشتراک رکھتے ہیں بلکہ
وہ جو اس کے بتائے ہوئے شرع شریف کا اتباع کرتے اور جس مہمان
کریم کے ساتھ ہیں اس کے قدم بقدم چلتے اور اس قدم مقدس کی اتباع
سے اپنا نصیب حاصل کرتے اور حظ اٹھاتے تھے۔ حضرت خاتم الانبیاء
(صلعم) کے ان پیروؤں کو بھی اسی طرح قیاس کرنا چاہئے اب خود تم
ہی سوچ کر دیکھ گلستان فریدی سے تم نے کون سے پھول چنے ہیں اور اس
بوستان سے کیا نعمت حاصل کی ہے۔ اہل چشت کے اس باغ سے
جس کسی نے پھل کھائے اتباع کرنے ہی کھائے۔ ہم نے بس

یہ اک گُر بنا دیا لیکن نہیں جانتے کہ کون خوش نصیب اس سے فائدہ حاصل کرتا اور ان بزرگوں کی اقتدا سے پھل اور پھول چنتا ہے۔

اے برادر اس عمر کو عزیز سمجھو۔ خوار مت سمجھو اور جو کچھ کر سکتے ہو اس میں کر گذرو جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا اور ہلاکت کے غار میں گرا۔ یہ معرفت کا گُر ان بزرگوں سے سیکھو اس بارے میں سب کے تعلیم ایک اور سب یک کلمہ اور یک زبان ہیں۔ ہماری تمہاری کیا حقیقت۔ واللہ اگر وجدان یار نہیں تو طلب کرنے میں کیا نقصان ہے۔ کیوں نہیں طلب میں عمر گذار دیتے۔ اگر معرکہ میں مردوں کی طرح جولانگری میسّر نہیں تو مردوں کی صورت بنا کر نعرہ مارنے میں کیا ہرج ہے۔ اگر حقیقت وصال نہیں نصیب تو اس کی تمنا ہی میں عمر بسر کرنا کیا بُرا ہے۔ اگر اچھی طرح سمجھو تو معلوم ہوگا کہ درماں وجود مقصود سے خوش تر درد طلب ہے جو اس میں مزا ہے وہ کسی میں نہیں ہمارے سرور ہمارے پیشوا و مقتدا حضرت فریدالدین مسعود نوراللہ مرقدہ و قدس اللہ روحہ جس سے خوش ہوتے یہ دعا دیتے کہ خدائے عزوجل اپنا درد تجھے عطا کرے والسلام

فائدہ (۳۱)

محبت الٰہی و اتباع نبوی (صلعم) کے بیان میں

ذوق آمیز کلمات تحریر میں نہیں آ سکتے مگر خیر کچھ لکھتا ہوں۔ اللہ جل شانہٗ

ماخوذ از مکتوب نمبر (۶۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب بعض مریدان چندیری چترہ وایرج۔

تقدس و تعالیٰ نئی نئی عجیب شکلیں خلق فرما سکتا ہے **کل یوم ھو فی شان** چنانچہ **یحبھم و یحبونہ** (وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ بھی اسے چاہتے ہیں) اسی کے فرمودہ ذوق آمیز کلمات ہیں اور جدھر اشارہ کر رہے ہیں وہ میرے نزدیک ایسے معانی ہیں جو متعین ہیں گو ایک مولوی مرد فقیہ ان کلمات مبارک کی طرح طرح کی تاویلیں کرتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان دو لفظوں سے اس فیض سبوحی و قدوسی کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ **انا حاسب** (میں حساب لینے والا ہوں) دیکھتا ہوں کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اور مجھ سے جو محبت کرے گا میں بھی اس سے محبت کروں گا۔ محبت کا مقدمہ آشنائی و شناسائی ہے پہلے معرفت ہوتی ہے پھر محبت کی جاتی ہے۔ معرفت بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب جمیلوں کا جمیل اور کل جمالوں کا جمال اور تمام حسن و خوبی کا مخزن ہے۔ اسی خزانہ جمال سے انوار اور حسن کے شعاعیں لمعہ افگن ہوتی ہیں کہ ع الأذن تعشق قبل العین احیانا۔ یعنی کبھی آنکھ سے قبل کان مبتلائے عشق ہوتے ہیں

؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

پھر جب اس طرح ایک گونہ شناسائی ہوگئی تو قدم آگے بڑھتا ہے اور توجہ قائم رکھنے اور یاد کرنے سے عالم محبت سے بھی کچھ حصہ نصیب ہونے لگتا ہے اور اس ہمہ جمال اور ہمہ کمال کے لئے ایک ٹیس سی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اہل محبت کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے اس کے دل میں بھی محبت کا بیج بو دیا جاتا ہے پھر یہ بیج اللہ جل شانہ کی قدرت بالغہ اور حکمت عالیہ کی آبیتوں اور

نشانیوں پر نگاہ قائم رکھنے سے نشو ونما حاصل کرتا اور درخت بننا شروع ہوتا ہے۔ اُس کی شان دیکھ کر ادھر خیال جاتا ہے کہ جس ذات میں یہ سب کچھ پیدا کرنے کی قدرت و حکمت ہے اس میں کیا کیا کمال اور کیا کیا جمال ہوں گے۔ اس طرح خیال دوسری طرف منتقل ہوتا ہے اور اس معرفت سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے لیکن ہمیں جو مطلوب ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اس جہاں کی نیکیوں اور بدیوں کسی کی پروانہ کرے نہ کسی سے خوف کھائے اور نہ ہیبت بلکہ انہیں دیکھ کر اس کی طلب میں اور اضافہ ہو اور اس کی روش میں مزید ترقی ہوتی جائے۔ ممکن ہے کہ ایک ایسی حالت اس پر گذرے کہ کبھی وہ اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتا ہو کہ اے سفلی۔ ظلماتی اور اے فانی و زمانی تجھے اس حضرت عزت و جلال سے کیا نسبت۔ بے ادب شوخ و بے شرم ایسی بڑھ بڑھ کر خیالی پلاؤ پکا رہا ہے۔ استغفر اللہ اس سے باز آ اور سو بار توبہ کر کہاں مٹی کا ڈھیر اور کہاں رب العالمین۔ کہاں تو اک کیچڑ کا لوندا اور کہاں وہ سب عالموں کا پالنہار اور اس کی باتیں اور پھر ہر طرح پہ عقل و ہوش درست کرنے کی کوشش کرتا ہو کہ اس حضرہ سے باز رہے مگر اے رب تیری ہی قسم بیچارہ مسکین جو کہ پہلے طلب و عشق و محبت میں اس طرح مبتلا تھا گو اس کا دوسرا حال اب یہ نظر آرہا ہے کہ نماز تلاوت و کسب و کار میں مشغول ہے اور بظاہر طلب سے غافل اور خود بیں ہو گیا ہے یہ سب کچھ ہے مگر باوجود اس کے جب کبھی یک بیک اس کی نظر دل پر پڑتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اندر سے پی کہاں کی آواز آرہی ہے اور باوجود ان سب ظاہری مشاغل کے طلب ہو کر رہا ہے گویا

ہی کو کر رہا ہے اور جستجو اگر ہے تو بس اُسی کی ہے ؎

دل رازِ عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ　　ایں بُت پرست کہنہ مسلماں نمی شود

فقیہ طعنے مارتے ہیں اور واعظ و محدث نصیحت کرتے ہیں۔ مفسر اپنی جگہ دوسرا ہی سودا پکاتے ہیں۔ یہ سب اس کی جان کے دشمن اور اس مسکین و بیچارہ کے پیچھے پڑے ہیں مگر با ایں ہمہ یہ شیفتہ آشفتہ زلف و خال یار کا گرفتار پوری امید و جسارت کے ساتھ فریاد کر رہا ہے ؎

جز یاد دوست ہر چہ بری عمر ضائع است　　جز سر عشق ہر چہ بجوی بطالت است

علمی کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

کہتا ہے کہ اگر یہ سب دردِ دوستی باقی رہے تو دوزخ کی بھی پروا نہیں۔ رقص کرتا ہوا جاؤں گا اور اگر بہشت میں لے جائیں گے تو بغیر دوست کے وہاں نہ جاؤں گا۔ ع گر بے تو بود جنت بر کنگرہ ننشینم۔ ثوبان کی حکایت کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں کیسی محبت تھی مشہور ہے۔ اب اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ تم کس کام میں ہو۔ کیا کھاری زمین پر کاشت کر رہے ہو یا آب جاری پر نقش بنا رہے ہو۔ یاد رکھو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ شاہد بازی اور پارسائی دونوں میل نہیں کھا سکتیں

اے دوست اے برادر۔ اے یار اگر عشق نہ ہوتا تو سبزہ نہ اُگتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کوئی جانور اپنے بچہ کو نہ پالتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو آسمان کبھی گردش نہ کرتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کسی کو بھی اللہ جل شانہ جہاں میں پیدا نہ کرتا کیا تم نے فاحببت ان اعرف کی حدیث قدسی نہیں پڑھی اگر تمہیں اپنے دل میں اپنی ذات کی طرف سے کچھ گمان ہے تو یہ صرف ہوس ہے

اور تمنا اس کے ساتھ ضم ہو گئی ہے ؎ علم و عمل و زہد و تمنا و ہوس ؛
یہ جملہ رہ است خواجہ منزل پنداشت ؛ اس نوے سال کے بڈھے سے پوچھو
کہ کیا حال ہے ۔ ہر شب ہر روز کوئی نہ کوئی زحمت و تکلیف ساتھ لگی رہتی ہے
اور تمام رات قیام میں اور دن صیام میں گذر جاتا ہے ۔ میں نے جو اس کا ایک نشان
بتایا تھا تم کیسے اس نشان کے پتے سے اس کا پتہ لگا سکتے ہو کیا اس کی وقت
"لی مع اللہ" میں کوئی خطرہ گذر کر سکتا ہے ۔ لا واللہ ہرگز نہیں ۔ نیکی کے دروازے
وا ہیں فیض جاری ہے جو کوئی کام کریگا نیک مرد اور نیکوکار ہوگا ۔ طالبان
حق کا کام راہ سلوک اختیار کرنا ہے جب تک اس راستہ پر نہ چلیں گے وصول
میسر نہ ہوگا ۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ پس جس کسی کو محبوب بننے کا شوق ہے چاہیے
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے گویا کہ آپ (صلعم)
یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس راہ سے میں نے سلوک طے کیا اور منزل پر پہنچا ہوں
جو کوئی اسی راہ پر چلیگا میرے مقر و مستقر پر میرا ہمزانو اور ہمقدم ہوگا تم کہو گے
کہ رسول اللہ صلعم کے برابر کون ہو سکتا ہے ۔ یہ صحیح ہے لیکن حضور جس مے محبت
الٰہی کے دریا پی گئے تھے اسی کا ایک قطرہ تمہارے حلق میں بھی ٹپکایا جائیگا ۔ پھر
تابع و متبوع سابق و مسبوق کا فرق سب جانتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے لیکن
سب ایک ہی ڈگر کے چلنے والے ہوتے ہیں ۔ یہ شرف کیا کم ہے ۔ اپنے وقت کو
درد و داد سے منور رکھو عقل نہیں کہتی کہ اس میں دنیا و آخرت کا کوئی بھی
نقصان ہے ؎

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی ۔
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

فائدہ (۳۲)

تزکیہ و مخالفت نفس و توجہ تام کے بیان میں

معلوم ہو کہ طلب حق میں کوئی کسب مانع نہیں ہے جس کام میں چاہو رہو۔ اگر یہ دو چیزیں تمہارے پاس ہیں یعنی پاکی نفس اور توجہ تام تو سب کچھ ہے توجہ تام سے مراد ہے یاد خدا میں دل کو لگائے رکھنا ہمیشہ اس کی یاد میں رہو اور اسی طرف دل کو متوجہ رکھو اور تمام کاموں میں پیر کی پیروی مقدم سمجھو اور اس توفیق کے لئے بھی پیر سے مدد مانگتے رہو۔ کسی کام میں سستی نہ کرنا۔ کسی واقعہ سے دل کو متعلق کر لینا مقصود سے پیچھے رہ جانا ہے ہمارا مطلوب اتنا بلند مرتبہ ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا جب تک کہ بندہ خدا عزوجل کے ساتھ ایک نہ ہو جائے۔ یعنی سوائے خدا کے نہ کچھ دیکھے اور نہ جانے اور نہ پہچانے اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کوئی چیز ہوا جو عورت کہ مردوں کے سے کام کرے وہ گو عورت کی صورت ہے مگر دراصل مرد ہے اور جو مرد عورتوں کے سے کام کرے یعنی ہوا پرست ہو تو وہ گو مرد کی صورت ہے مگر دراصل عورت ہے توقع ہے کہ آں برادر ہمیشہ عبادت الٰہی میں وقت صرف کرتے رہیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں گے اور ان کے حق ادا کرتے رہیں گے جیسا کہ حق ہے۔ اس جہاں سے سوائے نیک عمل لے جانے کے اور کسی صورت سے کام نہیں بنے گا۔

ماخوذ از مکتوبات نمبر (۶۳-۶۴-۶۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب قاضی برہان الدین مولانا اسلیمان و میر چندہ۔ مکتوب (۶۲) کا مضمون فائدہ (۳۱) میں آگیا ہے۔ ۱۲

فائدہ[1] (۳۳)

نبوت اور ولایت کے بیانمیں

مقام ولایت سے مراد ہے قرب حق و معرفت خدائے عزوجل و اطلاع بر حقائق یہ اطلاع ایسی ہونی چاہیئے کہ جو غایتوں کے غایت اور منتہی تک پہنچتی ہو انبیاء علیہم السلام کو بارگاہ خداوندی سے پہلے یہی مرتبہ ملا ہے یعنی اولیاء میں سے جن پر عنایت بے غایت ہوئی اور مقصود ہوا کہ ان سے دعوت خلق کا کام لیا جائے تو انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا اور یہ کام ان سے لیا۔ اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ مقام ولایت کی انتہا مقام نبوت کی ابتداء ہے پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اول ولایت کے درجہ پر پوری طرح بہ اقصی الغایت فائز نہ ہوا ہو۔ پہلے ولایت ملی ہے اس کے بعد نبوت کی دولت نصیب میں آئی ہے بعض اس امت کے صوفی جن میں ولولہ محبت و شوق از حد غالب ہے بعض اولیائے امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض انبیائے سابقین پر دو وجہوں میں پڑ کر فضیلت دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ اصل ولایت یہ ہے کہ قرب خداوندی اور معرفت الٰہی حاصل ہو اور حقائق پر پوری پوری اطلاع ہو اور نبوت وہ کام ہے جو خلق خدا سے متعلق ہے جس کے لئے خدا نے اپنے بندوں کے پاس اس نبی کو بھیجا ہے اس وجہ سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ ولی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ولایت ایک ایسا رکن ہے کہ نبوت کی بنا اسی پر قائم ہے۔ اس سے عوام کو یہ خیال ہوا کہ ان بزرگوں نے ولی کو نبی پر ترجیح و تفضیل دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ طالبان علم علی العموم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس نے

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۶۶) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب حضرت مسعود بیگ قدس سرہ۔ مطبوعہ نسخہ میں مکتوب بھی طبع ہوا ہے جو حضرت مسعود بیگ نے اس نقد کے جواب میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یا خلاصہ فوائد رضا سے متعلق نہ تھا اس لئے ترک انداز کیا گیا ۱۲

جناب باری تعالیٰ کے تنبا نوے نام تحقیق کے ساتھ پڑھے وہ یہ دیکھتا ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ضمناً تو ثابت ہوتی ہیں۔ مگر اصلاً نہیں۔ مثلاً آل نبی پر صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا اور درود بھیجنا محض ضمناً ہے اور بالاصل ثابت نہیں ہے۔ نبی پر درود وسلام بھیجتے وقت آل کو بھی ضمناً جب درمیان میں لے آئیں تو مضائقہ نہیں۔ نیز صوفیان متالہہ یعنی جن پر ولولہ ودیوانگی عشق غالب ہے کہتے ہیں کہ امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعضوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروی میں وہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ انبیائے سابق کو نصیب تھی چنانچہ یہی حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں داخل ہونے کی خواہش کی تھی یہ غلبہ عشق کا کلمہ ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ میں نبوت پر ولایت کو فضیلت دیتا ہوں تو اس کے سامنے میرا یہ قول پیش کر دیا جائے۔

نوٹ :- اس مکتوب میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز نے پہلے اہل تصوف کا عقیدہ صحیحہ بیان فرمایا اس کے بعد صوفیان متالہہ کے جنس خیالات بیان کئے اور ان کی طرف سے معذرت فرمائی کہ ان کا قول اصل وحقیقت رکھتی نہیں بلکہ ضمنی اور والہانہ ہے یعنی اتباع رسول میں ایک والہانہ ضمنی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو حقیقتاً نہ اصل شے ہوتی ہے اور نہ کوئی مذہبی عقیدہ بلکہ ایک کیفیت ہوتی ہے چنانچہ اس ولولہ شوق ومحبت میں بعض شطحیات ان کی زبان سے نکل جاتے ہیں جو کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتے۔

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD

تمت

سہ یعنی صفات اک ضمنی شے ہے لامین ولایہ مسلمہ ہے اور ذات ایک اصلی حقیقی شے ہے جو اصلی ضمنی دونوں اشیا باہم وابستہ ہو تو دونوں الگ الگ نہیں کر سکتے وہ شے یہ کہ ضمناً ولایہ کہ اصلاً انبیا ہے ۱۲

به اہتمام و انتظام معتمد کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

حافظ محمد حامد صدیقی چشتی قادری
لکچرار عثمانیہ کالج گلبرگہ شریف
معتمد اعزازی مدارس و کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

شائع کردہ

ملنے کا پتہ
معتمد اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت (۱۲ر)